

سُنَنِ ابْنِ مَاجَهَ (مُتَرَجِم)

جلد دوم

أبواب إقامة الصلوات - أبواب الصيام

أحاديث: 803 - 1782

امام ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ شاہ

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاهر زبیر علی زئی

دار السلام

جلد دوم
سُنن ابن ماجہ
(مترجم)

أبواب إقامة الصلوات — أبواب الصيام — أحاديث: 803 — 1782

باب الأول

أما ما بوعد الله محمد بن عبد الله بن قيس قال قال رسول الله

باب الثاني

ففيما بلغ مولانا عطاء الله بن عبد الله بن محمد

باب الثالث

حافظ أبو طاهر بن أبي علي بن علي بن أبي

باب الرابع

حافظ صلاح الدين بن يوسف بن

مولانا أبو عبد الله محمد بن عبد الجبار بن عبد الله

مولانا أبو محمد محمد بن عبد الله بن عبد الله

مولانا عثمان بن منيب بن



فہرست مضامین (جلد دوم)

23	نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ	۵ أبواب اقامة الصلوات والسنة فيها
23	باب: نماز شروع کرنے کا بیان	۱- بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ
26	باب: نماز میں تہود پڑھنے کا بیان	۲- بَابُ الْاِسْتِغَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ
28	باب: نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا	۳- بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ
29	باب: نماز میں قراءت کی ابتدا کرنا	۴- بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ
31	باب: نماز فجر میں قراءت کا بیان	۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ
34	باب: جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت	۶- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
35	باب: ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت	۷- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
	باب: ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھار کوئی آیت	۸- بَابُ الْجَهْرِ بِالْآيَةِ اَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
38	آواز سے پڑھ دینا	
39	باب: نماز مغرب میں قراءت	۹- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
41	باب: نماز عشاء میں قراءت	۱۰- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ
43	باب: امام کے پیچھے (سورۃ فاتحہ) پڑھنا	۱۱- بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ
46	باب: امام کے دو سکتوں کا بیان	۱۲- بَابُ فِي سَكَنَتَيِ الْإِمَامِ
48	باب: جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو	۱۳- بَابُ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا
51	باب: بلند آواز سے آمین کہنا	۱۴- بَابُ الْجَهْرِ بِأَمِينٍ
	باب: رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت	۱۵- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ
54	ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)	مِنْ الرُّكُوعِ
60	باب: نماز میں رکوع (کرنے کا طریقہ)	۱۶- بَابُ الرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ
62	باب: رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان	۱۷- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ
63	باب: رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے؟	۱۸- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ
66	باب: سجدوں کا بیان	۱۹- بَابُ السُّجُودِ



- 70 باب: رکوع اور ہجرے کی تسبیحات کا بیان
- 72 باب: سجدوں میں اعتدال کا بیان
- 73 باب: دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ)
- باب: (نمازی) دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں)
- 75 کیا کیے
- 77 باب: تشہد کا طریقہ
- 82 باب: نبی ﷺ پر درود شریف کے پڑھنے کا بیان
- 87 باب: تشہد اور درود (کے بعد) کے اذکار
- 89 باب: تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا
- 90 باب: سلام بھرنے کا طریقہ
- 92 باب: ایک طرف سلام بھیرنا بھی درست ہے
- 93 باب: امام کو سلام کا جواب دینا
- 94 باب: امام صرف اپنے لیے دعا مانگے
- 94 باب: سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار
- 98 باب: نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟
- 100 باب: جب جماعت کھڑی ہو اور کھانا سنانے آجائے
- 101 باب: بارش والی رات میں جماعت میں شریک ہونا
- 104 باب: نمازی کا ستروہ
- 106 باب: نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ
- 107 باب: کس چیز کے گزرنے سے نماز ٹوٹی ہے؟
- 110 باب: آگے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک روکنا
- 112 باب: اگر نمازی کے سامنے کوئی چیز ہو
- 114 باب: امام سے پہلے رکوع اور ہجرہ کرنا منع ہے
- 116 باب: جو اعمال نماز میں مکروہ ہیں
- باب: جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی
- ۲۰- بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
- ۲۱- بَابُ الْإِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ
- ۲۲- بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
- ۲۳- بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
- ۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ
- ۲۵- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ
- ۲۶- بَابُ مَا يُقَالُ فِي الشَّهَادَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ
- ۲۷- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الشَّهَادَةِ
- ۲۸- بَابُ التَّسْلِيمِ
- ۲۹- بَابُ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً
- ۳۰- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ
- ۳۱- بَابُ وَلَا يَخْصُصُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالِدُّعَاءِ
- ۳۲- بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ
- ۳۳- بَابُ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۳۴- بَابُ إِذَا خَضَعَتِ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعِشَاءُ
- ۳۵- بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمُعْطِرَةِ
- ۳۶- بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي
- ۳۷- بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي
- ۳۸- بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
- ۳۹- بَابُ إِذْرَأَ مَا اسْتَطَاعَتْ
- ۴۰- بَابُ مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ
- ۴۱- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُعْبَقَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
- ۴۲- بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ
- ۴۳- بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

- ۱۱۹ امامت سے ناخوش ہوں
- ۱۲۱ باب: دو آدمی جماعت ہیں
- ۱۲۳ باب: امام کے قریب کس کا کھڑا ہونا مستحب ہے؟
- ۱۲۵ باب: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟
- ۱۲۶ باب: امام کے فرائض
- ۱۲۸ باب: امام کو چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے
- ۱۳۱ باب: کوئی خاص وجہ پیش آنے پر امام نماز کو مختصر کر سکتا ہے
- ۱۳۲ باب: صفیں سیڑھی کرنا
- ۱۳۴ باب: اگلی صف کی فضیلت
- ۱۳۶ باب: عورتوں کی صفیں
- ۱۳۷ باب: ستونوں کے درمیان صف بنا کر نماز پڑھنے کا بیان
- ۱۳۸ باب: صف کے پیچھے کیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا بیان
- ۱۳۹ باب: صف کی دائیں جانب کی فضیلت
- ۱۴۱ باب: قبلے کا بیان
- ۱۴۵ باب: مسجد میں داخل ہونے والا نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے
- ۱۴۶ باب: لمسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے
- ۱۴۸ باب: نمازی سلام کا جواب کس طرح دے
- ۱۴۹ باب: لاعلیٰ کی وجہ سے قبلہ کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنا
- ۱۵۰ باب: نماز کے دوران میں ہلنم تھوکتا
- ۱۵۲ باب: نماز کے دوران میں ننگریوں پر ہاتھ بھیرنا
- ۱۵۴ باب: چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا
- باب: گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر
- ۴۴- بَابُ الْاِثْنَيْنِ جَمَاعَةً
- ۴۵- بَابُ مَنْ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَلِيَّ الْاِمَامَ
- ۴۶- بَابُ مَنْ اَحْتَبَّ بِالْاِمَامَةِ؟
- ۴۷- بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْاِمَامِ
- ۴۸- بَابُ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ
- ۴۹- بَابُ الْاِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ اِذَا حَدَّثَ اَمْرٌ
- ۵۰- بَابُ اِقَامَةِ الصُّفُوفِ
- ۵۱- بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُتَقَدِّمِ
- ۵۲- بَابُ صُّفُوفِ النِّسَاءِ
- ۵۳- بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي الصَّفِّ
- ۵۴- بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَخَذَهُ
- ۵۵- بَابُ فَضْلِ مِثْمَنَةِ الصَّفِّ
- ۵۶- بَابُ الْقِبْلَةِ
- ۵۷- بَابُ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْجِعَ
- ۵۸- بَابُ مَنْ اَكَلَ الثَّوْمَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ
- ۵۹- بَابُ الْمُصَلِّي يَسْلَمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ
- ۶۰- بَابُ مَنْ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ
- ۶۱- بَابُ الْمُصَلِّي يَنْتَحِمُ
- ۶۲- بَابُ مَسْحِ الْحِطْيِ فِي الصَّلَاةِ
- ۶۳- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ
- ۶۴- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ

- 155 سجدہ کرنا باب: نماز میں مرد (امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) ۶۵- بَابُ التَّنْبِيحِ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيحِ لِلنِّسَاءِ
- 156 سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں باب: جوئے پہن کر نماز پڑھنا ۶۶- بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعَالِ
- 157 باب: نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سیننا ۶۷- بَابُ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثُّوبِ فِي الصَّلَاةِ
- 158 باب: نماز میں خشوع کا ہونا ۶۸- بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ
- 162 باب: ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا ۶۹- بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثُّوبِ الْوَاحِدِ
- 164 قرآن مجید کے مجہدوں کا بیان باب: قرآن مجید کے مجہدوں کی تعداد ۷۰- بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ
- 167 باب: نماز کی کامل ادائیگی کا بیان ۷۱- [بَابُ] عَدَدِ سُجُودِ الْقُرْآنِ
- 170 باب: سفر میں نماز قصر ادا کرنا ۷۲- بَابُ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ
- 174 باب: سفر میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا ۷۳- بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ
- 178 باب: سفر کے دوران میں نفل نماز ۷۴- بَابُ الْجُمُعَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ
- 179 باب: جب مسافر کسی شہر میں ٹھہر جائے تو کتنا عرصہ نماز قصر ادا کرے ۷۵- بَابُ الطَّوُّعِ فِي السَّفَرِ
- 180 باب: نماز چھوڑنے والے کا حکم ۷۶- بَابُ كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ الْمُسَافِرُ إِذَا أَقَامَ يَنْتَدِي
- 183 باب: جمعہ کی فرضیت کا بیان ۷۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ
- 185 باب: جمعہ کے دن کے فضائل ۷۸- بَابُ فِي فَرْضِ الْجُمُعَةِ
- 188 باب: جمعہ کے دن غسل کرنا ۷۹- بَابُ فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ
- 191 باب: غسل نہ کرنے کی اجازت ۸۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
- 193 باب: جمعہ کے لیے جلدی مسجد میں پہنچنا چاہیے ۸۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
- 194 باب: جمعہ کے دن اچھا لباس پہننے کا بیان ۸۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهَجُّرِ إِلَى الْجُمُعَةِ
- 196 باب: جمعہ کا وقت ۸۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّيْتَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
- 199 باب: جمعہ کے خطبے کا بیان ۸۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ
- 201 باب: خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سنا چاہیے ۸۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
- 204 باب: خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سنا چاہیے ۸۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا

- ۸۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ : باب: اگر کوئی خطبے کے دوران میں مسجد میں پہنچے تو کیا کرے 206
- ۸۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخْطِي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ : باب: جمعے کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کی ممانعت کا بیان 207
- ۸۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نَزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ : باب: امام کے منبر سے اترنے کے بعد بات چیت کرنا 208
- ۹۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ : باب: نماز جمعہ کی قراءت کا بیان 209
- ۹۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً : باب: جس کو جمعے کی ایک رکعت ملے 211
- ۹۲- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَتَيْنَ تَوَاتَى الْجُمُعَةَ : باب: کتنی دور سے جمعے کے لیے آنا ضروری ہے 212
- ۹۳- بَابُ فِيْمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ : باب: بلا عذر جمعہ چھوڑنا گناہ ہے 212
- ۹۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ : باب: جمعے سے پہلے نماز (سنت) کا بیان 214
- ۹۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ : باب: جمعے کے بعد (سنت) نماز کا بیان 215
- ۹۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلْسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَالْإِخْتِيَاءِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ : باب: جمعے کے دن نماز سے پہلے (مسجد میں) حلقے بنا کر بیٹھے اور خطبے کے دوران میں گوت مارنے کی ممانعت (کا بیان) 216
- ۹۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ : باب: جمعے کی اذان کا بیان 217
- ۹۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِئْذَانِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ : باب: خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے 218
- ۹۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ : باب: جمعے کے دن میں وہ خاص وقت جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہوتی ہے 219
- ۱۰۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ الشُّنَّةِ : باب: بارہ رکعت سنت مؤکدہ کا بیان 221
- ۱۰۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ : باب: فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان 223
- ۱۰۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يَفْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ : باب: فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان 224
- ۱۰۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ : باب: اقامت ہو جانے کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں 226



- ۱۰۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَاتَتْهُ الرُّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَتَى يَفْضِيهِمَا
باب: جس کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں وہ کب پڑھے؟
- 228
۱۰۵- بَابُ فِي الْأَرْبَعِ الرُّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ
باب: ظہر سے پہلے چار سنتیں
- 229
۱۰۶- بَابُ مَنْ قَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ
باب: ظہر کی پہلی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟
- 230
۱۰۷- بَابُ فِيمَنْ قَاتَتْهُ الرُّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ
باب: ظہر کی بعد والی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟
- 231
۱۰۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا
باب: ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت (سنت) پڑھنے کا بیان
- 232
۱۰۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ
باب: دن کے وقت کون سی نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے؟
- 233
۱۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ
باب: مغرب کے فرضوں سے پہلے دو سنتوں کا بیان
- 235
۱۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ
باب: مغرب کے بعد دو سنتیں پڑھنے کا بیان
- 236
۱۱۲- بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ
باب: مغرب کے بعد والی سنتوں میں قراءت کا بیان
- 237
۱۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّنَّتِ الرُّكْعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ
باب: مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کا بیان
- 238
۱۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ
باب: نماز وتر کا بیان
- 238
۱۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الْوُثْرِ
باب: نماز وتر میں تلاوت کا بیان
- 240
۱۱۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ بِرُكْعَةٍ
باب: ایک رکعت وتر پڑھنا درست ہے
- 242
۱۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوُثْرِ
باب: (نماز) وتر میں دعائے قنوت کا بیان
- 244
۱۱۸- بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَرَوُّعَ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ
باب: قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا بیان
- 246
۱۱۹- بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَنَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ
باب: ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ بھیرنا
- 247
۱۲۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ
باب: دعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور رکوع کے بعد بھی
- 248
۱۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ آخِرَ اللَّيْلِ
باب: رات کے آخری میں وتر پڑھنا
- 249
۱۲۲- بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ وَثْرٍ أَوْ نَسِيَهُ
باب: اگر نیند یا بھول کی وجہ سے وتر رہ جائیں تو کیا کرے؟
- 251

- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ باب: تین پانچ سات اور نو وتر پڑھنے کا بیان
وَسَنِعٍ وَتَسْنِيعٍ
- 252
- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ فِي السَّعْرِ باب: سفر میں نماز وتر کا بیان
- 254
- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُثْرِ جَالِسًا باب: وڑوں کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھنے کا بیان
- 255
- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّجُوعِ بَعْدَ الْوُثْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ باب: وڑ اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا بیان
- 256
- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ باب: سواری پر وتر پڑھنے کا بیان
- 257
- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ باب: شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان
- 258
- ۱۲- بَابُ السُّهُوِّ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں بھول واقع ہو جانے کا بیان
- 259
- ۱۳- بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاهٍ باب: بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنے کا بیان
- 260
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ سَاهِيًا باب: دو رکعت کے بعد بھول کر (تشیہ پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو تو کیا کرے؟
- 261
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ باب: نماز میں شک ہو جائے تو یقین پر اعتماد کیا جائے
- 263
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ باب: نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا
- 264
- ۱۳- بَابُ فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ سَاهِيًا باب: دو یا تین رکعت پڑھ کر بھولے سلام پھیر دینا؟
- 265
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السُّهُوِّ قَبْلَ السَّلَامِ باب: سلام سے پہلے سجدہ سو کرنے کا بیان
- 268
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ باب: سلام کے بعد سجدہ سو
- 269
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ باب: نماز پر بنا کرنے کا بیان
- 270
- ۱۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَخَذَتْ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يُنْصَرَفُ باب: جس کا نماز کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے وہ
- 271
- ۱۳۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمُعْرِضِ باب: بیمار آدمی کی نماز
- 272
- ۱۴۰- بَابُ فِي صَلَاةِ النَّائِلَةِ قَاعِدًا باب: بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا
- 273
- ۱۴۱- بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر

- 275 نماز پڑھنے والے سے آدھا ہوتا ہے
- 276 ۱۴۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ
- 276 ۱۴۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
- 283 خَلَفَ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِهِ
- 283 ۱۴۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِتْمَانِ الْجُمُعَةِ لِلْيَوْمِ بِهِ
- 284 کی جائے
- 287 ۱۴۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُتُوبِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ
- 287 ۱۴۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ
- 289 کا بیان
- 291 ۱۴۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ
- 293 ۱۴۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ
- 293 ۱۴۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ
- 296 فِي كُلِّ وَفْتٍ
- 296 ۱۵۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا إِذَا أَحْزَوْا الصَّلَاةَ عَنْ وَفْتِهَا
- 297 کرنا چاہیے
- 298 ۱۵۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ
- 302 ۱۵۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُشُوفِ
- 306 ۱۵۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِغْنَاءِ
- 309 ۱۵۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِغْنَاءِ
- 313 ۱۵۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
- 316 ۱۵۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَيْفِ الْإِتْمَانِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
- 317 ۱۵۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
- 318 ۱۵۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ
- 321 ۱۵۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي انْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ
- 321 ۱۶۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا

- ۱۶۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئْنَا باب: عید گاہ کو پیدل جانا 323
- ۱۶۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ طَرِيقِ وَالرَّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ باب: عید کے دن ایک راستے سے عید گاہ جا کر دوسرے راستے سے واپس آنا 324
- ۱۶۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْلِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن دف بجانا 326
- ۱۶۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَزْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن برتھی لے جانا 328
- ۱۶۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ باب: عیدین میں عورتوں کا عید گاہ جانا 329
- ۱۶۶- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ باب: ایک دن میں دو عیدوں کا جمع ہو جانا 331
- ۱۶۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ باب: بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے کا بیان 333
- ۱۶۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّلَاحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ باب: عید کے دن تھپار پہننے کا بیان 334
- ۱۶۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِغْتِسَالِ فِي الْعِيدَيْنِ باب: عید کے دن غسل کرنے کا بیان 334
- ۱۷۰- بَابُ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب: نماز عیدین کا وقت 335
- ۱۷۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكَعَتَيْنِ باب: رات کی نماز دو رکعت ادا کرنا 336
- ۱۷۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى باب: رات اور دن میں (نفل) نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنے کا بیان 338
- ۱۷۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ باب: ماہ رمضان کے قیام یعنی نماز تراویح کا بیان 340
- ۱۷۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ باب: رات کا قیام (نماز تہجد) 342
- ۱۷۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَيْقَظَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ باب: رات کو اپنے گھر والوں کو (تہجد کے لیے) جگانا 346
- ۱۷۶- بَابُ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ باب: خوبصورت آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا 348
- ۱۷۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ باب: جو شخص نیند کی وجہ سے رات کو معمول کی تلاوت یا اذکار نہ کر سکے وہ کیا کرے؟ 352
- ۱۷۸- بَابُ فِي كَيْفِ يَسْتَعْتَبُ يُخْتَمُ الْقُرْآنُ باب: کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے 353
- ۱۷۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ باب: تہجد میں تلاوت کے مسائل 357
- ۱۸۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ باب: جب آدمی رات کو قیام کے لیے جاگے تو دعا مانگنا (مسنون ہے) 360



- ۱۸۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَيْفِ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ باب: رات کو کتنی رکعت پڑھیں 365
- ۱۸۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ باب: رات کی کوئی گھڑی زیادہ فضیلت والی ہے؟ 369
- ۱۸۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يُرْجَى أَنْ يُكْفَى مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ باب: تہجد رہ جائے تو کون سے عمل سے اس کی سلامتی کی امید کی جاسکتی ہے 372
- ۱۸۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ باب: جب نمازی کو اگھڑ آنے لگے تو کیا کرے 373
- ۱۸۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ باب: مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل) نماز 375
- ۱۸۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي النِّيتِ باب: نفل نماز گھر میں ادا کرنا 376
- ۱۸۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى باب: نماز صبحی کا بیان 378
- ۱۸۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ باب: نماز استخارہ کا بیان 380
- ۱۸۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ باب: نماز حاجت کا بیان 382
- ۱۹۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ باب: نماز تسبیح کا بیان 384
- ۱۹۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النُّصُفِ مِنْ شَعْبَانَ باب: نصف شعبان کی رات (شب براءت) کا بیان 387
- ۱۹۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ باب: شکر کے طور پر نماز پڑھنے یا سجدہ کرنے کا بیان 390
- ۱۹۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ باب: نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں 391
- ۱۹۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ باب: پانچ نمازوں کی فرضیت اور حفاظت کا بیان 395
- وَالْمُحَافَظَةُ عَلَيْهَا
- ۱۹۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ باب: مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت 400
- الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ
- ۱۹۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ باب: بیت المقدس کی مسجد میں نماز کا بیان 402
- ۱۹۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءِ باب: مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان 404
- ۱۹۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ باب: جامع مسجد میں نماز کا ثواب 405
- ۱۹۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْعُسْبْرِ باب: سب سے پہلے منبر کیسے بنا؟ 406
- ۲۰۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ باب: نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان 410
- ۲۰۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ باب: کثرت سے سجدے کرنے کا بیان 411
- ۲۰۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ باب: بندے سے سب سے پہلا حساب نماز کا ہوگا 414

باب: جہاں فرض نماز پڑھی جائے وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان	۲۰۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ
باب: مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان	۲۰۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْطِئِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلَّى فِيهِ
باب: نماز پڑھتے وقت اگر جوتے اتارے جائیں تو	۲۰۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ تُوَضَّعُ النَّعْلُ إِذَا خَلَعْتَ فِي الصَّلَاةِ
کہاں رکھے جائیں؟	
جنارے سے متعلق احکام و مسائل	۶- أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ
باب: مریض کی عیادت کا بیان	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ
باب: بیمار کی عیادت کرنے والے کے ثواب کا بیان	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا
باب: مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرنا	۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
باب: قریب الوفاات بیمار کے پاس کیا کہا جائے؟	۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ
باب: مومن کو نزع کی سختی پر ثواب ملتا ہے	۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤَجَّرُ فِي النَّزْعِ
باب: میت کی آنکھیں بند کرنا	۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ
باب: میت کو بوسہ دینے کا بیان	۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ
باب: میت کو غسل دینے کا بیان	۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ
باب: خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا	۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا
باب: نبی ﷺ کو غسل دیے جانے کا بیان	۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ النَّبِيِّ ﷺ
باب: نبی ﷺ کے کفن کا بیان	۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفْنِ النَّبِيِّ ﷺ
باب: کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے؟	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفْنِ
باب: کفن پہنا کر میت کا آخری دیدار کرنا	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ
باب: وفات کا اعلان کرنا منع ہے	۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ
باب: جنازے کے ساتھ جانا	۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ
باب: جنازے کے آگے چلنا	۱۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ



- ۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسْلُبِ مَعَ الْجَنَازَةِ باب: جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے سوگ اور اُتھی کپڑے پہننا منع ہے 450
- ۱۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُسَبِّحُ بِتَارِ باب: جب جنازہ تیار ہو جائے تو (نماز جنازہ کی ادا کی اور دفن میں) دیر نہ کی جائے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے 451
- ۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ باب: جس کا جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے 452
- ۲۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنَاقُطِ عَلَى الْمَيِّتِ باب: فوت ہونے والے کی تعریف 455
- ۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَتَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ باب: جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟ 456
- ۲۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: نماز جنازہ میں قراءت کا بیان 457
- ۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: نماز جنازہ کی دعائیں 458
- ۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا باب: نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنے کا بیان 463
- ۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ كَبَّرَ حَمْسًا باب: نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہنا 464
- ۲۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ باب: بچے کی نماز جنازہ کا بیان 465
- ۲۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ باب: رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے 467
- ۲۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ باب: شہداء کے جنازے اور تدفین کا بیان 469
- ۲۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ باب: نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا 471
- ۳۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ باب: ان اوقات کا بیان جن میں میت کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اور اسے دفن نہیں کیا جاتا 473
- ۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَهْلِ الْقَبِيلَةِ باب: اہل قبیلہ کی نماز جنازہ ادا کرنا 475
- ۳۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ باب: قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان 478
- ۳۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ باب: حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان 482
- ۳۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ باب: نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک

- وَمَنْ انْتَظَرَ دَفْنَهَا ۴۸۵ نمبرنے والے کا ثواب
- ۳۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَيَاقِ لِلْمَجَنَّازَةِ ۴۸۶ باب: جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا
- ۳۶- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ ۴۸۹ باب: قبرستان میں جا کر کیا کہے؟
- ۳۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ ۴۹۱ باب: قبرستان میں بیٹھنا
- ۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرِ ۴۹۲ باب: میت کو قبر میں اتارنے کا بیان
- ۳۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِخْتَابِ اللَّحْدِ ۴۹۴ باب: بغلی قبر (لحد) بنانا مستحب ہے
- ۴۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ ۴۹۶ باب: صندوق (شق والی) قبر کا بیان
- ۴۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَضْرِ الْقَبْرِ ۴۹۸ باب: قبر کھودنا
- ۴۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ ۴۹۹ باب: قبر پر علامت رکھنے کا بیان
- ۴۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ ۵۰۰ باب: قبروں پر عمارت بنانے، انھیں پختہ کرنے اور ان پر لکھنے (یا کتبہ لگانے) کی ممانعت کا بیان
- ۴۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَثْرِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ ۵۰۱ باب: قبر پر پتھروں سے مٹی ڈالنے کا بیان
- ۴۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُسِيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا ۵۰۱ باب: قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان
- ۴۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْعِ الثَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ ۵۰۳ باب: قبرستان میں جو تے اتار کر چلنا چاہیے
- ۴۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۵۰۴ باب: قبروں کی زیارت کا بیان
- ۴۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ ۵۰۶ باب: مشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا
- ۴۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ ۵۰۸ باب: عورتوں کے لیے قبروں کی (بکثرت) زیارت کرنا منع ہے
- ۵۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ ۵۱۰ باب: عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان
- ۵۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النِّسَاءِ ۵۱۱ باب: نوحہ اور مین کرنے کی ممانعت
- ۵۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ ضَرْبِ الْخُدُودِ ۵۱۴ باب: (مصیبت کے وقت) چہرے پر طمانچہ مارنا اور گریبان چاک کرنا منع ہے
- ۵۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۵۱۶ باب: میت پر رونے کا بیان
- ۵۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نَبِيعَ عَلَيْهِ ۵۲۱ باب: نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

- 524 باب: مصیبت پر صبر کرنے کا بیان
- 528 باب: مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان
- باب: جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان
- 530
- 532 باب: ناتمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کا ثواب
- 534 باب: میت والوں کے ہاں کھانا بھیجنے کا بیان
- باب: میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت کا بیان
- 535
- 536 باب: پردیس میں موت کا بیان
- 537 باب: بیماری میں وفات کا بیان
- 538 باب: مردے کی ہڈیاں توڑنا منع ہے
- 539 باب: رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کا بیان
- 550 باب: رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے فن کا بیان
- 558 - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ
- 559 - بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يَتَعَثُّ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ
- 60 - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَضَنْعَةِ الطَّعَامِ
- 61 - بَابُ مَا جَاءَ فِيَمَنْ مَاتَ غَرِيْبًا
- 62 - بَابُ مَا جَاءَ فِيَمَنْ مَاتَ مَرِيضًا
- 63 - بَابُ فِي النَّهْيِ عَنْ كَثْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ
- 64 - بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
- 65 - بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَذَفْنِهِ ﷺ

۷ ابواب ما جاء في الصيام

- 563 روزوں کے احکام و مسائل
- 565 باب: روزے کے فضائل
- 568 باب: ماہ رمضان کی فضیلت
- 571 باب: شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے
- باب: (کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملادینا
- 572
- 574 باب: رمضان شروع ہونے سے (ایک دن) پہلے روزہ رکھنا منع ہے سوائے اس شخص کے جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو۔
- 573
- 574 باب: چاند دیکھنے کی گواہی
- باب: چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا ختم کرو
- 577
- 1 - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّيَامِ
- 2 - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ
- 3 - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشُّكِّ
- 4 - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ
- 5 - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يُتَقَدَّمَ رَمَضَانُ بِصَوْمٍ، إِلَّا مَنْ صَامَ صَوْمًا مُوَافَقَةً
- 6 - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى رُؤْيَةِ الْهَيْلَالِ
- 7 - بَابُ مَا جَاءَ فِي «صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ»

- 578 باب: مہینہ آتیس دن کا ہوتا ہے
8- بَابُ مَا جَاءَ فِي «الشَّهْرِ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ»
- 580 باب: عید کے دو مہینے
9- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهْرَيِ الْعِيدِ
- 581 باب: سفر میں روزہ رکھنا
10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ
- 582 باب: سفر میں روزہ چھوڑنا
11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ
- 584 باب: حاملہ اور دودھ پلانے والی کا روزہ چھوڑنا
12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ
- 585 باب: رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی تقاضا
13- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ
- 586 باب: رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ
14- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ
- باب: جس نے بھول کر روزہ کھول دیا (اس کے لیے کیا حکم ہے؟)
15- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ أَفْطَرَ نَائِيًا
- 589 باب: روزے دار کو آجائے (تو کیا حکم ہے؟)
16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَبْقَى
- 590 باب: روزے میں سواک کرنا اور سرمہ لگانا
17- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ وَالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ
- 592 باب: روزے دار کا سنگلی لگوانا
18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ
- 593 باب: روزے کی حالت میں بوے کا حکم
19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ
- 595 باب: روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت
20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ
- 596 کرنے کا بیان
21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيَّهِ وَالرَّقَبِ لِلصَّائِمِ
- باب: روزے دار کے لیے غیبت اور قس گوئی (کی ممانعت) کا بیان
22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّحُورِ
- 598 باب: سحری کھانے کا بیان
23- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الشُّحُورِ
- 600 باب: سحری دیر سے کھانے کا بیان
24- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ
- 601 باب: روزہ کھولنے میں جلدی کرنا
25- بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا يَسْتَحَبُّ الْفِطْرُ
- 603 باب: روزہ کس چیز سے کھولنا مستحب ہے؟
26- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرَضِ الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، وَالْخِيَارِ فِي الصَّوْمِ
- 604 باب: روزے کی نیت رات کو کرنا اور روزہ پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار
27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ
- 604 باب: جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اگر اسے بناہت کی حالت میں صبح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
يُرِيدُ الصَّيَامَ



- ۲۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الدَّهْرِ باب: ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان 608
- ۲۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ باب: ہر مہینے تین روزے رکھنا 610
- ۳۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی ﷺ کے روزوں کا بیان 612
- ۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ باب: حضرت داود علیہ السلام کے روزوں کا بیان 613
- ۳۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ باب: حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں کا بیان 615
- ۳۳- بَابُ صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ باب: شوال کے چھ روزے 615
- ۳۴- بَابُ فِي صِيَامِ يَوْمٍ سَبَّلَ اللَّهُ باب: اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنا 616
- باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت 617
- ۳۶- بَابُ فِي التَّهْمِ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى باب: عیدین کے دن روزے رکھنے کی ممانعت 619
- ۳۷- بَابُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے دن روزہ رکھنا 620
- ۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ باب: ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا 621
- ۳۹- بَابُ صِيَامِ الْعَشْرِ باب: ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے 622
- ۴۰- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ باب: عرفے کے دن کا روزہ 624
- ۴۱- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ باب: عاشورے کا روزہ 625
- ۴۲- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ باب: سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا 629
- ۴۳- بَابُ صِيَامِ أَشْهُرِ الْحُرُمِ باب: حرمت والے مہینوں کے روزے 630
- ۴۴- بَابُ فِي الصَّوْمِ زَكَاةَ الْجَسَدِ باب: روزہ جسم کی زکاۃ ہے 633
- ۴۵- بَابُ فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا باب: روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب 633
- ۴۶- بَابُ فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ عَنْدَهُ باب: جب روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھایا جائے 634
- ۴۷- بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ باب: جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے 635
- ۴۸- بَابُ فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ باب: روزے دار کی دعا نہیں ہوتی 637
- ۴۹- بَابُ فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قِيلَ أَنْ يَخْرُجَ باب: عید الفطر کے دن نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھانے کا بیان 638
- ۵۰- بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ رَمَضَانَ قَدْ قَرِطَ فِيهِ باب: جس شخص کے ذمے کوئی ایسی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں اور وہ قضا ادا کیے بغیر

- 639 فوت ہو جائے
باب: جس شخص کے ذمے نذر کے روزے ہوں اور
5۱- بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ مِّنْ نَّذْرٍ
- 640 (تضادینے سے پہلے) اس کی وفات ہو جائے تو؟
باب: ماہ رمضان میں اسلام قبول کرنے والے کا حکم
5۲- بَابُ فِيمَنْ أَشْلَمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ
- 641 عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا
باب: مہمان اپنے میزبانوں کی اجازت کے بغیر
5۳- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا
- 642 روزہ نہ رکھے
باب: کھانا کھا کر شکر کرنے والا مہر کے ساتھ روزہ
5۴- بَابُ فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ
- 643 رکھنے والے کی طرح ہے
باب: شب قدر کا بیان
5۵- بَابُ فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّائِرِ
- 644 باب: ماہ رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت
5۶- بَابُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
- 645 باب: اعتکاف کا بیان
5۷- بَابُ فِي فَضْلِ الْعَشْرِ الْأَوَّالِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ
- 646 باب: اعتکاف شروع کر کے چھوڑ دینا اور اعتکاف
5۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ
- 647 کی تضادینا
5۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَتَّبِعُ الْإِعْتِكَافَ، وَقَضَاءِ
- 648 ایک دن یا ایک رات کا اعتکاف
6۰- بَابُ فِي إِعْتِكَافِ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ
- 649 باب: اعتکاف کرنے والا مسجد میں ایک جگہ رہے
6۱- بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَلْزَمُ مَكَانًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
- 650 مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف کرنا
6۲- بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي خِيْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ
- 651 کیا اعتکاف والا آدمی کسی بیمار کی عیادت
6۳- بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ
- 652 کر سکتا ہے یا جنازے میں شریک ہو سکتا ہے؟
باب: اعتکاف کرنے والا سر ہو سکتا ہے اور کنگھی
6۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَكِفِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَيُرْجِلُهُ
- 653 کر سکتا ہے
6۵- بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ
- 654 باب: محکم کی بوی کا مسجد میں آ کر اسے ملنا
6۶- بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ
- 655 استحاضہ کی مریض خاتون کا اعتکاف
6۷- بَابُ فِي ثَوَابِ الْإِعْتِكَافِ
- 656 باب: اعتکاف کا ثواب
6۸- بَابُ فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۵) أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (التحفة . . .)

نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ

(المعجم ۱) - بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ باب: ۱- نماز شروع کرنے کا بیان

(التحفة ۴۰)

۸۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَّافِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ غَمْرُو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ».

۸۰۳- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے: ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ ”اللہ سب سے بڑا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُولُوا وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرة: ۱۴۴) ”(اے نبی!) اپنا چہرہ مسجد حرام (احرام والی مسجد) کی طرف پھیر لیجیو اور (اے مومنو!) تم جہاں بھی ہو (نماز میں) اپنے چہرے اس کی طرف کیا کرو۔“ ② مسجد حرام سے مراد وہ مسجد ہے جس میں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اس مسجد کے اندر نماز پڑھتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا ضروری ہے کیونکہ اصل قبلہ وہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے قریب دو رکعت نماز ادا کی پھر فرمایا: ”یہ قبلہ ہے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة) باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی، حدیث: (۳۹۸) بیت اللہ سے دور نماز پڑھتے ہوئے صرف اس سمت کا اندازہ کر لینا کافی ہے کیونکہ انسان اپنی طاعت کے مطابق ہی حکم کی تعمیل کا مکلف ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا يَكُلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة هيا

(البقرة: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری عائد نہیں فرماتا۔“ ⑤ نقلی نماز سواری پر ادا کرتے ہوئے اگر چہ کسی دوسری طرف بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں نماز درست ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل نماز ادا کر لیتے تھے خواہ آپ کا چہرہ مبارک کسی طرف ہوتا اور وتر بھی سواری ہی پر پڑھ لیتے تھے البتہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری، الوتر، باب الوتر فی السفر، حدیث: ۱۰۰۰) و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، حدیث: ۷۰۰) تاہم آغاز میں سواری کا رخ قبلے کی طرف کر لیا جائے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں نبی ﷺ کے اس طرح کرنے کی صراحت ہے۔ (سنن أبی داود، صلاة السفر، حدیث: ۱۲۳۵) نماز شروع کرنے کے بعد سواری کا رخ پھر جدھر بھی ہو جائے کوئی حرج نہیں۔ ⑥ نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر بھی رفع یدین کرنا سنت ہے جیسے کہ اگلے ابواب میں بیان ہوگا۔ دیکھیے: (حدیث: ۸۵۹/۸۵۸) ⑦ کانوں تک ہاتھ اٹھانا بھی درست ہے اور کندھوں تک بھی۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ⑧ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا ”تکبیر تحریمہ“ کہلاتا ہے کیونکہ اس سے نمازی پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں اور ”تحریم“ کا مطلب پابندی لگانا ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ] ”پاکیزگی (وضو) نماز کی چابی ہے اور اس کی پابندیاں عائد کرنے والی چیز تکبیر ہے اور پابندی ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔“ (جامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الطهور، حدیث: ۳)

۸۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ] وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ”اے اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

۸۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ : حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الرَّفَاعِيُّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ صَلَاتَهُ يَقُولُ : «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ» .

فائدہ: تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے متعدد دعائیں مروی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ کبھی کوئی دعا پڑھی جائے، کبھی کوئی۔

۸۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تکبیر اور قراءت کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ ارشاد فرمائیے کہ آپ اس وقت کیا پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَايَ كَالْقُوتَبِ الْاَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلَجِ وَالْبَرْدِ“ اے اللہ! میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ کر دیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے پانی، برف اور اولوں کے ذریعے سے میرے گناہوں سے صاف کر دے۔“

۸۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، قَالَ فَقُلْتُ: يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سَكَتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَأَخْبَرَنِي مَا تَقُولُ. قَالَ: «أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَايَ كَالْقُوتَبِ الْاَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلَجِ وَالْبَرْدِ».

❦ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم کا اس قدر شوق تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتے تھے اور یہ انتظار نہیں کرتے تھے کہ خود آپ ﷺ بیان فرمائیں البتہ بعض اوقات اس خیال سے توقف کرتے تھے کہ یہ سوال رسول اللہ ﷺ کو ناگوار محسوس نہ ہو۔ اور بلا ضرورت سوال کرنے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ ② گناہوں سے فاصلہ کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور توفیق کے ساتھ گناہوں سے محفوظ رکھے اور ہم گناہوں کا ارتکاب تو درکنار ان کے قریب بھی نہ چسکیں۔ ③ گناہوں کو میل کچیل سے تشبیہ دی جاتی ہے اس لیے انتہائی صفائی کو سفید کپڑے کی صفائی سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ سفید کپڑے کو زیادہ توجہ اور اہتمام سے صاف کیا جاتا ہے کہ اگر معمولی سا بھی داغ یا دھبہ رہ گیا تو بہت برا محسوس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرمادے۔ ④ گناہ جہنم

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں تعویذ پڑھنے کا بیان

میں لے جانے کا باعث ہیں ان سے روح بے چینی محسوس کرتی ہے جس طرح جسم ظاہری گری سے بے چینی محسوس کرتا ہے۔ اس لیے گناہوں سے صفائی کے لیے زیادہ ٹھنڈی اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے کہ دل کو ٹھنڈک اور تسکین حاصل ہو جائے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ معصوم تھے لیکن اظہارِ عبودیت کے لیے اور امت کو تعلیم دینے کے لیے استغفار فرماتے تھے۔

۸۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَارِثُ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ،
عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ
إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى
جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ».

باب ۲۔ نماز میں تعویذ پڑھنے کا بیان

(المعجم ۲) - بَابُ الاسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۴۱)

۸۰۷۔ حضرت جمیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو تین بار فرماتے: [اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا] "اللہ بڑا ہے سب سے بڑا" اللہ بڑا ہے سب سے بڑا" پھر تین بار فرماتے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا] "سب تعریف اللہ ہی کی ہے" بہت زیادہ تعریف۔ سب تعریف اللہ ہی کی ہے۔ بہت زیادہ تعریف۔ "پھر تین بار کہتے: [سُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا] "میں صبح شام اللہ کی

۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ مُرَّةٍ، عَنْ عَاصِمِ الْعَنْزَرِيِّ، عَنْ ابْنِ
جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ،
قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا»
ثَلَاثًا. «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا»
ثَلَاثًا. «سُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا» ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ. «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

۸۰۶۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة، ح: ۲۴۳ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح: ۵۶ لعلته، وح: ۸۰۴ شاحده له.

۸۰۷۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ۷۶۴ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ.

تسبیح و تقدیس کرتا ہوں۔“ (اور بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے): [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے، اس کے (شرارت کے ساتھ) چھوٹنے سے، اس کی پھونک سے اور اس کے تھکانے سے۔“

حضرت عمرو (بن مرہ) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے چھوٹنے سے مراد موت کی بیماری ہے۔ اور اس کا تھکانا (خلاف شریعت) شاعری ہے، اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

قَالَ عَمْرُو: هَمْزُهُ الْمَوْتَةُ، وَنَفْثُهُ الشَّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبَرُ.

۸۰۸- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَ هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے، اس کے چھوٹنے سے، اس کی پھونک سے اور اس کے تھکانے سے۔“

۸۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَهَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ].

راوی بیان کرتے ہیں کہ: اس کے چھوٹنے سے مراد موت کی بیماری ہے، اور اس کا تھکانا شاعری ہے، اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

قَالَ: هَمْزُهُ الْمَوْتَةُ، وَنَفْثُهُ الشَّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبَرُ.

🌟 فوائد و مسائل: ① [هَمْزُ] کا مطلب ہے دوسرے کے جسم میں ہاتھ کی انگلیاں زور سے چھونا جس سے اسے تکلیف محسوس ہو۔ موت ایک بیماری ہے جو شیطان کے اثر سے ہوتی ہے اور جنوں یا مرگی کے دورے سے مشابہ ہے۔ اس میں انسان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔ دورہ ختم ہونے پر مریض پوری طرح ہوش و حواس میں آ جاتا ہے۔ ② [نَفْثُ] سے پھونک مارنے کا وہ انداز مراد ہوتا ہے جسے دم کرتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے۔ نفس شاعری، گندے گانے اور بے ہودہ اشعار شیطان کی ترغیب کا نتیجہ ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں البتہ اخلاقی اور معاشرتی خرابیاں اور نقصانات واضح ہیں اس لیے ان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔ [نَفْثُ] کا مطلب دوسرے بھی ہو سکتا ہے۔ ③ [نَفْخُ]

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام میں ہاتھ باندھنے سے متعلق احکام ومسائل

سے مراد چھوٹک مارنے کا وہ انداز ہے جیسے کسی چیز میں ہوا بھری جاتی ہے یا زور سے کسی چیز پر چھونک ماری جاتی ہے۔ دعا میں اس سے مراد غر و تکبر کی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور خود کو ان سے برتر محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے اور بہت سی اخلاقی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(المعجم ۳) - بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۴۲)

باب ۳۔ نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا

۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۸۰۹۔ حضرت ہبک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو دایں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلُبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْمِنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ قیام میں سنت ہاتھ باندھنا ہے، چھوڑنا نہیں جس طرح بعض حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ ② پکڑنے سے مراد بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا ہے جیسے کہ حدیث: ۸۱۱ میں آ رہا ہے۔ ③ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، 'الأذان' باب وضع اليمين على اليسرى في الصلاة، حدیث: ۷۳۰)، یعنی حدیث: ۸۱۱ میں "يد" سے مراد تھیلی نہیں بلکہ بازو ہے۔ اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور ہاتھ باندھنے کی وہ کیفیت متعین ہو جاتی ہے جو صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ ④ قیام میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں جیسے کہ متعدد احادیث میں مروی ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔" (صحیح ابن خزيمة، 'الصلاة' باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة قبل افتتاح القراءة، حدیث: ۳۷۹) اس کے حاشیے میں شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسری کئی سندوں سے اسی سے ملے جلتے الفاظ میں مروی ہے۔ اس کی مزید تائید سینے پر ہاتھ باندھنے کی دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ یہ احادیث مسند احمد، طبرانی، ابن ابی حاتم اور بیہقی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ (الحاکم: ۵۳۷/۲، والبیہقی: ۳۰۶۹/۲ والطبرانی: ۳۲۵/۳۰).

۸۰۹۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة، ح: ۲۵۲ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حديث حسن"، وأحمد: ۲۲۶/۵ بإسناد صحيح عن سماك بسنده به، وفيه: "رأيت النبي ﷺ ... يضع هذه على صدره" يعني في الصلاة، وإسناده حسن.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح: وَحَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

۸۱۰۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا۔

۸۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ: أَنْبَأَنَا هُشَيْنٌ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبٍ السُّلَمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدَيِ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى، فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنَى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرَى.

۸۱۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے میں نے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ پر بائیں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

فائدہ: بعض اوقات غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے عملی طور پر فوراً اصلاح کروینا مناسب ہوتا ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ باب: ۴۔ نماز میں قراءت کی ابتدا کرنا (التحفة ۴۳)

۸۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنِ الْمَعْلَمِ، عَنْ بُذَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ

۸۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت کی ابتدا فرماتے تھے۔

۸۱۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ۷۲۶ من حديث بشر بن المفضل به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۸۰، ۷۱۴، وابن حبان ۴۸۵/۱، والترمذي، ح: ۲۹۲ وغيرهم.

۸۱۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، ح: ۷۵۵ من حديث هشيم به، وحسنه الحافظ في الفتح.

۸۱۲۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، وما يفتح به ويختم به... الخ، ح: ۴۹۸ من حديث حسين المعلم به مطولاً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

[الفاتحة : ۱]

🌞 فائدہ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت شروع کرنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قراءت میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے اس کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیات تلاوت کرتے تھے۔ اس صورت میں ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ بھی اونچی آواز میں پڑھنا ثابت ہوگا کیونکہ وہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ کی آیت جبر سے نہیں پڑھتے تھے۔ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ سے شروع کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دونوں طرح کی روایات آئی ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ جبر سے پڑھنے کے قائلین میں حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن زبیرؓ کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں اور ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ آہستہ پڑھنے والوں میں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی بیان کیے ہیں۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم، حدیث: ۲۳۳ و باب من رأى الجهر بسم الله الرحمن الرحيم، حدیث: ۲۳۵)

۸۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۸۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت شروع کرتے تھے۔

أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح: وَحَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

۸۱۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ۸۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قراءت کی ابتدا ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے کرتے تھے۔

الْجَهَنَّمِيِّ، وَبَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَغَفْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى:

۸۱۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ۷۴۳، ومسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، ح: ۳۹۹ من حديث قتادة به.

۸۱۴- [صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، أبو عبد الله الدوسي، ابن عم أبي هريرة مجهول الحال" وبشر فقيه ضعيف الحديث " (تقريب)، وله شواهد صحيحة.

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي [عَبْدِ] اللَّهِ،
ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

۸۱۵۔ حضرت یزید بن عبداللہ بن مغفل سے
روایت ہے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن
مغفل رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرمایا: میں نے اسلام میں
بدعت سے نفرت کرنے میں ان سے سخت افراد ثناء و ثناء
ہی دیکھے ہیں۔ انھوں نے مجھے (نمازیں) ﴿بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتے سنا۔ تو فرمایا: میں! بدعت سے
اجتناب کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں بھی
نمازیں پڑھی ہیں اور ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ
بھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو ایسے پڑھتے نہیں
سنا۔ اس لیے جب تم قراءت کرو تو کہو: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

۸۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ،
عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الْمُغْفَلِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَقَلَّمَا رَأَيْتُ
رَجُلًا أَشَدَّ عَلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ حَدَّثًا مِنْهُ،
فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ فَقَالَ: أَيُّ بَنِي! إِيَّاكَ
وَالْحَدَّثَ، فَإِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ، وَمَعَ
عُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْ رَجُلًا مِنْهُمْ يَقُولُهُ،
فَإِذَا قَرَأَتْ فَقُلِ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ﴾.

باب: ۵۔ نمازیں پھر قراءت کا بیان

(المعجم ۵) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةٍ

الفجر (التحفة ۴۴)

۸۱۶۔ حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انھوں نے نبی ﷺ کو صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھتے
سنا: ﴿وَالنَّحْلُ بِأَسْقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ﴾ (ق: ۱۰)

۸۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَيْشَةَ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلَاقَةَ، عَنْ قُطَيْبَةَ بْنِ مَالِكٍ،

۸۱۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم، ح: ۲۴۴
من حديث إسماعيل به، وقال: "حديث حسن" * وابن عبد الله بن مغفل، اسمه يزيد كما في مسند أحمد: ۸۵/۴،
وسنن الترمذي، ولم أجد من وثقه غير الترمذي، فهو مجهول الحال، أخرجه النسائي، ح: ۹۰۹ من طريق آخر عن
قيس بن عباية به.

۸۱۶۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۷ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ ﴿وَالنَّحْلَ﴾ ”اور ہم نے کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کیے جن کے باسقنٹو لٹکا کر کٹے ہوئے“۔ [ق: ۱۰]

☀ فائدہ: سورہ فاتحہ کے بعد قرآن مجید میں سے کسی بھی مقام سے حسب خواہش تلاوت کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاقْرَأْ وَامْتَسِرْ مِنَ الْفُرْآنِ﴾ (المزمل: ۲۰) ”جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔“ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں سورہ ق کی تلاوت فرمائی۔

۸۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَصْبَغَ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ، كَأَنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَتَهُ ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْخُنُسِ ۝ الْبُحَارِ الْكُنُسِ﴾. [التكوير: ۱۵، ۱۶]

۸۱۷۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے۔ (مجھے وہ تلاوت اس طرح یاد ہے) گویا میں اب بھی آپ سے یہ آیات سن رہا ہوں: ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْخُنُسِ ۝ الْبُحَارِ الْكُنُسِ﴾ ”میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے طے والے چھپنے والے ستاروں کی۔“

۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْوَيْثَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، ج: وَحَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَهُ أَبُو الْوَيْثَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السُّتَيْنِ إِلَى الْمِائَةِ.

۸۱۸۔ حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔

☀ فائدہ: یہ ایک عمومی اندازہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے کم یا زیادہ مقدار جائز نہیں۔ آیتیں لمبی ہوں تو ساٹھ آیات پڑھ لی جائیں مثلاً: سورہ سجدہ اور سورہ ملک دونوں میں تیس تیس آیات ہیں تو دو رکعتوں میں دوسو تیس پڑھنے سے ساٹھ آیات ہو جائیں گی۔ اور مختصر آیات والی سورتوں میں سے سو آیات تلاوت کر لی جائیں مثلاً: سورہ

۸۱۷۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب القراءة في الفجر، ح: ۸۱۷ من حديث إسماعيل به، وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۶ وغيره.

۸۱۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۱ من حديث أبي الويثال به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

واقعہ دونوں رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھ لی جائے جس کی چھیا نوے آیات ہیں۔ اگر آیات زیادہ لمبی ہوں جیسے سورہ بقرہ وغیرہ میں ہیں تو تعداد اس سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ جس قدر تلاوت آسانی سے ہو سکے اور مقتدی آسانی سے سن سکیں جائز ہے۔

۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا، فَيُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقْصِرُ فِي الثَّانِيَةِ. وَكَذَلِكَ فِي الصُّبْحِ.

۸۱۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو ظہر کی پہلی رکعت میں طویل قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں (اس سے) کم قراءت کرتے تھے۔ صبح کی نماز بھی اسی طرح پڑھاتے تھے۔

☀ فائدہ: اس میں یہ حکمت ہے کہ پہلی رکعت میں طبیعت میں نشاط اور آمادگی ہوتی ہے اس لیے زیادہ قرآن پڑھا اور سنا جاسکے جب کہ دوسری رکعت میں جسم تھکاؤ محسوس کرتا ہے اور طبیعت کی آمادگی اس درجہ کی نہیں رہتی اس لیے قراءت نسبتاً مختصر کر دی جانی چاہیے۔ اور اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جماعت مل جائے اور پہلی رکعت فوت نہ ہو۔

۸۲۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَتَى عَلَى ذِكْرِ عِيسَى، أَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ، فَرَكَعَ. - يَعْنِي: سَعَلَةً -.

۸۲۰۔ حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں سورہ المؤمنون تلاوت فرمائی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ رکوع میں چلے گئے۔

۸۱۹۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۱ من حديث ابن أبي عدي به، وله طرق أخرى عند البخاري، ومسلم وغيرهما به باختلاف يسير.

۸۲۰۔ [صحیح] وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۵ عن عبد الله بن السائب به، وعلقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ۷۷۴ م.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

 فوائد و مسائل: ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر سورہ مومنوں کی آیت (۵۰) میں وارد ہے۔ جہاں تین رکوع مکمل ہوتے ہیں، گویا رسول اللہ ﷺ مزید تلاوت کرنا چاہتے تھے لیکن کھانسی کی وجہ سے تلاوت ختم کر دی۔ اس سے بھی حدیث: ۸۱۸ کی تائید ہوتی ہے جس میں ساٹھ سے سو تک آیات پڑھنے کا ذکر ہے۔ ② اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں پوری سورت کا پڑھنا لازم نہیں۔ ③ اگر دوران قراءت میں امام کو کوئی ایسا عارضہ پیش آ جائے کہ قراءت کو جاری رکھنا مشکل ہو تو اسے قراءت ختم کر کے رکوع میں چلے جانا چاہیے۔

(المعجم ۶) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ
الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۴۵)

۸۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الْم تَنْزِيلٌ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۸۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ
مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدٍ،
عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ جَبْرِ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ:
﴿الْم تَنْزِيلٌ﴾، [السَّجْدَةُ] وَ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى
الْإِنْسَانِ﴾. [الإنسان]

 فوائد و مسائل: ① ائمہ مساجد کو چاہیے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ سورتیں پڑھا کریں۔ اگرچہ کوئی اور سورت پڑھنے سے بھی نماز درست ہوگی لیکن ان سورتوں کا پڑھنا مستنون ہے۔ ② اس میں شاید یہ حکمت ہوگی کہ ان دونوں سورتوں میں انسان کی پیدائش، خاتمہ آدم علیہ السلام، جنت، دوزخ اور قیامت کا ذکر ہے۔ اور یہ سب باتیں جمعہ کے دن ہونے والی ہیں اور کچھ ہو چکی ہیں۔

۸۲۲- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز میں ﴿الْم تَنْزِيلٌ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۸۲۲- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا
الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ
بَهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ

۸۲۱- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ۸۷۹ من حديث وكيع وغيره به.

۸۲۲- [صحيح] سنده ضعيف، والحديث السابق شاهد له.



نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الْفَجْرِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾
وَمَا هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ.

۸۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾
اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۸۲۳۔ حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي
صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾
وَمَا هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ.

۸۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الْحَمْدُ
لِلَّهِ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا
کرتے تھے۔

۸۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:
أَبَانَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَبْنَانَا عَمْرُو بْنُ
أَبِي قَيْسٍ، عَنْ أَبِي قُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ:
﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

اسحاق راوی بیان کرتے ہیں ہمیں عمرو نے حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ میں
اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرتا۔

قَالَ إِسْحَاقُ: هَكَذَا حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ، لَا أَشْكُ فِيهِ.

باب: ۷۔ ظہر اور عصر کی نمازوں
میں قراءت

(المعجم ۷) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ
وَالْعَصْرِ (التحفة ۴۶)

۸۲۵۔ حضرت قزوہ (بن یحییٰ بصری) سے روایت

۸۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۸۲۴۔ أخرجه البخاري، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، ح: ۸۹۱، ومسلم، الجمعة، باب ما
قرأ في يوم الجمعة، ح: ۸۸۰ من حديث إبراهيم بن وهب.

۸۲۵۔ [إسناده حسن] وقال أبو بصير: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۸۲۶۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۵۵۴ من حديث معاوية بن صالح به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ فِي ذَلِكَ خَيْرٌ، قُلْتُ: بَيْنَ رَجَمِكَ اللَّهُ. قَالَ: كَانَتْ الصَّلَاةُ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرُ، فَيُخْرَجُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَيْعِ، فَيَقْضِي حَاجَتَهُ، فَيَجِيءُ، فَيَتَوَضَّأُ، فَيَجِدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ.

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: تیرے لیے اس میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، بیان فرمادیجیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ظہر کی اقامت کی جاتی تھی تو ہم میں سے ایک شخص بیچ کی طرف جاتا (وہاں بیچ کر) حاجت سے فارغ ہوتا، پھر واپس آ کر وضو کرتا اور (جب مسجد میں پہنچتا تو) رسول اللہ ﷺ کو ظہر کی پہلی رکعت میں پالیتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”بیچ“ اس جگہ کا نام ہے جسے آج کل ”جنت البیچ“ کہتے ہیں یہ مدینہ کا قبرستان ہے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک حصے میں قبریں تھیں باقی خالی میدان تھا۔ اس وقت مسجد نبوی کی عمارت بھی تھوڑے سے رتبے پر بنی ہوئی تھی۔ ② ”اس میں تیرے لیے بھلائی نہیں“ مطلب یہ ہے کہ علم کا مقصد عمل کرنا ہے اور آپ لوگ اس کے مطابق عمل کر کے اتنی لمبی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ پھر پوچھنے کا کیا فائدہ؟ ③ پہلی رکعت کو طویل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ لوگ پوری نماز یا جماعت کا ثواب حاصل کر لیں۔ ④ اگر نمازی لمبی نماز پڑھنے میں مشقت محسوس نہ کریں تو نماز کو معمول سے زیادہ طویل دیا جاسکتا ہے ورنہ مناسب حد تک تخفیف کرنے کا حکم ہے۔

۸۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ، قُلْتُ لِحَبَابٍ: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحَيَّتِهِ.

۸۲۶- حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت حباب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں کو ظہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا کس طرح علم ہوتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بڑی اور بھری تمام نمازوں میں قراءت ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يَقْرَأُ] فَمَا أَسْمَعُنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَلْخَفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ (صحیح البخاری)

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

الأذان: باب القراءة في الفجر، حديث: ۷۷۲ "قراءة ہر نماز میں ہوتی ہے جو کچھ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سنایا، ہم تمہیں سناتے ہیں اور جو کچھ نبی ﷺ نے ہم سے چھپایا، ہم تم سے چھپاتے ہیں۔" یعنی جن رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ نے جہری قراءت کی، ہم بھی جہری قراءت کرتے ہیں اور جن نمازوں یا رکعتوں میں آپ ﷺ نے برزی قراءت کی، ہم بھی سری قراءت کرتے ہیں۔ ① برزی نمازوں اور رکعتوں میں قراءت کی صورت یہ ہے کہ ہونٹوں کو کلمات کے مطابق حرکت دی جائے محض دل میں پڑھنا کہ ہونٹوں کی حرکت نہ ہو کافی نہیں۔ ② نماز میں امام کی طرف نظر اٹھ جانے سے نماز میں غلط نہیں آتا۔ ③ برزی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت سے صحابہ کرام نے اندازہ لگایا کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اوقات کسی آیت کا کچھ حصہ آواز سے پڑھ دینے سے بھی صحابہ کرام ﷺ کو آپ کی قراءت کا علم ہو جاتا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان: باب القراءة في العصر، حديث: ۷۶۴)

۸۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْأَخْنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُمَانٍ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَشَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ. قَالَ: وَكَانَ يُطْبِلُ الْأَوَّلِينَ مِنَ الظُّهْرِ، وَيُخَفِّفُ الْآخِرِينَ، وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ.

۸۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے فلاں سے زیادہ کسی کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ نہیں دیکھی۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ صاحب ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طویل قراءت کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف فرماتے تھے اور عصر کی نماز (ظہر کے مقابلے میں) ہلکی پڑھاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے یا عمر بن عبد العزیز یا عمر بن سلم رضی اللہ عنہ، یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ ان حضرات میں سے کسی ایک کی طرف ہے کہ ان کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ② عصر کی نماز ظہر کی نماز سے ہلکی پڑھنا مسنون ہے تاہم اس میں بھی پہلی رکعتیں نسبتاً طویل اور آخری رکعتیں مختصر ہونی چاہئیں۔

۸۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ۸۲۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

۸۲۷- [صحیح] أخرجه النسائي ۱/۲، ۱۶۷، ۱۶۸، الافتتاح، باب تخفيف القيام والقراءة، ح: ۹۸۳ من حديث سحاك به، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۲۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۸۳۷.

۸۲۸- [إسناده ضعيف] * زيد تقدم حاله، ح: ۳۵۶، ۳۶۹، وتلميذه * اختلط بآخره * كما قال البوصيري، وغيره، إسماعيل الطيالسي منه بعد اختلاطه كما في التقييد والإيضاح للعراقي ص: ۴۳۱، وحديث مسلم، ح: ۵۵۲ يعني عنه.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ الْعَمِّي، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ بَذْرِيًّا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: نَعَالُوا حَتَّى نَقِمِسَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَاسُوا قِرَاءَتَهُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرُّكْعَةِ الْآخَرَى قَدَّرَ النُّصْفَ مِنْ ذَلِكَ، وَقَاسُوا ذَلِكَ فِي الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ النُّصْفِ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ.

..... نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل
انھوں نے فرمایا: (ایک بار) تمیں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم (ایک جگہ) جمع ہو گئے۔ انھوں نے (آپس میں) کہا: آئیے رسول اللہ ﷺ کی سری نماز میں قراءت (کی مقدار) کا اندازہ کریں۔ ان میں سے کسی دو میں اختلاف نہیں ہوا (اور انھوں نے بالاتفاق فیصلہ دیا) ان کا اندازہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے برابر ہوتی تھی اور دوسری رکعت میں اس سے نصف اور عصر کی نماز کے بارے میں ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ ظہر کی آخری رکعتوں سے نصف ہوتی تھی۔

🌞 فائدہ: مذکورہ بالا روایت سداضعیف ہے تاہم معنای صحیح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ”نبی ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیات کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا فرمایا: اس (تیس) سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس سے نصف۔“ (صحیح مسلم)

الصلوة باب القراءة في الظهر والعصر حديث: (۳۵۲)

(المعجم ۸) **بَابُ الْجَهْرِ بِالْآيَةِ أَحْيَانًا**
فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ۴۷)

باب: ۸۔ ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھار کوئی آیت آواز سے پڑھ دینا

۸۲۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ

۸۲۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سنا دیتے تھے۔

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَى وَلَيْسَ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَنُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① سری نماز میں کوئی آیت یا لفظ آواز سے پڑھنے سے نماز میں نقص نہیں آتا۔ ② ممکن ہے رسول اللہ ﷺ اس انداز سے قراءت کا اظہار اس لیے کرتے ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو جائے کہ سری نماز میں فاتحہ کے بعد کسی بھی مقام سے قراءت کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم.

۸۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے تھے اور ہمیں چند آیتوں کے بعد ایک آیت سورہ لقمان اور ذاریات کی سنائی دیتی تھی۔

۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ : حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُضَلِّي بِنَا الظُّهْرَ، فَنَسْمَعُ مِنْهُ الْآيَةَ بَعْدَ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ .

باب ۹۔ نماز مغرب میں قراءت

(المعجم ۹) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ

الْمَغْرِبِ (التحفة ۴۸)

۸۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ

(حضرت لبابہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ (سورہ مرسلات) پڑھتے سنا۔

۸۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ - قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : هِيَ : لُبَابَةُ - أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا .

۸۳۰۔ [سناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۱۶۳/۲، الافتتاح، باب القراءة في الظهر، ح: ۹۷۲ من حديث سلم به، وانظر، ح: ۴۶ لعلته.

۸۳۱۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ۷۶۳، ۴۴۲۹، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۲ من حديث الزهري به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۸۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

قَالَ جُبَيْرٌ، فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ: فَلَمَّا سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمْ الْخَالِقُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَنِ مُبِينٍ﴾ كَادَ قَلْبِي يَطِيرُ. [الطور: ۳۵ تا ۳۸]

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۸۳۲- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے سنا۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے ایک اور حدیث کے دوران میں فرمایا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیات پڑھتے سنا: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمْ الْخَالِقُونَ..... فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَنِ مُبِينٍ﴾ ”کیا وہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے (خود بخود) پیدا کیے گئے ہیں؟ یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ (ان خزانوں کے) داروغے ہیں؟ یا کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر (چڑھ کر آسمان کی باتیں) سن لیتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو پھر چاہیے کہ ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے۔“ تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے گا۔

🌞 فائدہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں مشرکوں کی طرف سے شریک تھے۔ مسلمانوں نے جن غیر مسلموں کو جنگ میں گرفتار کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ جب انہیں گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا اس دوران میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں قرآن سنا۔ (صحیح البخاری: الجہاد، باب فداء المشركين، حدیث: ۳۵۰۰) اس موقع پر ان کے دل میں ایمان جاگزیں ہو گیا۔ (صحیح البخاری: المغازی، باب: ۱۲، حدیث: ۴۰۲۳) قرآن کے اس اثر کو زیر مطالعہ حدیث میں انہوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ قرآن سن کر مجھے یوں محسوس ہوا گویا میرا دل سینے سے نکل جائے گا، یعنی دل پر قرآن کا اس قدر اثر ہوا کہ دل اسلام قبول کرنے کے لیے بے تاب ہو گیا۔

۸۳۲- أخرجه البخاري، التفسير، سورة "الطور"، ح: ۴۸۵۴ من حديث سفیان، وعن غيره، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۳ من حديث سفیان بن عيينة به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۸۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ

الْعِشَاءِ (التحفة ۴۹)

۸۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبْنَانُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنِ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ جَمِيعاً عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِالتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ.

۸۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبْنَانُ سُفْيَانَ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنِ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، جَمِيعاً، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، مِثْلَهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُ

۸۳۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز عشاء ادا کی انھوں نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ﴿وَالْتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھتے سنا۔

۸۳۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ۴/ ۴۹ من حديث أحمد بن بديل به، وقال ابن عدي: "حدث عن حفص بن غياث وغيره أحاديث أنكرت عليه وهو ممن يكتب حديثه على ضعفه"، والحديث طعن فيه أبو زرعة الرازي، والدارقطني وغيرهما (تهذيب الكمال وغيره)، فالجرح مقدم.

۸۳۵- أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ۷۶۷، ۷۶۹، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱،

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

إِنْسَانًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ.

☀️ فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے کوشش کریں کہ پیسے کہ بہترین انداز سے اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی جائے لیکن گانے موسیقی کا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۸۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتدیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں طویل قراءت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾۔ وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ﴿﴾۔“

۸۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ، فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں ادا کرنے کے بعد اپنے محلے کی مسجد میں جا کر نماز کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں جب کہ ان کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے بھی لیٹ ادا ہوتی تھی، طویل قراءت لوگوں کے لیے مزید مشقت اور گرانی کا باعث ہوتی تھی کہ بعض لوگوں نے آن کر نبی ﷺ سے ان کی شکایت بھی کی جس پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، حدیث: ۴۶۵) ② اس موقع پر شکایت کرنے والے صاحب کو ایک اور وجہ سے بھی مشقت ہوئی۔ وہ محنت مشقت سے روزی کمانے والے آدمی تھے۔ مزدوری سے فارغ ہو کر آئے۔ دواونت ساتھ تھے۔ دیکھا مسجد میں جماعت کھڑی ہے تو نماز میں شامل ہو گئے۔ کچھ دن بھر کی تھکاوٹ، کچھ اونٹوں کا فکر، کچھ جلدی گھر پہنچ کر کھانے پینے اور آرام کی خواہش۔ ادھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ شروع کر دی۔ اب معلوم نہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تلاوت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہاں تک پڑھتے چلے جائیں، چنانچہ اس صحابی نے جماعت سے الگ ہو کر اپنی نماز پڑھی اور چلے گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے نامناسب خیال کیا اور تنقید کے طور پر کچھ ارشاد فرمادیا۔ انھیں خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ سے جا شکایت کی۔ تب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب من شكا إمامه إذا طَوَّلَ، حدیث: ۴۰۵) ③ امام کو نماز میں کمزور اور ضرورت مند مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی سے شکایت ہو تو اس کے متعلق کسی اعلیٰ شخصیت کو بتانا غیبت میں شامل نہیں کیونکہ اس سے غلطی کی تلافی اور اس کی اصلاح مقصود ہے۔ ⑤ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔ اس میں مذکورہ بالا سورتیں یا اس مقدار میں تلاوت کرنا مسنون ہے۔



نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

باب: ۱۱۔ امام کے پیچھے (سورۃ فاتحہ) پڑھنا

(المسجم ۱۱) - بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

(التحفة ۵۰)

۸۳۷۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی کوئی نماز نہیں۔“

۸۳۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے ثابت ہوا کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ② ”کوئی نماز نہیں“ کا مطلب ہے کہ فرض اور نفل نماز امام مقتدی اور اسکے کی نماز سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی سب کے لیے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ ③ بعض حضرات اس حدیث کو آیت مبارکہ ﴿فَاَقْرُءْ وَ اٰمَّا تَنْسُوْنَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ۲۰) کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: ”پڑھو قرآن میں سے جو آسان ہو۔“ حقیقت یہ ہے کہ آیت مبارکہ اس حدیث شریف سے متعارض نہیں جیسے کہ آیت کے ابتدائی حصے سے واضح ہوتا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت رات کو کئی کئی گھنٹے تہجد پڑھتے تھے۔ اب اس حکم میں تخفیف کردی گئی ہے۔ اب چھ یا آٹھ گھنٹے نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ہر شخص اپنی ہمت اور شوق کے مطابق کم یا زیادہ وقت تک تہجد پڑھ سکتا ہے۔ اس کا سورۃ فاتحہ کے وجوب سے کوئی تعارض نہیں۔ آیت اور حدیث کو ملا کر مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سورۃ فاتحہ لازماً پڑھنا اس کے بعد باقی قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔ ویسے بھی سورۃ فاتحہ اتنی مشکل نہیں کہ اسے ”آسانی سے پڑھی جانے والی قراءت“ کے حکم کے خلاف سمجھا جائے۔

۸۳۸۔ حضرت ابو سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں

۸۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عُلَيْيَةَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّ

۸۳۷۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها... الخ، ح: ۷۵۶، وسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۴ من حديث ابن عيينة به.

۸۳۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۵ من حديث ابن جريج به، وفي رواية الحميدي (نسخة ديونندية: ۹۷۴) قال عبد الرحمن: قلت لأبي هريرة: فإني أسمع قراءة الإمام ففزعني يده، فقال: يا فارسي، أو قال يا ابن الفارسي! اقرأ بها في نفسك.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَبَا السَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فِيهِ خِذَاجٌ، غَيْرُ تَمَامٍ». فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَإِنِّي أَكُونُ أَخِيَانَا وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَعَمَزَ ذِرَاعِي، وَقَالَ: يَا فَارِسِي! اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.

ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے، نامکمل ہے۔“ (ابو سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں (تو پھر بھی پڑھوں؟) انھوں نے میرے بازو کو دبا دیا اور فرمایا: اے فارسی! اسے اپنے جی میں (آہستہ) پڑھ لے۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ مقتدی اور اکیلے دونوں پر فرض ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھیں۔ ② نقص دو طرح کا ہوتا ہے مثلاً: ایک انسان کا بازو یا پاؤں کٹ جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اگرچہ وہ ناقص ہوگا لیکن اگر کسی کا سر کٹ دیا جائے یا دل نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے ہونے والے نقص کو عام طور پر پہلی قسم کا نقص قرار دے دیا جاتا ہے لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُحْزِرُ صَلَاةً لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ [”جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے“ وہ کفایت نہیں کرتی۔“ (صحیح ابن حزمیہ، الصلاة، جماع أبواب الأذان والإقامة، باب ذكر الدليل على أن الخداج..... هو النقص الذي لا تحزى الصلاة معه.....، حدیث: ۳۹۰) کفایت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی پڑھی ہوئی نماز کافی نہیں دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ ③ ”اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ“ [”دل میں پڑھ لے“] اس کا مطلب زبان کو حرکت دے بغیر دل میں سوچنا نہیں کیونکہ اسے قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا بلکہ اس طرح پڑھنا مراد ہے کہ ساتھ کھڑا ہوا نمازی آواز نہ سنے۔ اس طرح پڑھنا استماع اور انصات کے خلاف بھی نہیں ہے جیسا کہ قراءت فاتحہ خلف الامام کو استماع اور انصات کے خلاف باور کرا کے اس حکم نبوی سے انکار کیا جاتا ہے۔

۸۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ. ح: وَحَدَّثَنَا سُؤْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُشْهِرٍ جَمِيعاً عَنْ أَبِي سُوَيْبَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا

۸۳۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو فرض اور نفل نماز کی ہر رکعت میں ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت نہیں پڑھتا۔“

۸۳۹- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳۶۱/۱، ح: ۳۶۳۲ عن ابن فضال به وانظر، ح: ۵۲۰ لحال أبي سفيان طريف بن شهاب، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ: الْحَمْدُ وَسُورَةٌ، فِي قَرِيبَةِ أَوْ غَيْرِهَا».

🕌 فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا بھی ضروری ہے لیکن یہ روایت سداً ضعیف ہے اس لیے صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور دوسری سورت کا پڑھنا مستحب ہے واجب (فرض) نہیں۔ (انحاز الحاجۃ)

۸۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”ہر وہ نماز جس میں ام الکتاب (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ خداج (ناقص) ہے۔“

۸۴۱۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ صَلَاةٍ لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے۔“

۸۴۱۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّلْعِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ صَلَاةٍ لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۲۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے ایک شخص نے سوال کیا: کیا میں اس وقت بھی قراءت کیا کروں جب امام قراءت کر رہا ہو؟ حضرت ابودرداء

۸۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ

۸۴۰۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۷۵ عن ابن إسحاق قال حدثني يحيى بن عباد به الخ، باختلاف يسير، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

۸۴۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۴، ۲۱۵.

۸۴۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في كتاب القراءة، (ج: ۳۵۷ ط باكستان) من حديث إسحاق بن سليمان به، وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه معاوية بن يحيى الصدفي أبو روح، وهو ضعيف".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام ومسائل

الخَوْلَانِي، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: أَفَبِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَ هَذَا.

٨٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَسْعَرٍ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۸۴۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھتے تھے، اور بعد کی دو رکعتوں میں (صرف) سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ ② سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد دوسری سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ: فِي سَكْتِي
الإمام (التحفة ٥١)

باب: ۱۲- امام کے دوستوں کا بیان

٨٤٤- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ
جَمِيلِ الْعَتَكِيِّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا
سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سُمْرَةَ
ابْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: سَكَنَتَانِ حَفِظَتْهُمَا عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عِمْرَانُ بْنُ
الْحَصَنِ. فَكَتَبْنَا إِلَى أَبِي بَنِي كَعْبٍ

۸۴۴- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق نہ کیا تو ہم نے مدینہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو (خط) لکھا (کہ اس مسئلہ میں فیصلہ دیں) انھوں نے (جوابی طور پر) لکھ بھیجا کہ حضرت سرہ رضی اللہ عنہ نے (صحیح) یاد

٨٤٣- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٧٠/٢ من حديث محمد بن يحيى به، قال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٨٤٤- [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السكينة عند الافتتاح، ح: ٧٩٩، ٧٨٠ من حديث سعيد به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٥١ * الحسن عن سمرة كتاب، والرواية عن كتاب صحيحة عند الجمهور.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها
بالمدينة، فكتب أن سمره قد حفظ.

رکھا ہے۔

قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْنَا لِمَتَادَةً: مَا هَاتَانِ
السُّكُنَتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ،
وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

نماز میں قراءت سے متعلق احکام ومسائل

سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے قنادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت
کیا: یہ دو سکنتے کون کون سے ہیں؟ انھوں نے فرمایا:
(ایک تو) جب نماز میں داخل ہوتے ہیں اور (ایک)
جب (امام) قراءت سے فارغ ہوتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَعْضُوبِ
مَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾.

دوسرے موقع پر قنادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب امام
﴿غَيْرِ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا ہے۔

قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ إِذَا فَرَغَ مِنَ
الْقِرَاءَةِ، أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفْسُهُ.

حضرت قنادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام کو یہ بات
پسند تھی کہ جب امام قراءت سے فارغ ہو تو تھوڑا سا
خاموش ہو جائے حتیٰ کہ اس کا سانس درست ہو جائے۔

٨٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَالِدٍ بْنُ
جَدَّاشٍ، وَغُلَيْبُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِشْكَابٍ.
قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ
يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ، قَالَ سَمُرَةُ:
حَفِظْتُ سَكَنَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ. سَكَنَةُ قَبْلَ
الْقِرَاءَةِ، وَسَكَنَةُ عِنْدَ الرُّكُوعِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ
عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبُوا إِلَى
الْمَدِينَةِ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ، فَصَدَّقَ سَمُرَةَ.

٨٢٥- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکنتے یاد
ہیں۔ ایک سکنتہ قراءت سے پہلے اور ایک سکنتہ رکوع سے
پہلے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے اتفاق نہ
کیا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف
مدینہ منورہ خط لکھا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ
رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی۔

🌟 فائدہ: اس تفصیل سے تین سکنتے (تھوڑا خاموش رہنا) معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سکنتہ بکیر تحریر کے بعد (جس میں
حمد و ثناء پڑھی جاتی ہے) دوسرا سکنتہ سورہ فاتحہ کے خاتمے پر (تا کہ امام کا سانس درست ہو جائے نیز آمین اور قراءت
قرآن کے درمیان امتیاز ہو جائے)۔ تیسرا سکنتہ قراءت سے فراغت کے بعد رکوع میں جانے سے قبل (اس کا مقصد
بھی سانس درست کرنا ہے)۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ امام کے ساتھ ساتھ اپنے جی میں نہ
پڑھے بلکہ ان سکنتات میں سے کسی ایک سکنتے میں پڑھے لیکن یہ موقف اس لیے صحیح نہیں کہ نبی ﷺ نے یہ سکنتے اس

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

مقتدی کے لیے نہیں کیے تھے اس لیے یہ نہایت مختصر ہوتے تھے علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان سکتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا التزام نہیں کیا۔ اس لیے صرف سکت ہی میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی اجازت دینے والے موقوف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ
فَأَنْصِتُوا (التحفة ۵۲)

باب: ۱۳۔ جب امام قراءت کرے
تو خاموش رہو

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے چنانچہ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھے تو تم آمین کہو جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو جب وہ ﴿سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ﴾ کہے تو کہو ﴿اللَّهُمَّ رِنَّا وَلَكَ الْحَمْدُ﴾ [اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں] جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾، فَقُولُوا: آمِينَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رِنَّا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعِينَ».

فوائد و مسائل: ① مقتدی کو اپنی حرکات و سکنات میں امام سے آگے بڑھنا منع ہے بلکہ امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② امام کی قراءت کے وقت خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جب امام دوسری سورت پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنیں وہ کوئی دوسری سورت نہ پڑھیں سورۃ فاتحہ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ مقتدی کو فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث: ۸۴۸) ③ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بھی کوئی اور عذر نہ ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا حکم منسوخ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی شدت کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ کھڑے تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ ضعف کی وجہ سے بلند آواز

۸۴۶۔ [اصحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإمام يصلی من قعود، ح: ۶۰۴ من حديث أبي خالد به، وصححه الإمام مسلم، وله شاهد في صحيحه، والحديث لا يدل على منع الفاتحة خلف الإمام، انظر، ح: ۸۳۸.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

سے تکبیر نہیں کہہ سکتے تھے اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکبیر سن کر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے تاکہ تمام نمازیں سن سکیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری: الأذان، باب حد المريض أن يشهد الجماعة: حدیث: ۶۲۳)

۸۴۷۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي غَلَّابٍ، عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قُرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ ذِكْرِ أَحَدِكُمْ الشَّهْدُ».

۸۴۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ قعدہ تک پہنچ جائے تو سب سے پہلے اللہ کا جو ذکر کرو وہ تشهد ہونا چاہیے۔“

۸۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَكْثِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً، نَظَرُ أَهْلِهَا الصُّنْبُ. فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنَا زَعَمَ الْقُرْآنُ».

۸۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی جو غالباً صبح کی نماز تھی۔ (نماز کے بعد) فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہہ رہا تھا کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تلاوت قرآن میں کشمکش ہو رہی ہے؟“

🕌 فوائد و مسائل: ① جہری نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد امام کی قراءت خاموشی سے سنتی چاہیے۔ ② تشهد میں سب سے پہلے التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ..... آخر تک پوری دعا اس کے بعد درود شریف اور پھر دوسری دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

۸۴۹۔ حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ

۸۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی..... اس

۸۴۷۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الشهد في الصلاة، ح: ۴۰۴ من حديث جرير به مختصراً، وانظر الحديث السابق.

۸۴۸۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من رأى القراءة إذا لم يجهر، ح: ۸۲۶ من حديث الزهري به، وحسنه الترمذی، ح: ۳۱۲، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

۸۴۹۔ [صحیح] انظر الحديث السابق.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام ومسائل

الرُّهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَكِيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ، قَالَ: فَسَكَتُوا بَعْدُ، فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الْإِمَامُ.

کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی، اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے۔ اس کے بعد صحابہ نے ان نمازوں میں خاموشی اختیار فرمائی جن میں امام بلند آواز سے قراءت کرتا ہے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ تلاوت کی ممانعت جبری نمازوں میں ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: [فَلَا تَقْرَأُوا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُمْ إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ] (سنن أبی داود) 'الصلوة' أبواب تفریع استفتاح الصلوة باب من ترك القراءة في صلاته بفتاحه الكتاب' حدیث: (۸۳۴) "جب میں جبری قراءت کروں تو صرف سورۃ فاتحہ پڑھا کرو۔" البتہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ایسا ہی واقعہ کسی سری نماز میں بھی پیش آیا تھا کہ ظہر یا عصر کی نماز میں کسی مقتدی نے ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا: (صحیح مسلم) 'الصلوة' باب نہي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه' حدیث: (۳۹۸) ② امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث پر جو عنوان ذکر فرمایا ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مقتدی نے سورۃ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی۔ کشمکش کے الفاظ سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبری نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد مقتدی کو کچھ نہیں پڑھنا چاہیے البتہ سری نماز میں دوسری سورت پڑھ سکتا ہے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھے۔

۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً».

۸۵۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت اسی کی قراءت ہے۔"

🌞 فائدہ: اس حدیث سے استدلال کر کے کہا جاتا ہے کہ مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں امام کی قراءت ہی اس کے لیے کافی ہے لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

۸۵۰۔ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدارقطني: ۳۳۱/۱ من حديث الحسن بن صالح به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، جابر هو ابن يزيد الجعفي منهم"، وله شواهد، كلها ضعيفة، وصف فيه شيخنا الإمام أبو محمد بدیع الدين شاه الراشدي السندي رحمه الله كتاباً مستقلاً وبين أنه حديث ضعيف من جميع طرفه «أبو الزبير مدلس كما تقدم، ح: ۳۹۵».

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْجَهْرِ بِأَمِينٍ

(الصفحة ۵۳)

آمین بالجہر سے متعلق احکام ومسائل

باب: ۱۳۔ بلند آواز سے آمین کہنا

۸۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَتَمُّوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوَمَّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۸۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو اس وقت آمین کہنی چاہیے جب امام آمین کہے اگرچہ مقتدی کی قراءت امام سے آگے پیچھے ہی ہو۔ ② اس سے امام کا بلند آواز سے آمین کہنا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مقتدی اس کی آوازیں کر آمین کہیں گے۔ ③ نماز کی آمین کا فرشتوں کی آمین سے مل جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی ہے: (۱) وقت میں موافقت، یعنی جس وقت فرشتے آمین کہیں اسی وقت نمازی آمین کہیں۔ (۲) غلوں میں موافقت: فرشتوں کا ہر عمل اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ اگر نمازی بھی اسی طرح اخلاص کے ساتھ آمین کہے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (۳) خشوع میں موافقت: آمین دعا ہے اور دعا میں خشوع قبولیت کا باعث ہے۔ فرشتوں کے اعمال میں خشوع پایا جاتا ہے اسی طرح مومن کی دعا اور خصوصاً آمین میں خشوع اور ادب و احترام ہونا چاہیے۔ ④ امام بخاری نے یہ حدیث اس عنوان کے تحت ذکر کی ہے: باب جهر المأموم بالتأمين (حديث: ۷۸۲)

۸۵۲- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَجَمِيلُ ابْنِ الْحَسَنِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ. ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو ابْنُ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ، وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ

۸۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۸۵۱- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التأمين، ح: ۶۸۰۲ من حديث سفیان به.

۸۵۲- أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ۷۸۰، ومسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۶۱۰ من حديث الزهري به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الْحَرَّانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمَّنُوا، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۸۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگوں نے آئین کہنا چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تھے تو (بلند آواز سے) آئین کہتے تھے حتیٰ کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر اس (آئین کی) آواز سے مسجد گونگ اٹھتی۔

۸۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ﴿۷﴾ قَالَ: «أَمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَيَرْتَجِعُ بِهَا الْمَسْجِدُ.

🌞 فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے تاہم یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (مسلسلۃ الأحادیث الصحیحة، حدیث: ۴۶۳) امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے (مقتدی) حضرات نے آئین کہی حتیٰ کہ مسجد گونگ اٹھی۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب جہر الإمام بالتأمین)

۸۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهْمَلٍ، عَنْ حُجَبَةَ: ۸۵۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ”آمین۔“

۸۵۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التأمین وراه الإمام، ح: ۹۳۴ من حديث صفوان به، وانظر، ح: ۸۱۴ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف".
۸۵۴۔ [صحیح] وقال البوصيري: "ابن أبي ليلى هو محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، ضعفه الجمهور..."، وله شواهد صحيحة.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام ومسائل

ابن عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «وَلَا الضَّالِّينَ» قَالَ: «آمِينَ».

۸۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعُمَارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: «آمِينَ». فَسَمِعْنَا هَا مِنْهُ.

۸۵۵- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی جب نبی ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ”آمین“ ہم سب نے آپ کی آمین سنی۔

۸۵۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا خُثَّابُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَسَدْتُكُمْ الْيَهُودَ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالْثَّامِينَ».

۸۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہودی تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں۔“

🕌 فوائد ومسائل: ① آپس میں سلام اور نماز میں آمین کہنا مسلمان معاشرے کی ایک ایسی خوبی ہے جسے غیر مسلم بھی محسوس کرتے ہیں۔ ② حسد کی وجہ سے وہ خود تو اس نیکی کو اختیار نہیں کرتے البتہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ مسلمان ایسی خوبیوں سے محروم ہو جائیں۔ ③ آپس میں ملاقات کے وقت مسلمانوں کا طریقہ ”السلام علیکم“ اور ”وعلیکم السلام“ کہنا ہے جو مختصر الفاظ کا ایک جملہ ہونے کے باوجود ایک بہترین دعا ہے۔ یہود و نصاریٰ اولاً تو اچھے کے اشارے پر اکٹفا کرتے ہیں یا ”ہیلو ہائے“ کے الفاظ بولتے ہیں جن میں دعا کا عنصر سرے سے شامل نہیں یا ”گڈ مرننگ“ گڈ ایوننگ“ جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس میں خیر کی خواہش محدود کر دی گئی ہے۔ ”صبح بخیر“ ”شب

۸۵۵- [صحیح] * عبد الجبار لم یسمع من أبيه كما في التهذيب وغيره، وأبو إسحاق تقدم، ح: ٤٦٦، وابن عيَّاش ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٩٣٢، ٩٣٣ وغيره.

۸۵۶- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٨٨ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٨٥، والمنذري، والبوصيري، وحسنه الهيثمي في المجمع: ١١٣/٢، وقال المنذري في الترغيب: ٣٩٦/١، ح: ٧١٩، رواه الطبراني في الأوسط بإسناد حسن، ولفظه قال: إن اليهود قد شتموا دينهم، وهم قوم حسد ولم يحمدوا المسلمين على أفضل من ثلاث، رد السلام وإقامة الصفوف وقولهم خلف إمامهم في المكتوبة آمين.

بخیر“ وغیرہ کے الفاظ بھی انہی کی نقل ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ دعا پر مبنی ہے اور دعا بھی محدود وقت کے لیے نہیں۔ ان لوگوں کا رویہ قابل افسوس ہے جو اس بہترین دعا کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے فضول اور بے فائدہ جملے اختیار کرتے ہیں۔ ⑤ ”آمین“ کا مطلب ہے ”قبول فرما“ یہ لفظ گویا مفصل دعا کے بعد مختصر انہی دعاؤں کی تکرار ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ انھوں نے مسلمانوں ہی سے سیکھا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے انبیائے کرام کی جو تعلیمات تحریف سے بچ کر ان تک پہنچ گئی ہیں ان میں یہ بھی شامل ہو اس لیے وہ نہیں چاہتے کہ یہ خوبیوں بھرا لفظ مسلمانوں کے استعمال میں آئے۔ ان کی حالت تو وہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے کہ ﴿مَا يَوْذُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (البقرة: ۱۰۵) ”اہل کتاب اور (دیگر) مشرکین اور کافر یہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے کوئی بھی بھلائی نازل ہو۔“ مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے بہکاوے میں نہ آئیں اور سلام اور آمین جیسے پاکیزہ آداب سے کنارہ کش نہ ہوں۔



۸۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی تم سے کسی بات پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا تم سے آمین پر حسد کرتے ہیں اس لیے آمین کثرت سے کہا کرو۔“

۸۵۷۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ

الْخَلَّالُ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَبُو مُسْهِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صُبَيْحِ الْمُرِّي: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا حَسَدْتُكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُكُمْ عَلَى آمِينَ. فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ».

باب: ۱۵۔ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے

اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)

(المعجم ۱۵) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

(التحفة ۵۴)

۸۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۸۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۸۵۷۔ [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لا نوافقهم على ضعف طلحة بن عمرو".

۸۵۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين... الخ، ح: ۳۹۰ من حديث سفيان بن عيينة، أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولى... الخ، ح: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، وهو من الأحاديث المتواترة كما في نظم المتناثر وغيره.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام ومسائل

وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَأَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا مَتَكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ: وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کندھے کے برابر بلند کر لیتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو بھی) رفع یدین کرتے) اور آپ ﷺ سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا) بالاتفاق مسنون ہے۔ ② اس حدیث میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، دوسری احادیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے اس لیے دونوں طرح سنت ہے۔ کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھالینے چاہئیں، کبھی کانوں تک۔ ③ رکوع میں جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین مسنون ہے۔ ④ حافظ زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تقریب الاسانید“ میں فرمایا ہے: ”رفع الیدین کی حدیثیں پچاس صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہیں جن میں حضرات عشرہ مبشرہ رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل ہیں۔“ (طرح الشریب: ۲/۲۵۳) ان میں سے صحاح ستہ میں مندرجہ ذیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہم سے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں: ⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہم (صحاح ستہ) ⑥ حضرت مالک بن حویرث رحمۃ اللہ علیہم (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ⑦ حضرت وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہم (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ⑧ حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑨ حضرت عیسٰ بن حبیب لثبی رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ) ⑩ حضرت ابوسعید ساعدی رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑪ حضرت سہیل بن سعد ساعدی رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑫ حضرت محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑬ حضرت علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہم (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) ⑭ حضرت عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑮ حضرت انس رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ) ⑯ حضرت جابر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہم (ابن ماجہ) ⑰ حضرت عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہم (ابوداؤد) ⑱ حضرت ابوقحادہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہم (ترمذی) ⑲ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے متعدد صحابہ رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن سے رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں ان میں سے اکثر کے نام مذکورہ بالا حضرات میں شامل ہیں۔ انھوں نے ان کے علاوہ ⑳ حضرت عمر اور ㉑ حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہم کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔ امام احمد تیمتی دارقطنی اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہم نے بعض دیگر صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے بھی یہ مسئلہ روایت کیا ہے۔

۸۵۹۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۸۵۹۔ حضرت مالک بن حویرث رحمۃ اللہ علیہم سے روایت

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْخُوَيْرِثِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا قَرِيباً مِنْ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عِيَاضٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ خَذَوْ مَنَكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ.

۸۶۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْعَسَائِي: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرِ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ.

رفع الیدین سے متعلق احکام ومسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کانوں کے قریب لے جاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔

۸۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے دیکھا جب نماز شروع کرتے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

۸۶۱۔ حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

۴۴ ولہ طرق أخری عند البخاری، ح: ۷۳۷، ومسلم وغيرهما، وانظر الحديث السابق.

۸۶۰۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۹۵ لعلته، والسند ضعفه البوصيري، وللحديث طريق آخر عند أبي داود، ح: ۷۳۸ وغيره بغير هذا اللفظ، بإثبات رفع الیدین قبل الركوع وبعده، وإسناده صحيح، وصححه ابن خزيمة وغيره.

۸۶۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه رفدة بن قضاة وهو ضعيف، وعبدالله لم يسمع من أبيه شيئا".

۸۶۲۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا جن میں حضرت قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (کا طریقہ) تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھالیتے، پھر کہتے: **اللَّهُ أَكْبَرُ** پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے، جب **[سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ]** کہتے تو رفع یدین کرتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے، جب وہ دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو **اللَّهُ أَكْبَرُ** کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ کندھوں کے برابر بلند کر لیتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

۸۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ، وَهُوَ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رَبِيعٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ، فَإِذَا قَامَ مِنْ التَّسْنِينِ، كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

فائدہ: اس حدیث سے دیگر مقامات کے علاوہ دو رکعت پڑھ کر التحیات سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ مزید برآں اس پر دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی ہے کیونکہ کسی نے انکار نہیں کیا۔

۸۶۳۔ حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت ابو حمید (ساعدی) حضرت ابو اسید ساعدی، حضرت بہل بن سعد اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم (ایک مجلس میں) جمع ہو گئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا۔ تو ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ

۵ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

سے واقف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو اللہ اُکبر [کہا اور رفع الیدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لیے اللہ اُکبر [کہا تو رفع الیدین کیا پھر کھڑے ہوئے تو رفع الیدین کیا اور سیدھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔

بِصَلَاةٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاسْتَوَى حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ.

فائدہ: رکوع سے اٹھ کر بالکل سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ پوری طرح کھڑا ہوئے بغیر جلدی سے سجدہ میں چلے جانا خلاف سنت ہے ہر ہڈی کے اپنی جگہ پہنچ جانے کا یہی مطلب ہے۔

۸۶۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اُکبر آکبے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر (بلند) ہو جاتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو (پھر) اسی طرح کرتے۔

۸۶۴- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو أَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذَوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

۸۶۵- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ [رِيَّاحٍ]، عَنْ

۸۶۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من السنتين، ح: ۷۴۴ من حديث سليمان به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، وأحمد وغيرهم.

۸۶۵- [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، فيه عمر بن رباح، وقد اتفقوا على تضعيفه" * وهو "متروك، وكذب بعضهم" (تقريب).

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

۸۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

۸۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ.

۸۶۷۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دل میں کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو (توجہ سے) دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کیا، اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے۔ جب آپ نے رکوع کیا تو پھر انھیں اسی طرح اٹھایا جب رکوع سے سراٹھایا تو اسی طرح انھیں بلند کیا۔

۸۶۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لَأُنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَّتَا أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۸۔ حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سراٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے:

۸۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو حُدَيْفَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ

۸۶۶۔ [صحیح] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۲۷۹۳ من حديث عبد الوهاب الثقفي به، وزاد: "وإذا رفع رأسه من الركوع"، وعلله الدارقطني قال سند ضعيف، وهو صحيح بالشواهد الصحيحة * حميد الطويل ثقة مدلس (تقریب) وعن، ذكره الحافظ في المراتبة الثالثة من المدلسين.

۸۶۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب رفع الیدین فی الصلاة، ح: ۷۲۶ من حديث بشر به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

۸۶۸۔ [إسناده حسن] * أبو الزبير صرح بالسماع عند السراج (ق ۱/۲۵).

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع سے متعلق احکام ومسائل

[رَأْسُهُ] مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَرَفَعَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ إِلَى أذُنَيْهِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ابو یزید رحمہ اللہ کے شاگرد) حضرت ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ نے (حدیث بیان کرتے وقت) کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ الرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ

(التحفة ۵۵)

۸۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَسْخَصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يَصُوبْهُ، وَلَكِنْ بَيَّنْ ذَلِكَ.

۸۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے نہ اسے (بہت زیادہ) جھکا دیتے بلکہ (ان دونوں حالتوں کے) درمیان میں رکھتے۔

☀ فائدہ: اس حدیث سے رکوع کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ سر اور کر برابر رکھے جائیں۔

۸۷۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمَارَةَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صَلْبَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۷۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز درست نہیں۔“

☀ فوائد ومسائل: ① رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی کرنے کا مطلب الطینان سے رکوع اور سجدہ ادا کرنا ہے یعنی رکوع کرتے وقت پوری طرح جھک جانے جس طرح رکوع کا صحیح طریقہ ہے۔ اور سجدہ کرتے وقت پوری طرح الطینان سے سجدہ کرے جس طرح سجدے کا مسنون طریقہ ہے۔ ② نماز کے ارکان الطینان اور اعتدال کے ساتھ ادا

۸۶۹- [صحيح] تقدم، ح: ۸۱۲.

۸۷۰- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۸۵۵ من حديث الأعمش به، وحسنه الحافظ في الفتح.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع سے متعلق احکام و مسائل

ذکر کرنے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس نے نماز کے انحال جلدی جلدی بلا اطمینان ادا کیے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، 'الأذان' باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة' حديث: 493)

۸۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۸۷۱- حضرت علی بن شیبان رحمہ اللہ جو اپنے قبیلے کے
حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرِو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وفد میں شامل تھے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (اپنے
بَكْرِ أَخْبَرَنِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ علاقے سے) روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں
شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ کے
مِنَ الْوَفْدِ قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى پیچھے نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے آنکھ کے کنارے سے ایک
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَايَعَنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، آدمی کو دیکھا کہ رکوع اور سجدہ صحیح ادا نہیں کر رہا تھا، یعنی
فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنَيْهِ رَجُلًا لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ - کمرسیدھی نہیں کر رہا تھا۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ
يُنْفِي: صَلْبُهُ - فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ہوئے تو فرمایا: ”اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی
فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، قَالَ: يَا کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں کمرسیدھی نہیں کرتا۔“
مَنْشَرُ الْمُسْلِمِينَ! لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صَلْبُهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ“.

فوائد و مسائل: ① دین کا علم حاصل کرنے کے لیے سفر کر کے بڑے علماء کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔
② چہرے کا رخ موڑے بغیر آنکھ کے کنارے سے دیکھ کر دوسرے کی حرکات و سکنات کا علم ہو جائے تو نماز میں فرق نہیں پڑتا، گردن موڑ کر دیکھنا منع ہے۔ ③ جماعت میں ایک شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو سب کو مسئلہ بتا دینا چاہیے تاکہ دوسرے بھی اس غلطی سے اجتناب کریں اور غلطی کرنے والے کا پردہ بھی رہ جائے۔

۸۷۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ ۸۷۲- حضرت واہب بن معبد رحمہ اللہ سے روایت ہے
يُوسُفَ الْفَرِّيَّابِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے
عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ، دیکھا۔ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو کراس قدر
عَنْ رَاشِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَابِصَةَ بْنَ مَعْبُدٍ برابر کرتے تھے کہ اگر کمر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے۔

۸۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۳ من حديث ملازم به، وقال البوصيري: 'هذا إسناده صحيح، ورجاله

ثقات'.

۸۷۲- [ضعيف] ضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَى ظَهْرَهُ، حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَا اسْتَقَرَّ.

🌞 فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (الروض النضر فی ترتیب و تخریج معجم الطبرانی الصغیر، رقم: ۸۷، وصفة الصلاة للألبانی، ۱/۱۷۸)

(المعجم ۱۷) - **بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ** (الصفحة ۵۶)

باب: ۱۷۔ رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان

۸۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَكَعْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَطْتُ، فَضَرَبَ يَدِي وَقَالَ: قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا، ثُمَّ أَمَرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكْبِ.

۸۷۳- حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے قریب (نماز پڑھتے ہوئے) رکوع کیا تو تطیق کی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ہم پہلے اس طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں حکم دیا گیا کہ (ہاتھ) گھٹنوں کے اوپر رکھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”تطیق“ کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رانوں کے درمیان ہاتھ رکھے جائیں۔ رکوع کا یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے۔ ② جو حکم منسوخ ہو چکا ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ③ رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھے جائیں جس طرح گھٹنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ دیکھیے: (جامع

الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أنه يحافي يديه، عن جنيه في الركوع، حديث: ۲۲۰)

۸۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۸۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تھے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے اور بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور

۸۷۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركب في الركوع، ح: ۷۹۰، ومسلم، المساجد، باب المدب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ۵۳۵ من حديث مصعب به، أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به.

۸۷۴- [حسن] انظر، ح: ۵۶ لعمته، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع سے متعلق احکام و مسائل

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بَعْضُهَا بَعْضًا.

🌟 فائدہ: رکوع اور سجدہ دونوں میں بازوؤں کو جسم سے دور رکھنا چاہیے۔ جیسے کہ حدیث: ۸۸۰ اور ۸۸۶ میں ذکر ہوگا۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (الصفحة ۵۷)

باب: ۱۸۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے؟

۸۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے تو (اس کے بعد) [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے پھر جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔ (صحیح البخاری) الأذان، باب التکبیر إذا قام من السجود، حدیث: ۷۸۸ ② تحمید کا جملہ مختلف انداز سے مروی ہے جس طریقے سے بھی پڑھا جائے درست ہے یعنی [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] یا [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، حدیث: ۴۷۷، ۴۷۸)

۸۷۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام کہے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] ”اللہ اس کی بات سنتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے“ تو کہو: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ”اے

۸۷۵- [صحیح] وللحديث طرق عند البخاري، ح: ۸۰۳، ۸۰۴ وغيره.

۸۷۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ۸۰۵، ومسلم، الصلاة، باب اتمام الاموم بالإمام، ح: ۴۱۱ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً.

ہمارے رب! اور تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① ”اللہ تعریف کرنے والوں کی بات (یا تعریف) سنتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی ہر بات سنتا ہے۔ یہاں سننے سے مراد خوشنودی اور قبولیت کے ساتھ سنتا ہے۔ گویا امام مقتدیوں کو ترغیب دلا رہا ہے کہ اللہ کی تعریف کرو اور خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ سنتا اور قبول کرتا ہے اس لیے مقتدی اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ② ”جب امام کہے..... تب تم کہو.....“ ان الفاظ سے بعض علماء نے یہ استنباط کیا ہے کہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہنا امام کا کام ہے۔ مقتدیوں کا نہیں۔ اور [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] صرف مقتدی کہیں، امام نہ کہے لیکن یہ استدلال درست نہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث میں امام یعنی نبی ﷺ کا دونوں اذکار پڑھنا مذکور ہے اس لیے تقسیم کا قصور درست نہیں۔

۸۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو۔“

۸۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

🌞 فائدہ: سَمِعَ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] تحمید [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور دیگر دعاؤں میں منفرد امام اور مقتدی

سب ہی شریک ہوں احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی مالک عطاء ابو داؤد ابو بردہ محمد بن سیرین اسحاق اور داؤد رحمہم کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار باب ما يقول في رفعه من الركوع و بعد انتصابه: ۲/۲۷۹) جبکہ کچھ لوگ دوسری طرف بھی گئے ہیں۔ جیسے کہ امام شافعی رحمہم کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ لیکن پہلی صورت ہی رائج ہے۔

۸۷۸- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو فرماتے تھے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلَّةَ السَّمَوَاتِ وَمِلَّةِ الْأَرْضِ

۸۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

۸۷۷- [إسناده حسن] وله شواهد عند مسلم، ح: ۴۷۷ وغیره، وهو بها صحيح.

۸۷۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۴۷۶ من حديث وكيع وغیره به.

۵۔ ابواب اقامۃ الصلوات والسنة فيها رکوع سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ وَ مِلَّةَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ» اللہ نے سن لی الخُفْدُ مِلَّةَ السَّمَوَاتِ وَ مِلَّةَ الْأَرْضِ، رَبِّ! تیرے ہی لیے (سب) تعریفیں ہیں، آسمانوں اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو اس کے بعد چاہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کا اصل مقصد ذکر الہی ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طہ: ۱۳) ”میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔“ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کے رکوع و سجود اور قنوت و جلسہ وغیرہ میں پڑھنے کے لیے بہت سے اذکار سکھائے ہیں۔ ان اذکار اور دعاؤں کو یاد کرنا چاہیے اور نمازوں میں پڑھتے رہنا چاہیے۔ بالخصوص تہجد کی نماز میں طویل دعائیں اور اذکار پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب اور قرب الہی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② بعض روایات میں مذکورہ بالا الفاظ کے بعد یہ اضافہ ہے: [أَهْلَ السَّامَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَحُكْمًا لَكَ عَبْدٌ، اللَّهُمَّ لَا سَائِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْحَدِّ مِنْكَ الْحَدُّ] ”اے تعریفوں اور عظمتوں والے! بندہ (تیری تعریف میں) جو کچھ بھی کہے اس میں سب سے سچی بات یہ ہے۔ اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ کہ اے اللہ! جو کچھ تو عطا فرمائے اے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک لے وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا کسی (دنوی) شان و شوکت والے کی شان و شوکت تیرے غضب سے بچاؤ کے لیے اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔“ (صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، حدیث: ۳۷۷)

۸۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الشُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: ذُكِرَتْ الْجُدُودُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: جَدُّ فَلَانٍ فِي الْخَيْلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فَلَانٍ فِي الْإِبِلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فَلَانٍ فِي الْغَنَمِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فَلَانٍ فِي الرَّقِيقِ، فَلَمَّا قَضَى ۸۷۹۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (اس اثنا میں) آپ کے پاس (دنوی) خوش قسمتی (اور مال دولت) کا ذکر کیا گیا۔ ایک نے کہا: فلاں گھوڑوں کے لحاظ سے بڑا خوش نصیب ہے۔ (بہت سے گھوڑے اس کی دولت ہیں) دوسرے نے کہا: فلاں کی خوش قسمتی اونٹوں سے ہے۔ ایک اور بولا: فلاں کی اچھی قسمت بکریوں سے ہے۔ ایک اور بولا: فلاں لونڈی غلاموں کے لحاظ سے

۸۷۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۳۳/۲۲، ۱۳۴، ح: ۳۵۵ من حديث شريك به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، أبو عمر لا يعرف حاله"، وهو مجهول كما في التقريب وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتُهُ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ
آخِرِ الرَّكْعَةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ
الْحَمْدُ، مِلءُ السَّمَوَاتِ وَمِلءُ الْأَرْضِ
وَمِلءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ لَا
مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ،
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وَطَوَّلَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْتَهُ بِ: الْجَدِّ، لِيَعْلَمُوا
أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا يَقُولُونَ.

سجدوں کا بیان

بڑا خوش بخت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل
کی، اور آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا:
«اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلءُ السَّمَوَاتِ، وَ مِلءُ
الْأَرْضِ وَمِلءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ لَا
مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا
يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» (اے اللہ! اے ہمارے
رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریف ہے۔ آسمانوں بھر
زمین بھر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے بھرنے
کے برابر۔ اے اللہ! جو کچھ تو عنایت فرمائے اسے کوئی
روک نہیں سکتا اور جو کچھ تو روک لے (اور نہ دینا چاہے)
وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا اور کسی (دنیوی) قسمت (اور
مال و دولت) والے کی (ظاہری) خوش قسمتی (اور
دولت) اسے تجھ سے (بچانے میں) کام نہیں آ سکتی۔“
رسول اللہ ﷺ نے (آخری جملہ) «ذَا الْجَدِّ» فرماتے
وقت آواز کو طول دیا کہ ان (صحابہ) کو معلوم ہو جائے کہ
حقیقت وہ نہیں جو وہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

باب: ۱۹۔ سجدوں کا بیان

(المعجم ۱۹) - بَابُ السُّجُودِ (التحفة ۵۸)

۸۸۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ،
عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ
جَاهِيَ يَدِيهِ، فَلَوْ أَنَّ بِهِمَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ
بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ.

۸۸۰۔ حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو (پہلوؤں
سے) الگ کرتے۔ اگر کوئی مینسا سانسے سے (بازوؤں
کے نیچے سے) گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔

فائدہ: مجدد کرتے وقت بازو پہلوؤں سے اور پیٹ راتوں سے الگ ہونا چاہیے۔

۸۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ [عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ] بْنِ أَقْرَمَ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ وَأَنَاحُوا بِنَاحِيَةِ الطَّرِيقِ، فَقَالَ لِي أَبِي: كُنْ فِي بَهْمِكَ حَتَّى آتِيَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَاسْأَلْهُمْ، قَالَ: فَخَرَجَ. وَجِئْتُ - يَعْني: دَنَوْتُ - فَاذًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ. فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتِي إِنْطَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا سَجَدَ.

۸۸۱- حضرت عبداللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”میں نمرہ کے میدان میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ ان لوگوں نے راستے کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ مجھے ابا جان نے کہا: تم بکریوں میں رہو (ان کا خیال رکھو)۔ میں ان لوگوں (قافلہ والوں) کے پاس جا کر ان سے بات چیت کروں گا۔ ابا جان چلے گئے میں بھی قریب چلا گیا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان کے ساتھ نماز (اجامعت) ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو مجھے آپ کی بظلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

قَالَ ابْنُ مَاجَهَ: النَّاسُ يَقُولُونَ: عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: هُوَ النَّاسُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: لوگ راوی کا نام عبید اللہ بن عبداللہ لیتے ہیں جبکہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ لوگ راوی کو عبید اللہ بن عبید اللہ کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَصَفْوَانُ بْنُ يَسَى، وَأَبُو دَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے اپنے استاد محمد بن بشار سے بھی عبید اللہ بن عبداللہ بن اقرم خزاعی عن ابیہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

نوائد ومسائل: ① سفر کے دوران میں رستے میں ٹھہرنا پڑے تو سرک پر ٹھہرنے کے بجائے نیچے اتر کر ایک طرف ٹھہرنا چاہیے۔ ② صحابہ کرام رحمہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بکریوں کو اپنی جگہ چھوڑ کر نماز باجماعت میں شرکت کی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کرتے وقت بازوؤں کو

پہلوؤں سے ملا کر نہیں رکھا، اس لیے صحابہ کرامؓ کی بغلیں اچھی طرح نظر آگئیں۔ ① بغلوں کی سفیدی کے لیے [عُفْرَة] کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد ایسا سفید رنگ ہے جس میں سیاہی کی ہلکی سی آمیزش ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبیؐ کی جلد مارک کا رنگ بالکل سفید تھا اور بالوں کے اگتے ہوئے سرے سیاہ رنگ کے تھے ان دونوں کے ملنے سے بغلوں کا رنگ سیاہی مائل سفید نظر آیا۔ ② بغلوں کے بال اکھاڑا مسنون ہے۔ جب بال اتنے چھوٹے ہوں کہ اکھاڑنا مشکل ہو، اس وقت جسم کے سفید رنگ سے مل کر مذکورہ بالا کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ بال بہت بڑھے ہوئے نہیں تھے ورنہ عفرہ (خاکستری رنگ) کے بجائے سواد (سیاہی) کا لفظ بولا جاتا۔ صفائی کا تقاضا ہے کہ جسم کے غیر ضروری بال مناسب حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیے جائیں، بروقت صفائی کر لی جائے۔

۸۸۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ۸۸۲- حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے
الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا انھوں نے فرمایا: میں نے نبیؐ کو دیکھا کہ جب آپ
شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيہ، سجدہ کرتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے گھنے (زمین پر)
عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ رکھتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو گھٹنوں
إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ سے پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے۔
مِنَ السُّجُودِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.



☀ فائدہ: مذکورہ روایت سندا ضعیف ہے اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے، چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“ (سنن ابی داود، الصلاة، باب کیف یضع ركبتيه قبل يديه، حدیث: ۸۴۰) نیز صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب: ۱۲۸) حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کی سند جید ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے اور حافظ ابن حجرؓ نے ابو ہریرہؓ کی حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قویٰ تر لکھا ہے۔ دیکھیے: (تمام المنة: ۱۹۳/۱۹۴) حافظ ابن حجرؓ کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں۔ عام محدثین اور متاבלہ اسی کے قائل ہیں مگر احتلاف اور شوافع حضرت وائلؓ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذی، تمام المنة)

۸۸۳- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ: ۸۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ
عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ
أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ».

🕌 قاعدہ: ”سات ہڈیوں“ سے مراد جسم کے سات اعضاء ہیں جن کی وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔

۸۸۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۸۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ، وَلَا أَكُفَّ
شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا».

قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: فَكَانَ أَبِي يَقُولُ: ابْنِ طَاوُسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ، وَلَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا».

🕌 فوائد و مسائل: ① سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سجدے میں یہ ساتوں اعضاء زمین پر لگنے
پائیں۔ ② ناک اور ماتھے کو ایک عضو اس لیے شمار کیا گیا کیونکہ اگلی حدیث میں اس کے لیے ”چہرے“ کا لفظ آیا
ہے۔ ③ سجدہ کرتے وقت اگر بال زمین پر لگتے ہوں تو پروا نہیں کرنی چاہیے۔ بالوں، کپڑوں وغیرہ کو زمین پر موجود
معمولی سی گرد و غبار سے بچانے کی کوشش میں سجدے اور اس کے اذکار کی طرف توجہ نہیں رہتی جو نماز میں نقص کا باعث
ہے۔ ④ بالوں کو سمیٹنے کا مطلب ان کا جوڑا بنانا بھی ہے جو نماز میں منع ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ نماز میں چوٹی کو
لاسے کی طرح نہ پیمیش بلکہ لٹکی رہنے دیں۔ ⑤ وضو کرنے کے لیے قمیص وغیرہ کے جو بازو پڑھائے گئے ہوں نماز

آخر جرح البخاری، الأذان، باب لا يكف شعراً، ح: ۸۱۵، ۸۱۶، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود
یع، ح: ۴۹۰ من حدیث حماد بن زید وغیرہ بہ۔

آخر جرح البخاری، الأذان، باب السجود على الأنف، ح: ۸۱۲، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود
یع، ح: ۴۹۰ من حدیث ابن طاووس بہ۔

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

شروع کرنے سے قبل انھیں کھول لیا جائے۔

رکوع اور سجدے کی تسبیحات کا بیان

۸۸۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجْدَةً مَعَهُ سَبْعَةٌ أَرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

۸۸۵۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔ اس کا چہرہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

☀ فائدہ: سجدہ اللہ کے حضور بندے کی عاجزی کے اظہار کا سب سے افضل طریقہ ہے۔ اس موقع پر جسم کے سات اعضاء زمین کو چھوتے ہیں، گویا یہ سب اعضاء عملی طور پر عبودیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ دل کے خشوع اور اعضاء کے زمین کو چھونے کا مجموعہ اصل سجدہ ہے۔ بندے کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا سجدہ زیادہ کامل ہوتا کہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو سکے۔

۸۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَاوِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِمَّا يُجَافِي بَيْدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ إِذَا سَجَدَ.

۸۸۶۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت احمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو پہلوؤں سے اتنا دور کرتے کہ ہمیں (اس مشقت کی کیفیت کو دیکھ کر) ترس آتا۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۵۹)

۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ التَّجَلْبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ

۸۸۷۔ حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَسَبِّحْهُ﴾

۸۸۵۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود... الخ، ح: ۴۹۱ من حديث ابن الهاديه.

۸۸۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صفة السجود، ح: ۹۰۰ من حديث عباديه.

۸۸۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، ح: ۸۶۹ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، والحاكم، ووافقه الذهبي مرة: ۴۷۷/۲.

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۱﴾ ”اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”یہ کام اپنے رکوع میں کرو۔“ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ﴿۲﴾ ”اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے جو سب سے بلند ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”یہ کام اپنے سجدوں میں کرو۔“

مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ الْعَقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِي إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الحاقة: ۵۲] قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ» فَلَمَّا نَزَلَتْ: «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ».

۸۸۸۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ جب آپ رکوع کرتے تو تین بار (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ) کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى) کہتے۔“

۸۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا ابْنِ لَهْيَعَةَ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: تین بار یہ تسبیحات کہنا رکوع اور سجدہ کی کم از کم مقدار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد کے رکوع و سجود میں بھی یہ تسبیحات پڑھی ہیں جبکہ یہ رکوع و سجود انتہائی طویل تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حدیث: ۷۷۲) اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء رقم: ۳۳۳)

۸۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا

۸۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ

۸۸۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه العزي في تهذيب الكمال: ۲۶/۳۳ من حديث ابن ماجه به، انظر، ح: ۳۳۰ لعلته أبو الأزهري مستور، وللحديث شواهد مرفوعة وموقوفة عند ابن أبي شيبة وغيره.

۸۸۹۔ أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله، باب ۲، ح: ۴۹۶۸، ومسلم، الصلاة، باب ما يقال في ركوع والسجود؟، ح: ۴۸۴ من حديث جرير به، وله طرق أخرى وغيرهما.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

سجدوں میں اعتدال کا بیان
کثرت سے پڑھتے تھے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» اے اللہ! میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں اے اللہ! مجھے بخش دے۔“ آپ (اس دعا کے ذریعے سے) قرآن پر عمل کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رکوع اور سجدے میں بہت سے اذکار مردی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ کبھی کوئی دعا پڑھ لے کبھی کوئی۔ ② سورہ نصر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر: ۳) ”اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کیجئے اور اس سے مغفرت کا سوال کیجئے۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی قیل اس طرح کی کہ رکوع اور سجدے میں مذکور ہر بار دعا بار بار پڑھتے رہے۔

۸۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَذَلِيِّ، عَنْ عَوْثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، ثَلَاثًا، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا. فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ».

۸۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو اسے چاہیے کہ رکوع میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] ”پاک ہے میرا رب عظیموں والا۔“ جب اس نے ایسا کیا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور جب کوئی شخص سجدہ کرے تو سجدے میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] ”پاک ہے میرا رب سب سے بلند و برتر“ جب اس نے ایسا کیا تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کم از کم مقدار ہے۔“

باب: ۲۱۔ سجدوں میں اعتدال کا بیان

(المعجم ۲۱) - بَابُ الْاِعْتِدَالِ فِي

السُّجُودِ (التحفة ۶۰)

۸۹۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ح: ۸۸۶ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال: "لهذا مرسل، عون لم يدرك عبدالله"، وقال الترمذي: "ليس إسناده متصل، عون لم يلق ابن مسعود"، ح: ۲۶۱ * [وإسحاق بن يزيد مجهول (تقريب)].

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۸۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُوَيْبٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ، وَلَا يَفْتَرِشْ فِرَاعِيهِ أَفْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

۸۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص سجدہ کرے تو اعتدال کو اختیار کرے اور اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① سجدے میں اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ نہ اتنا اونچا رہے کہ سجدے کے بعض اعضاء زمین پر نہ لگیں نہ اتنا نیچا ہو جائے کہ پورے بازو زمین پر لگ جائیں یا پیٹ رانوں سے مل جائے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نہ بہت لمبا سجدہ کرے نہ بہت مختصر لیکن زیادہ طویل سجدہ اس وقت منع ہوگا جب اس کی اقتدا میں کوئی اور بھی نماز پڑھ رہا ہو خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ ② کتا جب زمین پر اطمینان سے بیٹھتا ہے تو پورے ہاتھ زمین پر پھیلا لیتا ہے۔ سجدے میں اس طرح بازو پھیلا نا درست نہیں بلکہ پھیلیاں زمین پر لگی ہونی چاہئیں اور کہنیاں زمین سے بلند رہیں چپے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔

۸۹۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا تَسْجُدُوا أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ».

۸۹۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور سجدہ کرتے وقت کتے کی طرح بازو (زمین پر) نہ پھیلاؤ۔“

(المعجم ۲۲) - بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (الحفظة ۶۱)

باب: ۲۲۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلوس)

۸۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا تَسْجُدُوا أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ».

۸۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

۸۹۱۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الاعتدال في السجود، ح: ۲۷۵ من حديث الأعمش، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۴۴ * الأعمش عن، وتقدم، ح: ۱۷۸، ولحديثه شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ۵۳۲، ۸۲۲، ومسلم، ح: ۴۹۳ من حديث أنس نحوه، انظر الحديث الآتي.

۸۹۲۔ متفق عليه، انظر الحديث السابق.

۸۹۳۔ [صحیح] تقدم، ح: ۸۱۲.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها دو جہدوں کے درمیان بیٹھنے سے متعلق احکام و مسائل

أَبُو نَعِيمٍ الشَّحْبِيُّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ
عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى
وَأَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لَا تَفْعَلْ
الْكَلْبَ».

🌟 فائدہ: ”ایزیوں پر بیٹھنا“ اقواء کا ترجمہ ہے۔ اقواء کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت ممنوع ہے ایک جائز۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ پنڈلیاں کھڑی کر کے سرین زمین پر رکھ کر بیٹھے اور ہاتھ زمین پر رکھے۔ یہ صورت کئے کے بیٹھنے سے مشابہ ہے اس لیے صحیح احادیث سے اس ضعیف حدیث کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صحیح احادیث میں کتوں اور درندوں کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جائز صورت یہ ہے کہ دو جہدوں کے درمیان بیٹھتے وقت دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایزیوں پر بیٹھے جب کہ پنڈلیاں اور گھٹنے زمین پر ہوں۔ اسی کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سنت قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، باب جواز الإقواء على العقبين، حدیث: ۵۳۶)

۸۹۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ
الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ
أَبَا مُحَمَّدٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ
مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا
رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَلَا تَفْعَلْ كَمَا
يَفْعَلُ الْكَلْبُ ضَعَّ أَلْيَتِكَ بَيْنَ قَدَمَيْكَ،
وَأَلْزَقَ ظَاهِرَ قَدَمَيْكَ بِالْأَرْضِ».

(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ
السُّجُودَيْنِ (التحفة ۶۲)

۷۹۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

باب: ۲۳۔ (نمازی) دو جہدوں کے درمیان
(جلسہ میں) کیا کہے

۸۹۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۸۹۶۔ [إسناده ضعيف جدًا] * العلاء متروك، ورماء أبو الوليد بالكذب (تقريب)، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف الخ".

۸۹۷۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ۷۷۲ من حديث الأعمش به مطولاً، ولم يسق هذا اللفظ.

ﷺ دو جہدوں کے درمیان یوں کہا کرتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي] ”اے میرے رب! مجھے بخش دے اے میرے رب! میری مغفرت فرما۔“

حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُذَيْفَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْتَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي».

۸۹۸- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) میں دو جہدوں کے درمیان (جلہ میں) یوں کہتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْقُئْ لِي] ”اے میرے رب! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، میرے نقص دور فرما، مجھے رزق دے اور مجھے بلندی عطا فرما۔“

۸۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْقُئْ لِي».



🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور

حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل ۵/۷۳، حدیث: ۲۸۹۵، وصفة الصلاة، للألبانی رحمہ اللہ، وسنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد: ۲/۱۶۳، ۱۶۴، حدیث: ۸۹۸) بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابلِ حجت اور قابلِ عمل ہے۔ ② یہ دعا قدرے مختلف الفاظ سے جامع الترمذی اور سنن ابوداؤد میں بھی موجود ہے۔ ذیل میں ان دونوں روایات کے مطابق بھی دعا درج کی جاتی ہے تاکہ آپ ان میں سے جس طریقے سے چاہیں دعا پڑھ سکیں: (ن) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي [جامع الترمذی، الصلاة، باب ما يقول بين السجدين، حدیث: ۳۸۳]

۸۹۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء بين السجدين، ح: ۸۵۰ من حديث كامل به، واستغفره الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي * حبيب عنن، وانظر، ح: ۳۸۳ لتدليس.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، میرے نقص دور فرما، مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق دے۔“ (۷) [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَأَرْزُقْنِي] ”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے عافیت بخش مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين، حدیث: ۸۵۰)

⑤ اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اس اعزاز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: ”لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے، اس میں ان کے محدث فقیر، مجتہد اور مقلد بھی شریک ہیں نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر نگیس کیے ہوئے ہیں۔“ (نیل الاوطار: ۲/۲۹۳)

نیز شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم [رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي] پڑھنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

باب: ۲۴۔ تشهد کا طریقہ

(المعجم ۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ

(التحفة ۶۳)

۸۹۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم جب نبی ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے تو کہتے: ”بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام، جبرائیل کو سلام، میکائیل کو سلام، فلاں فلاں فرشتوں کو سلام۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (یہ کہتے) سن لیا تو فرمایا: ”یوں نہ کہو: [السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ] ”اللہ کو سلام“ اللہ تعالیٰ تو خود السلام (سلامتی بخشنے والا) ہے جب تم (تشہد میں) بیٹھو تو کہو: [التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ] ”تمام آداب و تسلیمات اللہ ہی کے لیے ہیں اور تمام نمازیں اور پاکیزہ اعمال بھی اسی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔“ جب

۸۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ. السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَعَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ. - يَغْنُونَ الْمَلَائِكَةُ -. فَسَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسْتُمْ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا

۸۹۹۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب التشهد في الآخرة، ح: ۸۳۱، ۸۳۵، ۶۲۳۰، وسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ۴۰۲ من حديث الأعمش به، وله طرق عندهما.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تہجد کا طریقہ

وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

بندہ یہ کہتا ہے تو دعا آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے (انسان، جن اور فرشتے) کو پہنچ جاتی ہے۔ (پھر کہو): [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالْأَعْمَشِ، وَخُصَيْنٍ، وَأَبِي هَاشِمٍ، وَحَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ. وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَأَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کی مانند حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، وَخُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُيَيْدَةَ وَالْأَسْوَدِ وَأَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ الشَّهَادَةَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تہجد سکھاتے تھے۔“ اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے اقوال و افعال سے پرہیز کرنا چاہیے جو اس کے ادب کے منافی ہوں۔ ② بعض اوقات غلط فہمی کی بنا پر انسان ایک لفظ کو مناسب تصور کرتا ہے حالانکہ وہ نامناسب ہوتا ہے۔ جب ایسی کسی غلطی پر متنبہ کیا جائے تو فوراً اصلاح کر لینی چاہیے۔ ③ [التحیات] ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے سے لوگ ایک دوسرے کے لیے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں اس مقصد کے لیے السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ جیسے الفاظ مقرر ہیں۔ اللہ کے لیے تحیات سے مراد وہ

عبادتیں ہیں جن کا تعلق زبان اور گویائی سے ہے مثلاً: اللہ کی تعریف، شکر، ذکر، دعا، قسم وغیرہ۔ یہ سب عبادتیں اللہ کا حق ہیں ان میں کسی اور کو شریک کرنا درست نہیں۔ مخلوق کی کسی ظاہری خوبی کی تعریف جس میں عبادت کے جذبات شامل نہیں ہوتے وہ اس عبادت میں شامل نہیں۔ ⑤ [الصلوات] صلاۃ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی دعا اور شرعی معنی نماز کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد بنی عبادتیں ہیں مثلاً: رکوع، سجدہ، قیام، طواف اور روزہ وغیرہ۔ کسی کے لیے احراماً بھگنا یا کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یا اللہ کے گھر کے سوا کسی چیز، قبر، عمارت اور درخت وغیرہ کا طواف کرنا شرک ہے۔ سجدہ، تعظیص، پہلی شریعتوں میں جائز تھا، اب حرام ہے۔ یہ اور اس قسم کی تمام عبادتیں صرف اللہ کا حق ہیں۔ ⑥ [الطبیات] پاک چیزیں، پاک اعمال۔ اس سے مالی عبادتیں مراد لی گئی ہیں مثلاً: زکوٰۃ، صدقات، نذر و نیاز وغیرہ۔ مخلوق میں سے کسی کے نام کی نذر جائز نہیں، خواہ وہ مالی نذر ہو یا بدنی۔ ان تین الفاظ میں ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لیے خاص ہونے کا اقرار ہے اور یہی توحید ہے۔ ⑦ دوسروں کے حق میں دعا کرتے وقت اپنے لیے بھی دعا کر لینی چاہیے۔ اسی طرح جب اپنے لیے دعا کرنا مقصود ہو تو دوسروں کو بھی شامل کر لیتا چاہیے۔ خصوصاً جو مسلمان بھائی نظروں سے اوجھل اور حسناں طور پر دور ہوں ان کے لیے دعا کرنا خلوص کی علامت ہے۔ ممکن ہے اس کی برکت سے دعائیں مانگنے والے کی اپنے حق میں دعا قبول ہو جائے۔ ⑧ زمین اور آسمان میں موجود نیک بندوں میں تمام نیک انسان، جن اور تمام فرشتے شامل ہو جاتے ہیں اس لیے جبرئیل، میکائیل وغیرہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسنون دعاؤں میں جو جامعیت اور خوبی ہے وہ خود ساختہ دعاؤں میں نہیں لہذا مسنون اذکار کو چھوڑ کر غیر مسنون دعاؤں اور اذکار میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ دعائے گنج العرش، درود تاج، درود مائیں، درود نکمی وغیرہ کے نام سے بہت سی چیزیں مشہور ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں۔ ⑨ التحیات کی دعا میں مختلف روایات میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔ صحیح سندوں سے روایت شدہ الفاظ کے مطابق جیسے بھی پڑھ لیا جائے درست ہے۔ ان میں سے بعض آئندہ روایات میں مذکور ہیں۔

۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الشَّهْدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الشُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَانَ يَقُولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

۹۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تہجد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ [التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تہجد کا طریقہ

وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

والے آداب پاکیزہ عبادات اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات (نازل) ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① قرآن کی طرح دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ بہت اہتمام اور توجہ سے یہ دعا سکھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا نماز میں ضرور پڑھنی چاہیے۔ ② جس طرح قرآن کے الفاظ گھٹا بڑھا لینا جائز نہیں لیکن بعض الفاظ کئی طرح نازل ہوئے ہیں اور ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے انھیں پڑھنا درست ہے۔ اسی طرح جو دعائیں کئی طرح مروی ہیں انھیں انہی روایت شدہ طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے۔ ③ [ایہا النبی] ”اے نبی!“ سے مقصود رسول اللہ ﷺ کو سنانا نہیں بلکہ یہ الفاظ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں جس طرح قرآن مجید کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں مثلاً: ﴿يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ يٰۤاَيُّهَا الْمُرْسَلُ ۙ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ۙ يٰۤاٰدَمُ ۙ يٰۤاٰدَمُ ۙ يٰۤاٰدَمُ ۙ يٰۤاٰدَمُ ۙ يٰۤاٰدَمُ ۙ﴾ وغیرہ۔ ان کو پڑھتے وقت قاری انھیں مخاطب کرنے کی نیت نہیں رکھتا اور نہ حاضر و موجود سمجھتا ہے۔

۹۰۱۔ حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ أَبِي عَيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ.

۹۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے ہماری سنتیں بیان فرمائیں اور ہمیں نماز کی تعلیم دی (اسی دوران میں) فرمایا: ”جب تم نماز پڑھو اور قعدہ تک پہنچ جاؤ تو تم میں سے (ہر) کسی کو سب سے پہلے یوں کہنا چاہیے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصَّلٰوٰتِ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَقَالَ: «إِذَا

صَلَّيْتُمْ، فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ، فَلْيُكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلٍ أَحَدِكُمْ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، سَنِعُ كَلِمَاتِ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ»۔

یہ سات جملے نماز کا تحیہ (التحیات) ہیں۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نماز کے افعال و اذکار جس ترتیب سے بتائے گئے ہیں انہیں اسی ترتیب سے پڑھنا چاہیے البتہ جن مقامات پر ترتیب ضروری نہ ہوئے کا قرینہ موجود ہو وہاں ترتیب ضروری نہیں ② سات جملے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ التحیات، الصلوات اور الطبیات تینوں اہم مسائل ہیں اس لیے اسے ایک جملے کے بجائے تین جملے شمار کیا گیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ کے لیے دعا چوتھا جملہ اور تمام مومنین کے لیے دعا پانچواں جملہ ہے۔ شہادتین ”توحید اور رسالت کی گواہی“ جیسے اور ساتویں جملے پر مشتمل ہیں۔ واللہ اعلم۔ ③ توحید پر صحیح ایمان کے لیے ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی عہدیت اور رسالت دونوں پر ایمان رکھا جائے کفار کی طرح نبی ﷺ کی رسالت سے انکار کیا جائے نہ انہیں اس طرح الوہیت کے مقام پر فائز قرار دیا جائے جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کے بارے میں کہہ دیا تھا کہ مسیح ﷺ ہی اللہ ہی جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **هَلْ كَذَّبْتُمُ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ** (المائدہ: ۱۷)۔ ”وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔“

۹۰۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ (اور وہ اس طرح ہے): بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا

۹۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّمَنُ بْنُ نَابِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الشُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ».

درد و شریف سے متعلق احکام و مسائل
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ "اللہ کے نام سے اللہ کی توفیق سے زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

باب: ۲۵۔ نبی ﷺ پر درد و شریف کے پڑھنے کا بیان

(المعجم ۲۵) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ
(التحفة ۶۴)

۹۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: أُنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ [وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ] كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ».

۹۰۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ہمیں آپ کو سلام کہنے کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے لیکن درد کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ [وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ] كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ]“ اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔“

☀️ فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَإِذَا اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُمْضُونَ عَلَى النَّبِيِّ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (الأحزاب: ۵۶) ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور سلام عرض کرو۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی وضاحت دریافت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ ② سلام کہنے کا طریقہ نماز کے باہر تو وہی ہے جو عام مسلمانوں کا باہمی سلام ہے۔ صحابہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اس معروف طریقے سے سلام عرض کرتے تھے۔ نماز کے اندر سلام کا طریقہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ سلام ہمیں معلوم ہے۔ ③ صلاۃ کا مطلب دعا رحمت اور درود ہے۔ نماز کو بھی صلاۃ اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ دعاؤں پر مشتمل ہے۔ مومنوں اور فرشتوں کی طرف سے نبی پر درود بھی ایک دعا ہے جیسے کہ درود شریف کے الفاظ سے واضح ہے۔ اللہ کی طرف سے نبی پر صلاۃ (درود) کا مطلب انسانوں اور فرشتوں کی دعا قبول کر کے اپنے نبی پر رحمت نازل کرنا اور اس کے درجات بلند کرنا ہے۔ ④ درود کا حکم نازل ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی طرف سے مناسب الفاظ جمع کر کے دعائیں بنائی بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا طریقہ معلوم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذکار کے الفاظ وہی درست ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں۔ ان الفاظ میں کمی بیشی کرنا یا اپنے پاس سے اذکار بنالینا درست نہیں نہ ان خود ساختہ اذکار کا کوئی ثواب ہے۔ ⑤ آل سے عام طور پر اولاد مراد لی جاتی ہے لیکن شریعت کی اصطلاح میں آل سے مراد وہ سب لوگ ہوتے ہیں جو کسی عظیم شخصیت سے محبت رکھنے والے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ اسی طرح کسی دنیوی سردار کے ساتھی اور تبعین کو بھی اس کی آل کہا جاسکتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آل فرعون کے الفاظ وارد ہیں حالانکہ فرعون کی کوئی صلیبی اولاد نہ تھی اسی وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیٹے کے طور پر پالنا منظور کر لیا تھا۔ ⑥ درود شریف کے لیے مختلف الفاظ صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صحیح روایت کے مطابق درود شریف پڑھ لینا درست ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات اسی باب میں آ رہی ہیں۔

۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، ۹۰۴۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو فرمایا: کیا میں تمھیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (وہ یہ ہے کہ ایک بار) رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو ہم نے کہا: ہم آپ کو سلام کہنے کا

قَالَ: لَقِيتِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوتَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَاجْشُونُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُمِرْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْكَ. فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ

طریقہ تو جانتے ہیں درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهیمَ، اِنَّکَ حَمیدٌ مَّجیدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهیمَ، اِنَّکَ حَمیدٌ مَّجیدٌ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر رحمت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگوں والا ہے۔ اے اللہ! احمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر برکت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگوں والا ہے۔“

۹۰۵۔ حضرت ابو حمید ساعدی (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهیمَ۔ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرٰهیمَ فِی الْعَالَمِیْنَ، اِنَّکَ حَمیدٌ مَّجیدٌ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر رحمت نازل فرمائی اور محمد (ﷺ) پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے

گئے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔“

۹۰۷۔ حضرت عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے فرشتے اس وقت تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندہ چاہے یہ عمل کم کرے یا زیادہ کر لے (اس کی مرضی ہے۔)“

۹۰۷۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ حَلَفٍ أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُثَيْدٍ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتُ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ».

🌞 فائدہ: اس حدیث سے درد و شریف کی فضیلت اور فائدہ واضح ہوتا ہے اور اس میں بکثرت درد پڑھنے کی ترغیب ہے۔ درد کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لیے بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲۳/۳۵۱/۳۵۲)

۹۰۸۔ حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِيئَةٌ طَرِيقُ الْجَنَّةِ».

۹۰۸۔ حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر درود پڑھنا فراموش کر دیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔“

۹۰۷۔ [إسناده ضعيف] * عاصم ضعيف كما في التقريب وغيره، وضعفه الجمهور (مجمع الزوائد: ۸/۱۵۰)، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف"، وله شواهد عند إسحاق القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ۳ وغيره.

۹۰۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۱۲/۱۸۰ من حديث جبارة به، وله شواهد عند البيهقي: ۶/۲۸۶، وإسماعيل القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ۴۱-۴۴ وغيرهما، انظر، ح: ۷۴۰ لعلته.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تشہد اور درود کے بعد کے اذکار کا بیان

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (الصحیحۃ، رقم: ۲۳۳۷ و فضل الصلاة على النبي ﷺ بتحقیق الشیخ البانی رحمہ اللہ، رقم: ۳۳۳۱) ② نیکیاں جنت میں لے جاتی ہیں جو شخص درود جیسی عظیم نیکی سے غفلت کرتا ہے وہ دوسری بہت سی نیکیوں سے بھی غافل ہوگا اور ایسے شخص کا جنت میں جانا مشکل ہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَا يُقَالُ فِي التَّشَهُّدِ
وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۶۵)

۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الدُّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ:
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ
أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا
فُتِحَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ
مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ
فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ».

۹۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب
آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ چار
چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے، جہنم کے عذاب سے،
قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح
دجال کے فتنے سے۔“

فوائد ومسائل: ① آخری تشہد میں سلام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور اپنی حاجات طلب کرنے کا موقع ہے۔ اس موقع کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: [ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ أُعْجِبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو] (صحیح البخاری، الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب، حدیث: ۸۳۵) ”پھر (تشہد کے بعد) اسے جو دعا زیادہ پسند ہو وہ منتخب کر لے اور دعا کرے۔“ ② پسند کی دعا منتخب کرنے کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں واجب نہیں، البتہ ثواب کا باعث ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہی استنباط فرمایا ہے۔ ③ ”اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔“ اس حکم کی تعمیل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم پڑھیں: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔“ یہ دعا الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ مختلف روایات میں

۹۰۹۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستأذنه في الصلاة، ح: ۵۸۸ من حديث الوليد بن مسلم به.

آئی ہے مثلاً: ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ اَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ، وَ اَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْمَنَامِ وَالْمَغْرَمِ [صحیح البخاری، الاذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: ۸۳۲] اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور تاوان (قرض وغیرہ) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

۹۱۰۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟“ اس نے کہا: میں شہد پڑھتا ہوں پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے وہ دعائیں تو آتی نہیں جو آپ آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے ہیں یا جو معاذ رضی اللہ عنہ گنگتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم بھی یہی کچھ گنگتے ہیں۔“

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟» قَالَ: التَّشَهُّدُ ثُمَّ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوْذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، أَمَا وَاللَّهِ مَا أَحْسِنُ ذِكْرَكَ وَلَا ذِكْرَكَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: «حَوْلَهَا تُذْنِدُنْ».



فوائد و مسائل: ① [ذَنْدَنَ] اس کلام کو کہتے ہیں جو کچھ میں نہ آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ کی طرح لمبی دعائیں نہیں آتیں میں تو مختصری دعا مانگتا ہوں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس کی دعا کو پسند فرمایا کیونکہ یہ مختصر اور جامع ہے۔ اور سب سے اہم چیز بلکہ عبادات کا مقصود ہی یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ ③ [حَوْلَهَا تُذْنِدُنْ] ”ہم بھی اس کے بارے میں گنگتے ہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری لمبی چوڑی دعاؤں کا مقصود بھی یہی ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو اور اس کے غضب سے محفوظ رہیں۔ ④ صوفیا میں جو مشہور ہے کہ ہم صرف اللہ کی محبت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں جنت کی خواہش میں یا جہنم کے خوف سے نہیں کرتے یہ سوچ درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے عظیم ترین اور مقرب ترین بندے ہیں بندے پر اللہ کے حقوق اور اللہ سے محبت کے آداب سے جس قدر نبی ﷺ واقف تھے کوئی اور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا اس کے باوجود آپ ﷺ نے جنت کی دعا کی اور جہنم سے پناہ مانگی کیونکہ جنت اللہ کی نعمتوں کا نام ہے اور جنت ہی میں اللہ کا دیدار ہوگا اس لیے جنت سے اعراض اصل میں اللہ کے قرب سے اعراض ہے جو محبت الہی کے منافی ہے اور جہنم سے بے

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل
غوثی اللہ کے غضب سے بے غوثی ہے جو اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

(المعجم ۲۷) - بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الشَّهَادَةِ
(التحفة ۶۶)

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَصَامِ بْنِ قُذَامَةَ، عَنْ
مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُرَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :
رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعاً يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى
فَخْذِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ، وَيُشِيرُ بِأَصْبَعِهِ .

نوافل و مسائل : ① تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ ② اشارہ صرف دائیں ہاتھ کی انگلی سے کرنا
چاہیے۔ (دیکھیے: حدیث: ۹۱۳) ③ اشارہ کرتے وقت ہاتھ کی کیفیت کا ذکر انگلی حدیثوں میں آ رہا ہے۔

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُكَلِّبٍ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ : رَأَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى،
وَرَفَعَ الْيَمَنِيَّ تَلِيهِمَا، يَدْعُو بِهَا فِي الشَّهَادَةِ .

۹۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى،
وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ،
قَالُوا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَتَيْنَا مَعْمَرًا،
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمرَ أَنَّ

۹۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر
رکھتے اور دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے
اس کے ساتھ دعا کرتے اور آپ نے بایاں ہاتھ اپنے

۹۱۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإشارة في الشاهد، ح : ۹۹۱ من حديث عصام به، وصححه
ابن خزيمة، وابن حبان * مالك بن نمير وثقه ابن خزيمة وابن حبان .

۹۱۲۔ [إسناده صحيح] وقال البوصيري : "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات ."

۹۱۳۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح : ۵۸۰ من
حديث عبد الرزاق به .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام پھرنے سے متعلق احکام و مسائل

النَّبِيُّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَيَدْعُو بِهَا، وَالْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ، [بَاسِطَهَا] عَلَيْهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① انگلی سے اشارہ تشہد میں ہوتا ہے، سجدوں کے درمیان جلسے میں نہیں۔ اس حدیث میں ”نماز میں“ بیٹھے کا مطلب ”تشہد میں“ بیٹھنا ہے جیسے کہ حدیث: ۹۱۳ سے واضح ہے۔ ② تشہد میں بائیں ہاتھ تو اسی طرح رکھا جائے گا جس طرح سجدوں کے درمیان جلسہ میں ہوتا ہے۔ دائیں ہاتھ کا ایک طریقہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ انگوٹھے کو درمیانی انگلی کے ساتھ ملا کر حلقہ بنا لیا جائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ اس صورت میں چھوٹی دونوں انگلیاں بند رکھی جائیں گی۔ (سنن أبی داود، الصلاة، تفریع ابواب الركوع والسجود..... باب الإشارة في التشهد، حدیث: ۹۸۷) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھا شہادت کی انگلی کی چٹلی پر رکھا جائے اور باقی تینوں انگلیاں بند ہوں۔ اسے حدیث میں ترقین کے عدد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (دیکھیے: (صحيح مسلم، المساجد، باب صفة الحلوں في الصلاة.....، حدیث: ۵۸۰) اہل عرب میں اعداد کے جو خاص اشارات رائج تھے ان کے مطابق ترقین کا عدد اسی طرح بننا ہے اس لیے اس کیفیت کو اس لفظ سے ظاہر کیا گیا۔ ③ انگلی کے ساتھ دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کے دوران میں انگلی اٹھا کر اشارہ کیا جائے۔ ④ یہ اشارہ ابتدا سے انتہا، یعنی سلام پھیرنے تک کیا جائے۔ ⑤ اشارے کے ساتھ انگلی کو حرکت دینا یاد دیتے رہنا ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ صرف [إِلَّا اللَّهُ] پر انگلی کو اٹھاتے اور پھر رکھ دیتے ہیں یہ بالکل بے بنیاد ہے اور بعض لوگ مسلسل حرکت دیتے رہتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔ بعض روایات میں [يُحَرِّكُهَا] کے الفاظ تو آتے ہیں لیکن اس کا مطلب بھی [يَدْعُو بِهَا] یا يُشِيرُ بِهَا ہی ہے یعنی دعا یا اشارہ کرتے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ التَّسْلِيمِ (التحفة ۶۷) باب: ۲۸۔ سلام پھیرنے کا طریقہ

۹۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ ۹۱۳- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی۔ (اور فرماتے: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ])

۹۱۴- [صحيح] * أبو إسحاق عمن، وتقدم، ح: ۴۶، وأصل الحديث صحيح، أخرجه أبو داود، ح: ۹۹۶ وغيرهم، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— سلام پھیرنے سے متعلق احکام و مسائل

ثُمَّ إِلَيْهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ «السَّلَامُ» ”تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

🌞 نوادہ و مسائل: ① نماز سے فارغ ہونے کا طریقہ سلام پھیرنا ہے جیسے کہ حدیث: ۲۷۵ اور ۲۷۶ میں بیان ہوا ہے۔ ② سلام پھیرنے کے مختلف طریقے وارو ہیں مثلاً: (۱) السلام علیکم ورحمة الله - السلام علیکم ورحمة الله - (جیسے حدیث: ۹۱۶ میں آ رہا ہے۔) (۲) السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - (بلوغ المرام لابن حجر، الصلاة، باب صفة الصلاة، حدیث: ۲۵۳) (۳) صرف ایک سلام کے ساتھ نماز سے فارغ ہونا بھی درست ہے۔ ایک سلام کہتے ہوئے تھوڑا سا دائیں طرف منہ کرنا چاہیے۔ (جامع الترمذی، الصلاة باب: ۱۰۲، حدیث: ۲۹۶)

۹۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ: ۹۱۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا کرتے تھے۔
حَدَّثَنَا يَسْرُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ نَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ غَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.

۹۱۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ غَمَارِ بْنِ بَاسِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.»

۹۱۶۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی اور فرماتے: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» ”تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“

۹۱۵۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها وكيفية، ح: ۵۸۲ من حديث إسماعيل به.

۹۱۶۔ [صحیح] * أبو إسحاق عن، وتقدم، ح: ۴۶، وأبو بكر بن عياش تقدم، ح: ۸۵۵، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ۹۹۷ وغيره، والسند حسنه البوصيري.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ [بُرَيْدٍ] بْنِ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: صَلَّى بِنَا عَلِيٍّ، يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرْنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَإِنَّمَا أَنْ نَكُونَ نَسِيئَهَا، وَإِنَّمَا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا، فَسَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ.

۹۱۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایسی نماز پڑھائی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی یاد دلا دی جسے ہم فراموش کر چکے تھے یا (کوٹاہی کی وجہ سے) چھوڑ بیٹھے تھے۔ (اس نماز میں) انھوں نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً (التحفة ۶۸)

باب: ۲۹۔ ایک طرف سلام پھیرنا بھی درست ہے

۹۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهِمِّينِ ابْنُ عَبَّاسٍ بْنُ سَهْلٍ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تَلْقَاءَ وَجْهِهِ.

۹۱۸۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سامنے کی طرف ایک ہی سلام پھیرا۔

۹۱۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ [الضَّنْعَانِيُّ]: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تَلْقَاءَ وَجْهِهِ.

۹۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سامنے کی طرف ایک سلام پھیرا کرتے تھے۔

۹۱۷۔ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته، ومع ذلك صححه البوصيري.

۹۱۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲۲/۶، ح: ۵۷۰۳ من حديث عبدالمهممين به، وانظر، ح: ۱۶۴ لعلته.

۹۱۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه أيضًا، ح: ۲۹۶ من حديث عمرو بن أبي سلمة (الشمي) عن زهير به، وقال: قال محمد بن إسماعيل (البخاري): "زهير بن محمد، أهل الشام يروون عنه منكرات... الخ"، وكذا قال أحمد وغيره، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ سلام پھیرنے سے متعلق احکام ومسائل

۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُبَصِّرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْثَوَعِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً.

۹۲۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز ادا فرمائی تو ایک ہی سلام پھیرا۔

🕌 فوائد ومسائل: ① مذکورہ باب میں تین روایات ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سند اضعیف ہیں جبکہ مسئلہ فی نظم درست ہے کیونکہ یہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (مسند احمد: ۲/۳۲۶ و سنن ابی داود الطلوع' باب فی صلاة اللیل' حدیث: ۱۳۳۵) غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ' حدیث: ۹۱۸/۹۱۹/۹۲۰) ② سامنے کی طرف سلام کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح دونوں طرف سلام پھیرتے وقت چہرہ پوری طرح پھیرا جاتا ہے اس طرح نہیں پھیرا بلکہ تھوڑا سا دائیں منہ پھیرا جیسے حدیث: ۹۱۳ کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ (التحفة ۶۹)

باب: ۳۰۔ امام کو سلام کا جواب دینا

۹۲۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْهَذَلِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ».

۹۲۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب امام سلام کہے تو اسے (سلام کا) جواب دو۔“

۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ».

۹۲۲۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم

۹۲۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف يحيى بن راشد" يعني المازني البراء.

۹۲۲۔ [ضعيف] * أبو بكر الهذلي (البصري) أخباري متروك الحديث (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند ابن خزيمة، (۱۷۱).

۹۲۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الرد على الإمام، ح: ۱۰۰۱ من حديث قتادة به، وصححه إمام، والذهبي * قتادة مدلس تقدم، ح: ۱۷۵، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام کے بعد دعاؤں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل

هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَيْمَتِنَا، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ.

اپنے اماموں کو سلام کہیں اور ہم ایک دوسرے کو سلام کہیں۔“

☀️ فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں اس لیے ان سے جواب دینے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: وَلَا يَخْصُصُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالذِّعَاءِ (التحفة ۷۰)

باب: ۳۱۔ امام صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے

۹۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمْعِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَدِّي، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَوْمُ عَبْدٌ، فَيُخْصَصَ نَفْسُهُ بِدَعْوَةٍ ذُوْنَهُمْ. فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

۹۲۳۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ نماز پڑھائے تو انھیں (نمازیوں کو) چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔“

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۷۱)

باب: ۳۲۔ سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار

۹۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ

۹۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو (سلام کے بعد) صرف اتنا عرصہ بیٹھتے تھے کہ یہ دعا پڑھ لیتے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» [اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔“

۹۲۳۔ [حسن] تقدم، ح: ۶۱۹.

۹۲۴۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح: ۵۹۲ عن ابن أبي شيبه (وغیره).

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام کے بعد دعائیں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل
السلامَ وَمِنْكَ السَّلَامُ. تَبَارَكْتَ يَا ذَا
الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ ② مسنون دعا صرف اسی قدر ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی۔ باقی جملے لوگوں کے خود ساختہ ہیں مثلاً: [وإليك يرجع السلام] حینا ربنا بالسلام' وأدخلنا دار السلام]۔ اسی طرح [تبارکت] کے بعد [ربنا وتعالیت] کے الفاظ بھی اضافہ شدہ ہیں۔ ان زائد جملوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ "صرف اتنا عرصہ بیٹھتے" کا مطلب یہ ہے کہ قبلہ رخ صرف اتنا عرصے بیٹھتے ورنہ کروا ذکر کے لیے طویل عرصہ تک بیٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم' المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بیان صفته' حدیث: ۵۹۳)

۹۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۲۵۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو
أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ مَوْلَى لَامٍ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فرماتے تھے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَ
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ، إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا] "اے اللہ! میں تجھ سے
جِئِن يُسَلِّمُ: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا فائدہ دینے والے علم پاک رزق اور قبول ہونے والے
نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا]۔ عمل کا سوال کرتا ہوں۔"

🌟 فوائد و مسائل: ① یہ ایک جامع دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ایسی دعائیں مانگتے تھے جو جامع ہوں اور تھوڑے الفاظ میں زیادہ فائدے کی چیزوں کی دعا ہو جائے۔ ② علم نافع سے مراد وہ علم ہے جس پر انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے یعنی تحریر و تقریر اور اسوۂ حسنہ کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچتا کدوہ بھی عمل کر کے اس شخص کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہوں۔ ③ پاک رزق سے مراد حلال رزق ہے جو جائز طریقے سے کمایا گیا ہو۔ ④ قبول ہونے والا عمل وہ ہے جو خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور سنت کے مطابق ادا کیا جائے۔

۹۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ۹۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۹۲۵۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۲۲، ۳۰۵/۶ من حديث شعبة به * مولى لأم سلمة، اسمها عبدالله بن شداد كما في تقريب التهذيب والنكت الظراف: ۴۶/۱۳ وغيرهما، فالسند صحيح، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الصغير، ح: ۷۳۵، وقال الهيثمي في المجمع: ۱۱۱/۱۰، "ورجالة ثقات".

۹۲۶۔ [مسند حسن] أخرجه أبو داود، الأدب، باب في التسبيح عند النوم، ح: ۵۰۶۵ من حديث شعبة عن عطاء به، وقال الترمذي، ح: ۳۴۱۰: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُثْمَانَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ،
وَأَبُو يَحْيَى التَّيْمِيُّ، وَ [ابْنُ] الْأَجَلِجِ، عَنْ
عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَصْلَتَانِ لَا يُخَصِّيهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا
دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَبِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلْ بِهِمَا
قَلِيلٌ. يَسْبُحُ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا،
وَيَكْبُرُ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا» فَرَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْعُدُهَا بِيَدِهِ: «فَذَلِكَ
خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللَّسَانِ، وَأَلْفٌ
وَحَمْسُمِائَةٌ فِي الْمِيزَانِ، وَإِذَا أَوَى إِلَى
فِرَاشِهِ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً، فَتِلْكَ مِائَةٌ
بِاللَّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ
فِي الْيَوْمِ الْفَتَيْنِ وَخَمْسُمِائَةِ سَبَّحَةٍ» قَالُوا:
وَكَيْفَ لَا يُخَصِّيهمَا؟ قَالَ: «يَأْتِي أَحَدَكُمْ
الشَّيْطَانُ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَقُولُ:
اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى يَنْفُكَ الْعَبْدُ لَا
يَعْمَلُ، وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ، فَلَا يَزَالُ
يُؤْمَرُهُ حَتَّى يَنَامَ».

سلام کے بعد دعاؤں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزوں پر جو شخص بھی پابندی سے عمل کرتا ہے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں (کام) آسان ہیں (لیکن) ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس دفعہ [سُبْحَانَ اللَّهِ] کہے دس دفعہ [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہے اور دس دفعہ [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے۔“ صحابی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس عدد کا اشارہ کیا اور فرمایا: ”یہ زبان سے کہنے میں (پانچوں نمازوں کے حساب سے) ایک سو پچاس (کلمات) ہیں اور (قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں) (ایک نیکی کا) چودس گنا کے اعتبار سے) ایک ہزار پانچ سو ہوں گے۔ اور جب اپنے بستر پر جائے تو [سُبْحَانَ اللَّهِ] اور [الْحَمْدُ لِلَّهِ] اور [اللَّهُ أَكْبَرُ] (سب ملا کر کل) سو مرتبہ کہہ لے یہ زبان سے کہنے میں سو ہیں اور ترازو میں (دس گنا کے حساب سے) ایک ہزار بھلا تم میں سے کون ہے جو دن میں دھائی ہزار گناہ کرتا ہو؟“ (جب کہ نیکیاں وہ دھائی ہزار کما تا ہو۔) صحابہ نے عرض کیا: انسان پابندی سے یہ دونوں عمل کیوں نہیں کر سکتا؟ فرمایا: ”ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے کہ شیطان آ جاتا ہے اور اسے کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر حتیٰ کہ بندہ (نماز سے) غافل ہو جاتا ہے اور جب بندہ بستر پر جاتا ہے تو شیطان آ جاتا ہے اور اسے سلائے لگاتا ہے حتیٰ کہ آدمی کو نیند آ جاتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نیکی کے کام کے بارے میں کوشش ہونی چاہیے کہ اسے ہمیشہ کیا جائے کیونکہ ہمیشہ کیا جانے والا تحفہ اسانیک عمل مجموعی طور پر بہت زیادہ ہو جاتا ہے لیکن کبھی کبھار کیا جانے والا زیادہ عمل اس سے کم رہ جاتا ہے۔ ② شیطان نیکی سے روکنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اس کی شرارتوں سے ہوشیار رہے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنّة فيها سلام کے بعد دعاؤں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل

تاکرہ وھوکا دینے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ ① فرض نمازوں کے بعد [سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اللّٰهُ اَكْبَرُ] دس بار کہنا بھی درست ہے اور تینتیس بار کہنا بھی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملنے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَلِهَا﴾ (الانعام: ۱۰۰) ”جو شخص نیکی کا کام کرے گا اس کو دس گنا (ثواب) ملے گا۔“ ③ آسانی سے انجام دیے جانے والے نیک کام کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے۔ بعض بظاہر معمولی کام حقیقت میں بڑے اجر و ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ④ سنت سے ثابت چھوٹی چھوٹی دعاؤں اور اذکار لیے لیے غیر مسنون اوراد و وظائف سے بہتر ہیں۔ ⑤ ”یہ ایک سو پچاس کلمات ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تیس کلمات جب پانچ فرض نمازوں کے بعد کہے جائیں گے تو ایک سو پچاس مجموعہ ہوگا۔

۹۲۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ سے عرض کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود کہا: اے اللہ کے رسول! مال و دولت والے تو اجر و ثواب لے گئے (اور ہم غریب پیچھے رہ گئے) زبان سے ادا کی جانے والی عبادت جس طرح ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں اور وہ (اپنے مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہم (استقامت نہ ہونے کی وجہ سے) خرچ نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آگے نکل جانے والوں کو جالو گے اور پیچھے رہ جانے والے تم تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس اور چونتیس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اللّٰهُ اَكْبَرُ] کہا کرو۔

۹۲۷۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَسْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ - وَرَمَّا قَالَ سُفْيَانٌ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ وَالذُّنُورِ بِالْأَجْرِ، يَقُولُونَ كَمَا تَقُولُ وَيُفْقُونَ وَلَا تُنْفِقُ. قَالَ لِي: «أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ أَذْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَفُتُّمَ مَنْ بَعْدَكُمْ، تَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُسَبِّحُونَهُ، وَتُكَبِّرُونَهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ».

امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں ان میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَذْرِي أَيَّتَهُنَّ أَرْبَعٌ.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کیا جائے؟

🌞 فوائد و مسائل: ① نیکوں میں مسابقت کا جذبہ قابل قدر ہے۔ ② ذکر الہی بعض اوقات مالی عبادات سے بھی زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ ③ آگے نکل جانے والوں کو پالینے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بہت سی دوسری نیکیاں کر کے تم سے زیادہ بلند درجات تک پہنچ گئے ہیں تم ذکر الہی کی برکت سے ان سے زیادہ درجات حاصل کر سکتے ہو۔ اور ذکر الہی سے غافل، دوسری نیکیاں زیادہ کرنے والے تمہارے جتنے درجات حاصل نہیں کر سکتے اس لیے دوسری نیکیوں کے ساتھ ساتھ ذکر الہی کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ ④ یہاں راوی کو شک ہے کہ تینوں کلمات میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔ دوسری روایات سے اس کا یقین ہو جاتا ہے کہ چونتیس بار کہا جانے والا کلمہ اللہ اکبر ہے۔ (سنن أبي داود، الأدب، باب في التيسيح عند النوم، حديث: ۵۰۶۳)

۹۲۸۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ، أَبُو عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُو أَشْمَاءَ الرَّحْبِيُّ: حَدَّثَنِي ثُوْبَانُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

باب: ۳۳۔ نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟ (المعجم ۳۳) - بَابُ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۷۲)

۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَنُحْوَ لَیْنِیْ فَرَمَیَا: نَبِیِّ ﷺ ہَمِیں نَمَاز پڑھاتے تھے تو

۹۲۸۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح: ۵۹۱ من حديث الوليد بن مسلم به.

۹۲۹۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة؟ ح: ۱۰۴۱ من حديث شعبة عن سَمَاكِ بْنِ حَرْبٍ بِهِ، وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ، وَالتَّوَيْي فِي الْمَجْمُوعِ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْإِسْتِيعَابِ، وَانْظُرْ، ح: ۸۰۹.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بھوک کی حالت میں نماز کا حکم

قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْفِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فِي الصَّلَاةِ.

۹۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۳۲۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کھڑی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھنے سے پہلے کچھ دیر اپنی جگہ تشریف رکھتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ [هِنْدٍ] بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، ثُمَّ يَلْبَثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ.

فوائد ومسائل: ① عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہونا مستحسن ہے تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ دیکھیے: (مسند ابی داؤد الصلوة باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد) حدیث: ۵۶۷۷ ② سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کے جلدی اٹھ جانے میں یہ حکمت ہے کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ عورتوں کی صفیں بھی اسی لیے پیچھے ہوتی ہیں کہ وہ جلدی مسجد سے نکل جائیں۔ آج کل عورتیں جمعہ کی نماز میں شرکت کے لیے مسجد میں اور عیدین کی نماز کے لیے عید گاہ میں جاتی ہیں ان کی جگہیں اور دروازے اگرچہ مردوں سے الگ ہوتے ہیں لیکن باہر نکل کر گزر گاہوں میں مردوں سے اختلاط ہو جاتا ہے جس سے بچنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ بات شرعاً نامناسب ہے۔



(المعجم ۳۴) - بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعِشَاءُ (التحفة ۷۳)

باب: ۳۴۔ جب جماعت کھڑی ہو اور

کھانا سامنے آ جائے

۹۳۳۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وُضِعَ الْعِشَاءُ وَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ».

۹۳۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“

۹۳۲۔ [صحیح] أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ۸۳۷، ۸۴۹، ۸۷۰ من حديث إبراهيم بن سعد به.

۹۳۳۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ۵۵۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— بارش کے موقع پر گھر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① جب بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا تیار ہو تو نماز کے دوران میں توجہ کھانے کی طرف رہے گی اور نماز کا حق ادا نہیں ہو سکے گی اس لیے بھوک کی صورت میں پہلے کھانا کھا لینا بہتر ہے تاکہ دلجمعی سے نماز ادا کی جاسکے۔ ② اگر کھانا تیار ہونے میں دیر ہو تو نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اس صورت میں نماز میں تاخیر سے کوئی فائدہ نہیں۔ ③ دین اسلام دین فطرت ہے اس میں جسم اور روح دونوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ایک حسین توازن قائم کر دیا گیا ہے۔ ہندو جو گیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح محض جسم کو تکلیف دینے کو نیکی سمجھ لیتا مگر اہی ہے۔

۹۳۴۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَنْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبُو، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ».

۹۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“

قال: فَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً، وَهُوَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ.

امام نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک رات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کھانا کھا لیا حالانکہ انھیں اقامت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ».

۹۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کھانا (سامنے) آجائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“

فائدہ: نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کا حکم شدید بھوک ہی کی صورت میں ہے بصورت دیگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے گریز سخت نامناسب ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۳۵) - بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ (التحفة ۷۴)

باب: ۳۵۔ بارش والی رات میں جماعت میں شریک ہونا

۹۳۶۔ أخرجه البخاري، الأظعمة، باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشاءه، ح: ۵۴۶۳، ۵۴۶۴، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام... الخ، ح: ۵۵۹ من حديث أبيوب به.

۹۳۷۔ أخرجه البخاري، الباب السابق، ح: ۵۴۶۵، ومسلم، الباب السابق، ح: ۵۵۸ من حديث هشام به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— بارش کے موقع پر گھر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

۹۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ: میں ایک بارش والی رات میں (نماز کے لیے گھر سے) نکلا۔ جب واپس آ کر دروازہ کھلویا تو والد صاحب (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ) نے کہا: کون ہے؟ میں نے کہا: ابو بکر ہوں۔ فرمایا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ ہم لوگ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (اس دوران میں ہلکی سی) بارش ہو گئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلوے بھی گیلے نہ ہوئے۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے (نبی ﷺ کے حکم سے) اعلان کر دیا کہ ”اچھے ٹھکانوں پر (خیموں میں) نماز پڑھ لو۔“

🌞 نو آمد و مسائل: ① بارش کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② ایسے موقع پر مؤذن کو اذان میں یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ ”صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ“ اپنی اقامت گا ہوں پر نماز پڑھ لو۔ ③ جب کسی سے پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں تو جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ”میں ہوں“ کہنا مناسب نہیں۔

۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بارش اور تیر ہوا والی سردرات میں اعلان کر دیا کرتا تھا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

۹۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بارش اور تیر ہوا والی سردرات میں اعلان کر دیا کرتا تھا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

۹۳۶۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير، ح: ۱۰۵۹ من حديث خالد بن وهل طرق أخرى عند أبي داود، ح: ۱۰۵۷ وغيره، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۹۳۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة أو الليلة المطيرة، ح: ۱۰۶۰، ۱۰۶۱ من حديث أبيه، وله طرق عند البخاري، ح: ۶۶۶، ومسلم، ح: ۶۹۷ وغيرهما.

۹۳۸۔ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۸۶۶ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به * عباد صدوق، ره بالقدر، وكان يدلس، وتغير بآخره (تقريب)، وصرح بالسماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين السابقين والآتي.

عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ يَوْمَ مَطَرٍ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ»^۱.

ہے کہ نبی ﷺ نے بارش والے دن جمعے کے روز فرمایا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

۹۳۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَنَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ عَبَّادِ الْمُهَلَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نُوفَلٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ الْمُؤَدَّنَ أَنْ يُؤَدِّنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَذَلِكَ يَوْمَ مَطِيرٍ. فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَالَ: نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيَصَلُّوا فِي بُيُوتِهِمْ. فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: قَدْ قَعَلَ هَذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، تَأْمُرُنِي أَنْ أَخْرِجَ النَّاسَ مِنْ بُيُوتِهِمْ فَيَأْتُونِي يَدُوسُونَ الطِّينَ إِلَى رُكْبِهِمْ.

۹۳۹۔ حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ اس دن بارش ہو رہی تھی۔ مؤذن نے کہا: [اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ] پھر (ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے) فرمایا: لوگوں میں اعلان کرو کہ گھروں میں نماز پڑھ لیں۔ (مؤذن نے صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ کہہ کر باقی اذان مکمل کر دی) لوگوں نے انھیں کہا: آپ نے یہ کیا (عجیب کام) کر دیا؟ انھوں نے فرمایا: یہ کام تو انھوں نے بھی کیا تھا جو مجھ سے افضل تھے (رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح اذان کہلوای تھی) کیا آپ مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں لوگوں کو گھروں سے نکالوں اور وہ گھٹنوں تک کچھڑ میں دھتے ہوئے میرے پاس (نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے) آئیں؟

نوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] کے کلمات [حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ] کے عوض کہے جائیں گے۔ ② اسلام آسانی والا دین ہے اس میں بہت سی رخصتیں موجود ہیں اس کے باوجود اس کے احکام پر عمل میں کوتاہی کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ③ جو مسئلہ کبھی کبھار سامنے آتا

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سترے سے متعلق احکام و مسائل

ہے اکثر لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے اعتراض پر ناراض ہونے کے بجائے مسئلہ کی وضاحت کر دینی چاہیے۔ ① بارش کی وجہ سے گھر میں نماز کی اجازت صرف پنجگانہ نمازوں ہی کے لیے نہیں بلکہ جمعہ کی نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ مَا يَسْتَرُ الْمُصَلِّي

باب: ۳۶۔ نمازی کا سترہ

(التحفة ۷۵)

۹۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي، وَالِدَوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مِثْلُ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَضُرُّهُ مِنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

۹۴۰۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نماز پڑھ رہے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گزر رہے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”کسی کے سامنے کجاوے کی بھیلی لکڑی جتنی چیز (سترہ کے طور پر) موجود ہو تو آگے سے گزرنے والا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں عام لوگوں کا اس کے آگے سے گزرنے کا اندیشہ ہو تو سترہ رکھ لینا مسنون ہے۔ ② سترہ کس طرح کا یا کتنا اونچا ہو؟ اس کی حد اس حدیث سے متعین ہو جاتی ہے کہ وہ کجاوے کی بھیلی لکڑی جتنا ہو۔ یہ تقریباً سوایا ڈیڑھ فٹ ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سترہ کم از کم سوایا ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ ③ اس میں اشارہ ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزرے تو نمازی کی نماز متاثر ہوگی۔ اس سے بعض علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ خشوع و خضوع میں فرق پڑتا ہے جب کہ سترہ ہونے کی صورت میں نمازی کی توجہ محدود جگہ میں رہتی ہے۔ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز عورت، گدھے اور کالے کتے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب قدر ما يستتر المصلي، حدیث: ۵۱۰) سنن ابن ماجہ میں (حدیث: ۹۳۹) المرأة الحائض کے الفاظ ہیں جس سے مراد بالغ عورت ہے۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ عورت ایام حیض میں ہو تو اس کے گزرنے سے نماز ٹوٹی ہے ورنہ نہیں لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ④ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ (مصری) نے سنن ابوداؤد کی حدیث [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن ابی داؤد، الصلاة، باب من قال لا يقطع الصلاة شيء، حدیث: ۴۱۹) ”نماز کسی چیز کے گزرنے سے نہیں ٹوٹی۔“ کو ان تمام احادیث کا ناخ تراخ قرار دیا ہے۔ اور مزید کہا ہے کہ (سنن دارقطنی: ۳/۳۶۷، و سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۲۷۸)

۹۴۰۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ستر المصلي والندب إلى الصلاة إلى ستره... الخ، ح: ۴۹۹ من حديث ابن نمير وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

کے سترے سے متعلق احکام ومسائل

کی روایت سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أنه لا يقطع الصلاة إلا الكلب والحمار والعمرة، حدیث: ۳۲۸ حاشیہ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ) (۴) سترے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گزرنا چاہے تو سترے سے پرے گزر جائے، سترے اور نمازی کے درمیان سے نہ گزرے۔

۹۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : ۹۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ [الْمَكِّيُّ]، عَنْ أَنَسٍ نَعْبِدُ اللَّهَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : انہوں نے فرمایا: سفر میں نبی ﷺ کی خدمت میں برہمی
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَخْرُجُ لَهُ حَرْبَةٌ فِي السَّفَرِ، طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔
فَيَنْصِبُهَا فَيُصَلِّيُ إِلَيْهَا .

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ سفر میں بھی سترے کا اہتمام فرماتے تھے۔

۹۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۹۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی جسے دن کے
لَمَرٍّ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ وقت بچھا دیا جاتا تھا اور رات کے وقت آپ اسے آڑنا
أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ کراس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے۔
قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَصِيرٌ يُسَاطَرُ
بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجَرُهُ بِاللَّيْلِ، يُصَلِّيُ إِلَيْهِ .

فائدہ: اس سے گھر میں سترے کی شروعات ثابت ہوتی ہے۔

۹۴۳- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ : ۹۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی
حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو چہرے کے

۹۴۱- أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۴، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۱ من حديث عبيد الله بن عمر به مطولاً.

۹۴۲- أخرجه البخاري، الأذان، باب صلاة الليل، ح: ۷۳۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل ليلاً من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۲ من حديث سعيد المقبري به مطولاً.

۹۴۳- [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخط إذا لم يجد عصاً، ح: ۶۸۹، ۶۹۰ من حديث إسماعيل به، صححه ابن خزيمة، وابن حبان، وضعفه سفیان بن عیینة، والطحاوي، والدارقطني، والبخاري، في شرح السنة بطريقهم، وهو الصواب.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها — نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام ومسائل

ابْنُ أُمَيَّةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تَلَقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَحْطُ خَطًّا، ثُمَّ لَا يَضُرَّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس روایت سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

باب: ۳۷۔ نمازی کے آگے سے

گزرنے کا گناہ

(المعجم ۳۷) - بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ

الْمُصَلِّي (التحفة ۷۶)

۹۴۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أُرْسِلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي، فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ يُقَوْمَ أَرْبَعِينَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

قَالَ سُفْيَانُ: فَلَا أَذْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ شَهْرًا، أَوْ صَبَاحًا، أَوْ سَاعَةً.

حضرت سفیان (بن عیینہ) رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں چالیس سال کا لفظ ہے یا (چالیس) مہینے یا دن یا گھنٹیاں۔

🌞 فوائد ومسائل: ① نمازی کے آگے سے گزرنے کا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بچنے کے لیے طویل مدت تک ٹھہرنا پڑے تو ٹھہرنا چاہیے۔ ② محدثین کرام حدیث کی روایت میں اس قدر احتیاط سے کام لیتے تھے کہ جس لفظ کے بارے میں شک ہوا اس کی وضاحت کر دی اس لیے قابل اعتماد سند کے ساتھ روایت ہونے والی حدیث پر عمل کرنا

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

واجب ہے البتہ ضعیف حدیث میں چونکہ نبی ﷺ کی طرف نسبت یقینی نہیں ہوتی اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْنِمِ الْأَنْصَارِيِّ يَسْأَلُهُ: مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ وَهُوَ يَصَلِّي؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيِ أَخِيهِ وَهُوَ يَصَلِّي، كَانَ لَأَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ». قَالَ: لَا أَذْري أَرْبَعِينَ عَامًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَخَيَّرَهُ مِنْ ذَلِكَ.

۹۴۵۔ حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو جہیم انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجا (کہ یہ بتائیے) آپ نے نبی ﷺ سے نمازی کے آگے سے کسی کے گزرنے کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ”اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ جب اس کا بھائی نماز پڑھ رہا ہو تو اس (نمازی) کے آگے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے تو چالیس..... معلوم نہیں چالیس سال فرمایا یا چالیس ماہ یا چالیس دن..... تک ٹھہرنے کو بہتر سمجھے۔“

۹۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيِ أَخِيهِ، مُعْتَرِضًا فِي الصَّلَاةِ، كَانَ لَأَنْ يَقِفَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرًا لَهُ مِنَ الْخَطْوَةِ الَّتِي خَطَاَهَا».

۹۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی کو معلوم ہو کہ اپنے بھائی کے سامنے سے ایک طرف سے دوسری طرف گزرنے پر جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کتنا گناہ ہے تو وہ اپنے اٹھائے ہوئے ایک قدم کی نسبت سو سال تک ٹھہرے رہنا بہتر سمجھے۔“

(المعجم ۳۸) - بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
(التحفة ۷۷)

باب: ۳۸۔ کس چیز کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے؟

۹۴۵۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ۵۱۰، ومسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۷ من حديث أبي النضر به.

۹۴۶۔ [إسناده ضعيف] * عبيد الله ليس بالقوي (تقريب)، وعمه مستور، قال الإمام الشافعي: لا نعرفه (تهذيب).



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام ومسائل

۹۴۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا

۹۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ، فَجِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلَى أَتَانِ، فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ الصَّفِّ، فَتَرَكْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا، ثُمَّ دَخَلْنَا فِي الصَّفِّ .

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میدان عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں اور فضل رضی اللہ عنہما ایک گدھی پر سوار ہو کر آئے، اور ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزرے پھر ہم اس سے اترے اور اسے چھوڑ دیا، پھر ہم صف میں شامل ہو گئے۔

🌞 **فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گدھا گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹی جب کہ حدیث: ۹۵۰ تا ۹۵۳

میں آ رہا ہے کہ گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن نماز نہ ٹوٹنے پر اس حدیث سے استدلال تو نہیں کیونکہ امام کا سرہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے امام نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے نہیں گزرے تھے۔

۹۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۹۴۸۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، هُوَ قَاصُّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ [أُمِّهِ]، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حُجْرَةٍ أُمِّ سَلَمَةَ، فَمَرَّتَيْنِ يَدِيهِ عَبْدُ اللَّهِ، أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ فَرَجَعَ. فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَمَضَتْ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «هُنَّ أَغْلَبُ» .

ہے انھوں نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے سامنے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما گزرنے لگے تو نبی ﷺ نے ہاتھ (کے اشارے) سے روکا وہ واپس پلٹ گئے پھر حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزرنے لگیں تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اسی طرح منع کیا لیکن وہ گزر گئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”عورتیں غالب آ جاتی ہیں۔“

🌞 **فائدہ:** حضرت عبداللہ عمر اور زینب رضی اللہ عنہما حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے

۹۴۷۔ أخرجه البخاري، العلم، باب متى يصح سماع الصغير، ح: ۷۶، ۴۹۳، ۸۶۱، ۱۸۵۷، ۴۴۱۲، ومسلم، الصلاة، باب مترو المصلي والندب إلى الصلاة إلى الستة . . . الخ، ح: ۵۰۴ من حديث الزهري به مختصراً ومطولاً.

۹۴۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۹۴ عن وكيع به، وقال: 'عن أمه' * قيس العدني مجهول (تقریب)، وفي بعض الأسانيد: عن أمه، وهي مجهولة الحال أيضاً، راجع التهذيب وغيره، وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف . . . الخ' .

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ان بچوں نے رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی اس لیے یہ حضرات صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ انھیں بچپن میں آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ تاہم بیان کردہ واقعہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث ضعیف ہے۔

۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ : حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ، وَالْمَرْأَةُ الْحَائِضُ» .

۹۴۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کالا کتا اور حیض والی (یا بالغ) عورت نماز توڑ دیتے ہیں۔“

۹۵۰۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ أَبُو طَالِبٍ : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ : حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى]، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ» .

۹۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت، کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔“

۹۵۱۔ حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ» .

۹۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت، کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔“

۹۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا

۹۵۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

۹۴۹۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقطع الصلاة، ح: ۷۰۳ من حديث يحيى به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، ولا يضره إيقاف من أوقفه.

۹۵۰۔ [صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۲۹۹ عن معاذ به، قتادة عنمن، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ۹۵۲ وغيره، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

۹۵۱۔ [صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۸۶، ۵/۵۷ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * الحسن تقدم، ح: ۷۱، وقائدة تقدم، ح: ۱۷۵، وسعيد، تقدم، ح: ۴۲۹، وعنمنوا، والحديث الآتي شاهد له.

۹۵۲۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ۵۱۰ عن محمد بن بشار وغيره به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام ومسائل

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ مِثْلُ مُوْجِرَةِ الرَّحْلِ، الْمَرْأَةِ وَالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ».

نے فرمایا: ”جب آدمی کے سامنے کجاوے کی کچھلی لکڑی جیسی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) موجود نہ ہو تو عورت گدھا اور کالا کتا نماز توڑ دیتے ہیں۔“

قَالَ: قُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ: «الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: سیاہ اور سرخ میں فرق کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کالے کتے کو نمازی کے سامنے لاتا ہے یا خود شیطان کتے کی صورت بن کر آجاتا ہے تاکہ نمازی کی توجہ اس کی طرف ہو جائے۔ ویسے بھی بعض جانوروں میں شیطان سے مناسبت پائی جاتی ہے اور ان میں شرارت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ ② ان کے گزرنے سے واقعی نماز ٹوٹ جاتی ہے اس کی بابت اختلاف ہے۔ علماء کا ایک گروہ نماز ٹوٹ جانے کا قائل ہے جیسا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ نماز ٹوٹنے سے مراد خشوع خضوع میں کمی ہے۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ حدیث ہے [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن ابی داود، الصلاة، باب من قال لا يقطع.....، حدیث: ۱۹۷۱) ”نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی“ لیکن پہلا موقف رائج ہے کیونکہ اس کی تائید ایک اور صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے: [تَعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] (الصحيح: ۹۵۹/۷) ”گدھے، عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔“ اور جنہوں نے [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] سے استدلال کیا ہے ان کے نزدیک تو اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ ہیں: عورت، گدھا اور کالا کتا۔ اس حدیث کے عموم سے مذکورہ تین چیزیں مستثنیٰ ہوں گی، یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا البتہ ان کے علاوہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۳۹) - بَابُ أَذْرَأُ مَا اسْتَطَعَتْ (باب ۳۹- آگے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک روکنا)

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

۹۵۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدَةَ: أَتَيْنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَبُو الْمَعْلَى، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْبِيِّ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَا يَنْقُطُ الصَّلَاةَ، فَذَكَّرُوا الْكَلْبَ وَالْحِمَارَ وَالْمَرْأَةَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي الْجَذْيِ؟ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْمًا، فَذَهَبَ جَذْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَبَادَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقَبْلَةَ.

۹۵۳۔ حضرت حسن عری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں نماز توڑنے والی چیزوں کی بات چلی تو حاضرین نے کتے، گدھے اور عورت کا ذکر کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ لوگوں کا کہنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک مینا آپ کے سامنے سے گزرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے قبلے کی طرف آگے بڑھ گئے۔

🕌 فوائد و مسائل: ① نمازی کو چاہیے کہ سامنے سے کسی بھی چیز کو نہ گزرنے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ اس لیے آگے بڑھ گئے کہ آگے سے گزرنے کا راستہ کم ہو جائے اور مینا پیچھے سے گزر جائے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

۹۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَصِلْ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا. وَلَا يَدْعُ [أَحَدًا] يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يَمُرُّ، فَلْيَقْبَلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

۹۵۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ سترہ (سامنے رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھے اور اس سے قریب ہو کر کھڑا ہو اور کسی کو سامنے سے گزرنے نہ دے۔ اگر کوئی گزرنے لگے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① اگر نمازی ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں اسے خیال ہو کہ کوئی آگے سے گزر سکتا ہے تو اسے سترہ ضرور رکھ لینا چاہیے۔ ② دیوار یا ستون بھی سترہ بن سکتا ہے۔ ③ نمازی اور سترے کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ سترے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ④ اگر کوئی شخص نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنا چاہے تو اسے اشارے سے روکنا چاہیے، نہ رکے تو سختی سے روکنا چاہیے۔ اگر دھکا دینا پڑے تو اس طرح ہی روک

۹۵۴۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات، إلا أنه منقطع، قال أحمد وابن معين:

لم يسمع الحسن (العري) من ابن عباس.

۹۵۴۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۵ من حديث زيد به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

دے۔ ”لڑنے“ سے یہی مراد ہے۔ ④ گزرنے والے کو شیطان کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے یہ کام کر رہا ہے یا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو اسے گزرنے پر مجبور کر رہا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں ہے۔

۹۵۵۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مُصَلِّيًّا، فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يُمَرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِنْ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ، فَإِنَّ مَعَ الْقَرِينِ».

۹۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی کو اپنے سامنے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ (گزرنے والا پیچھے ہٹے سے) انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ ایک ساتھی (شیطان) ہے۔“

مکد ری نے کہا: اس کے ساتھ عزی ہے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ (التحفة ۷۹)

۹۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، كَأَعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ.

۹۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نماز (تہجد) ادا کرتے تھے اور میں آپ کے سامنے قبلے کی طرف اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جنازے کی طرح لیٹنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح جنازہ نمازیوں کے سامنے رکھا ہوتا ہے کہ ایک طرف سر اور ایک طرف پاؤں ہوتے ہیں، میں بھی اسی طرح لیٹی ہوتی تھی کہ ایک طرف سر ہوتا تھا اور پاؤں اس جگہ ہوتے تھے جہاں نبی ﷺ نے سجدہ کرنا ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرنا چاہتے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا پاؤں سمیٹ لیتی تھیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الصلاة، باب التطوع خلف المرأة، حديث: ۵۱۳) ② اگر نمازی کے سامنے کوئی لیٹا ہوا ہو تو اس کا وہ حکم نہیں جو آگے سے گزرنے والے کا ہے۔

۹۵۵۔ أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ۵۰۶ عن هارون بن عبد الله وغيره به.

۹۵۶۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

۹۵۷۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَ سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا بِحِجَالِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۹۵۷۔ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) کا بستر رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کے مقام کے برابر ہوتا تھا۔

🕌 فائدہ: نماز پڑھتے وقت اگر نمازی کی بیوی قریب لٹی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں یہ شب نہیں کرنا چاہیے کہ نماز کے دوران میں اس کی طرف توجہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر واقعی اس قسم کی صورت حال پیش آ جائے کہ نماز کی طرف مکا حشر توجہ نہ رہ سکے تو احتیاط کر سکتا ہے ورنہ جواز میں کوئی شب نہیں۔

۹۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا بِحِجَائِهِ، وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ.

۹۵۸۔ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے برابر (لٹی) ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو بعض اوقات مجھے آپ کا کپڑا چھو جاتا۔

🕌 فائدہ: ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بہت قریب آرام فرما رہی ہوتی تھیں حتیٰ کہ سجدہ کرتے وقت آپ ﷺ کی چادر مبارک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے جسم کو چھوتی تھی۔

۹۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَے روایت

۹۵۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، اللباس، باب في القرش، ح: ٤١٤٨ من حديث يزيد بن.

۹۵۸۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب: (٣٠)، ح: ٣٧٩٠، ٣٨١، ٥١٧، ٥١٨، وسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٣ عن ابن أبي شيبة وغيره من حديث الشيباني به [والمساجد، باب جواز الجماعة في النافلة ... الخ، ح: ٥١٣].

۹۵۹۔ [حسن] * أبوالمقدّام هشام بن زياد متروك (تقريب)، وله علة أخرى عند مسلم في مقدمة صحيحه (٦: ٩)، وتابعه متروك مثله: صالح بن حسان، عند ابن ماجه، ح: ١١٨١ وغيره، ولهما طريق آخر مظلم، ضعيف عند أبي داود، ح: ٦٩٤ وغيره، الراوي عن محمد بن كعب وعبد الملك بن محمد مجهولان، وعبد الله بن يعقوب مجهول الحال، وله طريق حسن عند الطبراني في الأوسط ١١٨/٦، ح: ٥٢٤٢.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها — امام سے سہت کرنے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ : حَدَّثَنِي أَبُو الْوَقْدَامِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ خَلْفَ الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ .

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے باتیں کرنے والے اور سوئے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① گزشتہ حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ سوئے ہوئے انسان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس حدیث سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے اس لیے اس نئی کو تنزیہ پر محمول کیا جائے گا یعنی اس سے اجتناب بہتر ہے جبکہ اس سے نماز کے خشوع اور توجہ میں فرق آتا ہو۔ ② جب سامنے کچھ لوگ بیٹھے ہوں تب بھی نماز سے توجہ دینی ہے اس لیے ایسی جگہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسْبَقَ
الإمام بالركوع والسجود (التحفة ۸۰)
باب: ۴۱۔ امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرنا منع ہے

۹۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ، عَنْ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا أَنْ لَا تُبَادِرَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا . وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا .

۹۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے کہ ہم رکوع اور سجدہ میں امام سے جلدی نہ کریں۔ (اور فرماتے تھے کہ) جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر (اللہ اکبر) کہو اور جب وہ سجدہ کرے تب تم سجدہ کرو۔

🌞 فوائد ومسائل: ① نماز شروع کرتے وقت اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت امام سے پہلے حرکت کرنا سخت منع ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ سے اس قدر پیچھے رہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاتے تو جب تک آپ ﷺ زمین پر سر مبارک نہ رکھ دیتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قوسے ہی میں کھڑے رہتے سجدے کے لیے نہ جھکتے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب متى يسجد من خلف الإمام؟ حديث: ۶۹۰، وصحيح مسلم، الصلاة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، حديث: ۴۷۴)

۹۶۰۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۴۴۰/۲ عن محمد بن عبيد، وأخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره، ح: ۴۱۵ من حديث عيسى بن يونس عن الأعمش، .

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امام سے سبقت کرنے کی ممانعت کا بیان

۹۶۱- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَصُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ وَأَمْسَ جَمَارٍ؟»

۹۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس بات سے خوف نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے؟“

فوائد ومسائل: ① اس قدر سخت وعید سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجدے سے سر اٹھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② عام طور پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی اس قسم کی سزا دنیا میں نہیں دیتا لیکن ایسا ممکن ہے کہ کسی شخص کو دنیا ہی میں سزا مل جائے بالخصوص جب وہ عناد یا تکبر کی بنا پر گناہ کا ارتکاب کرے۔ ③ امام سے پہلے سر اٹھانے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس جلد بازی کے ذریعے سے وہ امام سے پہلے نماز سے فارغ تو نہیں ہو سکتا پھر ایسی بے فائدہ حرکت حماقت ہی تو ہے۔

۹۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ قَارِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعْتَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدْتَ فَاسْجُدُوا، وَلَا الْفَيْنَ رَجُلًا يَسْبِقُنِي إِلَى الرَّكْعَةِ، وَلَا إِلَى السُّجُودِ».

۹۶۲- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا بدن بھاری ہو گیا ہے تو جب میں رکوع کروں تب رکوع کیا کرو جب میں سر اٹھاؤں تب تم سر اٹھاؤ اور جب میں سجدہ کروں تب تم سجدہ کرو۔ میں کسی آدمی کو ہرگز ایسا کرتے نہ دیکھوں کہ وہ مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں سختی سے تنبیہ کی گئی ہے کہ امام سے پہلے نہ رکوع کیا جائے اور نہ

۹۶۱- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام برکوع أو سجود ونحوهما، ح: ۴۲۷ من حديث حماد بن زيد به.

۹۶۲- [صحیح] * أبو إسحاق تقدم، ح: ۴۶، ودارم مجهول (تقریب)، قال سند ضعيف، له شواهد، منها الحديث الآتي.

سجدہ۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک عمر کے تقاضے کی وجہ سے قدرے بھاری ہو گیا تھا، ممکن ہے کسی نو جوان چست آدمی کو یہ خیال آجائے کہ نبی ﷺ تو جسمانی کیفیت کی وجہ سے نماز آہستہ رفتار سے پڑھتے ہیں، ہم لوگ جو جلدی کر سکتے ہیں تو ہمیں جلدی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مقتدیوں کو بہر حال امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔

۹۶۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۹۶۳- حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے

سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ح: وَحَدَّثَنَا

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے

أَبُو بَكْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

رکوع یا سجدہ نہ کرو۔ میں رکوع کرتے وقت تم سے جس

سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

قدر بھی آگے ہوں گا جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا تو

يَحْيَى بْنُ حَبَّانٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ

تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ اور سجدہ کرتے وقت میں تم سے جتنا

مُعَاوِيَةَ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

بھی آگے ہوں گا جب میں (سجدہ سے) سر اٹھاؤں گا

ﷺ: «لَا تَبْأَدُرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ،

تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ میرا بدن بھاری ہو گیا ہے۔“

فَمَهْمَا أَسْبَقْتُكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ، تُذَرِّكُونِي بِهِ إِذَا

رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبَقْتُكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ،

تُذَرِّكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَأْتُ».



🌞 فوائد و مسائل: ① جب مقتدی امام کے بعد رکوع میں جائے گا تو سر اٹھاتے وقت بھی وہ امام سے اتنا ہی پیچھے

ہوگا، اسی طرح مقتدی کا رکوع بھی اتنا ہی طویل ہو جائے گا جتنا طویل امام کا رکوع ہے۔ یہی کیفیت قوعے سجدہ سے اور

جلے کی ہے۔ ② رکوع سجدہ قومہ اور جلسہ چونکہ ایسے ارکان ہیں جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور دعائیں اور

تسبیحات پڑھی جاتی ہیں اس لیے امام کے بعد سر اٹھانے والے کو سنت کے مطابق نماز پڑھانے والے امام سے یہ

خطرہ نہیں کہ امام میرے اٹھنے تک قوعے یا جلے سے فارغ نہ ہو جائے۔ تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھنے والے

امام کا مقتدی امام سے پیچھے رہنے کے باوجود اس کے ساتھ ارکان میں شامل ہو جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مطلب

ہے کہ بعد میں رکوع اور سجدہ کرنے کے باوجود تم تمام ارکان میں میرے ساتھ شامل رہو گے لہذا جلدی کرنے کا

کوئی فائدہ نہیں۔

(المعجم ۴۲) - بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ باب ۴۲- جوامع اعمال نماز میں مکروہ ہیں

(التحفة ۸۱)

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں مکروہ اعمال کا بیان

۹۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هَارُونُ [بْنُ هَارُونَ] بِنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ التَّمِيمِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسَحَ جَبْهَتِهِ، قَبْلَ الْفَرَاعِ مِنْ صَلَاتِهِ».

۹۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہالت کی بات ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بار بار پیشانی پر ہاتھ پھیرتا رہے۔“

🌞 **فائدہ:** یہ حدیث ہارون بنی کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم بلا ضرورت بار بار کی حرکات سے اجتناب کا حکم صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، باب کراهة مسح الحصى و تسوية التراب في الصلاة، حدیث: ۵۳۶)

۹۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَإِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْعُقْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ».

۹۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں انگلیاں مت چٹھاؤ۔“

۹۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْيُودٍ سُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدَّبُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَطَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ فَاةً فِي الصَّلَاةِ.

۹۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز کے دوران میں منہ ڈھانک لے۔

۹۶۴۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، فيه هارون بن هارون، وقد اتفقوا على تضعيفه".

۹۶۵۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۵ لعلته * وأبو إسحاق عنن، وتقديم، ح: ۴۶.

۹۶۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السدل في الصلاة، ح: ۶۴۳ من حديث الحسن بن ذكوان عن سليمان الأحول عن عطاء به * الحسن هذا كان يذلس عن عمرو بن خالد الواسطي وغيره (وهو كذاب كما في التهذيب وغيره)، فتدليس شر التدليس، وعنن.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تاہم اسے حسن ماننے کی صورت میں نماز کے دوران میں منہ پر کپڑا ڈالنا یا کپڑے سے منہ چھپانا ممنوع ہوگا۔ اس عمل کو اہل عرب سدل سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں لفظ سدل کا بھی ذکر آیا ہے۔
(مسند احمد: ۲/۲۹۵، ۳۳۱، ۳۳۵، ۳۳۸ و سنن أبی داود: الصلاة، حدیث: ۶۲۳، ۶۲۴)

۹۶۷۔ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ [الْمَقْبَرِيِّ]، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَفَرَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۹۶۷۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کے دوران میں انگلیوں میں انگلیاں ڈالے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس (کے دونوں ہاتھوں) کی انگلیوں کو الگ الگ کر دیا۔

۹۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَبَانَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، وَلَا يَغْوِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ».

۹۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے اور آواز نہ نکالے کیونکہ شیطان اس سے ہنستا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [لَا يَغْوِي] کا مطلب ہے کہ جانور (کتے یا بھیرے وغیرہ) کی طرح آواز نہ نکالے۔ یہ لفظ صحیح سند سے مروی نہیں لیکن یہ حیثیت مجموعی حدیث کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نامناسب آواز نہ نکلے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جمائی شیطان کی طرف سے ہے اسے جہاں تک ہو سکے روک دے کیونکہ جب وہ (جمائی لینے والا) ”ہا“ کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔“ (صحیح البخاری)

۹۶۷۔ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۴۴۴ وغيره من طرق عن ابن عجلان به، وصرح بالسماع في رواية الثوري عند الطبراني في الكبير: ۱۵۳/۱۹، ح: ۳۳۴ • وسعيد المقبري سمعه من رجل عن كعب به، رواه الترمذي، ح: ۳۸۶ وغيره، والرجل لعله أبو ثمامة الحناط، ومن طريقه أخرجه أبو داود، ح: ۵۶۲ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۴۱، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۰۳۶، وإسناده حسن، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما.

۹۶۸۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۲۶۰ لعلته، وحديث البخاري، ح: ۶۲۳ يغني عنه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

امامت سے متعلق احکام ومسائل

قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح الترغیب للآلہانی، رقم: ۲۸۳، ۲۸۶) وضعیف سنن ابن ماجہ، (رقم: ۲۰۵) ⑤ امام کے لیے یہ عید اس وقت ہے جب نمازیوں کی اس سے ناراضی کی شرعاً معقول وجہ ہو مثلاً: وہ کسی اور اہمیت رکھنے والے آدمی کو امام مقرر کرنا چاہتے ہوں یا اس کے فسق و فجور کی وجہ سے اسے امام بنانا پسند نہ کرتے ہوں لیکن اگر وہ اس لیے ناراض ہوں کہ امام انھیں شرک و بدعت سے یا غلط کاریوں سے منع کرتا ہے یا سنت کے مطابق اطمینان سے اور اول وقت نماز پڑھاتا ہے یا اس قسم کی کوئی اور وجہ ہو تو امام گناہ گار نہیں، مقتدوں کی غلطی ہے، انھیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ ⑥ آخری وقت میں نماز ادا کرنے اور کسی آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنالینے کا گناہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تاہم نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں۔ جیسے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔ ⑦ اعذر نماز آخروقت میں پڑھنے پر عید آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اور شیطان کے سنگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو یہ اٹھ کر چار ٹھوٹیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التکبیر بالعصر، حدیث: ۲۲۲) ⑧ آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنالینا بھی بہت بڑا جرم ہے جس کی شاعت احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تین آدمیوں کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا..... اور ایک وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو (غلام بنا کر) بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی۔“ (صحیح البخاری، البیوع، باب اثم من باع حراً، حدیث: ۲۲۴۷)

۹۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَبَّاجٍ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَرَجِيُّ: ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی نماز ان
حَدَّثَنَا عُيَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی، وہ آدمی جو
الْوَلِيدِ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے
ابن جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ہوں۔ وہ عورت جس کی رات اس حال میں گزرے کہ
قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَرْفَعُ صَلَاتَهُمْ فَوْقِ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور وہ دو بھائی جو ایک
رُؤُوسِهِمْ شِبْرًا: رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔“
كَارِهُونَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَوْجُهَا عَلَيْهَا
سَاخِطٌ وَأَخْوَانٌ مُتَصَارِمَانِ».

۹۷۱۔ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۴۴۹/۱۱، ح: ۱۲۲۷۵ من حديث يحيى الأرحمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۳۷۷، والبيهقي، وحسنه النووي، والعراقي * عبيدة بن الأسود "صدوق زبما دلس" (تقريب)، وعن، ولحديثه شاهد حسن عند الترمذي، ح: ۳۶۰، وقال: 'حسن غريب'.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام ومسائل

🌞 **فوائد ومسائل:** ① نماز آسمان کی طرف بلند ہونا قبولیت کی علامت ہے اور بلند نہ ہونا عدم قبولیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ② بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بعض خاص نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، جیسے اس حدیث میں مذکورہ گناہ نماز کے ضائع ہونے کا باعث ہیں۔ ③ عورت کے لیے ضروری ہے کہ خاوند کو خوش رکھے میں کوتاہی نہ کرے، خصوصاً صنفی تعلقات کا فرض ادا کرنے سے انکار نہ کرے، الایہ کہ معقول شرعی عذر ہو اس صورت میں خاوند کو خود اس کی مجبوری کا احساس کرنا چاہیے۔ ④ جس طرح عورت کے لیے ضروری ہے کہ مرد کی صنفی خواہش پوری کرے اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ عورت کی خواہش کا لحاظ رکھے اور اس کا صنفی حق ادا کرے۔ حدیث میں صرف عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف یا انکار کا اظہار عورت کی طرف سے ہوتا ہے مرد کی طرف سے نہیں۔

(المعجم ۴۴) - **بَابُ الْاِثْنَانِ جَمَاعَةً** باب ۴۴ - دو آدمی جماعت ہیں

(الصفحة ۸۳)

۹۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَمْرٍو ابْنِ جَرَّادٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «اِثْنَانِ، فَمَا فَوْقَهُمَا، جَمَاعَةٌ» .

۹۷۲- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو یا دو سے زیادہ افراد جماعت ہیں۔“

۹۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَّازِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ : حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : بَيْتٌ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ .

۹۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک رات اپنی خالہ (ام المؤمنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا۔ رات کو نبی ﷺ نماز (تہجد) ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں آپ کی بائیں طرف جا کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

🌞 **فوائد ومسائل:** ① دو افراد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔ ② نفل نماز خصوصاً نماز تہجد باجماعت ادا کرنا درست

۹۷۲- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه البيهقي ۶۹/۳ من حديث الربيع بن بذر به، وانظر، ح: ۲۶۹ لعلته، وفيه علة أخرى، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف . . . الخ".

۹۷۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب ميمنة المسجد والإمام، ح: ۷۲۸ من حديث عاصم به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

امامت سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ ① امام کے ساتھ اگر صرف ایک مقتدی ہو تو مقتدی کو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو۔
② اگر کوئی شخص اکیلا نماز شروع کرے اور بعد میں دوسرا آدمی ساتھ مل جائے تو وہ امامت کی نیت کر سکتا ہے۔ ③ نماز کی ضرورت کے لیے آگے پیچھے یا دائیں بائیں حرکت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ④ اگر مقتدی غلطی سے بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو نماز کے دوران ہی میں اسے دائیں طرف آنے کا اشارہ کر دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر دو آدمی باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں اور تیسرا آدمی آ جائے تو پہلے مقتدی کو کھینچ کر صف میں چلے جانا چاہیے یا امام آگے بڑھ جائے۔

۹۷۴۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آ کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔
ابن عبد اللہ یقول: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سند اضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے بعض حصوں کے شواہد صحیح ابن خزیمہ میں ہیں بنا بریں یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔

۹۷۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: [صَلَّى] رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، وَبِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا.

۹۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں میں سے ایک خاتون کو اور مجھے نماز پڑھائی تو مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور خاتون نے ہمارے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① پہلے بیان ہوا ہے کہ اگر مقتدی دو ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں مرد ہوں۔ جب ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو مرد کو امام کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے عورت کے

۹۷۴۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۹۲، لعلته، وصححه ابن خزيمة، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ۱۵۳۶، ۱۶۷۴ وغيره، وحديث مسلم، ح: ۳۰۱۰ يفتني عنه.

۹۷۵۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة والصلاة على حصير... الخ، ح: ۶۶۰ من حديث شعبة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— امامت سے متعلق احکام ومسائل

ساتھ نہیں اگرچہ وہ نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر دوسرا اور ایک عورت مقتدی ہوں تو دونوں مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو۔ ① مرد کا صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں جب کہ عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور عورت کھڑی ہونے والی نہ ہو۔ ② عورت محرم ہو یا غیر محرم ایک ہی حکم ہے اسے مرد کے ساتھ کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلْحَقَ
الإمام (التحفة ۸۴)

باب: ۴۵۔ امام کے قریب کس کا کھڑا ہونا مستحب ہے؟

۹۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ أَبَا
سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمَارَةَ
ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ
الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسُحُ
مَنَاكِفَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا،
فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلْتَمِيَّ مِنْكُمْ أَوْلُو
الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ
الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

۹۷۶- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں کو ہاتھ لگا کر فرماتے تھے: ”آگے پیچھے مت ہونا ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ میرے قریب تمہارے عقل مند اور سمجھ دار افراد کھڑے ہوں پھر جوان (سے) (عمر کے لحاظ سے) قریب تر ہوں پھر جوان سے قریب تر ہوں۔“



🌟 فوائد ومسائل: ① نماز باجماعت ادا کرتے وقت نمازیوں کی صف بالکل سیدھی ہونی چاہیے۔ نمازیوں کو ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیے۔ ② امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کی صفوں کا خیال رکھے اور انھیں صفیں سیدھی رکھنے کی تاکید کرے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہوتے تھے حتیٰ کہ کندھے سے کندھا، قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا لیتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب إلقاء المنكب بالمنكب، والقدم بالقدم في الصف، حدیث: ۲۵۷۵ و سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، حدیث: ۶۲۲) ④ صفوں کا میٹھا ہونا اور نمازیوں کا ایک دوسرے سے ہٹ کر کھڑا ہونا، اختلافات اور جھگڑے پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اس طرح باہم مل کر کھڑے ہونے سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور اختلافات ختم ہوتے ہیں اس لیے اس سنت پر توجہ اور اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ اگلی صفوں میں معمر افراد اور صاحب علم حضرات کو کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد جوان اور نوجوان

کم علم والے کھڑے ہوں پھر بیچے اور آخر میں عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔ ① جوانوں کو چاہیے کہ بزرگوں کے مقام اور ان کی عظمت کا لحاظ رکھیں۔

۹۷۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَبِيُّ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب (اگلی صفوں میں) کھڑے ہوں۔ المہاجرُونَ وَالْأَنْصَارُ، لِيَأْخُذُوا عَنَّهُ . تاکہ آپ سے (نماز کے مسائل عملی طور پر) سیکھ سکیں۔

🌞 فائدہ: مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ اہمیت دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ عقل اور حافظہ کے لحاظ سے عام لوگوں سے برتر تھے چنانچہ ایسے حضرات اگر نبی ﷺ کے قریب کھڑے ہوں گے تو وہ مسائل کو اچھی طرح سمجھ کر یاد رکھ سکیں گے اور دوسروں کو بھی سمجھا سکیں گے۔ جب کہ آبادی سے دور رہنے والے اور کبھی کبھار حاضر خدمت ہونے والے ان صلاحیتوں میں اس مقام پر فائز نہیں تھے وہ لوگ ضرورت پڑنے پر نبی ﷺ سے یا کبار صحابہ سے مسائل پوچھ سکتے تھے۔

۹۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ، عَنْ أَبِي نَصْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ: «تَقَدَّمُوا فَإِنَّهُمْ بِي، وَلِيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ» . حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ کو پیچھے رہتے دیکھا تو فرمایا: ”آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو تمہارے بعد والے تمہاری اقتدا کریں۔ کچھ لوگ پیچھے رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انھیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگلی صف میں جگہ موجود ہو تو آگے بڑھ کر وہاں کھڑا ہونا چاہیے۔ اس خیال سے پیچھے کھڑے رہنا درست نہیں کہ کوئی اور آگے گئی صف مکمل کر دے گا البتہ اگر علم یا عمر میں بزرگ شخص موجود ہو تو اسے آگے بڑھنے کا موقع دینا چاہیے۔ ② پہلی صف والے نمازی امام کو دیکھ کر رکوع و سجود کرتے ہیں۔ پچھلی صفوں والے اپنے سے اگلی صفوں کے نمازیوں کو دیکھ کر رکوع و سجود کرتے ہیں اگرچہ امام کی آواز اچھی طرح سنائی نہ دے رہی ہو۔ یہ بھی امام کی اقتدا ہی ہے۔ ③ نیکی کے کاموں میں کوتاہی آخرت میں محرومی کا باعث ہے۔ ④ ”اللہ انھیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔“

۹۷۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو يعلى، ح: ۳۸۱۶ عن عبد الوهاب الثقفي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۸۷، والحاكم: ۲۱۸/۱، والذهبي * حميد الطويل صرح بالسماع عند البيهقي: ۹۷/۳، وللحديث شواهد كثيرة.

۹۷۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ۴۳۸ من حديث أبي الأشهب به.

۴۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا میں علم و فضل کے لحاظ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت میں وہ جنت کے اعلیٰ درجات سے محروم رہ جائیں گے یا جہنم سے نکلنے میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔ ⑤ لیکن کی دعوت دینے وقت اس کے دنیوی اور اخروی فوائد ذکر کرنا اور کو اتنا ہی کی صورت میں حاصل ہونے والے دنیوی اور اخروی نقصانات کو واضح کرنا تربیت کی ایک مفید صورت ہے۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟ باب ۳۶- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

(التحفة ۸۵)

۹۷۹- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: ۹۷۹- حضرت مالک بن حویرث رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور میرا ایک ساتھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم نے واپس (وطن) جانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم لوگ اذان اور اقامت کہنا اور تمھارا امام وہ بنے جو تم دونوں میں سے زیادہ برا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① سفر میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② دو آدمی بھی جماعت سے فرض نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ③ اذان یا اقامت کوئی بھی آدمی کہہ سکتا ہے خواہ بڑی عمر والا ہو یا کم عمر۔ ④ امامت کا زیادہ مستحق قرآن زیادہ جاننے والا ہے لیکن چونکہ یہ دونوں صحابی اکٹھے ہی آئے تھے لہذا قرآن کے علم میں دونوں برابر تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کا لحاظ فرمایا۔

۹۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَوْهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً، فَلْيُؤَمِّمْهُمْ»

۹۸۰- حضرت ابو مسعود رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں کو وہ آدمی نماز پڑھائے جو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس نے ہجرت (دوسروں سے) پہلے کی ہو۔ اگر ہجرت بھی اکٹھے کی ہو تو وہ شخص نماز پڑھائے جو ان میں سے عمر میں بڑا

۹۷۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب اثنان فما فوقهما جماعة، ح: ۶۵۸ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۴ من حديث خالد الحذاء به، وله طرق عندهما.

۹۸۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۳ عن محمد بن بشار وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

أَقْدَمَهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانَتْ الْهِجْرَةُ سَوَاءً، هُوَ۔ اور کوئی شخص کسی کے گھر میں یا اس کے دائرۃ اقتدار قَلَبُوا مَعَهُمْ أَكْثَرَهُمْ سِنًا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي میں امامت نہ کروائے اور اس کے گھر میں اس کی اجازت أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُجْلَسُ عَلَى کے بغیر اس کی مخصوص نشست گاہ پر نہ بیٹھے۔ تَكَرَّمَتْ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا بِإِذْنِهِ، أَوْ بِإِذْنِهِ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو دوسروں سے افضل ہو اور افضلیت کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان اور قبیلہ بلکہ دین کا علم افضلیت کا معیار ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم اور مسائل سے بھی آگاہی حاصل کرتے تھے اس لیے جسے قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا وہ علم میں بھی برتر ہوتا تھا۔ ③ دینی علوم میں سب سے اہم قرآن مجید کا علم ہے۔ اس کے بعد سنت نبوی اور حدیث شریف کا مرتبہ ہے جو قرآن مجید کی تشریح ہے۔ ④ قرآن کا عالم اگر عمر میں چھوٹا ہو تب بھی بڑی عمر والوں کی نسبت امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ حضرت عمرو بن سلمہ جری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنے قبیلے کی امامت کراتے تھے کیونکہ انھیں قرآن زیادہ یاد تھا اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ (سنن النسائي 'الإمامة' باب إمامة الغلام قبل أن يحتلم، حدیث: ۷۹۰، وسنن أبي داود، الصلاة، باب من أحق بالإمامة؟ حدیث: ۵۸۵) ⑤ جو شخص امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے اس کی اجازت یا فرمائش پر دوسرا آدمی امام بن سکتا ہے۔ ⑥ مخصوص نشست سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص اپنے منصب و مرتبے کے مطابق بیٹھنے کا حق رکھتا ہے یا گھر میں جہاں وہ عام طور پر بیٹھا کرتا ہے مثلاً: کسی سرکاری ملازم اور عہدے دار کے دفتر میں اس کی خاص کرسی یا گھر میں کسی بزرگ کے بیٹھنے کی خاص جگہ وہاں دوسرے آدمی کو بلا اجازت نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑوں کے احترام کے منافی ہے البتہ اگر صاحب حق اجازت دے تو وہاں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ

(الصفحة ۸۶)

۹۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو آگے بڑھاتے تھے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان سے عرض کیا گیا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کو قدیم الاسلام صحابی ہونے کا شرف قَوْمِهِ، يُصَلُّونَ بِهِمْ، فَقِيلَ لَهُ: تَفْعَلْ، وَلَكَ

۹۸۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبد الحميد (ابن سليمان) اتفقوا على تضعيفه"، والبعض الحديث شواهد.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ الْقَدَمِ مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ، يَنْعَبِي، فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ»۔
 حاصل ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”امام ذمے دار ہے۔ اگر اچھے طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی ثواب ہوگا اور اگر اس نے غلطی کی تو وہ گناہ گار ہوگا، مقتدی گناہ گار نہیں ہوں گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① امامت ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ امام کو اس کا احساس کرنا چاہیے۔ ② تربیت کے لیے نوجوانوں کو امام بنایا جاسکتا ہے۔ ③ افضل فرد کی موجودگی میں غیر افضل کی اقتدا میں نماز درست ہے۔ ④ اگر ایک شخص ذمے داری کا اہل ہونے کے باوجود تواضعاً وہ ذمے داری نہ اٹھائے جب کہ اس کام کے اہل دوسرے افراد موجود ہوں تو جائز ہے۔ ⑤ امام کی غلطی کی ذمے داری مقتدیوں پر نہیں، تاہم اگر وہ اہلیت رکھنے والے کو چھوڑ کر ایسے شخص کو امام بنائیں گے جو اس منصب کا اہل نہیں تو نا اہل امام کے تعین کی ذمے داری ان پر ہوگی۔ ⑥ مذکورہ روایت سنا ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے لکھا ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر متنا و معنا صحیح ہے غالباً اسی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة، رقم: ۶۷۷۱ و سنن ابن ماجہ بتحقيق دكتور بشار عواد، رقم: ۹۸۱)

۹۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۹۸۲- حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ کی ہشیرہ حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ ایک گھڑی کھڑے ہوئے (ایک دوسرے کو امامت کے لیے ہکلیں گے) انھیں کوئی امام نہیں ملے گا جو نماز پڑھا سکے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سنا ضعیف ہے تاہم معنوی طور پر صحیح ہے اس لیے کہ قرب قیامت، شرعی علم کی ناقداری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے سے کہے گا کہ تم امامت کراؤ، میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو یعنی علم و فضل سے بہرہ ور ہو تو بلا وجہ اس پر عمل نہ کرے۔

۹۸۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في كراهية التدافع عن الإمامة، ح: ۵۸۱ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما۔

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۸۳- حَدَّثَنَا مُحَرَّرُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَزْمَلَةَ ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ خَرَجَ فِي مَنَفِيَّتِهِ ، فِيهَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ ، فَحَانَتْ صَلَاةٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ ، فَأَمَرَنَاهُ أَنْ يَوْمَنَا ، وَقُلْنَا لَهُ : إِنَّكَ أَحَقُّنَا بِذَلِكَ ، أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى ، فَقَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ ، فَالصَّلَاةُ لَهُ وَلَهُمْ ، وَمَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ [شَيْئًا] ، فَعَلَيْهِ ، وَلَا عَلَيْهِمْ» .

امامت سے متعلق احکام ومسائل
۹۸۳- حضرت ابوعلی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک کشتی میں سفر پر روانہ ہوئے۔ کشتی میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ (سفر کے دوران میں) نماز کا وقت ہو گیا، ہم نے ان سے درخواست کی کہ نماز پڑھا دیں اور ہم نے ان سے عرض کیا: آپ اس (امامت) کا زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں انھوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جو شخص لوگوں کا امام بنے اور صحیح طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی نماز کا ثواب ملے گا اور ان کو بھی۔ اور اگر اس نے نماز میں کوئی کوتاہی (اور غلطی) کی تو اسے گناہ ہوگا انھیں نہیں۔“

🌞 فائدہ: اس میں صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی احتیاط اور ان کے ورع و تقویٰ کا بیان ہے کہ وہ کوتاہی کے ڈر سے دینی فرائض کی ذمہ داری لینے میں تامل کرتے تھے۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفَّفْ (التحفة ۸۷)

باب: ۴۸- امام کو چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے

۹۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ : أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ : فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنِّي لَأَتَأْخُرُ فِي صَلَاةِ الْعِدَاةِ مِنْ أَجْلِ فَلَانٍ ، لِمَا يُطِيلُ بِنَا

۹۸۴- حضرت ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تو فلاں صاحب کی وجہ سے فجر کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ حضرت ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ

۹۸۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب جُماع الإمامة وفضلها، ح: ۵۸۰ من حديث عبد الرحمن ابن حرملة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق عند البخاري وغيره.

۹۸۴- أخرجه البخاري، العلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره، ح: ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۱۱، ۷۱۵۹، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۶۶ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، أخرجه مسلم عن ابن نمير عن أبيه به.

فِيهَا، قَالَ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطُّ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُتَقَرِّينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّيَ بِالنَّاسِ فَلْيُجَوِّزْ. فَإِنَّ فِيهِمْ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

ﷺ جس قدر اس دن غضب ناک ہوئے میں نے کسی وعظ کے دوران میں آپ ﷺ کو اس قدر جلال کی کیفیت میں نہیں دیکھا۔ (آپ نے اس وعظ کے دوران میں) فرمایا: ”اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (مقتدیوں کو) متنفر کر دیتے ہیں۔ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہیے کہ اختصار سے کام لے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں بوڑھے بھی اور ضرورت مند بھی۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① کسی ذمہ دار یا اضرکی شکایت اس سے بالاتر شخصیت کے سامنے پیش کرنا غیبت میں شامل نہیں۔ ② نماز باجماعت سے جان بوجھ کر پیچھے رہنا جائز نہیں لیکن امام کے طویل نماز پڑھانے کی وجہ سے اس شخص کے جان بوجھ کر پیچھے رہنے پر نبی ﷺ ناراض نہیں ہوئے بلکہ اسے ایک معقول عذر قرار دیا۔ ③ نماز میں تخفیف مناسب ہے لیکن تخفیف کا مطلب بہت زیادہ مختصر کر دینا نہیں بلکہ تقریباً اتنی مقدار میں تلاوت کریں جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نماز فجر میں ساتھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔ دیکھیے: (مسند ابن ماجہ) إقامة الصلوات، باب القراءة في صلاة الفجر، حدیث: (۸۱۸) ضرورت مند کا مطلب یہ ہے کہ نماز باجماعت میں ایسے مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں جنہیں نماز کے بعد کوئی ضروری کام کرنا ہوتا ہے اور طویل قراءت سے انھیں پریشانی ہوتی ہے۔

۹۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجْزِئُ وَيُتِمُّ الصَّلَاةَ.

۹۸۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مختصر اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

🌟 فائدہ: اس سے نماز کی تخفیف کا مطلب واضح ہو گیا کہ ارکان کی ادائیگی پورے خشوع اور اطمینان سے کی جائے لیکن تلاوت اور تسبیحات کی مقدار اتنی زیادہ نہ ہو کہ مقتدی پریشان ہوں۔

۹۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَا جَرِيرٍ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُجْزِئُ وَيُتِمُّ الصَّلَاةَ.

۹۸۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

۹۸۵۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۶۹ من حديث حماد بن زيد به.

۹۸۶۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۵ عن محمد بن رُمح وغيره به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَأَنْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا، فَصَلَّى، فَأُخِيرَ مُعَاذُ عَنْهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ مُتَأَفِّقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلُ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ لَهُ مُعَاذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ قَتَانًا يَا مُعَاذُ؟ إِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَأَقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى، وَأَقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں (مقتدیوں) کو عشاء کی نماز پڑھائی تو بہت طویل کر دی۔ ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے جماعت سے الگ ہو کر (اکیلے) نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو انھوں نے فرمایا: وہ منافق ہے۔ (کیونکہ اس نے جان بوجھ کر نماز باجماعت ترک کی ہے۔) اس آدمی کو یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی وہ آپ ﷺ کے گوش گزار کی۔ (بعد میں جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو) نبی ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! تم لوگوں کو آزماتس میں ڈالنا چاہتے ہو؟ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾۔ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ﴿﴾۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت بہت زیادہ تھی اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس قدر شدید رد عمل کا اظہار فرمایا۔ ② جس کی شکایت کی گئی ہو اس کا موقف بھی معلوم کرنا چاہیے تاکہ فریقین کی بات سن کر صحیح نتیجہ تک پہنچا جاسکے۔ ③ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔

۹۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۸۷- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے آخری نصیحت اس وقت کی جب مجھے طائف کا امیر (گورنر) مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”عثمان! نماز مختصر پڑھا کرنا اور کمزور افراد کی مناسبت سے لوگوں (کی قوت برداشت) کا اندازہ کرنا کیونکہ ان میں بوڑھے بچے بچیا

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ يَقُولُ: كَانَ آخِرَ مَا عَاهَدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ أَمَرَنِي عَلَى الطَّائِفِ، قَالَ

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

لِي: «يَا غُثْمَانُ! تَجَاوَزْ فِي الصَّلَاةِ وَاقْدِرِ النَّاسَ بِأُضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَالسَّقِيمَ وَالْبَعِيدَ وَذَا الْحَاجَةِ».

۹۸۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَ غُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَنْ آخِرَ مَا قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفْ بِهِمْ».

(المعجم ۴۹) - بَابُ الْإِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ إِذَا حَدَّثَ أَمْرٌ (التحفة ۸۸)

۹۸۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ ثَوَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَإِنِّي أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَّجَوَّزُ فِي صَلَاتِي وَمَا أَعْلَمُ لَوْ جِدَّ أُمُّهُ يَبْكَاؤُهُ».

نور و مسائل: ① نماز کے طویل یا مختصر کرنے سے قراءت کو طویل یا مختصر کرنا مراد ہے دوسرے ارکان کے اذکار میں بھی کسی حد تک اختصار ممکن ہے۔ ② امام کو مقتدیوں کے حالات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ③ عورتیں مسجد میں آکر بہامت نماز ادا کر سکتی ہیں اور اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی لاسکتی ہیں۔

۹۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت

۹۸۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۶۸ من حديث شعبة به .
 ۹۸۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ۷۰۹، ۷۱۰، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۷۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به .
 ۹۹۰- [صحيح] * الحسن تقدم، ح: ۷۱، وتلميذه عننا، وقد تقدم، ح: ۷۱ والحديث السابق شاهد له .

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غُلَاقَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ غُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ».

۹۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَطَوَّلَ فِيهَا، فَاسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ، كَرَاهِيَةً أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

(المعجم ۵۰) - بَابُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ

(التحفة ۸۹)

۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السَّوَامِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» قَالَ: قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ».

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔“

۹۹۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے طویل کرنے کا ہوتا ہے، پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آ جاتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ بچے کی ماں کو پریشانی ہو۔“

باب: ۵۰۔ صفیں سیدھی کرنا

۹۹۲۔ حضرت جابر بن سمرہ سوامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: ”تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں؟“ راوی کہتے ہیں، ہم نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“

۹۹۱۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ۷۰۷، ۸۶۸ من حديث بشر به.

۹۹۲۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة، الخ، ح: ۴۳۰ من حديث وكيع وغيره عن الأعمش به موطؤاً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① شریعت اسلامیہ میں عبادت کے طریقے فرشتوں کی عبادت کے طریقوں سے مشابہ ہیں اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔ ② فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ③ جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو جائے دوسری صف شروع نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی صف بنائی جائے۔ ④ صف میں کھڑے ہوتے وقت ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونا چاہیے، دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب إلراق المنكب بالمنكب، والقدم بالقدم في الصف، حدیث: ۷۲۵)

۹۹۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی صفیں درست کرو کیونکہ صفیں درست کرنا نماز کی تکمیل میں شامل ہے۔“

۹۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَبِشْرُ بْنُ عَمْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَسُورُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنْ تَسَوَّيَ الصُّفُوفُ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.

فوائد و مسائل: ① صفیں درست کرنے سے مراد انھیں سیدھا کرتا ہے، یعنی سب لوگ برابر کھڑے ہوں ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں۔ ② صفیں ٹیزھی رکھنے اور باہم مل کر کھڑے نہ ہونے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔

۹۹۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صف کو (انتہائی اہتمام سے) سیدھا کرتے تھے حتیٰ کہ نیزے یا تیر کی طرح (سیدھی) کر دیتے۔ (ایک بار) آپ ﷺ نے ایک آدمی کا سیدہ (صف سے) آگے بڑھا ہوا دیکھا تو رسول اللہ

۹۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي الصَّفَّ حَتَّى يَجْعَلَهُ مِثْلَ الرُّمَحِ أَوْ الْقِدَحِ، قَالَ:

۹۹۴۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، ح: ۷۲۳، ومسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها... الخ، ح: ۴۳۳ من حديث شعبة به.

۹۹۴۔ أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ۴۳۶ من حديث سمالك به باختلاف يسير.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

فَرَأَى صَدْرَ رَجُلٍ [عَاتِيًا]، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، أَوْ لِيَخَالِقَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ”اچھی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ﷻ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، أَوْ لِيَخَالِقَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

☀️ فائدہ: قوم میں اختلاف و اتفاق کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کچھ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا احساس عام لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اختلاف کے انہی اسباب میں سے ایک سبب نماز کے دوران میں صف کا سیدھا نہ ہونا بھی ہے جب کہ صف سیدھی کرنے سے دلوں میں اتفاق اور محبت پیدا ہوتی ہے اس لیے اماموں کو اس چیز کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اور مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ صفیں سیدھی رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے پر خاص طور پر توجہ دیں۔

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةَ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً».

۹۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف کا شکاف پر کرے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دے گا۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① صف کا شکاف پر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف میں دو آدمی ایک دوسرے سے اتنے دور کھڑے ہیں کہ درمیان میں ایک آدمی کی جگہ ہے تو بعد میں آنے والا اس جگہ کھڑا ہو جائے ورنہ انہیں کہے کہ آپس میں مل جاؤ تاکہ درمیان میں خالی جگہ باقی نہ رہے۔ ② اگر پہلی صف کے کنارے پر آدمی کی جگہ باقی ہو اور لوگ پچھلی صف میں کھڑے ہو گئے ہوں تو بعد میں آنے والا اگلی صف کے کنارے پر خالی جگہ میں کھڑا ہو جائے یہ بھی صف ملانے میں شامل ہے۔ ③ صف میں جس مقام پر خالی جگہ ہو اس مقام کے نمازیوں کو چاہیے کہ ہر شخص امام کی طرف ملتا چلا جائے۔ امام سے دائیں طرف والا ہر شخص اپنے بائیں ساتھی سے ملے اور امام سے بائیں طرف والا ہر شخص اپنے دائیں ساتھی سے ملے۔ اس طرح شکاف پر ہو جائے گا۔ اگر اس کے برعکس ملیں گے تو شکاف پر نہیں ہوگا یا لوگوں کو امام سے دور بنانا پڑے گا جو مناسب نہیں۔

باب ۵۱: اگلی صف کی فضیلت

(المعجم ۵۱) - بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ

(التحفة ۹۰)

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها _____ مفسون اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

۹۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۹۶۔ حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگلی صف والوں کے لیے تین بار دعائے مغفرت فرماتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک بار۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَرِيضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا، وَلِلثَّانِي مَرَّةً.

🌞 نوادہ و مسائل: ① نیکی کے کام میں مسابقت ایک اچھا کام اور شرعاً مطلوب ہے۔ ② اچھے کام کی ترغیب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کام کے کرنے والے کو دعا دی جائے۔ ③ جس طرح پہلی صف دوسری سے افضل ہے اسی طرح دوسری صف بھی تیسری سے افضل ہے کیونکہ دوسری صف کے لیے دعا کی گئی اور تیسری صف والوں کے لیے نہیں کی گئی۔

۹۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ ابْنَ مُصَرِّفٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ».

۹۹۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔“

۹۹۸۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲۷، ۱۲۶/۴ من حديث هشام الدستوائي به، وصححه الحاكم: ۲۱۴، والذهبي، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۶/۱۸، ح: ۶۳۹ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة نحوه، ورواه شيبان النخعي عن يحيى بن أبي كثير عن محمد بن إبراهيم عن خالد بن معدان أن جبير بن نفير حدثه أنه سمع عرياض بن بطرية ... الخ، وأخرجه الطبراني وغيره * ومحمد بن إبراهيم تابعه بحير بن سعد عند أحمد: ۱۲۸/۴، والسنائي: ۹۲/۲، ح: ۹۳، ۸۱۸، وبه صح الحديث.

۹۹۹۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۳۰۴/۴ عن يحيى القطان ومحمد بن جعفر به، وقال البوصيري: "إسناد حديث البراء صحيح، ورجاله ثقات"، وله شاهد عند أبي داود، ح: ۵۴۳ وغيره، وانظر، ح: ۹۹۹.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: نیکی کا ہر کام رحمت باری تعالیٰ کا باعث ہے لیکن جن نیکیوں کے بارے میں خوشخبری دی گئی ہے ان کا مقام زیادہ بلند اور ان کی اہمیت زیادہ ہے۔

۹۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو ثَوْرٍ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّغْفِ الْأَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةً».

۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کیا کچھ (اجر و ثواب اور رحمت و برکت) ہے تو قرعہ اندازی ہوتی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ② جب احتیاق میں سب برابر ہوں تو پھر قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا درست ہے۔

۹۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمَصِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّغْفِ الْأَوَّلِ».

۹۹۹۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔“

باب: ۵۲۔ عورتوں کی صفیں

(المعجم ۵۲) - بَابُ صُفُوفِ النِّسَاءِ

(التحفة ۹۱)

۱۰۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ

۱۰۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کی بہترین صفیں آخری ہیں

۹۹۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها ... الخ، ح: ۴۳۹ من حديث أبي قطن به.

۹۹۹۔ [صحيح] * محمد بن المصنف صرح بالسماع، وله شاهد تقدم، ح: ۹۹۷، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات'.

۱۰۰۰۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها ... الخ، ح: ۴۴۰ من حديث عبدالعزیز الدراوردي عن سهيل عن أبيه به ... وهو في جزءه (۲۵).

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا
أَوَّلُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا،
وَشَرُّهَا آخِرُهَا».

🌟 فوائد ومسائل: ① بہترین صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے زیادہ ہے اور سب سے نکی صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے کم ہے تاہم ثواب اس میں بھی موجود ہے۔ ② عورتوں کی پچھلی صفوں کے افضل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ مردوں کے اختلاط سے دور ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

۱۰۰۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَيْكِعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ
ابْنِ عَمِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ
مُقَدَّمُهَا، وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ
النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا، وَشَرُّهَا مُقَدَّمُهَا».

۱۰۰۱ - حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی بہترین صفیں
آگے والی ہیں اور (ان کی) سب سے نکی صفیں پچھے والی
ہیں۔ اور عورتوں کی بہترین صفیں پچھے والی ہیں اور
(ان کی) سب سے نکی (اور کم ثواب والی) صفیں آگے
والی ہیں۔“

المعجم ۵۳ - بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي
فِي الصَّفِّ (التحفة ۹۲)

۱۰۰۲ - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ،
أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَ أَبُو قُتَيْبَةَ،

۱۰۰۲ - حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد (حضرت
قرہ بن ایاس مزی رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں

۱۰۰۱ - [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۳۱ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه زائدة عنه: ۳/ ۲۹۳، ۳۸۷ * وابن
مفلح ضعيف، تقدم، ح: ۳۹۰، وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۴۴۰،
وغیره.

۱۰۰۲ - [حسن] * هارون مستور (تقريب)، وقادة تقدم، ح: ۱۷۵، وأخرج أبو داود، ح: ۶۷۳ وغيره عن أنس
قال: "كنا نقي هذا على عهد رسول الله ﷺ"، وفيه قصة، وحسنه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده
صحيح.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ فَكَادَةَ،
عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُنْهَى
أَنْ نَصِفَ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا.

🌞 فائدہ: نماز باجماعت کے دوران میں اگر صف کے درمیان ستون حائل ہو تو صف ٹوٹ جاتی ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر جماعت نہ ہو رہی ہو تو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت نمازیوں کا وہاں کھڑا ہونا صف نہیں کہلائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری 'الصلاة' باب الأبواب و الغلق للمكعبة والمساجد' حديث: ۳۶۸)

(المعجم ۵۴) - بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ
الصَّفِّ وَحَدَّةَ (التحفة ۹۳)

باب: ۵۴۔ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے
ہو کر نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا مُلَاذِمُ بْنُ عَمْرِو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
بَدْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ
شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ
مِنَ الْوَفْدِ، قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدَمْنَا عَلَى
النَّبِيِّ ﷺ، فَبَايَعْنَاهُ، وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، قَالَ:
ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةَ أُخْرَى، فَقَضَى
الصَّلَاةَ، فَرَأَى رَجُلًا قَرَدًا يُصَلِّي خَلْفَ
الصَّفِّ، قَالَ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ
حِينَ انْصَرَفَ قَالَ: «اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، لَا
صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ».

۱۰۰۳- حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ جو ایک وفد میں
شامل ہو کر تشریف لائے تھے ان سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: ہم (اپنے علاقے سے) روانہ ہوئے (اور)
مدینہ منورہ تک سفر کیا) حتیٰ کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت
اقدس میں حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی۔ ہم
نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی پھر آپ کے پیچھے
ایک اور نماز پڑھی۔ آپ نے نماز مکمل کی تو دیکھا کہ ایک
آدمی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ (جب)
وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اللہ کے نبی ﷺ اس کے
پاس گئے اور فرمایا: ”شروع سے نماز پڑھو۔ صف کے
پیچھے (اکیلا) کھڑے ہونے والے کی کوئی نماز نہیں۔“

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

🕌 **فوائد و مسائل:** ① صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا منع ہے اور نماز نہیں ہوتی۔ یہ تب ہے جب صف میں کھڑے ہونے کی جگہ ہو اور وہ اس کے باوجود بچھلی صف میں اکیلا ہی کھڑا ہو جائے۔ اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پھر اس کی مجبوری ہے، امید ہے اسے معذور سمجھا جائے گا۔ باقی رہی بات اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر ساتھ لانے کی تو وہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔ ② اگر عورت کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے دوسری عورت موجود نہ ہو تو عورت مردوں کی صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی اسے اکیلے ہی کھڑا ہو جانا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری 'الأذان' باب المرأة وحدها تكون صفًا حديث: ۷۲۷)

۱۰۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۰۰۳ - حضرت وابصر بن معبد رحمہ اللہ سے روایت
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ،
عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي زَيْادُ
ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، فَأَوْقَفَنِي عَلَى شَيْخٍ
بِالرُّقَّةِ، يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبُدٍ، فَقَالَ:
صَلِّ رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ
النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ.

🕌 **فائدہ:** بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود بچھلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہوگی اس لیے نبی ﷺ نے اسے نماز دہرانے کا حکم دیا۔

(المعجم ۵۵) - **بَابُ فَضْلِ مِثْمَةِ الصَّفِّ**
باب: ۵۵ - صف کی دائیں جانب کی فضیلت
(الحفۃ ۹۴)

۱۰۰۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۰۰۵ - حضرت عائشہ رحمہا اللہ سے روایت ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کی دائیں
جانب پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور فرشتے اس کے لیے
أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِزَّةٍ، عَنْ

۱۰۰۴ - [صحیح] أخرجه الحميدي، وأحمد: ۲۲۸/۴ وغيرهما من طرق عن حصين بن عبد الرحمن به، وقال
الترمذي 'حسن'، ح: ۲۳۰، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ۶۸۲ وغيره، وصححه ابن حبان، وأحمد،
وإسحاق وغيرهم.

۱۰۰۵ - [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهية التأخر، ح: ۶۷۶
عن عثمان بن أبي شيبة به، وله لفظ صححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— صفوں اور ان کی درستی سے مطلق احکام و مسائل

عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دُعَاءُ خَيْرِ كَرْتِهِمْ—
 ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَبَايِمِ الصُّفُوفِ».

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ ہر اس کام میں دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے جو طبعاً یا شرعاً مستحسن ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: ”رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں (جیسے) وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔“ (صحیح البخاری، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل، حدیث: ۱۶۸، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب التیمن فی الطہور وغیرہ، حدیث: ۲۶۸) اس حدیث کی روشنی میں نماز میں کھڑے ہوتے وقت بھی ممکن حد تک دائیں طرف کھڑے ہونے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد اور سنن ترمذی وغیرہ میں یہاں الفاظ مروی ہے: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفِ» ”اللہ تعالیٰ صفوں کے ملانے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“ اور امام بیہقی، شیخ البانی اور مسند احمد کے محققین کے نزدیک یہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ محفوظ اور صحیح ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَبَايِمِ الصُّفُوفِ] کی بجائے [يُصَلُّونَ الصُّفُوفِ] ہی کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو: (تمام المنہ، ص: ۲۸۸، وضعیف سنن أبی داود، رقم: ۶۷۷۶، والموسوعة الحديثية (مسند أحمد) ج: ۳۰/۳۳۳، رقم الحديث: ۲۳۳۸۱) اس اعتبار سے اس حدیث سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا یکساں ہے۔ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقہ سے اہتمام کرنے میں ہے تاہم ہر معاملے میں دائیں جانب کی جو عمومی فضیلت ہے اس کے تحت امام کی دائیں جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے واللہ اعلم۔

۱۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ ابْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَارِبٍ، عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - قَالَ مِسْعَرٌ -: مِمَّا نُحِبُّ أَوْ مِمَّا أُحِبُّ أَنْ نَقُومَ عَنْ يَمِينِهِ.

۱۰۰۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہمیں..... یا فرمایا: مجھے..... یہ بات پسند تھی کہ ہم دائیں طرف کھڑے ہوں۔

۱۰۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے عرض کیا گیا: مسجد کا بایں جانب تو بالکل خالی ہوگئی۔ (لوگ ثواب کی نیت سے دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسجد کا بایں جانب کو آباد کیا اسے دگنا ثواب ملے گا۔“

۱۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكِلَابِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو الرَّقْمِيُّ، عَنْ نَيْثِ بْنِ أَبِي سَلِيمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ عَمَرَ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ، كُتِبَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے اس میں بیان کردہ فضیلت کا اثبات نہیں ہوتا، تاہم پہلی صف ہمکل چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہونا درست نہیں۔ ویسے بھی پہلی صف دوسری سے افضل ہے تو پہلی صف کا بایں حصہ بھی دوسری صف کے دائیں حصے سے افضل ہوگا۔

باب: ۵۶۔ قبلے کا بیان

(المعجم ۵۶) - بَابُ الْقِبْلَةِ (التحفة ۹۵)

۱۰۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب طواف کعبہ سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مقام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرلو۔“

۱۰۰۸۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ، أَنَّى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا مَقَامُ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيمَ، الَّذِي قَالَ اللَّهُ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾. [البقرة: ۱۲۵]

ولید بن مسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا انہوں نے یہ لفظ اسی طرح

قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: أَهَكَذَا قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ قَالَ نَعَمْ.

۱۰۰۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطرسوسي في مسند ابن عمر، ح: ۹۵ من حديث عمرو بن عثمان به، وانظر، ح: ۲۰۸، لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف ليث بن أبي سليم".

۱۰۰۸۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب (۱)، ح: ۳۹۶۹ من حديث جعفر به مختصراً، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۲۱۸.

پڑھا تھا۔ وَأَتَّخِذُوا (خاک کے کسرہ کے ساتھ)؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

۱۰۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے
يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أَنَا اخَذْتُ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ رسول! کاش! آپ مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھیں!
مُصَلِّي؟ فَتَرَلْتُ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ تَوْبَةً آيَةٌ نازل ہوئی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
مُصَلِّي﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرلو۔"
[البقرة: ۱۲۵]

🌞 نوادہ مسائل: ① مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ ② طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "نبی اکرم ﷺ تشریف لائے بیت اللہ کے گرد سات پھر لگا کر طواف کیا مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور صفارہ کے درمیان پھر لگائے (سہی کی۔)" (صحیح البخاری، الصلاة باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى، حدیث: ۳۹۵) ③ مقام ابراہیم کے قریب نماز ادا کرتے وقت منہ کعبہ کی طرف ہی کرنا چاہیے، بعض ناواقف لوگ مقام ابراہیم کی طرف منہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ کعبہ کی طرف چہرہ نہ رہے۔ یہ درست نہیں کیونکہ قبلہ تو کعبہ شریف کی عمارت ہی ہے۔ ④ اگر مقام ابراہیم کے قریب جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کہیں بھی دو رکعت نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ⑤ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان کے دل میں وہی خواہش پیدا ہوئی جس کا حکم اللہ تعالیٰ نازل فرمانے والا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی ہیں کہ احکام نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور آسمان سے اسی کے مطابق احکام نازل ہو گئے۔ (صحیح البخاری، الصلاة، باب ماجاء في القبلة..... الخ، حدیث: ۴۰۲)

۱۰۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمِيْرٍ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
الذَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک
أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں پھر آپ

۱۰۰۹۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة... الخ، ح: ۴۰۲ من حديث هشيم به.

۱۰۱۰۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۴۶، وح: ۸۵۵ لعلته، وأصل الحديث متفق عليه، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده صحيح، ورجالہ ثقات'.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحَوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَصُرِفَتِ الْقِبْلَةُ إِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِشَهْرَيْنِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَكْثَرَ ثَقْلَبَ وَجْهِهِ فِي السَّمَاءِ، وَعَلِمَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يَهْوَى الْكَعْبَةَ، فَصَعِدَ جِبْرِيلُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبْعَثُهُ بَصَرَهُ وَهُوَ يَصْعَدُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، يَنْظُرُ مَا يَأْتِيهِ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿قَدْ رَأَى ثَقْلَبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ [البقرة: ١٤٤] فَأَتَانَا آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَقَدْ صَلَّيْنَا رُكْعَتَيْنِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَنَحْنُ رُكُوعٌ فَتَحَوَّلْنَا، فَبَنَيْنَا عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا جِبْرِيلُ! كَيْفَ حَالُنَا فِي صَلَاتِنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟» فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ [البقرة: ١٤٣].

ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے دو ماہ بعد کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اکثر آسمان کی طرف چہرہ مبارک اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کے دل کی کیفیت معلوم تھی کہ وہ کعبہ شریف (کو قبلہ بنانے) کی خواہش رکھتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام (آسمان کی طرف) بلند ہوئے تو جب وہ آسمان اور زمین کے درمیان بلند ہوتے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتے تھے کہ جبریل علیہ السلام کیا وحی لے کر نازل ہوں گے۔ (آخر کار) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿قَدْ نَرَى ثَقْلَبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ..... الْآيَةُ﴾ ”ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں.....“ ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا: قبلہ (بیت المقدس سے) کعبہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہم نے دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں (اور ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی تھی) ہم رکوع میں تھے (جب یہ خبر ملی) ہم نے (نورا) رخ پھیر لیا اور جو نماز پڑھی جا چکی تھی اس پر باقی نماز کی بنا کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے جبریل! ہماری بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟“ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (تمہاری نمازیں) ضائع نہیں کرے گا۔“

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قبلے کا بیان

جملے میں اٹھارہ مہینے اور دوسرے جملے میں دو مہینے کی مدت بیان کی گئی ہے۔ ① یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی مروی ہے لیکن اس میں اٹھارہ مہینے کے بجائے سولہ یا سترہ مہینے کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الإیمان، باب الصلاة من الإیمان، حدیث: ۳۰) اور بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر سے ۲۷ صفر کو اور غار ثور سے یکم ربیع الاول کو روانہ ہوئے تھے اور ۸ ربیع الاول کو قباء میں تشریف فرما ہوئے۔ جب کہ تحویل قبلہ کا حکم دوسرے سال رجب کے وسط میں نازل ہوا۔ اس طرح یہ درمیانی مدت سولہ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ② قبلے کی تبدیلی کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو نماز سب سے پہلے ادا کی وہ نماز عصر تھی۔ (حوالہ مذکور بالا) ③ انصار کا نماز کے دوران میں حکم معلوم ہونے پر فوراً کعبہ کی طرف رخ کر لینے کا ذکر بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (حوالہ مذکور بالا) ④ ایک قابل اعتماد آدمی کی بیان کردہ خبر یا حدیث پر اعتماد کر کے عمل کر لینا چاہیے۔ ⑤ اگر کوئی شخص اپنے یقین کے مطابق قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو پھر اسے نماز کے دوران میں معلوم ہو جائے کہ قبلہ کا رخ دوسری طرف ہے تو نماز کے دوران میں ہی ادھر منہ کر لینا چاہیے۔ اس کی پہلی نماز درست ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

۱۰۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالًا: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عین جنوب میں واقع ہے اس لیے اہل مدینہ کے لیے سمت قبلہ کا تعین مشکل نہیں۔ دوسرے شہروں کے مسلمان اپنے اپنے شہر کی مناسبت سے نماز ادا کرتے ہیں کیونکہ مختلف شہروں سے کعبہ شریف کی سمت مختلف ہے۔ ② جو شخص مسجد حرام میں نماز ادا کر رہا ہو وہ کعبہ شریف کی عمارت کو دیکھ کر عین اس کی طرف منہ کر سکتا ہے لیکن دور کے لوگ اس بات کے مکلف نہیں کہ عین عمارت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ ان کے لیے اندازے سے سمت قبلہ کا تعین کر لینا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا پابند نہیں کرتا۔“

۱۰۱۱۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء أن ما بين المشرق والمغرب قبله، ح: ۳۴۲، ۳۴۳ من حديث أبي معشر به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۳۴۴، وقال: "حسن صحيح".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تحية المسجد من متعلق احکام ومسائل

(المعجم ۵۷) - بَابُ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ

فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ (التحفة ۹۶)

باب: ۵۷۔ مسجد میں داخل ہونے والا نماز

پڑھے بغیر نہ بیٹھے

۱۰۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔“

۱۰۱۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ
الْجَزَائِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ
قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُذَيْلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ
زَيْدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ
الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ».

۱۰۱۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ

نے فرمایا: ”جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔“

۱۰۱۳۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُفْمَانَ:
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ
أَنَسٍ، عَنْ غَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ،
عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ
الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ».

🌞 فوائد ومسائل: ① اس نماز کو تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے۔ ② مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے اگر کوئی اور نماز مثلاً: سنت یا فرض پڑھ لیں تو تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جاتی ہے۔ الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ③ بعض علماء مکروہ اوقات میں بھی تحیۃ المسجد پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حدیث کا عموم ہے کہ ”جب بھی کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت پڑھے۔“ اس عموم میں کراہت کے اوقات بھی داخل ہیں۔ نبی ﷺ نے کسی وقت کا استثناء نہیں کیا۔ جب کہ دوسرے علماء اس عموم میں کراہت کے اوقات کو داخل نہیں کرتے اس لیے ان کے نزدیک اوقات کراہت میں دیگر نقلی نمازوں کے علاوہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا بھی جائز نہیں۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ پڑھنے کا جواز ہے لیکن چننا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۱۴۔ [صحیح] قال البوصيري: "هذا إسناده رجاله ثقات إلا أنه منقطع، قال أبو حاتم: "المطلب بن عبد الله عن

أبي هريرة مرسل"، والحديث الآتي شاذله.

۱۰۱۴۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ۴۴۴، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين . . . الخ، ح: ۷۱۴ من حديث مالك به.

(المعجم ۵۸) - بَابُ مَنْ أَكَلَ الثَّوْمَ

باب: ۵۸۔ لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ (التحفة ۹۷)

۱۰۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۰۱۴۔ حضرت معدان بن ابو طلحہ یعمری رحمہ اللہ سے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْعَطْفَانِيِّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيبًا، أَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، هَذَا الثَّوْمُ وَهَذَا الْبَصَلُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ، فَيُؤْخَذُ بِبَدْنِهِ حَتَّى يُخْرَجَ إِلَى الْبَيْعِ، فَمَنْ كَانَ أَكْلَهَا لَا بُدَّ، فَلْيُمِيتْهَا طَبَخًا.

روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ یا فرمایا کہ انھوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو جنہیں میں برا ہی سمجھتا ہوں یعنی یہ لہسن اور یہ پیاز۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا کرتا تھا کہ اگر کسی (کے منہ) سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس کی جاتی تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر (مسجد سے باہر) بیچ کی طرف نکال دیا جاتا اس لیے جو شخص انھیں کھانا چاہے اسے چاہیے کہ پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① لہسن اور پیاز کا استعمال حرام نہیں ورنہ انھیں پکانے کا حکم نہ دیا جاتا۔ ② بدبودار چیز کھانی کر مسجد میں آنا منع ہے۔ ③ تبا کو نوشی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ تبا کو حقہ اور سگریٹ وغیرہ کی بو لہسن اور پیاز کی بو سے زیادہ سخت اور زیادہ ناگوار ہوتی ہے۔ ④ بعض روایات میں [شجرات] (گیندنا) کا بھی ذکر ہے۔ یہ بھی پیاز سے مشابہ ایک پودا ہے۔ اس کے علاوہ بعض علماء نے مولیٰ کو بھی مذکورہ بالا اشیاء کے حکم میں رکھا ہے کیونکہ اس میں بھی ایک حد تک ناگوار بو پائی جاتی ہے۔

۱۰۱۵ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الثُّمَالِيُّ:

۱۰۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ،

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس شخص نے یہ پودا یعنی لہسن کھایا ہو تو

۱۰۱۴۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها... الخ، ح: ۵۶۷ عن ابن أبي شيبة وغيره، يه، وانظر، ح: ۳۳۶۳.

۱۰۱۵۔ أخرجه مسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ۵۶۳ من حديث معمر عن الزهري به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت کا بیان

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومِ، فَلَا يُؤْذِنَا بِهَا فِي مَسْجِدِنَا هَذَا».

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ فِيهِ، الْكُرَاتُ وَالْبَصَلُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. يَغْنِي أَنَّهُ يَزِيدُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الثُّومِ.

(امام زہری کے شاگرد) ابراہیم بن سعد نے فرمایا: میرے والد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ”گیندنا اور پیاز“ کے الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ کے والد سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں، یعنی سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے لیکن اس میں صرف لہسن نہیں بلکہ لہسن، پیاز اور گیندنا تینوں کا ذکر کیا ہے۔ ② اس حدیث میں صراحت ہے کہ مسجد میں آنے سے پہلے ان چیزوں کے کھانے سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس کی بو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت کی بنا پر جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کو نہا کر صاف کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیا تھا۔

١٠١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ١٠١٦- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ شَيْئًا فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ».

🌞 فائدہ: مسلمان مرد کو بلا عذر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا منع ہے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بدبودار چیز کا کھانا جماعت سے پیچھے رہ جانے کے لیے ایک معقول عذر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت قریب ہو تو ان چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح خواتین گھر میں نماز پڑھتے وقت احتیاط رکھیں کہ نماز سے پہلے کچا لہسن یا پیاز استعمال نہ کریں۔

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۵۹) - بَابُ الْمُصَلِّي يُسَلِّمُ عَلَيْهِ

كَتِفَ يَرُدُّ (التحفة ۹۸)

باب: ۵۹- نمازی سلام کا جواب

کس طرح دے

۱۰۱۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِيسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أُنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ، فَجَاءَتْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صَهِبًا، وَكَانَ مَعَهُ: كَتِفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: كَانَ يُثِيرُ يَدَهُ.

۱۰۱۷- حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے۔ متعدد انصاری حضرات حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے لگے۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (اس موقع پر) سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① مسجد قباء کی زیارت اور وہاں نماز ادا کرنے کے لیے اہتمام سے جانا مسنون ہے البتہ دوسرے شہر سے سفر کر کے مدینے جاتے وقت زیارت مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد مدینہ کی دوسری مساجد اور مسجد قباء کی زیارت کے لیے جا سکتا ہے۔ ② جب کوئی عالم یا بزرگ مکے میں تشریف لائے تو عوام کو چاہیے کہ اس سے ملنے اور علمی استفادہ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ ③ نمازی کو دوسرا آدمی سلام کہہ سکتا ہے۔ ④ اگر نمازی کو سلام کہا جائے تو وہ نماز کے دوران میں اشارے سے جواب دے زبان سے جواب نہ دے۔ ⑤ نماز کے دوران میں کسی قسم کا ضروری اشارہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۱۰۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْبُصْرِيُّ: أَنَّ بَنَاتَا اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَةِ. ثُمَّ أَذْرَكْتَهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي، (اور اشارے سے جواب دیا) جب نبی ﷺ (نماز سے) ۱۰۱۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا۔ جب میں (واپس) خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے اشارہ کیا (اور اشارے سے جواب دیا) جب نبی ﷺ (نماز سے)

۱۰۱۷- [صحیح] أخرجه النسائي: ۳/ ۶۰۵، السهو، باب رد السلام بالإشارة في الصلاة، ح: ۱۱۸۸ من حديث سفیان به * زيد بن أسلم صرح بالسماع عند ابن خزيمة: ۲/ ۴۹، ح: ۸۸۸، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۵۸، والمحاکم: ۳/ ۱۲، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

۱۰۱۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۴۰ عن محمد بن رمح وغيره به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها لا علمی کی وجہ سے قبلہ کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنے کا بیان فقال: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ إِنْفَاءً وَأَنَا أَصْلِي». فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ”ابھی ابھی تم نے مجھے سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (اس لیے زبان سے جواب نہیں دے سکا۔“)

۱۰۱۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ، فَقِيلَ لَنَا: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا.

۱۰۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نماز میں (ایک دوسرے کو) سلام کر لیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں فرمایا گیا: نماز میں مصروفیت ہوتی ہے۔

فائدہ: جب نماز میں بات چیت کرنے کی اجازت تھی تو سلام بھی کیا جاتا تھا بعد میں یہ حکم دے دیا گیا کہ کوئی نمازی نماز کے دوران میں دوسرے آدمی کو سلام نہ کرے اس کے لیے نماز کی مصروفیت کافی ہے۔ پوری توجہ سے اویس اور اذکار میں مصروف رہے۔ لیکن گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی خود تو کسی کو سلام نہیں کر سکتا تاہم اسے سلام کیا جاسکتا ہے۔ وہ زبان سے تو سلام کا جواب نہیں دے سکتا البتہ اشارے سے جواب دے سکتا ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ مَنْ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقَبِيلَةِ
وَهُوَ لَا يَعْلَمُ (التحفة ۹۹)
باب: ۶۰۔ لا علمی کی وجہ سے قبلہ کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنا

۱۰۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ، أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ هُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي

۱۰۲۰۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آسمان پر پادل چھا گئے اور قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ ہم نے (اندازے سے) نماز پڑھی اور (زمین پر) نشان لگا لیے۔ جب سورج طلوع ہوا تو معلوم ہوا کہ

۱۰۱۹۔ [صحیح مرفوع] * أبو إسحاق عن، وتقدم، ح: ۴۶، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله قات"، وأخرج البخاري، ح: ۱۱۹۹، ۱۲۱۶، ۳۸۷۵، ومسلم، ح: ۵۳۸ من حديث الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن ابن مسعود به مرفوعاً، أطول منه.

۱۰۲۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، ح: ۳۴۵ من حديث أشعث بن سعيد السمان به، وقال: "هذا حديث ليس إسناده بذلك...". * وأشعث تابعه عمرو بن قيس هذا الطائسي، ح: ۱۱۴۵، وعاصم ضعيف كما تقدم، ح: ۹۰۷، وله شاهد ضعيف عند البيهقي وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز کے دوران میں بلغم وغیرہ تھوکنے سے متعلق احکام ومسائل

سَفَرٍ، فَتَعَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَأَشْكَلَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةَ، فَصَلَّيْنَا، وَأَعْلَمْنَا، فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، فَذَكَّرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿فَأَيُّكُمْ تَوَلَّوْا فَنَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۱۵]

ہم نے قبلے کے سوا (کسی اور طرف) نماز پڑھی ہے۔ ہم نے نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿فَأَيُّكُمْ تَوَلَّوْا فَنَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ ”تم جہر بھی رخ کر ڈاؤ اھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔“

الآية: ۱۱۵

🌞 فوائد ومسائل: ① اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے قبلے کا رخ معلوم نہ ہو سکے تو اندازے سے رخ متعین کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس اندازے میں اگر غلطی ہو جائے تو معاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا مکلف نہیں فرماتا۔“

② اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ غلطی سے قبلے کے سوا دوسری طرف پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اکثر علماء نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ”اگر کوئی شخص بادل کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے پھر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس نے قبلہ رخ نماز ادا نہیں کی تو اس کی وہ نماز درست ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم کا یہی موقف ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، حديث: ۳۳۵) ③ اگر نماز کے دوران میں پتہ چل جائے تو نمازی کو چاہیے کہ نماز کے دوران میں ہی قبلہ رخ ہو جائے اور باقی نماز صحیح رخ پر مکمل کر لے۔ جیسے کہ اہل قباء نے تحویل قبلہ کی خبر سن کر نماز کے دوران میں ہی رخ تبدیل کر لیا تھا۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الإرواء، رقم: ۳۹۱)

(المعجم ۶۱) - بَابُ الْمُصَلِّيِ يَتَنَحَّمُ (التحفة ۱۰۰)

باب: ۶۱۔ نماز کے دوران میں بلغم تھوکتا

۱۰۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۰۲۱۔ حضرت طارق بن عبد اللہ حمار بنی ہاشم سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے ہرگز نہ تھوکتا نہ دائیں طرف تھوکتا، البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتَ

۱۰۲۱۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، ح: ۴۷۸ من حديث منصور به، والترمذي، ح: ۵۷۱، وقال: "حديث حسن صحيح".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے دوران میں بلغم وغیرہ تھوکنے سے متعلق احکام و مسائل

فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِكَ،
وَلَكِنْ ابْزُقْ عَنْ يَسَارِكَ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ».

🌟 فوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں سامنے کی طرف تھوکانا ادب کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، المساجد والجماعات، باب کراهية النخامة في المسجد، حدیث: ۷۶۳۵، ۷۶۳۶) ② دائیں طرف بھی احترام والی سمت ہے اس لیے اس طرف بھی نہیں تھوکانا چاہیے۔ بائیں طرف اگر دوسرا نمازی کھڑا ہو تو اس طرف بھی تھوکنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر ادھر کوئی نہ ہو تو تھوکانا جائز ہے۔ ③ مسجد میں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکانا اس صورت میں جائز ہے جب مسجد کی زمین اس قسم کی ہو جو رطوبت کو جذب کر سکتی ہو ورنہ مسجد کو آلودہ کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ چٹائی یا قالین پر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے آلودہ کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ اس صورت میں رد مال استعمال کرنا چاہیے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔

۱۰۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ
مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نَخَامَةً فِي قِبْلَةِ
الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «مَا بَالُ
أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَهُ (يَعْنِي رُبَّهُ) فَيَسْتَنْجِعُ
أَمَامَهُ؟ أَلَيْبِغْ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيَسْتَنْجِعَ
فِي وَجْهِهِ؟ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقَنَّ عَنْ
شِمَالِهِ، أَوْ لِيَقُلْ هَكَذَا فِي ثَوْبِهِ».

۱۰۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ کو مسجد کی قبلہ والی دیوار پر بلغم لگا ہوا نظر
آیا۔ آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:
”تھمیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک آدمی رب کی طرف متوجہ
ہو کر کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے بلغم تھوک دیتا ہے؟ کیا
تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے سامنے آن کر
اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ جب کسی کو تھوکانا ہو تو
اپنی بائیں طرف تھوک لے یا اپنے کپڑے میں اس طرح
کر لے۔“

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد حضرت ابو بکر بن ابی
شیبہ نے فرمایا:) امام اسماعیل ابن علیہ رحمہ اللہ نے (اس
حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے مجھے یوں کر کے دکھایا
کہ) کپڑے میں تھوکا پھر کپڑے کو مل دیا۔

ثُمَّ أَرَانِي إِسْمَاعِيلُ يَبْزُقُ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ
يَذُكُّهُ.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

دوران نماز میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

۱۰۲۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَيْثَ ابْنِ رَبِيعٍ بَرَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَيْثُ! لَا تَبْرُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ حَدَثَ شَوْءٍ».

۱۰۲۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت شعیب بن ربیع رضی اللہ عنہ کو سامنے کی طرف تھوکتے دیکھ کر فرمایا: اے شیث! اپنے سامنے مت تھوکا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف متوجہ فرمادیتا ہے حتیٰ کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے یا کوئی برا کام کرے۔“

🌞 فائدہ: ”براکام“ کرنے سے مراد ایسا کام ہے جو نماز کے ادب کے خلاف ہو مثلاً: سامنے تھوکنا، گوز مارنا، کپڑوں یا کنکریوں سے کھیلنا، مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجئے حدیث: ۷۳-۷۴

۱۰۲۴- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ، وَعَبْدَةُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرَقَ فِي ثَوْبِهِ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ ذَلِكَ.

۱۰۲۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کپڑے میں تھوکا پھر اسے مل دیا۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۰۱)

باب: ۶۲- نماز کے دوران میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنا

۱۰۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

۱۰۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا اس نے

۱۰۲۳- [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۹۲۴ من طريق آخر عن عاصم به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ۸۵۵ لعلته.

۱۰۲۴- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۰۲۵- أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ۸۵۷ عن ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً، وانظر، ح: ۱۰۹۰.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أبي صالح، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ فَضْلُ كَامٍ كِيَا: "رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا».

🌟 فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجدوں کے فرش پختہ نہیں ہوتے تھے اس لیے وہاں کنکریاں بچھادی جاتی تھیں تاکہ کپڑوں کو مٹی نہ لگے۔ ② کنکریوں کو چھونے سے مراد بلا ضرورت چھونا ہے جو ادب کے منافی ہے۔ اسی طرح چٹائی کے ٹکڑوں سے کیلٹا یا نیچے بچھائی ہوئی کسی بھی چیز کی طرف اس طرح متوجہ ہونا کہ نماز سے توجہ ہٹ جائے نامناسب ہے۔

۱۰۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَقِّبٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فِي مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ: «إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً».

🌟 فوائد ومسائل: ① نماز کے دوران میں اگر محسوس کیا جائے کہ کنکریاں زیادہ اونچی نیچی ہیں جو چہرے میں چھ کر نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بن رہی ہیں تو ایک بار ہاتھ پھیر کر معمولی سی برابر کر لی جائیں۔ زیادہ تکلف کرنا مناسب نہیں۔ ② نماز میں خشوع کے منافی حرکت کرنے سے نماز نہیں ٹوٹی لیکن ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے اس لیے زیادہ حرکات سے ثواب بہت زیادہ کم ہو سکتا ہے جو مومن کے لیے انتہائی خسارے کا باعث ہے۔

۱۰۲۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَبَّ كَوْنِي شَخْصَ نَمَازٍ بِرُحْنِهِ كَهَازِ هَوَاتِهِ».

۱۰۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَبَّ كَوْنِي شَخْصَ نَمَازٍ بِرُحْنِهِ كَهَازِ هَوَاتِهِ».

۱۰۲۹۔ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْعَمَلُ فِي الصَّلَاةِ، بَابُ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ، ح: ۱۲۰۷، وَمُسْلِمٌ، الْمَسَاجِدُ، بَابُ كِرَاهَةِ مَسْحِ الْحَصَى وَتَسْوِیَةِ التُّرَابِ فِي الصَّلَاةِ، ح: ۵۴۶، مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بِهِ.

۱۰۲۷۔ [إِسْنَادُهُ حَسَنٌ] أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ، الصَّلَاةِ، بَابُ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ، ح: ۹۴۵، مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بِهِ، وَحَسَنُ التِّرْمِذِيُّ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ خَرِیمَةَ، وَابْنُ حَبَانَ، وَالْحَافِظُ فِي بُلُوغِ الْمَرَامِ، ح: ۲۳۸، ۲۳۹، بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها چھوٹی چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَهُهُ، فَلَا يَمْسَحُ الْحَصَى».

(المعجم ۶۳) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ
(التحفة ۱۰۲)

۱۰۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۰۲۸- ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز ادا فرماتے تھے۔
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① [خُمْرَة] اس چھوٹی سی چٹائی کو کہتے ہیں جس پر نمازی عہدہ کرتے وقت چہرہ رکھ لے۔ یہ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی بھی ہو سکتی ہے اور بورے کا ککڑا بھی۔ بڑی چٹائی کو عربی زبان میں [خُمْرَة] نہیں کہا جاتا۔
② زمین پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ زمین پر کوئی چیز نہ بچائی گئی ہو۔ اس طرح اگر چٹائی اتنی چھوٹی ہو کہ عہدہ کے بعض اعضاء اس پر آتے ہوں اور بعض نہ آتے ہوں تو بھی درست ہے۔

۱۰۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ۱۰۲۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے چٹائی پر نماز ادا فرمائی۔“
عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ.

🌞 فائدہ: [حَصِير] بڑی چٹائی ہوتی ہے جس پر کھڑے ہو کر نماز ادا کی جاسکے یا ایک سے زیادہ افراد اس پر نماز ادا کر سکیں۔

۱۰۳۰- حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى: ۱۰۳۰- حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۰۲۸- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الخمرة، ح: ۳۸۱ من حديث سليمان الشيباني به.
۱۰۲۹- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۹ من حديث أبي معاوية وغيره به.
۱۰۳۰- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۲۶ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف..."، وحديث البخاري، ح: ۶۲۰۳، ومسلم، ح: ۲۱۵۰ يعني عنه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— زمین کی بجائے کپڑے پر سجدہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : حَدَّثَنِي زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ : صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ ، وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلَى بَسَاطَةٍ ، ثُمَّ حَدَّثَ أَصْحَابَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَرْتَهُ تَحْتَهُ .

انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں اپنے بچھونے پر نماز پڑھی پھر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے بچھونے پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

كَانَ يُصَلِّي عَلَى بَسَاطَةٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت سند اتو ضعیف ہے لیکن بخاری و مسلم کی روایات اس سے کفایت کرتی ہیں غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابوداؤد رقم: ۶۲۵) ② [بساط] ہر اس چیز کو کہا جا سکتا ہے جو زمین پر بچھائی جاتی ہے خواہ وہ چٹائی ہو یا قالین یا کوئی کپڑا وغیرہ۔ نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں اہل عرب چار پائی پر سونے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اکثر اوقات زمین پر بستر بچھا کر سو جاتے تھے۔ ایسے بستر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّبَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ (التحفة ۱۰۳)

باب: ۶۳۔ گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا

۱۰۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّازِيُّ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ : جَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ . فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، فَرَأَيْنَاهُ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى ثَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ .

۱۰۳۲- حضرت عبداللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور بنو عبدالاشہل کی مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو سجدہ کے دوران میں دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے ہوئے دیکھا۔

۱۰۳۲- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ : أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَشْهَلِيُّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

۱۰۳۲- حضرت ثابت بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو عبدالاشہل کے محلے (کی مسجد) میں نماز ادا فرمائی اور آپ نے ایک چادر

۱۰۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۳۴، ۳۳۵ عن أبي بكر بن أبي شيبة * [إسماعيل بن أبي حبيب] فيه ضعف (تقريب).

۱۰۳۲- [إسناده ضعيف] * [إبراهيم بن إسماعيل ضعيف (تقريب)]، وتلميذه إسماعيل اعترف بأمر عظيم، ولا يحتج به إلا ما رواه البخاري ومسلم عنه (راجع التهذيب وهدي الساري وغيرهما).

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز میں امام کو غلطی پر تنبیہ کرنے کے طریقے کا بیان

ابن عبد الرحمن بن ثابت بن ثابِت بن الصَّامِت، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفَفٌ بِهِ، يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ، يَفِيهِ بَرْدَ الْحَصَى.

اوڑھ رکھی تھی۔ کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے (سجدہ کرتے وقت) اس پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

۱۰۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَقْدِرْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَهْتَهُ، بَسَطَ نَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

۱۰۳۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ سخت گرمی میں نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب کوئی زمین پر اپنی پیشانی نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین کی گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے۔ ② زمین پر پیشانی نہ رکھ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین بہت گرم ہوئی تھی اس لیے جب چہرہ زمین کو چھوتا تھا تو تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

(المعجم ۶۵) - بَابُ التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيْقِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ۱۰۴)

باب: ۶۵۔ نماز میں مرد (امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں

۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۰۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں اگر امام کو غلطی لگ جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا

۱۰۳۳۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ۳۸۵، وح: ۱۲۰۸، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهور... الخ، ح: ۶۲۰ من حديث بشره.

۱۰۳۴۔ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، ح: ۱۲۰۳، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة... الخ، ح: ۴۲۲ من حديث سفيان به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا بیان

چاہیے۔ ① اگر کوئی مرد امام کو غلطی کا اشارہ نہ دے تو عورتیں بھی امام کو غلطی پر متنبہ کر سکتی ہیں۔ ② لیکن عورتوں کو سبحان اللہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا چاہیے۔ ③ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلا ضرورت مردوں کو آواز نہ سنائے۔ ④ نماز کے بعض مسائل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق ہے۔ یہ مسئلہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

۱۰۳۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «التَّصْفِيقُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۰۳۵۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا مردوں کا کام ہے اور تالی بجانا عورتوں کا کام ہے۔“

۱۰۳۶۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَعُيَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيقِ، وَلِلرِّجَالِ فِي الشَّيْبِ.

۱۰۳۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو تالی بجانے کی اجازت دی ہے اور مردوں کو سبحان اللہ کہنے کی۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعَالِ باب: ۶۶۔ جوتے پہن کر نماز پڑھنا (التحفة ۱۰۵)

۱۰۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ

۱۰۳۷۔ حضرت ابن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میرے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ بعض

۱۰۳۵۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليوم فجاء الإمام الأول فتأخر الأول... الخ، ج: ۶۸۴، ۱۲۰، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳، ۲۶۹، ۱۷۹، وسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من صلي بهم... الخ، ج: ۴۲۱ من طرق عن أبي حازم به مطولاً بالفاظ متقاربة المعنى.

۱۰۳۶۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن" * سويد بن سعيد ضعفه الأئمة من أجل اختلاطه، ولا يحتج به إلا ما يروي عنه مسلم في صحيحه، وقال ابن معين فيه: "حلال الدم" وقال: "لو كان لي فرس ورمع لغزوت سويداً" (راجع الميزان وغيره)، والحديث السابق يعني عنه.

۱۰۳۷۔ [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰/۴ عن محمد بن جعفر غندر به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح"، وللحديث شواهد.

فوائد و مسائل: ① نماز میں اشارہ کرنا جائز ہے۔ ② نماز کے دوران میں جوتے پہن لینا یا اتار دینا جائز ہے۔ ③ جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور اتار کر بھی اُلتا اگر جوتوں میں نجاست لگی ہوئی نظر آ رہی ہو تو ایسے جوتے پہن کر نماز درست نہیں جب تک کہ انھیں صاف نہ کر لیا جائے۔ مٹی وغیرہ ہو تو حاکم نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۰۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جو تے اور موزے پہن کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

(المعجم ۶۷) - بَابُ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثُّوبِ
فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۰۶)

١٠٣٨- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ٦٥٣ من حديث حسين المعلم به.
١٠٣٩- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤٦ لعله، وقال البوصيري: "فيه أبو إسحاق السبيعي، اختلط بآخره".
١٠٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٨٨٣.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سیٹھنے کا بیان

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُو عَوَّانَةَ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمِزْتُ أَنْ لَا أَكْفُفَ
شِعْرًا وَلَا نَوْبًا».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① بال سینے کا مطلب یہ ہے کہ ٹھنڈی اکٹھا کر کے اس طرح جوڑا بنالیا جائے جس طرح عورتیں جوڑا بنا لیتی ہیں نماز میں اس طرح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر پہلے سے جوڑا بنایا ہوا ہو تو کھول کر نماز پڑھیں۔ ② کپڑے سینے کا مفہوم یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت کپڑوں کو منہ کی طرف سے بچانے کے لیے سینے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔ ③ حدیث کے ظاہر الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں یہ کام ممنوع ہیں لیکن سلف نے کہا ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے بھی بال اکٹھے ہوں یا کپڑے سنبھالے ہوں تو انھیں کھول دیا جائے اور پھر نماز شروع کی جائے۔ (المرعاة و إنجاز الحاجۃ)

۱۰۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
أَمَرْنَا أَلَّا [نُكْفَ] شَعْرًا [وَلَا تَوْبًا]، وَلَا
نَقَضًا مِنْ مَوَاطِئَ.

۱۰۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، انھوں نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (نماز
میں) بال یا یکڑے نہ نکھیں اور (ناپاک جگہ پر) پاؤں پڑ
جانے کی وجہ سے وضو نہ کریں۔

سورہ فائدہ و مسائل: ① مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ معنا صحیح ہے کیونکہ اس روایت میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں غالباً اس وجہ سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۱/۱۹۸، حدیث: ۱۸۳) ② اگر پاؤں ناپاک ہو جائیں تو صرف پاؤں دھو لیے جائیں پورا وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر نجاست ظاہر نہ ہو تو محض جگہ کے ناپاک ہونے کے شک کی بنیاد پر پاؤں دھونے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۴۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا ۱۰۴۲- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت

١٠٤١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يطأ الأذى برجله، ح: ٢٠٤ من حديث ابن البربر، وغيره، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الأعمش عن، وانظر، ح: ١٧٨ لعلته.

١٠٤٦- [حسن] أخرجه أحمد (أطراف المسند: ٦/ ٢٢١) عن محمد بن جعفر به * أبو سعد المذني، لم أجد من وثقه وقيل أنه شريح بن سعد، ح: ٥٩٢، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٦٤٦.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَالٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، رَأَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأَطْلَقَهُ، أَوْ نَهَى عَنْهُ، وَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصُ شَعْرَهُ.

(المعجم ۶۸) - بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۰۷)

۱۰۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ»، يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① خشوع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نظریں جھکا کر کھڑے ہوں۔ کسی وجہ سے قبلہ کی طرف نظر اٹھ جائے تو جائز ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، 'الأذان' باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة' حديث: ۴۳۶۷) ② نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا بھی اسی طرح منع ہے جس طرح دائیں بائیں دیکھنا منع ہے۔ ③ بعض اوقات گناہوں کی سزا دینا پس بھی مل سکتی ہے۔

۱۰۴۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

نماز میں خشوع خضوع سے متعلق احکام و مسائل
ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے بال کھول دیے یا اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔

باب: ۶۸- نماز میں خشوع کا ہونا

۱۰۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آسمان کی طرف نظریں نہ اٹھاؤ مبادا اچک لی جائیں۔" یعنی نماز میں اوپر نظر نہ اٹھاؤ۔

۱۰۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۰۴۳- [صحیح] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۵۵۰۹ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۸۱، والبوصيري * الزهري عن عمن، وتقدم، ح: ۷۰۷، وأخرج أحمد: ۲۹۵/۵، واللفظ له، والنسائي عن الزهري حدثني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود أن رجلاً من أصحاب النبي ﷺ حدثه، الخ نحوه، وإسناده صحيح.

۱۰۴۴- أخرجه البخاري، 'الأذان'، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ۷۵۰ من حديث قتادة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الْجَهْضُمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بِأَصْحَابِهِ، فَلَمَّا قَفَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ». حَتَّى أَسْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ: «لَيْسَتْهُمْ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَيْخَطَفْنَ اللَّهُ أَبْصَارَهُمْ».

۱۰۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ الْمُسَيْبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَتْهُمْ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ، أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارَهُمْ».

۱۰۴۶- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، حَسَنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ

نماز میں شروع حضور سے متعلق احکام ومسائل

ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو چہرہ مبارک نمازیوں کی طرف کیا اور فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں؟“ پھر نبی ﷺ نے اس بارے میں سخت الفاظ فرمائے: ”انھیں اس حرکت سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ ضرور ان کی بینائی سلب فرمائے گا۔“

۱۰۴۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ (نماز میں) آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں انھیں ضرور باز آ جانا چاہیے ورنہ ان کی نظریں واپس (زمین کی طرف) نہیں لوٹیں گی (بلکہ چین لی جائیں گی)۔“

۱۰۴۶- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک انتہائی خوش شکل خاتون نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ کچھ حضرات اس لیے اگلی صف میں کھڑے ہوئے کہ اہتمام کرتے کہ اس خاتون پر نظر نہ پڑے جبکہ بعض افراد (جان بوجھ کر) پیچھے رہ جاتے تاکہ پچھلی صف میں کھڑے ہوں۔ ان میں سے جب کوئی رکوع کرتا تو اپنی بظلوں کے نیچے سے اس

۱۰۴۵- أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ۴۲۸ من حديث الأعمش

۱۰۴۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن [باب] ومن سورة الحجر، ح: ۳۱۲۲ من حديث نوح بن عمرو بن مالك النكري ضعيف عند البخاري (تهذيب التهذيب: ۱/۳۳۶)، وثقه ابن حبان وحده مع قوله: "يخطئ" و"غريب"، وقال ابن عدي في أبي الجوزاء: "حدث عنه عمرو بن مالك قدر عشرة أحاديث غير محفوظة".

۵۔ ابواب اقامۃ الصلوات والسنة فیہا

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق احکام ومسائل

بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُوَّخَّرِ،
فَإِذَا رَجَعَ قَالَ هَكَذَا، يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ
عَلِمْنَا الْمُسْتَحْزِرِينَ﴾ [الحجر: ۲۴] فِي شَأْنِهَا.
طرح دیکھتا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ
آیات نازل فرمائیں: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ
مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَحْزِرِينَ﴾ ”تم میں سے
جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں، ہم انہیں بھی جانتے ہیں
اور جو پیچھے رہنے والے ہیں وہ بھی ہمیں معلوم ہیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اسی لیے یہ سارا واقعہ ہی بے بنیاد ہے۔ ② برعل میں نیت کا صحیح ہونا
بہت ضروری ہے۔ ③ عورتوں کا فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں آنا جائز ہے۔ ④ اس آیت کو ماقبل
اور مابعد سے ملا کر پڑھا جائے تو آیات کا مفہوم یوں بنتا ہے: ”اور بلاشبہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے ہیں اور بے شک
ہم ہی (بالآخر ہر چیز کے اور ہر شخص کے) وارث ہیں۔ اور یقیناً تم میں سے آگے بڑھنے والے بھی ہمارے علم میں
ہیں اور پیچھے ہٹنے والے بھی۔ آپ کا رب ان (سب) کو جمع کرے گا“ وہ یقیناً بڑی حکمتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔“
(الحجر: ۲۳-۲۴) اس سیاق کی روشنی میں ”آگے بڑھنے والوں“ اور ”پیچھے ہٹنے (یا پیچھے رہ جانے) والوں“ کا
مطلب پہلے فوت ہو جانے والے اور ان کے پس ماندگان بھی ہو سکتا ہے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے
والے اور کوتاہی اور سستی سے کام لینے والے بھی۔

(المعجم ۶۹) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ باب: ۶۹ - ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا

الْوَّاحِدِ (التحفة ۱۰۸)

۱۰۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ
عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ
النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَدُنَا
يُصَلِّي فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: «أَوْ كُلُّكُمْ يَجِدُ تَوْبَتَيْنِ؟»
۱۰۴۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: ”ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص
ایک کپڑے میں نماز پڑھ لے (تو کیا حکم ہے؟) نبی ﷺ
نے فرمایا: ”کیا ہر کسی کو دو کپڑے میسر ہوتے ہیں؟“

🌞 فوائد ومسائل: ① مرد ایک کپڑا اوڑھ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ عربوں میں ایک کپڑا اوڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ کمر پر

۱۰۴۷ - أخرجه البخاري، باب الصلاة في التوب الواحد ملتحفاً به، ح: ۳۵۸، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في
توب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۵ من حديث الزهري به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

کپڑا تہہ بندی کی طرح رکھ کر آگے کی طرف لا کر اس کا وایاں سر یا نینیں کندھے پر ڈال لیا جائے اور بایاں پلو دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ اس طرح ایک ہی کپڑے سے ستر بھی چھپ جائے گا پیٹ وغیرہ بھی اور کندھے بھی۔ گویا ایک بڑے کپڑے سے دو کپڑوں کا کام چل جاتا ہے۔ ① اگر کپڑا چھوٹا ہو اور مذکورہ بالا طریقے سے اوڑھنا ممکن نہ ہو تو دوسرا کپڑا بھی استعمال کرنا چاہیے۔ ایک کپڑے کو تہہ بندی کی طرح باندھ لیا جائے اور دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھ لیا جائے اگر اوڑھنا نہ جاسکتا ہو تو کندھوں پر ڈال لیا جائے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، حدیث: ۳۵۹) ② حدیث میں [عاتق] کا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ ”کندھا“ کیا گیا ہے۔ کندھے کے لیے دوسرا لفظ ”منكب“ ہے۔ جو اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جو اردو میں ”کندھے“ کا متعارف مفہوم ہے۔ ”عاتق“ کا اصل مطلب منكب اور گردن کے درمیان کی جگہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسم کے بالائی حصہ پر بھی کوئی لباس یا کپڑا ہونا چاہیے۔ ③ اگر کپڑا ایک ہی ہو اور اسے اوڑھنا نہ جاسکتا ہو تو تہہ بندی کی طرح باندھ کر نماز پڑھ لی جائے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اگر کپڑا کھلا ہو تو اس میں لپٹ جاؤ اور اگر تنگ ہو تو اسے تہہ بند بنالو۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقاً، حدیث: ۳۶۱) ④ عورت کو نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپنا چاہیے۔

۱۰۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثَيْبٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ قَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ.

۱۰۴۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ایک کپڑا توشح کے انداز سے اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: [تَوْشُّح] سے مراد وہ طریقہ ہے جو گزشتہ حدیث کے فائدہ نمبر ① میں بیان کیا گیا ہے یا یہ کہ کپڑے کا جو کنارہ دائیں کندھے پر ہے اسے بائیں بغل کے نیچے سے نکالے اور جو بائیں کندھے پر ہے اسے دائیں بغل کے نیچے سے نکالے پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے لے۔

۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۰۴۹۔ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۰۴۹۔ [صحیح] تقدم، ح: ۱۰۲۹.

۱۰۴۹۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتصقاً به، ح: ۳۵۶-۳۵۵، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۷ من حديث هشام به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تجوذ قرآن سے متعلق احکام و مسائل

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھتے دیکھا نبی ﷺ نے اسے توش کے انداز سے اوڑھ رکھا تھا اور اس کے دونوں سرے آپ ﷺ کے کندھوں پر تھے۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.

۱۰۵۰۔ حضرت عبدالرحمن بن کیسان رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت کیسان بن جریہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نے بزرگ علیا کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

۱۰۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حَظَلَةَ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الْمُعْزُومِيِّ، عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ مُشْكَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالْبِئْرِ الْعُلْيَا فِي ثَوْبٍ.

۱۰۵۱۔ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک کپڑا سینے پر گرہ دے کر ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھتے دیکھا۔

۱۰۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَكَبِّيًا بِهِ.

🌞 فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں لیکن ان سے ما قبل حدیث: ۱۱۰۳۹ ان سے کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ دونوں روایتوں کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۸۷۹/۸۷۹)

(المعجم ۷۰) - بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ
(النتحة ۱۰۹)

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

۱۰۵۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير ۱۹۵/۱۹، ح: ۴۳۷ من حديث إبراهيم بن محمد به عبد الرحمن بن كيسان مستور (تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

۱۰۵۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ۳۱۳/۱، ح: ۳۱۳ عن محمد بن بشر به، وحسنه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلته.

۱۰۵۲۔ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ۸۱ عن ابن أبي شيبة وغيره.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... جو قرآن سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اغْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَنْكِحِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ! أَمَرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدَ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ، فَأَبَيْتُ، فَلِيَ النَّارُ».

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”جب آدم علیہ السلام کا بیٹا سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ہائے نفوس! آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سجدے کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا تھا، میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا تو میرے لیے جہنم ہے۔“

فوائد و مسائل: ① سجدہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ایک عظیم عمل ہے۔ جس کا بہت زیادہ ثواب ہے خواہ وہ فرض سجدہ ہو جیسے فرض اور نفل نمازوں کے سجدے یا نفل سجدہ ہو جیسے سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”اللہ کو سجدے زیادہ کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو سجدہ بھی کرے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا بدرجہ بلند کر دے گا اور تیرا گناہ معاف کر دے گا۔“ (صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، حدیث: ۴۸۸) ② سابقہ شریعتوں میں احترام کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا جائز تھا۔ شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا یا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں کا سجدہ کرنا ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ جس طرح شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شراب نوشی سے اب شراب کے جواز کا ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ③ اس حدیث سے سجدہ تلاوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے تاہم دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں البتہ مستحب اور ثواب کا باعث یقیناً ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء من لم يسجد فيه، حدیث: ۵۷۶) محض سستی کی وجہ سے ثواب حاصل کرنے کا یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ حُثَيْبٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: يَا حَسَنُ! أَخْبَرَنِي عَبْدُكَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،

۱۰۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور عرض کیا: میں نے رات کو خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کی طرف (منہ کر کے) اسے سترہ بنا کر (نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے نماز

۱۰۵۴۔ [سنادہ حسن] أخرجه الترمذی، الجمعة، باب ماجاء ما يقول في سجود القرآن، ح: ۵۷۹ من حدیث محمد بن یزید بہ، وقال: "حسن غریب"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ۲۱۹، ۲۲۰، والذهبي.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سجود قرآن سے متعلق احکام و مسائل

میں) سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ مجھے سجدہ کرتے دیکھ کر درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس (درخت) کو (سجدہ میں) یوں کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اَخْطُطْ عَنِّيْ بِهَا وَزْرًا وَاَكْتُبْ لِيْ بِهَا اَجْرًا وَاَجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا [اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور میرے لیے اس کا ثواب لکھ دے اور اسے اپنے پاس میرے لیے ذخیرہ بنادے۔“

قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ، فِيمَا يَرَى النَّاسُ، كَأَنِّي أَصْلِي إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ، فَقَرَأْتُ السَّجْدَةَ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتْ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي، فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَخْطُطْ عَنِّيْ بِهَا وَزْرًا، وَاَكْتُبْ لِيْ بِهَا اَجْرًا، وَاَجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے (اس کے بعد) دیکھا کہ نبی ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی دعا پڑھتے سنا جو ان صاحب نے (خواب میں) درخت کی کہی ہوئی بیان کی تھی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَرَأْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

🌞 نوادہ و مسائل: ① یہ شخص حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح ہے۔ دیکھیے:

(تحفة الأحوذی: ۶۲۰/۳) حدیث: ۵۷۹) ② سجدہ تلاوت میں مذکورہ بالا دعا پڑھنا مسنون ہے۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے۔ یہ دعا اس لیے سنت نہیں کہ صحابی نے خواب میں سنی تھی بلکہ اس لیے سنت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اسے پڑھا ہے۔ ④ شجر و حجر اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے صحابی کو ایک حقیقت کی اطلاع دی جس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ (الحج: ۱۸) ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت چوپائے اور بہت سے لوگ بھی (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے لوگوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے (کیونکہ وہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے۔“)

۱۰۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو ۱۰۵۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

۱۰۵۴ - أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۷۱ من طريق آخر عن الأعرج به مطولاً، في الأصل: "عن أبي رافع"، وصححه من تحفة الأشراف وغيره * وابن جريج صرح بالسماع عند

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بحمد قرآن سے متعلق احکام و مسائل

الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ [عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ] أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ ؓ كَانَ إِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ» [اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری اطاعت قبول کی، تو میرا مالک ہے، میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنائیں۔ اللہ بہت برکتوں والا ہے۔ بہترین پیدا کرنے والا ہے۔]

🕌 فائدہ: حدیث میں مذکور دعا عام سجدے کی دعا ہے۔ سجدہ تلاوت کی دعا اس سے قبل حدیث (۱۰۵۳) میں گزری تھی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سجدہ تلاوت کی جو دعا ان الفاظ سے مروی ہے: [سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ] [جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، حدیث: ۵۸۰] ”میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی قدرت و طاقت سے اس کے کان بنائے اور آنکھیں بنائیں۔“ مستدرک حاکم میں ان الفاظ کے بعد یہ بھی ہے: [فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] (المستدرک للحاکم: ۲۴۰/۱) ”پس اللہ بہت برکتوں والا ہے، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“ یہ دراصل عام سجدے میں پڑھی جانے والی دعا ہے جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث: ۷۷۷) کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے اور سجدہ تلاوت کی دعا وہ ہے جو حدیث: ۱۰۵۳ میں گزری۔ سجدہ تلاوت کی دعا کی تحقیق کی بابت دیکھیے: (سنن ابوداؤد (أردو) مطبوعہ دارالسلام، حدیث: ۱۴۱۳) کا فائدہ

(المعجم ۷۱) - [بَابُ] عَدَدِ سُجُودِ

باب: ۷۱۔ قرآن مجید کے سجدوں کی تعداد

الْقُرْآنِ (التحفة ۱۱۰)

۱۰۵۵۔ حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَهُوذَى بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ

۱۰۵۵۔ حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں سے ایک سورہ نحم میں ہے۔

❦ أحمد: ۱۱۹/۱.

۱۰۵۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في سجود القرآن، ح: ۵۶۸ من حديث ابن وهب ❦ عمر بن حبان الدمشقي مجهول (تقريب)، بينه وبين أم الدرداء رجل مجهول، راجع سنن الترمذی، ح: ۵۶۹ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عُمَرَ الدِّمَشْقِيُّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ:
حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ
إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً، مِنْهُنَّ النَّجْمُ.

۱۰۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ:
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ قَائِدٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ
رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنِ السَّهْدِيِّ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُيَيْنَةَ بْنِ خَاطِرٍ، قَالَ:
حَدَّثَنِي عَمَّتِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ
قَالَ: سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَى عَشْرَةَ
سَجْدَةً، لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمُفْصَلِ شَيْءٌ:
الْأَعْرَافُ، وَالرَّعْدُ، وَالنُّحُلُ، وَبَنِي
إِسْرَائِيلَ، وَمَرْيَمَ، وَالْحَجُّ، وَسَجْدَةُ
الْفُرْقَانِ، وَسُلَيْمَانُ سُورَةِ النَّملِ،
وَالسَّجْدَةُ، وَفِي ص، وَسَجْدَةُ الْحَوَامِيمِ.

جو قرآن سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۵۶۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں مفصل سورتوں میں کوئی سجدہ نہیں۔ (یہ سجدے ان سورتوں میں ہیں) سورۃ اعراف، سورۃ رعد، سورۃ نمل، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ مریم، سورۃ حج، اور سورۃ فرقان، سجدہ اور سورۃ نمل کا حضرت سلیمان کے واقعہ والا سجدہ۔ سورۃ سجدہ، سورۃ ص اور حم والی سورت کا سجدہ (سورۃ السجدہ)۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سنن ابن ماجہ کے اکثر نسخوں میں سورۃ نمل کے بجائے ”سلیمان سورۃ النمل“ کے الفاظ ہیں۔

راویوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر غالباً اس لیے کیا کہ اسے سورۃ نمل (میم سے) پڑھا جائے کیونکہ اسی سورت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے۔ غلطی سے سورۃ نمل (حاء سے) نہ پڑھا جائے۔ اس کے باوجود موطوعہ نسخوں میں ح سے نمل ہی لکھا گیا۔ حالانکہ سورۃ نمل کا ذکر اس حدیث میں سورۃ رعد کے بعد موجود ہے۔ ② یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ صحیح احادیث سے پندرہ سجدے ثابت ہیں۔

۱۰۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۰۵۷۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

۱۰۵۶۔ [إسناده ضعيف] * المهدي بن عبد الرحمن مجهول (تقريب)، وقال البرصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف عثمان بن قائد".

۱۰۵۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، سجود القرآن، باب تفریع ابواب السجود وكم سجدة في القرآن ح: ۱۴۰۱ من حديث ابن أبي مریم به، وحسنه المنذري، والنووي، وضعفه عبد الحق، وابن القطان الفاسي * ۴

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ: كَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَافِعٌ بِنْدَرَةٌ سَجَدَ بِرُحَائِلِ جَنِّ مِثْلِ تَمْنِ مَفْصَلِ سُوْرَتٍ فِي هِي سُوْرَةِ الْجِجِّ فِي مِثْلِ سَجْدَةِ عَشْرَةِ سَجْدَةٍ فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا لَآثٌ فِي الْمَفْصَلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُتَيْنٍ - مِنْ بَنِي عَبْدِ كِلَالٍ - عَنْ سَفْرِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأَهُ

عَنْ تَمْنِ مَفْصَلِ سُوْرَتٍ فِي هِي سُوْرَةِ الْجِجِّ فِي مِثْلِ سَجْدَةِ عَشْرَةِ سَجْدَةٍ فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا لَآثٌ فِي الْمَفْصَلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح احادیث سے قرآن مجید میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ احناف اور شوافع ۱۴ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۃ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۃ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۸) نیز محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعلیقات مشکاة الصلاة، حدیث: ۱۰۳۰) نیز ابوداؤد کی حدیث کو جس میں سورۃ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن ابوداؤد حدیث ۱۴۰۲ کی تحقیق و ترجیح) شوافع سورۃ عم کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۃ عم کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (صحیح البخاری، سجود القرآن، حدیث: ۱۰۶۹) الحاصل احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے لہذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

۱۰۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَيْمَنَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي إِذَا لَمَّا أَنْشَقَتْ ﴿وَأَقْرَأَ بِأَسْمِ رَبِّكَ﴾ فِي مِثْلِ سَجْدَةِ عَشْرَةِ سَجْدَةٍ فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا لَآثٌ فِي الْمَفْصَلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

۱۰۵۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۃ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ اور سورۃ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ تلاوت کیا۔

۱۰۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَيْمَنَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي إِذَا لَمَّا أَنْشَقَتْ ﴿وَأَقْرَأَ بِأَسْمِ رَبِّكَ﴾ فِي مِثْلِ سَجْدَةِ عَشْرَةِ سَجْدَةٍ فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا لَآثٌ فِي الْمَفْصَلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

۱۰۵۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ الحارث بن سبید مجهول الحال.

۱۰۵۸ - أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ۵۷۸ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۱۰۵۹ - [صحیح] أخرجه الترمذی، الجمعة، باب ماجاء فی السجدة فی "إذا السماء انشقت" . . . الخ: ۵۷۴ من ۴۴

الثَّالِثَةِ: فَعَلَّمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَنْسِبِ الْوُضُوءَ. ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

مجھے (نماز پڑھنے کا طریقہ) سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے لیے جانے لگے تو (پہلے) سنوار کر کامل وضو کر، پھر قبلے کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہہ پھر قرآن میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ پھر رکوع کر حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کر لے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے پھر ساری نماز اسی طریقے سے ادا کر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کی صحت کے لیے وضو شرط ہے اس لیے وضو کو جد اور احتیاط سے کرنا چاہیے تاکہ اس میں کوئی نقص نہ رہ جائے۔ ② نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا شرط ہے البتہ نقلی نماز سواری پر ادا کرتے وقت سواری کا رخ جدھر بھی ہو نماز جاری رکھی جائے۔ (صحیح البخاری) التخصیر: باب صلاة التطوع على الدواب، وحينما توجهت، حديث: ١٠٩٣، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، حديث: ٤٠٠٠، البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز شروع کرتے وقت سواری کا رخ قبلے کی طرف ہو۔ جیسا کہ سنن ابوداؤد کی روایت میں صراحت ہے۔ (مسنن أبي داود، صلاة السفر، باب التطوع على الراحلة والوتر، حديث: ١٣٢٥) ③ نماز کی ابتدا تکبیر سے ہوتی ہے۔ جیسے کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث: ٢٤٥ میں ذکر ہوا۔ ارشاد نبوی ہے ”نماز میں پابندیاں لگانے والی چیز تکبیر ہے اور پابندیاں ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔“ ④ ”قرآن میں سے جو آسان ہو۔“ اس سے مراد سورہ فاتحہ ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یا اس سے مراد سورہ فاتحہ کے بعد کی تلاوت ہے کہ اس میں کم زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔ سورہ فاتحہ کا وجوب دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح البخاری) الاذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها.....، وحديث: ٤٥٦، وصحيح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة.....، حديث: ٣٩٣، ”جس شخص نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔“ علاوہ ازیں ارشاد نبوی ہے: ”جب میں بلند آواز سے قراءت کروں تو سورہ فاتحہ کے سوا قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو۔“ (مسنن أبي داود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، حديث: ٨٢٣) ⑤ رکوع اور سجدے کے دیگر مسائل گزشتہ ابواب میں بیان ہو چکے ہیں۔ ⑥ اس حدیث میں سب سے اہم مسئلہ جسے پوری تاکید سے واضح کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے ارکان پورے اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہیں۔ جلدی جلدی پڑھی ہوئی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں کیونکہ نماز کا اصل مقصد اللہ کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (ظہ: ١٣) ”میری یاد کے لیے نماز قائم کیجیے۔“

۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۰۶۱۔ حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ

ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رحمۃ اللہ علیہ

جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ

کو اس صحابہ کی موجودگی میں یہ کہتے سنا۔ ان اس حضرات

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدَ السَّاعِدِيِّ فِي عَشْرَةِ

میں سے ایک حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو حمید رحمۃ اللہ علیہ نے

مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِيهِمْ

فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سب سے زیادہ

أَبُو قَتَادَةَ، فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ

جانتا ہوں۔ دیگر صحابہ نے کہا: ایسے کیوں کر ہو سکتا ہے

بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللَّهِ

جب کہ آپ ہم سے زیادہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

مَا كُنْتُ بِأَكْثَرِنَا لَهُ بَعَّةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ

کرنے والے نہیں۔ (ہم بھی تو ہر چھوٹے بڑے مسئلے

صُحْبَةً، قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَأَعْرِضْ،

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کرنے کی کوشش کرتے

قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى

(ہیں) نہ تمھیں ہم سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف

الصَّلَاةِ كَبُرَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي

حاصل ہوا۔ ابو حمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جی ہاں۔ (اس کے

بِهِمَا مَنَكِبَيْهِ، وَيَرَفُّ كُلَّ عِضْوٍ مِنْهُ فِي

باوجود بات یہی ہے) ان حضرات نے کہا: تب بیان

مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ

کیجیے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے

حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا مَنَكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ

کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ

رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا، لَا يَضْبُ رَأْسَهُ

اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھالیتے اور (ہاتھ

وَلَا يُقْنِعُ، مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُولُ: «سَمِعَ اللَّهُ

باندھ کر کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو اپنے اپنے

لِمَنْ حَمَدَهُ» وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا

مقام پر ٹھہر جاتا (بلا ضرورت حرکت نہ کرتے) پھر قراءت

مَنَكِبَيْهِ، حَتَّى يَرَفُّ كُلَّ عِظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ

کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ

يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ وَيُجَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ

کندھوں کے برابر اٹھالیتے پھر رکوع کرتے اور اپنے

جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُنْشِئُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى

ہاتھ گھٹنوں پر مضبوطی سے رکھتے (رکوع کے دوران میں)

فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ،

نہ اپنا سر بہت زیادہ جھکا دیتے اور نہ بلند رکھتے (بلکہ)

ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَجْلِسُ عَلَى رِجْلَيْهِ

اعتدال سے رکوع کرتے۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ



۱۰۶۱۔ [صحیح] تقدم، ح: ۸۰۳ مختصرًا، وأخرجه أبو داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ۶۳، ۷۳، ۹۶۳ وغيره من حديث أبي عاصم به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، وابن تيمية، وابن القيم وغيرهم * عبد الحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء كما قال الزيلعي في نصب الراية: ۱/ ۳۴۴.

النَّيْسُ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَصْنَعُ فِي الرُّكْعَةِ الْآخَرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاطِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يُصَلِّي بِقَبَّةِ صَلَاتِهِ هَكَذَا، حَتَّى إِذَا كَانَتْ السَّجْدَةُ الَّتِي يَنْقُضِي فِيهَا التَّسْلِيمَ أُخَرَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ وَجَلَسَ عَلَى يُمْنِهِ الْأَيْسَرِ، مُتَوَرِّكًا، قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

کہتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے۔ (اور سیدھے کھڑے ہو جاتے) حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پھر جاتی، پھر زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے کے دوران میں) اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے، پھر سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے۔ جب سجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کو زمین پر لگاتے، پھر سجدہ کرتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی، پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح (تمام ارکان ادا) کرتے، پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اتارے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر کر دیتے، جس طرح نماز شروع کرتے وقت (رفع یدین) کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح ادا کرتے حتیٰ کہ جب وہ رکعت ہوتی جس میں سلام پھیرنا ہوتا تو (تشہد میں بیٹھتے وقت) ایک پاؤں کو (بائیں پاؤں کو) ایک طرف نکال دیتے اور تورک کے طریقے سے جسم کا بائیں حصہ زمین پر رکھ کر بیٹھتے۔ حاضرین نے کہا: آپ نے سچ کہا، اللہ کے رسول ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے دین کے مسائل سکھ کر زبانی بھی یاد رکھے اور عملی طور پر بھی۔ اسی طرح ان کے شاگردوں نے بھی حتیٰ کہ وہ مسائل کسی کی پیشی کے بغیر ہم تک پہنچ گئے۔ ② علی مذاکرہ مسائل کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے ایک بہترین طریقہ ہے۔ ③ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے طریقے سے مختلف ہے اور وہ ہے تورک کا طریقہ جس کی وضاحت اس حدیث میں ہے۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں پہلے تشہد میں اسی طرح بیٹھا جاتا ہے جس طرح سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ اگر دو رکعت نماز ہو تو اس کا پہلا تشہد ہی آخری تشہد ہے، لہذا اس میں تورک کے طریقے سے بیٹھنا چاہیے۔ ④ حدیث میں مذکور دیگر مسائل کی وضاحت گذشتہ ابواب میں اپنے اپنے مقام پر ہو چکی ہے۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۰۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ عُمَرَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ سَمَّى اللَّهَ، وَتَسَبَّحَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَكْبِرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بَعْضُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقِيمُ صَلَاتَهُ، وَيَقُومُ قِيَامًا هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلًا، ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ ثُبَاجَ الْقِبْلَةِ، وَيُجَافِي بَعْضُ يَدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيمَا رَأَيْتُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلَى قَدَمَيْهِ الْيُسْرَى، وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى، وَيَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَلَى شِقْوِ الْأَيْمَنِ.



(المعجم ۷۳) - بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي

السَّفَرِ (التحفة ۱۱۲)

۱۰۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رُكْعَتَانِ، وَالْجُمُعَةُ رُكْعَتَانِ، وَالْعِيدُ

سفر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۶۲ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالتے تو اللہ نام لیتے (بسم اللہ پڑھتے) اور اچھی طرح کامل وضو کرتے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ پھر تکبیر (تحریم) کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے پھر رکوع کرتے تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اور بازوؤں (پہلوؤں سے) الگ رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنی کہ مبارک سیدھی کر لیتے اور قوسے میں کھڑے رہتے؟ تمہارے قوسے سے تھوڑا سا طویل ہوتا تھا پھر سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ قبلہ کی طرف رکھتے اور میں نے دیکھا ہے کہ جہاں تک ہو سکتا بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور رکھتے پھر سر اٹھاتے اور بائیں قدم پر بیٹھ جاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور بائیں پہلو پر بھکا پسند نہیں فرماتے تھے۔

باب: ۷۳ - سفر میں نماز قصر ادا کرنا

۱۰۶۳ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے جمعہ کی نماز دو رکعت ہے اور عید کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک کی رو سے یہ مکمل ہیں ناقص نہیں۔

۱۰۶۲ - [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۶ لعلته.

۱۰۶۳ - [صحیح] أخرجه النسائي: ۱۱۱/۳، الجمعة، باب عدد صلاة الجمعة، ح: ۱۴۲۱ من حديث شريك به. وقال: "عبد الرحمن بن أبي ليلى لم يسمع من عمر"، وانظر الحديث الآتي * شريك تابعه شعبة وغيره، انظر البيهقي الخوار للبخاري، ح: ۳۳۱ وغيره.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَهُ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَأَقْبَلُوا صَدَقَتَهُ»۔
 ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اسی طرح حیرت ہوئی تھی جس طرح آپ کو ہوئی ہے تو میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تم پر اللہ نے ایک صدقہ کیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز قصر اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سفر میں قصر کرنا افضل ہے۔ ③ آیت مبارکہ میں نماز قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا گیا ہے لیکن حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ یہ شرط اس وقت کے حالات کے اعتبار سے تھی اب خوف کے علاوہ بھی سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔ ④ دشمن کے مقابلے کے وقت نماز خوف میں بھی قصر درست ہے بلکہ اس حالت میں سفر کی نسبت احکام مزید نرم ہو جاتے ہیں اور نماز کا طریقہ بھی بدل جاتا ہے جن کی تفصیل آگے حدیث: ۱۲۵۸ تا ۱۲۶۰ میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔



۱۰۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ۔
 ۱۰۶۶- حضرت امیہ بن عبد اللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں قرآن مجید میں حضرت کی نماز (جب سفر کی حالت میں نہ ہوں) اور نماز خوف کا ذکر تو ملتا ہے لیکن سفر کی نماز کا ذکر نہیں ملتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر) بھیجا جب کہ ہمیں (دین کے کسی مسئلے کا) کوئی علم نہ تھا تو ہم نے جس طرح حضرت محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے ہم اسی طرح عمل کریں گے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں احکام مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں جن کی تشریح احادیث سے ہوتی ہے اس لیے دونوں پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔ ② صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتی البتہ یہ ممکن ہے کہ قرآن مجید میں ایک حکم مطلق یا عام استعمال ہوا ہو اور حدیث سے معلوم ہو کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ فلاں شرط سے منقید ہے یا یہ حکم عام نہیں بلکہ فلاں فلاں صورت کے ساتھ خاص ہے ایسی حدیث کو قرآن کے خلاف یا قرآن کے حکم

۱۰۶۶- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۱۱۷/۳، تقصير الصلاة في السفر، ح: ۱۴۳۵ من حديث الليث به، وأخرجه أيضًا: ۲۲۶/۱، الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة، ح: ۴۵۸ من حديث محمد بن عبد الله الشيباني عن عبد الله بن أبي بكر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۴۶، وابن حبان، ح: ۱۰۱، والحاكم، ۴۰۸/۱، ووافقه الذهبي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

پراضافہ کہہ کر ترک کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اضافہ نہیں بلکہ قرآن کی وہ تہمین (وضاحت) ہے جو نبی ﷺ کا منصب تھا۔

۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أُنْبَأَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَشْرِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ هَذِهِ
الْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَعْعَتَيْنِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهَا.
۱۰۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اس مدینہ شریف
سے (سفر پر) روانہ ہوتے تھے تو دو رکعت سے زیادہ نماز
نہیں پڑھتے تھے (پورے سفر میں دو گانہ پڑھتے رہتے)
حتیٰ کہ واپس مدینہ شریف پہنچ جاتے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ حدیث میں قصر نماز کی مسافت کی بابت اجمال ہے جبکہ صحیح مسلم کی روایت میں تفصیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔ (صحیح مسلم: صلاة المسافرين)
حدیث: (۶۹۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ مسافت قصر کے بارے میں صحیح ترین اور صریح ترین روایت یہی ہے۔ (فتح الباری: ۵۶۷/۲) تاہم اس مسئلہ کی بابت تمام روایات اور اقوال کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز قصر کرنے کے لیے مذکورہ حدیث میں جو مسافت بیان ہوئی ہے وہ محض احتیاط کی بنا پر ہے کہ آدمی اگر تین فرسخ، یعنی ۲۳/۲۴ کلومیٹر شہر کی حدود سے باہر جائے تو وہ نماز قصر ادا کر سکتا ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ سے کم سفر کرتے تو اس میں قصر نہ کرتے اور نہ شریعت ہی میں مسافت قصر کی کوئی تحدید کی گئی ہے بلکہ عرف میں اگر دو یا تین میل کی مسافت کو بھی سفر کہا جاتا ہو تو شرعاً اس میں بھی قصر جائز ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی مسافت قصر کی بابت فرماتے ہیں کہ نماز قصر کی ابتدا کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ اس کے لیے کسی مسافت کی قید نہیں بلکہ شہر کی حدود پار کرنے ہی سے قصر شروع ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۵۶۷/۲)

۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنُ أَبِي الشَّوَّازِ، وَ جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ،
قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ
الْأَخْطَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: اقْتَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ
۱۰۶۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی
زبان اقدس سے حضور میں چار رکعت نماز فرض کی ہے اور
سفر میں دو رکعت۔

۱۰۶۷۔ [صحیح] * بشر بن حرب المدنی ضعه الجمهور، وقال العجلي: "ضعيف الحديث وهو صدوق"

(تہذیب)، ولہ شواہد عند البخاری، ح: ۱۱۰۲، ومسلم، ح: ۶۸۹ وغیرہ۔

۱۰۶۸۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۷ من حديث أبي عوانة به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ.

(المعجم ۷۴) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ

الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۱۳)

باب ۷۴۔ سفر میں دو نمازیں جمع

کر کے پڑھنا

۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَرَّرُ بْنُ سَلَمَةَ

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ،
عَنْ إِبرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ،
عَنْ مُجَاهِدٍ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَغَطَّاءِ بْنِ
أَبِي رَبَاحٍ، وَطَاوُسٍ: أَخْبَرُونِي أَنَّ ابْنَ
عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ
غَيْرِ أَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ، وَلَا يَطْلُبُهُ عَدُوٌّ، وَلَا
يَخَافُ شَيْئًا.

۱۰۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں مغرب اور
عشاء کو جمع کر لیتے تھے حالانکہ آپ کو نہ تو کسی وجہ سے
جلدی ہوتی تھی نہ کوئی دشمن آپ کے تعاقب میں ہوتا تھا
اور نہ آپ کو کوئی خوف ہوتا تھا۔

۱۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ
أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فِي السَّفَرِ.

۱۰۷۰۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ نبی ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر سفر میں ظہر اور
عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔



فوائد و مسائل: ① سفر میں جس طرح نماز قصر کرنا جائز ہے اسی طرح دو نمازوں کو ملا کر ایک وقت میں پڑھ لینا
بھی جائز ہے۔ ② سفر میں نمازیں جمع کرنے کے دو طریقے ہیں: ایک تو یہ کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے
وقت میں ادا کیا جائے یعنی ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے اور مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی جائے۔ ۱۔ اسے
جمع تاخیر کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسری نماز کو معروف وقت سے پہلے پہلی نماز کے وقت ہی میں پڑھ لیا

۱۰۶۹۔ [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن مجمع الأنصاري ضعيف كما في التقريب وغيره، وانظر،
ح: ۲۳۸۷، ۲۲۵۰.

۱۰۷۰۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ۷۰۶ من حديث أبي الزبير

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ سفر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

جائے یعنی عمر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت پڑھ لیا جائے۔ اسے جمع تقدیم کہتے ہیں۔ دیکھیے: (جامع

الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الجمع بين الصلاتين، حدیث: ۵۵۳)

(المعجم ۷۵) - بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ باب: ۷۵۔ سفر کے دوران میں نفل نماز

(التحفة ۱۱۴)

۱۰۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ
حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ:
حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ،
فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ، قَالَ
فَالْتَمَعْتُ فَرَأَى أَنَسًا يُصَلُّونَ، فَقَالَ: مَا
يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ:
لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتَمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ
أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَرِدْ
عَلَى رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ، حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ. ثُمَّ
صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَرِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ
صَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَرِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ
صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَرِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى
قَبِضَهُمُ اللَّهُ، وَاللَّهُ يَقُولُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي
رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ۲۱].

۱۰۷۱۔ حضرت حفص بن عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن
عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم
نماز سے فارغ ہوئے اور وہ بھی فارغ ہوئے۔ انھوں
نے نظر اٹھائی تو کچھ لوگ نماز پڑھتے نظر آئے۔ فرمایا: یہ
لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نفل (یا سنت وغیرہ)
پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: اگر مجھے نفل نماز پڑھنی
ہوتی تو میں اپنی فرض نماز ہی پوری کر لیتا۔ بھتیجے! میں
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا ہوں وفات تک
آپ نے سفر میں کبھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی
پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا تو (انھیں بھی ایسے
ہی دیکھا کہ) انھوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں
پڑھی، پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا، انھوں نے بھی
دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے ساتھ رہا تو انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز
نہیں پڑھی۔ ان سب کا اپنی اپنی وفات تک یہی عمل رہا۔
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي
رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”تمہارے لیے اللہ کے
رسول ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔“



۱۰۷۱۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، ح: ۱۱۰۲، ومسلم، صلاة
المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۹ من حديث عيسى بن حفص به مطولاً ومختصراً.

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل یہی ہے کہ سفر کے دوران میں فرض نماز سے پہلے یا بعد سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ ② سفر کے دوران میں دیگر نفل نمازیں ادا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں سواری پر نماز نفل ادا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھتے تھے، خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ (نماز شروع کرنے کے بعد صرف شروع میں ایک مرتبہ قبلہ رخ ہو کر نیت باندھتے) پھر جب فرض ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو (سواری سے) اتر کر قبلہ رو ہو جاتے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حیث کان، حدیث: ۴۰۰) ③ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عمل معلوم ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی تاہم اگر تاکید کے لیے دیگر علماء کا عمل یا فرمان بھی ذکر دیا جائے تو جائز ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بیان کیا۔

۱۰۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ يَتَاقٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْحَضَرِّ وَصَلَاةَ السَّفَرِ، فَكُنَّا نُصَلِّي فِي الْحَضَرِّ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، وَكُنَّا نُصَلِّي فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا.

۱۰۷۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضر کی نماز بھی مقرر فرمائی اور سفر کی نماز بھی۔ (فرض نماز کا تعین واضح فرمایا) ہم لوگ حضر میں فرض سے پہلے بھی (سنت) نماز پڑھتے تھے اور فرض کے بعد بھی اور (اسی طرح) ہم لوگ سفر میں بھی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد (سنت) نماز پڑھتے تھے۔

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی سنتیں پڑھی جاسکتی ہیں اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

(المعجم ۷۶) - بَابُ كَمْ يَقْضَى الصَّلَاةُ الْمُسَافِرُ إِذَا أَقَامَ بِلَدَةٍ (التحفة ۱۱۵)

باب ۷۶۔ جب مسافر کسی شہر میں ٹھہر جائے تو کتنا عرصہ نماز قصر ادا کرے

۱۰۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۰۷۳۔ حضرت عبدالرحمن بن حمید زہری رحمۃ اللہ علیہ سے

۱۰۷۲۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۳۲ عن وكيعة، وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن لفصوة أسامة بن زيد عن درجة أهل الحفظ والضبط وباقي رجال الإسناد ثقات" * أسامة حسن الحديث كما حققته في نيل المصنوع، ج: ۳، ۳۹۴، يسهل لنا طبعه.

۱۰۷۳۔ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ج: ۳، ۳۹۳، ومسلم،

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، مَاذَا سَمِعْتُ فِي سُكْنَى مَكَّةَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضَرَمِيِّ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثًا لِنَمُهَا جَرِ بَعْدَ الصُّدْرِ». روايت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے مکہ میں ٹھہرنے کے بارے میں کون سی حدیث سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا نبی ﷺ نے فرمایا: ”مہاجر کو (مٹی سے) واپسی پر (مکہ میں) تین دن رہنے کی اجازت ہے۔“

فائدہ: اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹھہرنا وہاں رہائش کے حکم میں ہے۔ مہاجرین کو دوبارہ مکہ میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی تا کہ ان کی ہجرت کا ثواب قائم رہے۔ نبی ﷺ نے انھیں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس کا مطلب ہے کہ تین دن ٹھہرنا مقیم ہونے کے حکم میں نہیں چنانچہ کوئی مسافر کسی مقام پر تین دن ٹھہرے تو نماز قصر ادا کرے۔ اور بعض کے نزدیک یہ مدت چار دن ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

۱۰۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۰۷۴۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے اور میرے ساتھ چند افراد کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف لائے تھے۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَقَرَأَهُ عَلَيْهِ: أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي أَنَا سٍ مَعِي، قَالَ: قَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ صُبْحَ رَابِعَةِ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ صبح کے وقت مکہ مکرمہ تشریف فرما ہوئے اور یہاں سے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس میں یہ ارشاد ہے کہ چار دن ٹھہرنے کی صورت میں بھی دو گناہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ الغرض قصر نماز کے لیے دنوں کی تعیین میں یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ واضح اور فیصلہ کن ہے۔ واللہ اعلم۔ تاہم دونوں ہی موقف صحیح ہیں۔

۱۰۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ۱۰۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

الحج، باب جواز الإقامة بمكة للمهاجر منها... الخ، ح: ۱۳۵۲ من حديث عبد الرحمن بن عوف، بالفاظ مختلفة متقاربة المعنى.

۱۰۷۴۔ أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدى والبدن، وإذا أشرك الرجل رجلاً في هديه بعد ما أهدى، ح: ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ومسلم، الحج، باب في المنعة بالحج والعمرة، ح: ۱۲۱۶ من حديث ابن جريج به مطولاً.

۱۰۷۵۔ أخرجه البخاري، التقصير، باب ما جاء في التقصير، وكم يقيم حتى يقصر، ح: ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، من حديث عاصم وغيره به مطولاً ومختصراً.

ابن ابی الشَّوَّارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَتَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام فرمایا اور دو رکعتیں پڑھتے رہے اس لیے ہم بھی انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو رکعتیں پڑھتے ہیں جب اس سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعت پڑھتے ہیں۔

☀ فائدہ: یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں انیس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر کے نہیں رہے تھے بلکہ اس موقع پر نبی ﷺ ”مسافر مزد“ کی حیثیت سے قیام پذیر تھے اور مزد مسافر جو روانہ ہونے کی نیت رکھتا ہو لیکن کسی وجہ سے روانہ نہ ہو سکے وہ اگرچہ طویل عرصہ تک رکا رہے، مقیم کے حکم میں نہیں ہوتا اور نماز قصر ادا کر سکتا ہے۔



۱۰۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ بْنَ الصَّبْدِ لَا بِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۱۰۷۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔

۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ

۱۰۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو نبی ﷺ دو رکعت نماز ادا کرتے رہے حتیٰ کہ ہم واپس آ گئے۔

۱۰۷۶۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، صلاة السفر، باب متى يتم المسافر؟، ح: ۱۲۳۱ من حديث محمد بن سلمة، به، وله شاهد قوي عند النسائي، وبه صح الحديث.

۱۰۷۷۔ أخرجه البخاري، التقصير، باب ما جاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر، ح: ۱۰۸۱، ۴۲۹۷، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۳ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز چھوڑنے والے سے متعلق احکام ومسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ نُصَلِّي
وَنُكْعَتَيْنِ رَجْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا.

قُلْتُ: كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْرًا. (یحییٰ بن ابواسحاق کہتے ہیں:) میں نے کہا: نبی ﷺ
مکہ میں کتنا عرصہ قیام پذیر رہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
فرمایا: دس دن۔

🌟 فائدہ: تردید کی صورت میں مدت کا تعین نہیں جتنا عرصہ بھی ٹھہریں نماز قضا کر سکتے ہیں۔

(المعجم ۷۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ تَرَكَ

باب: ۷۷۔ نماز چھوڑنے والے کا حکم

الصَّلَاةِ (التحفة ۱۱۶)

۱۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«يَسِّرَ الْعَبْدُ وَبَيِّنَ الْكُفْرَ تَرَكَ الصَّلَاةَ».

۱۰۷۸ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور کفر کے
درمیان (تعلق قائم کرنے والا عمل) ترک نماز ہے۔“

🌟 فوائد ومسائل: ① نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جو ہر نبی کی شریعت میں فرض رہی ہے مثلاً:
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلی وحی کے موقع ہی پر حکم ہوا: «إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ
لِذِكْرِي» (طہ: ۱۳) ”یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز
قائم کر۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب گہوارے میں کلام کیا تو فرمایا: «قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ الْكَنُزُ وَجَعَلَنِي
نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا» (مریم: ۳۱) ”(عیسیٰ نے) کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے۔ اور مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں بھی
میں ہوں اور مجھے زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ پر پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔“ ② نماز کو یہ اہمیت اس لیے حاصل ہے کہ اسلام
کی تمام تعلیمات کا محور عقیدہ توحید ہے۔ توحید تمام معبودان باطلہ سے ہٹا کر ایک اللہ کی طرف لے آتی ہے۔ جو شخص
ایک اللہ کی عبادت بھی نہ کرنا چاہے اسے اللہ پر ایمان رکھنے والا کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔ ③ بے نماز کو اکثر علماء کرام
نے کافر قرار دیا ہے البتہ بعض علماء کرام سستی کی بنا پر نماز ترک کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتے، تاہم انکار کرنے
والا ان کے نزدیک بھی دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

۱۰۷۸ - [صحیح] أخرجه أبو داود، السنة، باب في رد الإرجاء، ح: ۴۶۷۸ من حديث وكيع به، وأخرجه مسلم،
الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ۸۲ من طريق آخر عن أبي الزبير به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز چھوڑنے والے سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۷۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْبَلَّاسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ
شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ
الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

۱۰۷۹- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے درمیان اور ان (کافروں اور مشرکوں) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا۔“

۱۰۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ:
حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ
يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشَّرْكِ إِلَّا تَرْكُ
الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ».

۱۰۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور مشرک کے درمیان ٹھٹھ ترک نماز ہی (رابطہ) ہے۔ جب اس نے نماز چھوڑ دی تو وہ مشرک ہو گیا۔“



🌞 **نواہد و مسائل:** ① اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس نے اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور شیطان کی عبادت شروع کر دی کیونکہ اللہ کے حکم کے خلاف شیطان کی بات ماننا دراصل شیطان کی عبادت ہے۔ پھر شیطان کے پجاری کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقْبِمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم: ۳۱) ”اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“ یعنی مومنوں کو دین کی طرف بلاتے ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے آخر میں یہ نصیحت کی کہ مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔ گویا کہ مشرک نماز نہیں پڑھتے لیکن مومن تو اسے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ② ترک نماز کے سوا کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا جاسکتا سوائے ان اعمال کے جو واقعاً کفر اور شرک کے اعمال ہیں۔ جہاں ان اعمال پر ”کفر“ کا لفظ بولا گیا ہے وہاں یہ مطلب ہے کہ یہ اعمال مسلمانوں کو ذیہب نہیں دیتے، یہ تو کافری کریں تو کریں مثلاً: ارشاد نبوی ہے: [سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ] (صحیح مسلم، الإيمان، باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق وقناله کفر، حدیث: ۶۳) ”مسلمان سے گالی گلوچ کرنا گناہ ہے اور اس

۱۰۷۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة، ح: ۲۶۲۱ من حديث علي بن الحسين وغيره، وقال: حسن صحيح غريب*.

۱۰۸۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف يزيد بن أبان الرقاشي" وهو "زاهد ضعيف" (تقریب)، وفيه علة أخرى قاذحة.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ... جمعے سے متعلق احکام و مسائل

سے جنگ کرنا کفر ہے۔“ اس کے ساتھ ساتھ آپس میں لڑنے والوں کو مسلمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات: ۹) ”اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادیا کرو۔“ ⑤ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم معنا صحیح ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح الترغیب) للآلبانی، رقم: ۵۶۵۶ و سنن ابن

ماجہ، الذکور بشار عواد، حدیث: (۱۰۸۰)

باب: ۷۸ - فِي فَرَضِ الْجُمُعَةِ باب: ۷۸ - جمعے کی فرضیت کا بیان

(التحفة ۱۱۷)

۱۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَبِّبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تَوُوبُوا إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْعَلُوا، وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السَّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجَبَّرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا، فِي يَوْمِي هَذَا، فِي شَهْرِي هَذَا، مِنْ غَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي، وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ، اسْتَحْقَافًا بِهَا، أَوْ جُحُودًا لَهَا،

۱۰۸۱ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا: ”لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کر لو مشغول ہو جانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کر لو اللہ کا بکثرت ذکر کر کے اور خفیہ و ظاہر صدقات کثرت سے ادا کر کے اپنے رب سے اپنا تعلق استوار کر لو (اس کے نتیجے میں) تمہیں رزق ملے گا“ تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارا حال ٹھیک ہو جائے گا۔ جان لو اس سال کے اس مہینہ میں آج کے دن اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تم پر قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص عادل یا ظالم حکمران کی موجودگی میں میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد جمعے کی نماز کو غیر اہم سمجھتے ہوئے یا اس (کی فرضیت) کا انکار کرتے ہوئے جمعہ کو ترک کرے گا (میں اسے بددعا دیتا ہوں کہ) اللہ کرے! اس کے کھڑے ہوئے کام نہ سمیٹیں اور اس

۱۰۸۱ - [إسناده ضعيف جداً] أخرجه البيهقي: ۲/ ۹۰، ۱۷۱ من حديث الوليد بن بكير به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدهان، تقدم، ح: ۱۱۶، وعبد الله بن محمد العدوي" * والعدوي هذا "متروك، رماه وكيع بالوضع" (تقريب)، والوليد لين الحديث (أيضاً).

فَلَا جَمَعَ اللَّهُ لَهُ شَمْلُهُ، وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلَا لَا صَلَاةَ لَهُ، وَلَا زَكَاةَ لَهُ، وَلَا حَجَّ لَهُ، وَلَا صَوْمَ لَهُ، وَلَا بِرَّ لَهُ حَتَّى يَتُوبَ، فَمَنْ تَابَ، تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ. أَلَا لَا تَوَاضَعُ امْرَأَةٌ رَجُلًا، وَلَا يَوْمٌ أَعْرَابِيٌّ مَهَاجِرًا، وَلَا يَوْمٌ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا، إِلَّا أَنْ يَشْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ، يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ».



۱۰۸۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ قَائِدَ أَبِي حَنِينَ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْأَذَانَ اسْتَغْفَرَ لِأَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنَ زُرَّارَةَ، وَدَعَا لَهُ، فَمَكَّنْتُ حِينَئِذٍ أَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ، ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللَّهِ إِنْ ذَا لَعَجَزْتُ، إِنِّي أَسْمَعُهُ كُلَّمَا سَمِعَ أَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِأَبِي أُمَامَةَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ، وَلَا أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ لِمَ هُوَ؟ فَخَرَجْتُ بِهِ كَمَا كُنْتُ أَخْرُجُ

کے کاموں میں برکت نہ ہو۔ سنو! اس شخص کی (ج) بلا عذر جمعہ ترک کرے (کوئی نماز نہیں اس کی کوئی زکا: نہیں اس کا کوئی حج نہیں اس کا کوئی روزہ نہیں) (یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے) اس کی کوئی نیکی (قبول) نہیں حتی کہ توبہ کر لے جو کوئی توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لے گا۔ خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے کوئی خانہ بدوش کسی مہاجر کا امام نہ بنے کوئی فاسق کسی (نیک) مومن کا امام نہ بنے سوائے اس کے کہ وہ اسے قوت و غلبہ سے مجبور کر دے اور اسے اس کی تلوار اور کوزے کا خوف ہو۔“

۱۰۸۲- حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب میرے والد کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا رہبر ہوا کرتا تھا۔ میں جب بھی آپ کو جمعے کے لیے لے جاتا تو آپ (مجھے) کی اذان سن کر حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر فرماتے۔ میں کچھ عرصہ ان کی زبان سے مسلسل یہی بات سنتا رہا۔ آخر میں نے دل میں (اپنے آپ سے) کہا: یہ تو کم عقلی کی بات ہے کہ میں ان سے اس کی وجہ دریافت نہ کروں حالانکہ میں ہر جمعے کو جب بھی وہ مجھے کی اذان سنتے ہیں انھیں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر کرتے سنتا ہوں۔ (آخر کار ایک بار) میں انھیں حسب معمول نماز جمعہ کی ادا نیکی کے لیے لے کر

بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ . فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ اسْتَعْفَرَ
كَمَا كَانَ يَفْعَلُ . فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَبَتَاهُ أَرَأَيْتَكَ
صَلَاتَكَ عَلَى أَشْعَدِّ بْنِ زُرَّارَةَ كُلَّمَا
سَمِعْتَ النَّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ؟ قَالَ : أَيْ
بَنِي كَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ
قَبْلَ مُقَدِّمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِي نَقِيعِ
الْخَضَمَاتِ فِي هَزَمٍ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ .
قُلْتُ : كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : أَرْبَعِينَ
رَجُلًا .

چلا۔ جب انھیں اذان کی آواز سنائی دی تو انھوں نے
اپنے معمول کے مطابق (حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ
ؓ کے حق میں) دعا کی۔ میں نے عرض کیا: ابا جان!
آپ جب بھی جمعے کی اذان سنتے ہیں حضرت اسعد بن
زرارہ ؓ کو دعائیں دیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں
نے فرمایا: پیارے بیٹے! سب سے پہلے انھوں نے ہمیں
جمعے کی نماز پڑھائی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ
سے (ہجرت کر کے مدینہ) تشریف نہیں لائے تھے۔
انھوں نے یہ نماز حرہ بنی بیاضہ میں نقیع الخضمات کے
میدان میں پڑھائی تھی۔ میں نے کہا: اس دن آپ کتنے
افراد (اس نماز میں شریک) تھے؟ انھوں نے فرمایا:
چالیس آدمی تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① نماز جمعہ مشہور قول کے مطابق ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ اس صورت میں ہجرت سے پہلے
مدینہ منورہ میں حضرت اسعد بن زرارہ ؓ کا نماز جمعہ پڑھانا محض ایک تبلیغی پروگرام کی حیثیت رکھتا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن نماز
ظہر کے بعد کچھ وعظ و نصیحت کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس عمل کو پسند فرما کر ہجرت نبوی کے زمانہ میں
اسے فرض کر دیا۔ ② حرہ مدینہ منورہ سے باہر پتھر ملا میدانی علاقہ ہے۔ غالباً شہر کے اندر کوئی مناسب مقام ایسا نہیں
ہوگا جہاں مسلمان مشرکوں کی مداخلت سے محفوظ رہ کر تبلیغی اجتماع منعقد کر سکیں۔ ③ قوم کے ایسے افراد کی خوبیوں کا
اعتراف کرنا چاہیے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو دینی یا اجتماعی فائدہ ہوا ہو اور انھیں دعائے خیر سے یاد کرنا چاہیے۔
④ چالیس افراد کے شریک ہونے سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ جمعے کی ادائیگی کے لیے چالیس افراد کی موجودگی ضروری
ہے بلکہ غیر مسلموں کے کسی شہر میں جب تین چار مسلمان بھی موجود ہوں تو انھیں اپنی اجتماعیت قائم رکھنے کے لیے
باجامعت نماز اور جمعے کا اہتمام کرنا چاہیے اگرچہ جمعے اور جماعت کے لیے مسجد موجود نہ ہو۔

۱۰۸۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا
ابْنُ فُضَيْلٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ ،
عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ ، عَنْ حُدَيْفَةَ ، وَعَنْ
۱۰۸۳ - حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے
لوگوں کو جمعہ کے پہنچانے کی توفیق نہیں دی۔ (چنانچہ)

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مجھے سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي حَارِثٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَضَلَّ اللَّهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا. كَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ. وَالْأَحَدُ لِلنَّصَارَى. فَهُمْ لَنَا تَبَعٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُونَ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ».

یہودیوں کے لیے ہفتے کا دن (مقرر) ہو گیا اور عیسائیوں کے لیے اتوار۔ وہ لوگ (ہفت روزہ عبادت میں) قیامت تک ہم سے پیچھے رہیں گے۔ ہم دنیا والوں میں آخری (امت) ہیں اور قیامت کے دن ہم اول ہوں گے، یعنی سب لوگوں سے پہلے حساب کتاب ہو جائے گا۔“

🌅 فوائد و مسائل: ① ہفتے کے سات دنوں میں مجھے کا دن سب سے افضل ہے۔ ② امت محمدیہ دوسری امتوں سے افضل ہے۔ اس کی فضیلت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا۔ اس طرح اس امت کے نیک لوگ دوسری امتوں کے صالحین سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ ③ اس دن کی فضیلت کا تقاضا ہے کہ اسے اہمیت دی جائے۔ خاص طور پر نماز جمعہ کے لیے پورے اہتمام سے تیاری کر کے بروقت مسجد میں حاضری دی جائے۔ ④ اس دن کی فضیلت کے چند مظاہر کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ۷۹) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ

(التحفة ۱۱۸)

۱۰۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَرِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ، وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ. وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ. فِيهِ خَمْسُ خَلَائِلَ. خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ. وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ. وَفِيهِ تَوَفَّى اللَّهُ آدَمَ. وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا

۱۰۸۳ - حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اللہ کے ہاں اس کی عظمت سب سے زیادہ ہے۔ وہ تو اللہ کے ہاں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ باتیں ہیں (جو اس کی افضلیت کا باعث ہیں): اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اسی دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا اسی دن میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اللہ سے وہی کچھ دے دیتا ہے جب تک کسی حرام

۱۰۸۴ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۳۰ من حديث زهير به، وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن" *

ابن عقیل ضعیف، تقدم، ح: ۳۹۰.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ جسے متعلق احکام ومسائل

الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا۔ چیز کا سوال نہ کرے اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر
وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ۔ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا مَقْرَبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَّاحٍ وَلَا جَبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا وَهْنٌ يُشْفِقُنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔
مقرب فرشتہ آسمان زمین تمام ہوائیں پہاڑ اور سمندر
جمعے کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔“

🕌 فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سندا ضعیف ہے تاہم مذکورہ روایت کے بعض الفاظ یعنی ”اس میں پانچ باتیں
ہیں..... سے آخر تک“ کی دیگر صحیح شواہد سے تائید و توثیق ہوتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق انسانوں پر اللہ کا
عظیم احسان ہے کیونکہ ہم سب انہی کی اولاد ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام مخلوقات سے افضل ہیں بشرطیکہ
ایمان اور عمل صالح کی دولت حاصل ہو۔ ③ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تھا: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ
فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (البقرة: ۳۰) ”میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔“ حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر نزول
اس خلافت ارضی کے وعدہ کی تکمیل تھی۔ اس دنیا کی زندگی میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عنایت فرمایا ہے کہ ہم نیک
اعمال کر کے اللہ کا قرب اور بلند درجات حاصل کر لیں اس لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اتنا بھی ہم پر اللہ کا
بہت بڑا احسان ہے۔ ④ مومن کے لیے وفات بھی اللہ کا احسان ہوتی ہے کیونکہ موت کا مرحلہ طے ہونے پر ہی دنیا
کی آزمائش کی مدت ختم ہوتی ہے اور نیکیوں کے انعامات حاصل ہونے کا وقت آتا ہے۔ جنت میں داخلہ اور اللہ
عزوجل کی زیارت موت کے بعد ہی ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جمعے کا دن اس لیے اہم تھا کہ اس دن وہ
فوت ہو کر جنت میں پہنچ گئے اور ہمارے لیے اس کی یہ اہمیت ہے کہ ہمارے جدا محمد پر اللہ کا یہ احسان جمعے کے دن
ہوا۔ ⑤ جمعے کے دن کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ اس میں دعا کی قبولیت کا ایک خصوصی وقت موجود ہے جس میں دنیا اور
آخرت کی بھلائی کے لیے مومن جو کچھ چاہے مانگ سکتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے۔ ⑥ جمعے کی اس خاص گھڑی کے
تین میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے
نماز ختم ہونے تک کے عرصہ میں ہے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، باب فی الساعة التي فی يوم الجمعة،
حدیث: ۸۵۳) ایک دوسری حدیث کے مطابق وہ عصر اور مغرب کے درمیان دن کی آخری ساعت ہے۔ (سنن
ابی داود، الصلاة، أبواب الجمعة، باب الإجابة أية ساعة هي فی يوم الجمعة، حدیث: ۱۰۳۸) یعنی اگر
پورے دن کے بارہ حصے کیے جائیں تو آخری حصہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ⑦ قیامت کا دن اللہ کی رحمت کا دن
ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مجرموں اور گناہ گاروں کو سزا ملنے کا دن بھی ہے۔ اس دن بہت سے ہولناک
واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے تمام مخلوق جمعے کے دن خوف زدہ رہتی ہے کہ شاید یہی جمعہ
قیامت کا دن ہو۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۰۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أُرْمَتْ، يَعْني بَلِيتْ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

جئے سے متعلق احکام ومسائل

۱۰۸۵- حضرت شدا د بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ہے اسی دن صور میں پھونک ماری جائے گی، اسی میں بے ہوش طاری ہوگی، لہذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسم مبارک خاک ہو جائے گا تب کس طرح ہمارا درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نیوں کے جسموں کو کھائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سند اضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۸۲/۲۶ و ۸۶۸۵۸۳ و إرواء الغلیل للعلانی، رقم الحديث: ۳) لہذا راجع یہی ہے کہ مذکورہ حدیث میں بیان کردہ باتیں درست اور قابل عمل ہیں۔ واللہ اعلم، ② [نَفْخَةُ] کا مطلب پھونک مارنا ہے۔ اس سے مراد ایک خاص فرشتے (حضرت اسرافیل علیہ السلام) کا اس خاص چیز میں پھونک مارنا ہے جسے قرآن مجید میں ”الصور“ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے، یعنی قرنا یا بگل۔ یہ قیامت کے مراحل کی ابتدا ہے۔ ③ نفخات تین ہیں: ایک نفخہ سے اس وقت موجود تمام ذی روح مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ (الزمر: ۶۸) ”صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والے سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔“ دوسرے نفخہ سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۚ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُثَّتَا دُثَّةً وَاحِدَةً﴾ (الحاقة: ۳۱۳) ”چنانچہ جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر

۱۰۸۵- [إسناده ضعيف] فيه علة قاذحة ۞ عبد الرحمن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي، وأبو أسامة هو ابن تميم الضعيف، غير ابن جابر الثقة كما حققه البخاري، وأبو داود، وابن أخي حسين الجعفي وغيرهم، وهو الصواب، ومن طريقه أخرجه أبو داود، ح: ۱۰۴۷ وغيره من مسند أوس بن أوس رضي الله عنه.

دیے جائیں گے۔“ تیسرے نسخہ سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ نَفْخُ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ بِنَامٍ يُنْظَرُونَ﴾ (الزمر: ۶۸) ”پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا“ پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔“ ⑤ درود شریف ایک افضل عمل ہے اور جمعے کا دن بھی افضل ہے، لہذا جمعے سے درود شریف کو ایک مناسبت حاصل ہے جس کی بنا پر جمعے کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے۔ ⑥ درود شریف پیش کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جاتی ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو امت کے نیک اعمال سے خوشی حاصل ہو ورنہ تمام اعمال کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ ⑦ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو نبی درود شریف پڑھا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کو فوراً اطلاع دی جاتی ہے۔ ممکن ہے کسی مناسب وقت پر اطلاع دی جاتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ براہ راست کسی کا درود نہیں سنتے نہ قریب سے نہ دور سے بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سند صحیح نہیں۔ ⑧ اس سے برزخی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اس زندگی پر ایمان رکھنا ضروری ہے لیکن اسے دنیا کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قبر میں مدفون شخص کا اپنے جسم سے تعلق بھی عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے مسائل میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ صرف اتنی بات مان لی جائے جس کی صراحت قرآن مجید یا صحیح حدیث میں موجود ہو۔

۱۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَرِّزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ مَا بَيْنَهُمَا مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَايِرُ»۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے (کی نماز) سے (گزشتہ) جمعے تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔“

نوافل و مسائل: ① صغیرہ گناہ بیکوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ② کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ ③ بعض کبیرہ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں نیک اعمال کرنے کے باوجود صغیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔

(المعجم ۸۰)۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۱۹)

۱۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۰۸۸۔ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة... الخ، ح: ۲۳۳ من حديث العلاء به مطولاً.

۱۰۸۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ۳۴۵ من حديث ابن المبارك به،

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ :
 حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ : حَدَّثَنِي أَبُو الْأَشْعَثِ
 حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ
 النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 وَاغْتَسَلَ، وَبَكَرَ وَابْتَكَرَ، وَمَسَى وَلَمْ
 يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ، وَلَمْ
 يَلْعُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلٌ سَنَةِ أَجْرٍ
 صَيَّامِهَا وَفِيَّامِهَا» .

ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد
 سنا: ”جس نے جمعے کے دن غسل کیا اور کرایا اتول وقت
 میں آیا (خطبہ میں) شروع سے حاضر رہا پیدل چل کر
 آیا سوار ہو کر نہ آیا امام سے قریب ہو کر توجہ سے
 (خطبہ) سنا (خطبے کے دوران میں) فضول حرکت نہ کی
 اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک
 سال کے روزے اور قیام کا ثواب ملے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [غَسَلَ وَاغْتَسَلَ] کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سر دھویا اور نہایا یعنی اہتمام سے غسل
 کیا اور پوری صفائی حاصل کی۔ دوسرا مطلب جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اپنی بیوی کا صفی حق ادا کیا
 جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جمعے کو آتے ہوئے راستے میں عورتوں پر ناجائز انداز سے نظر نہیں پڑے گی۔ ② اگر مسجد دور ہو
 تو سوار ہو کر ناجائز ہے تاہم پیدل چل کر آنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ③ جس طرح نماز باجماعت میں اگلی صفوں
 کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح خطبہ سننے کے لیے امام کے قریب بیٹھنا افضل ہے اس کے لیے جلدی مسجد میں آنا پڑے
 گا جو خود ایک نیکی ہے اور اس کے نیچے میں اگلی صفوں میں جگہ مل جائے گی۔ ④ جمعے کی نماز کے ساتھ ساتھ خطبے کی بھی
 بہت اہمیت ہے اس لیے خطبہ پوری توجہ سے سنتا چاہیے۔ خطبے کے دوران میں بات چیت میں مشغول ہونا یا کسی اور
 چیز کی طرف متوجہ ہونا خطبے کے مقصد کے منافی ہے۔ ⑤ تھوڑا عمل بھی اگر اخلاص کے ساتھ اور سنت کے مطابق کیا
 جائے تو اس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ⑥ معمولی سستی کی وجہ سے اتنا عظیم ثواب چھوڑ دینا بہت بڑی محرومی ہے۔



۱۰۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
 عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ
 ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمُبْتَدِ : «مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ
 فَلْيَغْتَسِلْ» .

۱۰۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر (کھڑے ہو
 کر) یہ فرماتے سنا: ”جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے
 چاہیے کہ (پہلے) غسل کرے۔“

«وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط الشيخين، وحسنه البغوي، وله طريق آخر عند الترمذي، وحسنه،
 ح ٤٩٦» .

۱۰۸۸۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ٤٢/٢ عن عمر بن عبيد الطنافسي به * أبو إسحاق صرح بالسماع عند أحمد:
 ١٤٥/٢، وله شواهد كثيرة جداً .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جیسے متعلق احکام ومسائل

۱۰۸۹ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ :
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ
سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْحَدَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «غُسْلُ
يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ» .

نوائد ومسائل: ① واجب سے مراد فضل اور بہتر ہے کیونکہ دوسری احادیث سے غسل نہ کرنے کی اجازت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے کہ اگلے باب میں حدیثیں آ رہی ہیں۔ ② جسے کی ادائیگی بالغ مردوں پر فرض ہے بچوں اور عورتوں پر نہیں۔ ③ بچے اور عورتیں اگر جسے کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں نہ آنا چاہیں تو ان کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ۸۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۲۰)

۱۰۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ
الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَدَنَا وَأَنْصَتَ
وَأَسْتَمَعَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ
الْأُخْرَى، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ
الْحُطْيَ فَقَدْ لَغَا» .

نوائد ومسائل: ① آداب کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے نماز جمعہ کی ادائیگی سے دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② اس قسم کی احادیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک نیکی کر لینے کے بعد اب مزید کسی نیکی کی ضرورت

۱۰۸۹ - أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح : ۸۵۸ من حديث سفیان بن عیینة، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال . . . الخ، ح : ۸۴۶ من حديث صفوان به .

۱۰۹۰ - [صحیح] تقدم، ح : ۱۰۲۵ .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جسے سے متعلق احکام و مسائل

نہیں نہ گناہوں سے اجتناب کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کا نیک عمل کس حد تک قابل قبول ہے لہذا زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۰۹۱۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّكَ
إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيَّ، عَنْ يَزِيدَ
الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهَا
وَنَعِمَتْ. يُجْزَى عَنْهُ الْفَرِيضَةُ وَمَنْ اغْتَسَلَ
فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

۱۰۹۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز
کے لیے آتے وقت) وضو کیا تو کافی ہے اور اچھا ہے
اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جس نے غسل کیا تو غسل
افضل عمل ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ
روایت سے ابوداؤد کی روایت کفایت کرتی ہے، غالباً اسی وجہ سے دوسرے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا یہ
روایت محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② غسل کرنا جمعہ کی صحت کے لیے شرط نہیں تاہم مستحب
(پسندیدہ) امر ہے۔ ③ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے غسل نہ کر سکیں اور جمعہ کا وقت ہو جائے تو وضو کر کے جمعہ کے
لیے چلے جانا چاہیے کیونکہ خطبہ سننے کی اہمیت غسل سے زیادہ ہے۔

(المعجم ۸۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهَجِيرِ
إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۱)

باب: ۸۲۔ جمعہ کے لیے جلدی مسجد میں
پہنچنا چاہیے

۱۰۹۲۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،
وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۰۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جمعہ کا دن ہوتا ہے
مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آ جاتے ہیں جو لوگوں کے
نام ان کے درجات کے مطابق ترتیب سے لکھتے رہے

۱۰۹۱۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۰۸۰ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف...". وحديث أم
داود، ح: ۳۵۴ يعني عنه، وهو حديث حسن، وحسنه الترمذي، والبيهقي، وصححه ابن خزيمة، ولفظه عند أم
داود: "من تَوَضَّأَ فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ".

۱۰۹۲۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ۸۵۰ من حديث سفیان به، وقال
البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ. الْأَوَّلُ فَلَا أَوَّلَ، فَلِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأُ الصُّحُفَ، وَاسْتَمْعُوا الْخُطْبَةَ. فَالْمُهْجَرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَعْرَةً. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشٍ. حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ. زَادَ سَهْلٌ فِي حَدِيثِهِ: فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقٍّ إِلَى الصَّلَاةِ».

ہیں۔ پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے صحیفہ لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں تو نماز (جمعہ) کے لیے جلدی آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح (ثواب پاتا) ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے گائے (بطور صدقہ) قربان کرنے والا جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے مینہ حاقربان کرنے والا.....“ اللہ کے نبی ﷺ نے مرفی اور ائمہ کا بھی ذکر فرمایا۔ (حدیث کے راوی) کہل نے اپنی حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کیا: ”پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے نماز پڑھنے آتا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اللہ کے ہاں نماز جمعہ کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں حاضر ہونے والوں کے نام لکھنے کے لیے خاص طور پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ② پہلے آنے والوں کا درجہ بھی اللہ کے ہاں زیادہ ہے اس لیے ان کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ ③ یہ خاص ثواب ان لوگوں کو ملتا ہے جو خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد آنے والوں کو خطبہ سننے کا ثواب ملے گا اور نماز جمعہ کا ثواب بھی ملے گا لیکن وہ خاص ثواب نہیں ملے گا جو جلدی آنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ ④ خطبہ سننا بھی ایک عظیم نیکی ہے حتیٰ کہ فرشتے بھی خطبہ توجہ سے سنتے ہیں۔ ⑤ خطبہ سننے کے دوران میں فرشتے نام لکھنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خطبے کے دوران میں کوئی غیر متعلق حرکت کرنا درست نہیں۔ ⑥ بعض روایات میں [الْمُهْدِي] کے بجائے [كَاتِمًا قَرِيبًا] کے الفاظ ہیں۔ (صحیح البخاری، الجمعة، باب فضل الجمعة، حدیث: ۸۸۱) اس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جس طرح اونٹ گائے دینے اور بکرے وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے مرفی اور ائمہ کی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔ یہ رائے درست نہیں کیونکہ عید کی قربانی کے لیے اُضْحِيَّة اور اَضَاحِی کا لفظ خاص ہے۔ جس سے فصل ضحیٰ آتا ہے۔ قَرِيبٌ سے مراد اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز پیش کرنا ہے وہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کرنا بھی ہو سکتا ہے اور صدقے کے طور پر جانور نقد رقم، خوراک یا کوئی بھی چیز پیش کرنا ہو سکتا ہے جس کا انصاف سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۰۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ۱۰۹۳ - حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ مَثَلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبَكُّيرِ، كَنَاجِرِ الْبُدْنَةِ، كَنَاجِرِ الْبَقَرَةِ، كَنَاجِرِ الشَّاةِ، حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ.

۱۰۹۴ - حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمَصِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَوَجَدَ ثَلَاثَةً، وَقَدْ سَقَوْهُ. فَقَالَ: رَابِعٌ أَرْبَعَةٌ. وَمَا رَابِعٌ أَرْبَعَةٌ يَبْعِيدُ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُونَ مِنْ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَلْبٍ رَوَّاحِهِمْ إِلَى الْجُمُعَاتِ. الْأَوَّلُ وَالثَّانِي وَالثَّلَاثُ». ثُمَّ قَالَ: رَابِعٌ أَرْبَعَةٌ. وَمَا رَابِعٌ أَرْبَعَةٌ يَبْعِيدُ.

(المعجم ۸۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّيْنَةِ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۲)

۱۰۹۵ - حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جمعہ کی اور اس میں جلدی حاضر ہونے کی مثال ایسے بیان فرمائی (کہ یہ عمل کرنے والا ایسے ہے) جیسے اونٹ قربان کرنے والا لگائے کی قربانی دینے والا بکری کی قربانی دینے والا حتی کہ آپ نے مرغی کا ذکر بھی کیا۔

۱۰۹۴ - حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعے کے لیے گیا انھوں نے دیکھا کہ ان سے پہلے تین افراد (مسجد میں) آچکے ہیں تو انھوں نے فرمایا: چار میں چوتھا ہوں اور چار میں چوتھا (افضلیت سے) دو نہیں۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ”قیامت کے دن لوگ جمعے میں جلدی آنے کی ترتیب سے اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ پہلا پھر دوسرا پھر تیسرا“ پھر فرمایا: چار افراد میں چوتھا اور چار افراد میں چوتھے نمبر پر آنے والا دو نہیں۔

باب: ۸۳ - جمعے کے دن اچھا لباس پہننے کا بیان

۱۰۹۵ - حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعے کے دن نمبر پر

«ضعیف (قريب)، وشيخه عنن، تقدم، ح: ۱۷۵ - إن صح عنه - ولسعید سند آخر عن شيخه عند الطبرانی، ح: ۶۹۶۸، وله شواهد، منها الحديث السابق.

۱۰۹۴ - [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۶۲۰ عن كثير بن عبيد به، وحسنه البوصيري الأعمش عنن وتقدم، ح: ۱۷۸، وأما عبد المجيد بن أبي رواد فوثقه الجمهور كما قال البوصيري.

۱۰۹۵ - [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب اللبس للجمعة، ح: ۱۰۷۸ من حديث ابن وهب به مطولاً.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

الْحَارِثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ [سَعْدٍ]، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمُنْبَرِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوْ اشْتَرَى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبٍ مِهْنَتِهِ».

(خطبے کے دوران میں) یہ فرماتے سنا: ”کیا حرج ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے دن (نماز جمعہ کی حاضری) کے لیے دو کپڑے خرید لے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَيْخُ لَنَا، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن یحییٰ بن حبان کے دوسرے شاگرد عبد الحمید بن جعفر سے عبد اللہ بن سلام کے بیٹے یوسف کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

🕌 **فوائد و مسائل:** ① جمعے کی نماز کے لیے خاص طور پر عمدہ کپڑے پہننے چاہئیں۔ ② جمعے کے خطبے میں وہ مسائل بھی بیان کرنے چاہئیں جن کا تعلق عملی معاملات سے ہو۔ ③ جمعے کے لیے صفائی کا اہتمام معمول سے زیادہ ہونا چاہیے۔

۱۰۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَرَأَى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ الثَّمَارِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ، إِنْ وَجَدَ سَعَةً أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ».

۱۰۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعے کے دن عوام سے خطاب فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ انھوں نے (روزمرہ استعمال کی) چادریں اوڑھ رکھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا حرج ہے کہ تم میں سے کسی آدمی کے پاس گنجائش ہو تو (وہ روزمرہ کے) کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے لیے (خاص طور پر) کپڑے تیار کر لے۔“

🕌 **فوائد و مسائل:** ① روزمرہ کے کپڑے جن کو پہن کر محنت مزدوری کا کام کیا جاتا ہے وہ ادنیٰ قسم کے ہوتے ہیں

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۹۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عید کا دن ہے جو اللہ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے، لہذا جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے چاہیے کہ غسل کر کے آئے۔ اگر خوشبو موجود ہو تو لگا لے اور مسواک ضرور کیا کرو۔“

۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذَا يَوْمُ عِيدٍ، جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ. فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ. وَإِنْ كَانَ طَيِّبٌ فَلْيَمْسَسْ مِنْهُ. وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَاكِ».

🌞 فائدہ: مسواک کا عام نمازوں کے لیے بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ جمعے کے لیے زیادہ توجہ سے اس کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کا طہارت اور صفائی سے خاص تعلق ہے۔

باب ۸۴۔ جمعہ کا وقت

(المعجم ۸۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ

الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۳)

۱۰۹۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ دوپہر کا آرام جمعے کے بعد ہی کیا کرتے تھے اور کھانا بھی جمعے کے بعد ہی کھایا کرتے تھے۔

۱۰۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَقْبِلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① قبولے کا وقت دوپہر ہے لیکن جمعے کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت آرام نہیں کرتے تھے تاکہ جمعے کے لیے اول وقت حاضر ہو سکیں۔ ② کھانا بھی نماز کے بعد تک مؤخر کرنے کی یہی وجہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس وجہ سے بھی کھانا بعد میں کھاتے ہوں کہ اگر پہلے کھانا کھالیا تو خطبے کے دوران میں نیند کا غلبہ ہو جائے گا۔

۱۰۹۸۔ [حسن] وقال البوصيري: "فيه صالح بن أبي الأخضر ليته الجمهور"، ولحديثه شواهد عند مالك: ۶۵/۱، والبيهقي: ۲۴۳/۳ وغيرهما.

۱۰۹۹۔ أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله"، ح: ۹۳۹، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس، ح: ۸۵۹ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمع سے متعلق احکام ومسائل

۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۱۰۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا
يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِيسَى بْنَ
سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا
نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ،
فَلَا نَرَى لِلْحِطْيَانِ قَيْنًا نَسْتَظِلُّ بِهِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① جمع کی نماز بھی ظہر کی طرح زوال کے فوراً بعد ادا کی جاتی ہے۔ ② جمع کا خطبہ مختصر ہونے کی وجہ سے جلد فراغت ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے دیواروں کا سایہ کافی نہیں ہوتا تھا، بعض علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ جمع کی نماز زوال سے پہلے ادا کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ حجاز میں گرمی کے موسم میں زوال کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا جبکہ سردی کے موسم میں زوال کے وقت شمال کی طرف کافی طویل سایہ ہو جاتا ہے اس وجہ سے گرمی کے ایام میں زوال سے کافی عرصہ بعد بھی سایہ مختصر ہوتا ہے۔

۱۱۰۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۱۰۱۔ نبی اکرم ﷺ کے موزن حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمع کے دن اس وقت اذان کہتے تھے جب سایہ تھے کے برابر ہوتا تھا۔
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ
سَعْدٍ مُؤَدِّنِ النَّبِيِّ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يُؤَدِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ
مِثْلَ الشَّرَاكِ.

🌞 فائدہ: ”قبول“ دوپہر کے وقت آرام کرنے کو کہتے ہیں جو عام ایام میں ظہر سے پہلے کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع کے دن جمع کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے نماز جمعہ کے بعد قبولہ کرتے تھے۔

۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبْدَةَ: حَدَّثَنَا ۱۱۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

۱۱۰۰۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ۴۱۶۸، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس، ح: ۸۶۰ من حديث يعلى المحاريبي به.

۱۱۰۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، وعبدالرحمن أجمعوا على تضعيفه، وأما أبوه فقال ابن القطان لا يعرف حاله، وحال أبيه".

۱۱۰۲۔ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ۹۰۵، ۹۴۰ من حديث حميد

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔
المُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ
أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نَجْمَعُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَتَقِيلُ.
جمے سے متعلق احکام و مسائل فرمایا: ہم لوگ جمعہ پڑھتے تھے پھر واپس آ کر قیلولہ کرتے تھے۔

(المعجم ۸۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۷۴)

۱۱۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ. يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً. زَادَ بَشْرٌ: وَهُوَ قَائِمٌ.

۱۱۰۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے دیتے تھے اور ان کے درمیان تھوڑا سا بیٹھتے تھے۔
بشر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

❦ فوائد و مسائل: ① جمے کے دو خطبے ہوتے ہیں۔ ② خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔
③ دو خطبوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لیے تھوڑا سا بیٹھنا چاہیے۔ ④ دونوں خطبوں میں وعظ اور نصیحت کرنی چاہیے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (خطبوں میں) قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة وما فیہما من الجلسة، حدیث: ۸۶۲)

۱۱۰۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُسَاوِرٍ الزُّرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

۱۱۰۴ - حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھا اور آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

❦ الطویل بہ، وقال البوصیری: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۱۱۰۳ - أخرجه البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، ح: ۹۲۸ من حديث بشر به، وح: ۹۲۰، ومسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فیہما من الجلسة، ح: ۸۶۱ من حديث عبيد الله به.
۱۱۰۴ - أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ۱۳۵۹ من حديث مساور به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مجھے سے متعلق احکام ومسائل

عَلَى الْمُنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

🌞 فوائد ومسائل: ① خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہو سنون ہے۔ ② سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے لیکن ہمارے ملک میں ایک فرقہ ماتم اور شعار کے طور پر سیاہ لباس پہنتا ہے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے مکمل سیاہ لباس سے اجتناب بہتر ہے خصوصاً محرم کے مہینہ میں تاہم صرف سیاہ چٹری پہننے سے مشابہت نہیں ہوتی اس لیے یہ جائز ہے۔

۱۱۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً، ثُمَّ يَقُومُ.

۱۱۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَخْلِسُ. ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ آيَاتٍ. وَيَذْكُرُ اللَّهَ. وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا، وَصَلَاتُهُ قَصْدًا.

🌞 فوائد ومسائل: ① خطبے میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر ان کی روشنی میں مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ② خطبہ بہت طویل ہو نہ بہت مختصر بلکہ درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ③ نماز بہت مختصر نہیں ہونی چاہیے۔ بعض خطباء انتہائی مختصر سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں یا لمبی سورت کی تین چار آیتیں پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

۱۱۰۵۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، ح: ۸۶۲، والنسائي، صلاة العبدین، باب قيام الإمام في الخطبة: ۱۸۶/۳، ح: ۱۵۷۵ من حديث شعبة عن سماك به بالفاظ متقاربة.

۱۱۰۶۔ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وأبو داود، الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس، ح: ۱۱۰۱ من حديث سفیان الثوري عن سماك به.

۱۱۰۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ بْنِ سَعْدٍ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ ، خَطَبَ عَلَى قَوْسٍ . وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ ، خَطَبَ عَلَى عَصَا .

۱۱۰۷- (نبی ﷺ کے مؤذن) حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب جنگ کے دوران میں خطبہ دیتے تو کمان ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے اور جب جمعے کا خطبہ دیتے تو عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے۔

۱۱۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَيْنِيَّةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ : أكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا ؟ قَالَ : أَوْ مَا تَقْرَأُ ﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ؟

۱۱۰۸- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ”وہ آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : غَرِيبٌ . لَا يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحْدَهُ .

امام ابو عبد اللہ (ابن ماجہ) نے کہا یہ حدیث غریب ہے اسے ابن ابی شیبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ آیت اس طرح ہے: ﴿وَإِذَا زُلْزِلَتْ أَسْفَادُ السُّجُودِ وَانْقَضَتِ السُّجُودُ فَإِذَا قَامَ فَلَمَّا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَ مِنَ التَّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (الحجۃ: ۱۱) ”جب وہ کوئی سودا بکن دیکھتے ہیں یا کوئی تماشہ نظر آ جاتا ہے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کہہ دیجیے: اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کھیل اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین روزی رساں ہے۔“ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ ② صحیح بخاری اور تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: وید بن خلیفہ تجارت کا مال لے کر آ گئے ہیں۔ یہ سن کر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند افراد رہ گئے، چنانچہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، التفسیر، باب ﴿وَإِذَا زُلْزِلَتْ أَسْفَادُ السُّجُودِ﴾، حدیث: ۴۸۹۹، و تفسیر

۱۱۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۰۶/۳ من حديث هشام بن عمار به ، وانظر ، ح : ۱۱۰۱ لعلته ، وقال البوصيري : "هذا إسناده ضعيف" .

۱۱۰۸- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري : "هذا إسناده صحيح ، و رجاله ثقات " * الأعمش عن ، وتقدم ، ح : ۱۷۸ ، ورواه ابن فضال عنه عن إبراهيم عن علقمة به مرسلًا ، وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف (ط دار الكتب العلمية : ۱/ ۴۴۸ ، ۴۴۹ ، ح : ۵۱۸۳ ، الصلوات ، باب : ۳۴۳) .

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمع سے متعلق احکام و مسائل

ابن کثیر، تفسیر سورة الجمعة) اس روایت کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اسی طرح عید کا خطبہ سننا بھی ضروری ہے، نیز نماز پڑھ کر خطبہ سے بغیر چلے جانا گناہ ہے۔ واللہ اعلم۔ (۵) مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد، حدیث: ۱۱۰۸ و صحیح سنن ابن ماجہ للألبانی، حدیث: ۹۱۶)

۱۱۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُثَنَّدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمُبْنَى سَلَّمَ.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اس مسئلہ کی تائید و توثیق میں دیگر روایات بھی مروی ہیں جو کہ سنداً کچھ کمزور ہیں لیکن کم از کم سلام کی مشروعیت و مسنونیت پر دلالت کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کی تحقیق کرتے ہوئے زہیر الشاذلیش اور شعیب الارناؤط نے شرح السنۃ کے حاشیہ میں اس کے دیگر شواہد کا ذکر کیا ہے نیز انھوں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بابت لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد یہ دونوں حضرات اس مسئلہ پر عمل کیا کرتے تھے نیز حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (شرح السنۃ: ۲۳۲/۴) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن ماجہ کی مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الأجوبة النافعة، ص: ۵۸) الحاصل مذکورہ مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خطیب کا جمعہ سے قبل سلام کہنا مستحب و مندوب ہے نیز اس مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد مذکورہ بالا روایت کو صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تو کم از کم یہ روایت حسن الغیرہ بن جاتی ہے جو کہ محدثین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۸۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا (الصفحة ۱۲۵)

باب ۸۶- خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سنانا چاہیے

۱۱۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ

۱۱۰۹- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/ ۲۰۴، ۲۹۸، ۲۹۹ من حديث عمرو بن خالد، وقال: "تقر به ابن لهيعة"، وانظر: ح: ۳۳۰ لعلته، وضعفه البوصيري، وله شواهد ضعيفة عند عبد الرزاق، وابن أبي شيبة وغيرهما. ۱۱۱۰- أخرجه البخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح: ۹۳۴، ومسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح: ۸۵۱ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ
لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ
يَخْطُبُ، فَقَدْ لَعَنْتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① خطبہ مکمل خاموشی سے سنا چاہیے۔ ② خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرنا یا اس کی بات کا جواب دینا منع ہے۔ ③ خطبے کے دوران میں حاضرین میں سے کوئی شخص اگر امام سے کوئی ضروری بات کہنا چاہتا ہو تو اجازت ہے، جیسے ایک شخص نے خطبے کے دوران میں آ کر رسول اللہ ﷺ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی اور اگلے جمعہ خطبے کے دوران میں بارش بند ہونے کی دعا کے لیے درخواست کی گئی۔ (صحیح البخاری الجمعة باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة حديث: ۹۳۳) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیم غطفانی رضی اللہ عنہ سے کلام فرمایا جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے البتہ سامعین کو متوجہ رکھنے کے لیے ان سے بار بار کوئی سوال کرنا اور ان کا آواز بلند اجتماعی طور پر جواب دینا غری لگنا درست نہیں۔

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّازِيُّ، عَنْ
شُرَيْكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْرٍ، عَنْ عَطَاءِ
ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ، وَهُوَ قَائِمٌ.
فَذَكَرْنَا بِأَيَّامِ اللَّهِ. وَأَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبُو دَرْدَرٍ
يُغَمِّزُنِي. فَقَالَ: مَتَى أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ.
إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ، أَنْ
اسْكُتْ. فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتَى
أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ فَلَمْ تُخَيِّرْنِي؟ فَقَالَ
أَبِي: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا

۱۱۱۱ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کھڑے ہو کر (خطبے کے دوران میں) سورۃ تبارک (الملک) تلاوت فرمائی۔ اور اللہ کے ایام (اور ماضی کے سچے واقعات) کے ذریعے سے ہمیں نصیحت فرمائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا: یہ سورت کب نازل ہوئی؟ میں نے تواب (پہلی بار) سنی ہے۔ انھوں نے اشارے سے کہا: خاموشی انما سے فارغ ہو کر انھوں نے کہا: میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی؟ آپ نے بتایا ہی نہیں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو آج نماز میں سے صرف یہی

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جسے سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ آپ نے فرمایا: تو نے نماز پڑھی ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تب دو رکعتیں پڑھ لے۔"

۱۱۱۴- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُسَيْدٍ : حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلیم غطفانیؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں کہا: "کیا تم نے آنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟" انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تب دو رکعتیں پڑھ لو اور ہلکی پڑھنا۔"

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ روایت [قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح مسلم اور ابوداؤد میں بھی مروی ہے جس کا ذکر صاحب تحقیق نے نیچے حاشیہ میں کیا ہے اور سنن ابوداؤد (حدیث: ۱۱۱۶) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تاہم یہ مذکورہ روایت [قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ۸۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخْطِئِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۷)

باب: ۸۸- جمعے کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کی ممانعت کا بیان

۱۱۱۳- [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام بخطب، ح: ۵۱۱ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، ولفظ الحميدي في مسنده: "ثنا سفيان قال ثنا محمد بن عجلان قال ثنا عياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح ... الخ".

۱۱۱۴- [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۳۹۹/۱، ح: ۴۳۴ * وحفص بن غياث وصفه أحمد، والدارقطني بالتدليس (المرتبة الأولى من المدلسين عند الحافظ)، ولم أجد تصريح سماعه، والمدلس لا يحتج بعنته في غير الصحيحين على الراجح، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام بخطب، ح: ۸۷۵ من طريق الأعمش به، ولم يذكر قوله: "قبل أن تجيء".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۱۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَحَقَلَ يَسْخَطِي النَّاسَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ أَذَيْتَ وَأَتَيْتَ».

۱۱۱۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعے کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا وہ (قریب آ کر بیٹھنے کے لیے) لوگوں کے اوپر سے گزرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جا تو نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور دیر سے آیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعے کے لیے جلدی جانا چاہیے تاکہ امام سے قریب تر مناسب جگہ مل سکے۔ ② اگر دیر ہو جائے تو پیچھے ہی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ ③ آگے جانے کی کوشش میں دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بننا مناسب نہیں۔ ④ اگر کوئی نمازی نامناسب حرکت کرے تو امام اسے خطبے کے دوران میں منع کر سکتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے اور وہ اس کام سے احتساب کریں۔

۱۱۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَبَّانِ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ».

۱۱۱۶- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اسے جہنم تک پہنچنے کے لیے پل بنا دیا گیا۔“

(المعجم ۸۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ
بَعْدَ تَزْوِيلِ الْإِمَامِ عَنِ الْمُنْبَرِ (التحفة ۱۲۸)

۱۱۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۱۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۱۱۵- [صحیح] * المحاربي مدلس (المرتبة الثالثة عند المحافظ) وعنن، والحسن تقدم حاله في التذليل، ح: ۷۱، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ۱۱۸ وغيره.

۱۱۱۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ۵۱۳ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * رشدين تقدم، ح: ۵۲۱، وزبان بن فائد: "ضعيف الحديث مع صلاحه وعبادته" (تقريب)، وفيه علة أخرى.

۱۱۱۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود السجستاني، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح: ۱۱۲۰ من حديث جرير به، وضعفه البخاري وغيره * جرير بن حازم وصفه البيهقي وغيره بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ،
عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يَكْلُمُ فِي الْحَاجَةِ، إِذَا نَزَلَ عَنِ
الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس قسم کا ایک واقعہ جس میں دورانِ خطبہ میں خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے صحیح مسلم (الجمعة، حدیث: ۸۷۶) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع الترمذی میں ہے: ”نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اگھ آنے لگی۔“ (جامع الترمذی، حدیث: ۵۱۸) بتائیں مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ۹۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ
فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۹)

۱۱۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ
جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانَ أَبَا هُرَيْرَةَ
عَلَى الْمَدِينَةِ. فَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ. فَصَلَّى بِنَا
أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ
فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى. وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ
الْمُنَافِقُونَ.

۱۱۱۸- حضرت عبداللہ بن ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مروان نے مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور خود مکہ تشریف لے گئے۔ جمعہ کے دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کی تلاوت کی۔

قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَأَذْرَعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ
انْصَرَفَ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ
عَلَيْهِ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو چکے تو میں انھیں ملا میں نے انھیں کہا: آپ نے (آج نماز میں) وہ دوسورتیں پڑھی ہیں جو کوثر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (نماز میں) پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سورتیں پڑھتے سنا ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① جمعہ کی نماز میں مذکورہ بالا دو سورتیں پڑھنا مسنون ہے تاہم دیگر سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر چھوٹی بڑی چیز میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے تھے۔ اس لیے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا عمل اتباع رسول ﷺ ہی پر مشتمل تھا۔

۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
أَبْنَانَا سُفْيَانُ: أَبْنَانَا ضَمْرَةٌ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَتَبَ الضَّحَّاكُ
ابْنُ قَيْسٍ إِلَى التَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَخْبَرْنَا،
بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ،
مَعَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا
﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾.

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: ہمیں یہ بتائیے کہ نبی ﷺ جمعے کے دن سورۃ جمعہ کے ساتھ دوسری کون سی سورت پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نبی ﷺ اس نماز میں ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (سورۃ الغاشیہ) پڑھتے تھے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① اس میں جمعہ کی نماز میں سورۃ غاشیہ کی تلاوت کا ذکر ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کی تلاوت میں اختیار ہے۔ ② تحریری طور پر مسئلہ پوچھنا اور بتانا درست ہے۔ ③ تحریر بھی اسی طرح قابل اعتماد ہے جس طرح براہ راست سنی ہوئی حدیث بشرطیکہ یقین ہو یہ تحریر فلاں صاحب ہی کی ہے۔

۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَيَّانٍ، عَنْ
أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي عَتَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ
رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾

حضرت ابو عبیدہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۱۱۹۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۸ من حديث سفيان بن عيينة به، إلا أن فيها "سرى سورة الجمعة"؟.

۱۱۲۰۔ [صحيح] * الوليد عن، تقدم، ح: ۲۵۵، وله شاهد صحيح عند مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۸ وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۹۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَدْرَكَ
مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً (الثخفة ۱۳۰)

۱۱۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنبَأَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُنَبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى».

۱۱۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے جمعہ کی ایک رکعت ملے وہ اس کے ساتھ دوسری ملا لے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① جو شخص کسی وجہ سے جمعہ کی نماز میں بروقت نہ پہنچ سکے اسے اگر ایک رکعت امام کے ساتھ مل گئی تو اس کی وہ نماز جمعہ کی شمار ہوگی اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ اگر ایک رکعت سے کم ملے تو اس کی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی تب اسے ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنی چاہیے۔

۱۱۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ».

۱۱۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی اسے (نماز) مل گئی۔“

۱۱۲۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْجَمْصِيِّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ

۱۱۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے جمعہ کی نماز یا کسی اور نماز کی ایک رکعت مل گئی اسے وہ نماز مل گئی۔“

۱۱۲۱- [صحیح] وقال البوصيري: 'هذا إسناده ضعيف، عمر بن حبيب متفق على تضعيفه'، وللحديث شاهد عند الدارقطني: ۱۲/۲، ح: ۱۵۹۲، وإسناده حسن لذاته، وأخرج البيهقي: ۲/۲۰۴ وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر قال: 'من أدرك ركعة من الجمعة فقد أدركها إلا أنه يقضي ما فاته'.

۱۱۲۲- أخرجه البخاري، موافق الصلاة، باب من أدرك من الصلاة ركعة، ح: ۵۸۰، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ۶۰۷ من حديث الزهري به.

۱۱۲۳- [صحیح] انظر، ح: ۷۰۷ لك، وانظر، ح: ۱۱۲۱ لشواهد، وصححه ابن حجر في بلوغ المرام.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمع سے متعلق احکام و مسائل

الْأَيْلِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
أَذْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرَهَا،
فَقَدْ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ».

☀ فائدہ: اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ جماعت کے ثواب سے محروم نہیں
رہا، دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک رکعت وقت کے اندر پڑھ لی، پھر وقت ختم ہو گیا تو وہ نماز قضا نہیں ہوئی، مثلاً: فجر کی
ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج طلوع ہو گیا یا عصر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا، اس صورت میں اسے
اپنی نماز مکمل کر لینی چاہیے، تاہم بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا منع ہے۔

(المعجم ۹۲) - بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَثَرِ نَوَاتِي
الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۱)
باب: ۹۲- کتنی دور سے جمعے کے لیے آنا
ضروری ہے

۱۱۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
اُنھوں نے فرمایا: قباء کے رہنے والے جمعے کے دن جمعے
کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے تھے۔
۱۱۲۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ
أَهْلَ قُبَاءٍ كَانُوا يَجْمَعُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(المعجم ۹۳) - بَابُ: فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ
مِنْ غَيْرِ عَذْرِ (التحفة ۱۳۲)
باب: ۹۳- بلا عذر جمعہ چھوڑنا گناہ ہے

۱۱۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: صحابی رسول حضرت ابو جعفر ضمری رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس
نے اہمیت نہ دیتے ہوئے تین بار جمعے کی نماز ترک کر
دی اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔“
۱۱۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَ يَزِيدُ بْنُ
هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ سُفْيَانَ

۱۱۲۴- [إسناده حسن] وضعفه البوصيري * عبد الله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح: ۷۴۷.

۱۱۲۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح: ۱۰۵۲ من حديث محمد بن عمرو به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جمع سے تعلق احکام ومسائل

الْحَضَرِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمَرِيِّ،
وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ
تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تَهَاوَنَّا بِهَا، طُبِعَ
عَلَى قَلْبِهِ».

🌞 فوائد ومسائل: ① [تَهَاوَنَّا] کا لفظ ھین سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب معمولی اور غیر اہم چیز ہے۔ انسان جس چیز کو اہمیت نہیں دیتا اس کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی سے کام لیتا ہے اس لیے اس لفظ کا ترجمہ ”سستی کرتے ہوئے“ بھی کیا جاتا ہے۔ ② دل پر مہر لگ جانا بعض گناہوں کی سزا کے طور پر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دل خیر و شر میں امتیاز سے محروم ہو جاتا ہے پھر اس کو نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت نہیں رہتی۔ جب دل کی بیماری اس درجہ تک پہنچ جائے تو پھر ہدایت کی امید بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔ مومن کو اس خطرناک مرحلے سے بچنے کے لیے نمازوں کا خاص طور پر جمعے کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔

۱۱۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۱۱۲۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مجبوری کے بغیر
أَبِي أُسَيْدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِمْسَى تین بار جمعے کی نماز ترک کی اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا
الْمُضَرِّي: حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ دیتا ہے۔“
ابن أبي ذئبٍ، عَنْ أُسَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا، مِنْ
غَيْرِ ضُرُورَةٍ، طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ».

۱۱۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ۱۱۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ، عَنْ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! (توجہ سے سنو!)

۱۱۲۶- [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۶۵۷، وعلى هوامش النسخ الهندية من المجتبى، من
حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۱۲۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۲۹۲ من حديث محمد بن بشار به، وقال: "صحيح على شرط
مسلم"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۵۹، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف معدي بن سليمان"، وله
شاهد ضعيف جداً عند أبي يعلى، ح: ۲۱۹۸، وشاهد آخر عند الطبراني في الأوسط: ۱/ ۲۲۴، ۲۲۵، ح: ۳۳۸،
وإسناده ضعيف، راجع المجمع: ۲/ ۱۹۳، وله شاهد آخرى عند المنذري في الترغيب والترهيب: ۱/ ۵۰۹-۵۱۲.

أَيُّهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا هَلْ عَسَى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلَى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ، فَيَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْكَلَاءُ، فَيَرْتَفِعَ. ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيءُ وَلَا يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا. حَتَّى يُطِيعَ عَلَى قَلْبِهِ».

ممکن ہے ایک آدمی (شہر سے) ایک دو میل کے فاصلے پر چند بکریاں لیے ہوئے ہوئے گھاس لٹنے میں شکل پیش آ جائے اور وہ مزید دور چلا جائے پھر جمعے کا دن آئے اور وہ آ کر جمعے کی نماز میں شریک نہ ہو پھر (دوسرا) جمعہ آ جائے اور وہ (اس بار بھی) حاضر نہ ہو پھر (تیسرا) جمعہ آئے اور وہ حاضر نہ ہو حتیٰ کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔

۱۱۲۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ

۱۱۲۸- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دیا اسے چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اس کے پاس (ایک دینار) نہ ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔“

يَجِدُ فَيَنْصِفُ دِينَارٍ».

www.KitaboSunnat.com

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سداً ضعیف ہے اس لیے جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے تاہم بغیر شرعی عذر کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(المعجم ۹۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۳)

باب ۹۴- جمعے سے پہلے نماز (سنت) کا بیان

۱۱۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَخِيحٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ

۱۱۲۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے (کی فرض نماز) سے پہلے چار رکعتیں

۱۱۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۶۶۲، والمجتبى كما ذكره شيخنا الإمام عطاء الله الفرجاني في التعليقات السلفية: ۱/ ۱۶۱ عن نصر بن علي به * قتادة عن، وتقديم، ح: ۱۷۵، وله سند آخر عن قدامة بن وبرة عن سمرة به، أخرجه النسائي في المجتبى: ۸۹/ ۳، ح: ۱۳۷۲، وأبو داود، ح: ۱۰۵۳ وغيرهما * وقدامة لم يسمع من سمرة كما قال البخاري.

۱۱۲۹- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ مُسَلَّسٌ بِالضَعْفَاءِ، عَطِيَّةٌ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ، وَحُجَّاجٌ مُدَلِّسٌ، وَمِشْرَبٌ بِنَ عَيْدٍ كَذَّابٌ، وَبَقِيَّةٌ هُوَ ابْنُ الْوَلِيدِ يَدْلِسُ بِتَدْلِيسِ التَّسْوِيَةِ".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جمعے سے متعلق احکام و مسائل

مُبَسَّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ.

پڑھتے تھے اور ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ (ایک سلام سے پڑھتے تھے۔)

🕌 فائدہ: مذکورہ روایت سنداً موضوع ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جمعے سے قبل رکعتوں کی کوئی تعیین کی صحیح حدیث سے ثابت نہیں نہ قول سے اور نہ آپ ﷺ کے عمل ہی سے بلکہ نبی کریم ﷺ جب منبر پر رونق افروز ہو جاتے تو اذان شروع ہو جاتی اور اذان کے بعد آپ کی وقفہ کے بغیر خطبہ شروع فرما دیتے اور یہ کھلے مشاہدے کی بات تھی۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں کہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ جمعہ سے پہلے کوئی مقررہ رکعتوں پر مشتمل نماز پڑھتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ امام ابن قیم اور دیگر محققین و علمائے حدیث کی تحقیق یہی ہے کہ جمعہ سے قبل مقررہ تعداد میں سنن و نوافل ثابت نہیں البتہ جو شخص امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے وہ بلا تعیین جتنی سنتیں اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو نبی امام خطبہ شروع کرنے کو نوافل پڑھنا بند کر دے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۳/۱۸۸ و زاد المعاد: ۳۳۲/۱)

(المعجم ۹۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَابُ ۹۵- جمعے کے بعد (سنت) نماز کا بیان

بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۴)

۱۱۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ، انْصَرَفَ، فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ.

۱۱۳۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب جمعے کی نماز پڑھتے تو واپس جا کر گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر فرماتے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

🕌 فائدہ: رسول اللہ ﷺ نفل نماز اور سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے تاہم مسجد میں بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔

۱۱۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۱۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی ﷺ جمعے کے بعد دو رکعت نماز (سنت) ادا کرتے تھے۔

۱۱۳۰- أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ۸۸۲ من حديث محمد بن رُمح وغيره به.

۱۱۳۱- أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث مفيان بن عبيدة به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

شِهَاب، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكَعَتَيْنِ.

۱۱۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جمعے کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت (سنت) پڑھو۔“

۱۱۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ شَهِيلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا».

☀ فائدہ: معلوم ہوا کہ جمعے کی فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کی جاسکتی ہے اور چار رکعت بھی اور بعض نے ان دونوں کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھے تو چار سنتیں پڑھے (دو دو کر کے یا پیک سلام) اور گھر جا کر پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔ (مرعاۃ)

باب: ۹۶- جمعے کے دن نماز سے پہلے (مسجد میں) حلقے بنا کر بیٹھنے اور خطبے کے دوران میں گوشت مارنے (کی ممانعت) کا بیان

(المعجم ۹۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلْقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَالْإِحْتِئَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (النحفة ۱۳۵)

۱۱۳۳- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ

اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۱۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَتَيْنَا ابْنَ لَهَيْعَةَ، جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُحْلَقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

☀ فائدہ: جمعے کی نماز کے لیے وقت سے پہلے آتا ثواب کا باعث ہے لیکن پہلے آ کر ذکر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہونا چاہیے، الگ الگ ٹولیاں بنا کر ادھر ادھر کی باتیں کرنا اس مقصد کے منافی، مسجد کے ادب کے خلاف اور نمازیوں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۱۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
الْجَمْعِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
وَأَقِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ،
يَعْنِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

۱۱۳۳۔ حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن گوشت مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا یعنی جب امام خطبہ دے رہا ہو۔

فائدہ: حدیث میں مذکور بیٹھنے کی کیفیت احتباء کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لیٹا یا کر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔ خطبے کے دوران میں اس طرح بیٹھنا درست نہیں کیونکہ اس سے نیند آ جاتی ہے اور خطبے کا مقصد نفوت ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں شرم گاہ کے نکسا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(المعجم ۹۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۶)

۱۱۳۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى
الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، جَمِيعاً
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ
السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: مَا كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
إِلَّا مُؤَذَّنٌ وَاحِدٌ. إِذَا خَرَجَ أَذَّنَ، وَإِذَا نَزَلَ
أَقَامَ. وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ كَذَلِكَ. فَلَمَّا كَانَ
عُمَرَانُ، وَكَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النَّدَاءَ الثَّلَاثَ

۱۱۳۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا تو ایک ہی مؤذن تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ (خطبہ دینے کے لیے گھر سے) باہر تشریف لاتے (اور منبر پر تشریف رکھتے) تو وہ اذان کہتا اور جب (خطبے سے فارغ ہو کر) منبر سے اترتے تو وہ اقامت کہہ دیتا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول بھی یہی تھا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور (نماز کے لیے آنے والے) لوگوں کی کثرت ہو گئی تو

۱۱۳۴۔ [حسن] انظر، ح: ۱۱۲۹ لعلته، وفيه علة أخرى، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ۱۱۱۰ وغيره.

۱۱۳۵۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب النداء يوم الجمعة، ح: ۱۰۸۸ من حديث ابن إسحاق به، وعند زيادة منكرة، وأصل الحديث أخرجه البخاري، ح: ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۵، ۹۱۶ وغيره من حديث الزهري به، وأخرج الطبراني في الكبير ۱۷۴/۷، ح: ۶۶۶۶ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بعض سے متعلق احکام ومسائل

عَلَى دَارٍ فِي السُّوقِ، يُقَالُ لَهَا الرُّوزَاءُ. فَإِذَا مَزِيدَ كَهْلَوَاتٍ۔ اس جگہ کا نام رُوزَاء تھا (جہاں مؤذن یہ اذان کہتا تھا) جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (خطبے کے لیے) تشریف لاتے تو وہ اذان کہتا اور جب (منبر سے) نیچے اترتے تو وہ اقامت کہتا۔

انہوں نے بازار میں ایک گھر (کی چھت) پر تیسری اذان مزید کہلوائی۔

🌞 فوائد ومسائل: ① خطبہ شروع ہونے سے پہلے جو اذان کہی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جمعے کے لیے صرف وہی اذان ہوتی تھی پھر نماز شروع کرتے وقت اقامت کہی جاتی تھی جسے دوسری اذان کا نام دیا گیا۔ ان دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے علاوہ جو اذان ہے اسے یہاں تیسری اذان کہا گیا ہے کیونکہ وہ ان دونوں کے بعد شروع ہوئی اور یہ وہ اذان ہے جو خطبہ شروع ہونے سے کافی پہلے کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کر کے بروقت مسجد میں پہنچ سکیں۔ ② فجر کی اذان سے پہلے بھی ایک اور اذان کہی جاتی ہے جسے عرف عام میں ”تہجد کی اذان“ کہتے ہیں۔ اس کی حکمت بھی یہی ہے کہ مسلمان فجر کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائیں تاکہ ضروری حاجات سے فارغ ہو کر وضو وغیرہ کر کے بروقت فجر کی نماز کے لیے مسجد میں پہنچ سکیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فجر کی اس پہلی اذان پر قیاس کرتے ہوئے جمعے کی پہلی اذان شروع کی کیونکہ جس طرح سے فجر سے پہلے کا وقت غفلت کا ہوتا ہے اسی طرح جمعے سے پہلے کا وقت بھی مصروفیت کی وجہ سے ایک طرح غفلت کا وقت ہی ہوتا ہے لہذا وقت سے پہلے ہی توجہ دلانے اور ہوشیار کرنے کے لیے اذان کہی جاتی ہے۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کی پہلی اذان مسجد سے باہر بازار میں کہلوائی تاکہ زیادہ لوگ متوجہ ہو سکیں۔ آج کے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مسجد کے اندر کہی ہوئی اذان سے بھی یہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے اس لیے اس اذان کا مسجد سے باہر ہونا ضروری نہیں۔ ④ جمعے کی پہلی اذان خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ”میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت اختیار کرو۔“ (سنن ابن ماجہ حدیث: ۴۲) سنت نبوی کے مطابق صرف ایک اذان کہنا یا خلیفہ راشد کی سنت کے مطابق دو اذانیں کہنا دونوں طرح جائز ہے، تاہم سنت نبوی کے مطابق ایک ہی اذان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ البتہ بعض اہل علم کے نزدیک لاؤڈ سپیکر اور گھڑیوں کے عام ہونے کی وجہ سے، موجودہ دور میں، پہلی اذان کا جواز بھی باقی نہیں رہتا، تاہم جہاں یہ چیزیں نہ ہوں تو وہاں ضرورت کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹۸) - بِأَبِّ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ

باب: ۹۸۔ خطبے کے وقت امام کی طرف

منہ کر کے بیٹھنا چاہیے

الْإِمَامُ وَهُوَ يَخْطُبُ (التحفة ۱۳۷)

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جیسے سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر لیتے۔
عَنْ أَنبَانِ بْنِ نَعْلَبٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ قَابَتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، إِذَا قَامَ عَلَى الْمَنْبَرِ، اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ بِوُجُوهِهِمْ.

🕌 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے موقوف اور مرفوع شواہد کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے لہذا خطبہ کے دوران میں امام کی طرف رخ کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے اور یہ باب قائم کیا ہے ”باب استقبال الناس الإمام إذا خطب“ یعنی دوران خطبہ میں امام لوگوں کی طرف اور لوگ امام کی طرف رخ رکھیں اور ترجمۃ الباب میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل بھی یہی نقل کیا ہے۔ (صحیح البخاری، الجمعة، قبل حدیث: ۹۲۱) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحه رقم الحديث: ۲۸۸۰)

(المعجم ۹۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ
الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۸)

باب ۹۹۔ جمعے کے دن میں وہ خاص وقت جس میں (دعا کی قبولیت کی) امید ہوتی ہے

۱۱۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۱۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعے (کے دن) میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان آدمی اسے اس حال میں پالے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو وہ اس گھڑی میں اللہ سے جو بھلائی مانگے گا (دنیا کی ہو یا آخرت کی) اللہ اسے وہ چیز دے دے گا۔“ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی مختصر سی ہے۔
أَنبَانَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً، لَا يُؤَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ، قَاتِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ» وَقَلَّلَهَا بَيِّنَةً.

🕌 نوادہ و مسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک کے

۱۱۳۶۔ [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد موقوفة عند البخاري، ح: ۹۲۱، ومرفوعة عند البيهقي وغيرهما * ثابت أبو عدي مجهول الحال كما في التقريب وغيره، ولم يذكر من حدث به.

۱۱۳۷۔ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ۶۸۰۰، ومسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ۸۵۲ من حديث أبيوب به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جسے سے متعلق احکام و مسائل

وقف میں ہے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حديث: ۸۵۳) ① اس مسئلے میں بعض دیگر اقوال آئندہ روایات میں آرہے ہیں۔

۱۱۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ الْمُرَزِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنْ النَّهَارِ، لَا يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ سَوْؤَلُهُ» قِيلَ: أَيُّ سَاعَةٍ؟ قَالَ: «حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الْإِنْصِرَافِ مِنْهَا».

۱۱۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قُلْتُ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ: إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ: فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ.

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَأَشَارَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ. فَقُلْتُ: صَدَقْتَ، أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ. قُلْتُ: أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: «هِيَ

۱۱۳۸۔ حضرت عمرو بن عوف مرزئی رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جسے کے دن میں ایک گھڑی ہے اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اللہ اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دیتا ہے۔“ عرض کیا گیا: وہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب نماز گھڑی ہو جائے“ (اس وقت سے لے کر) نماز سے فارغ ہونے تک۔“

۱۱۳۹۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تشریف فرماتے۔ میں نے عرض کیا: ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں پاتے ہیں کہ جسے کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے اللہ اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ

ﷺ نے اشارہ فرمایا: باساعت سے بھی کم۔ میں نے کہا: آپ نے کچھ فرمایا یا ایک ساعت سے بھی کم۔ میں نے

۱۱۳۸۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ۴۹۰ من حديث كثير به، وقال: "حسن غريب"، وله شواهد عند مسلم، ح: ۸۵۳ وغيره.

۱۱۳۹۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۴۵۱ من حديث الضحاك به، وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات على شرط الصحيح".

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ۔ قُلْتُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةٌ صَلَاةٍ قَالَ: «بَلَىٰ. إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ، لَا يَحْسِبُهُ إِلَّا الصَّلَاةَ، فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ»۔
 عرض کی: وہ گھڑی کون سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دن کی آخری گھڑی ہے۔“ میں نے عرض کی: وہ تو نماز کا وقت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں ہاں مومن بندہ جب نماز پڑھ کر بیٹھ رہتا ہے وہ نماز کے علاوہ کسی اور وجہ سے نہیں رکا ہوتا وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کے دن کا آخری حصہ بھی دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔
 ② ”گھڑی“ سے وقت کی کوئی متعین مقدار مراد نہیں ہوتی بلکہ کچھ وقت مراد ہوتا ہے۔ ”ساعت سے کم“ یا ”گھڑی کا ایک حصہ“ ظاہر کرتا ہے کہ وہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے۔ ③ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ رہنا بہت ثواب کا کام ہے بشرطیکہ ذکر و تلاوت وغیرہ میں وقت گزار جائے اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔

(المعجم ۱۰۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السَّنَةِ (التحفة ۱۳۹)

۱۱۴۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَلِيمَانَ الرَّازِيُّ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَابَرَ عَلَى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةٍ مِنَ السَّنَةِ بَنِي لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. أَرْبَعُ قَبْلِ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ»۔
 ۱۱۴۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنیتیں پڑھتا ہے اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① سب سے اہم نماز تو فرائض ہیں لیکن مؤکدہ سنتوں کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے لہذا ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ ② ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ (صحیح البخاری، التہجد،

۱۱۴۰ - [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة ... الخ، ح: ۴۱۴ من حديث إسحاق بن سليمان بن به، وقال: "غريب"، وضعفه النسائي * مغيرة وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح: ۷۲۸ وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

باب التطوع بعد المكتوبة: حدیث: ۱۱۴۲، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراجية قبل الفرائض وبعدهن، و بیان عددھن، حدیث: (۷۲۹) ⑤ ظہر کے فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ حدیث: ۱۱۶۰ میں آئے گا۔ ⑤ مؤکدہ کا مطلب ہے تاکید والی سنتیں، یعنی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نبی ﷺ نے جن سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا یا ادا کرنے کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی، ان کو سنن مؤکدہ یا سنن راسخہ کہا جاتا ہے۔

۱۱۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْمُسَبِّ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ

عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ

أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى

فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُيِّئَ لَهُ

بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

۱۱۴۱۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص

نے دن رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں

پڑھیں اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① بارہ رکعت سے مراد وہی مؤکدہ سنتیں ہیں جن کی تفصیل گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

② جنت میں گھر تعمیر ہونا ان نمازوں کا اجر ہے۔ اگر دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائے تب بھی

اس عمل کے ثواب پر خاص طور پر ایک گھر ملے گا۔ ③ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت نمازیں پابندی سے ادا کرنے

والے کے گناہ معاف ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کا اہل ہو جائے گا

لہذا محض سستی اور بے پروائی کی وجہ سے سنتیں چھوڑ دینا بڑی بات ہے۔

۱۱۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَضْبَهَانِيِّ،

عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ

۱۱۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دن میں بارہ

رکعتیں پڑھیں اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا

جائے گا“ فجر سے پہلے دو رکعتیں ظہر سے پہلے دو رکعتیں

۱۱۴۱۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، الباب السابق، ج: ۴۱۵ من حديث المسيب به، وقال: "حسن

صحيح"، وله طرق عند مسلم، ج: ۷۲۸ وغيره.

۱۱۴۲۔ [ضعيف] أخرجه النسائي في الصغرى، ج: ۱۸۱۲، والكبرى، ج: ۱۴۷۸ من حديث محمد بن سليمان

به، وقال: "هذا الحديث عندي خطأ، ومحمد بن سليمان ضعيف".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان

ثُنَيْتِي عَشْرَةَ رُكْعَةً، بُنِيَ لَهُ يَتَّى فِي الْحِجَةِ. ظہر کے بعد دو رکعتیں اور غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا: عصر
رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، سے پہلے دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں۔ اور
وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرُكْعَتَيْنِ أَظْنَهُ قَالَ غالباً یہ بھی فرمایا: عشاء کے بعد دو رکعتیں۔
قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَظْنَهُ
قَالَ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي - فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان

الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ۱۴۰)

۱۱۴۳ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَصْبَأَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہم اس کی وجہ سے حدیث کے قابل اعتماد ہونے میں فرق واقع نہیں ہوتا۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۹۳۳)

۱۱۴۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ: أَتْبَانَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَبِيرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، كَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صبح (کے فرضوں) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے (اور اتنی ہلکی پڑھتے) گویا آپ کے کانوں میں اقامت کی آواز آ رہی ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز ہلکی پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ رکوع اور سجدہ وغیرہ اطمینان سے ادا نہ کیے جائیں بلکہ تسبیحات کی تعداد اور تلاوت کی مقدار میں کمی مراد ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں میں سورہ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور سورہ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ سب سے مختصر سورتوں میں سے ہیں۔

۱۱۴۳ - [صحیح] * سفیان بن عیینہ عن عمر بن عبد الرحمن، وله شاهد عند مسلم، ح: ۷۲۳ من حديث سفیان بن عیینة عن عمرو بن قنبر عن الزهري عن سالم عن أبيه عن حفصة به.

۱۱۴۴ - أخرجه البخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح: ۹۹۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثني من الوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۴۹ (ب) من حديث حماد بن زيد به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان

(صحیح مسلم: صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر حدیث: ۷۲۶، وستن ابن ماجہ حدیث: ۱۱۴۸-۱۱۵۰) بعض اوقات ان رکعتوں میں قدرے طویل قراءت بھی کر لیتے تھے۔ (صحیح مسلم: حوالہ مذکور بالا)

۱۱۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۱۴۵۔ حضرت حصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز (فرض) کے لیے جانے سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں ادا فرماتے۔

۱۱۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۱۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے تھے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر نماز کے لیے (مسجد میں) تشریف لے جاتے۔

☀ فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح مسلم کی روایت کا اختصار ہے اس میں ہے کہ ان دو رکعتوں سے مراد فجر کی سنتیں ہیں نہ کہ وضو کی سنتیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعیفہ: رقم: ۳۱۸۱) علاوہ ازیں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ”فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان“ نامی عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

۱۱۴۷۔ حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرِو أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الرُّكَعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ.

۱۱۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اقامت کے وقت دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ۱۰۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا يُقْرَأُ فِي الرُّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ۱۴۱)

۱۱۴۵۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ۱۱۷۳، ۱۱۸۱، ومسلم، صلاة المسافرین، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحديث عليهما... الخ، ح: ۷۲۳ من حديث نافع به.

۱۱۴۶۔ [سنادہ ضعیف] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح"، وانظر، ح: ۱۰۳۹، ۱۰۴۶، لعلته.

۱۱۴۷۔ [سنادہ ضعیف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۹۵، لعلته.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان

۱۱۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ قَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فجر سے پہلے کی دو رکعتوں (سنتوں) میں ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت فرمائی۔“

🕌 فائدہ: کسی اور مقام سے قرآن مجید پڑھنا بھی درست ہے۔ (دیکھیے نوائد حدیث: ۱۱۴۳)

۱۱۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا. فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ (کی نماز) کا مشاہدہ کیا تو آپ فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

🕌 فائدہ: سری نماز میں قدرے بلند آواز میں تلاوت کرنا یا چند الفاظ بلند آواز سے پڑھ دینا جس سے قریب کھڑے آدمی کو معلوم ہو جائے جائز ہے۔

۱۱۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۱۵۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

۱۱۴۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما... الخ، ح: ۷۲۶ من حديث مروان الفزاري به.

۱۱۴۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تخفيف ركعتي الفجر وما كان النبي ﷺ يقرأ فيهما، ح: ۴۱۷ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۷۲۶ وغيره.

۱۱۵۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۹/۶ عن يزيد به، وصححه ابن حبان، ح: ۶۱۰، وابن خزيمة، ح: ۱۱۱۴ من حديث إسحاق بن يوسف الأزرق عن الجريري، وقواه الحافظ في الفتح: ۴۷/۳ * الجريري اختلط، وسمع يزيد بن هارون وإسحاق الأزرق منه بعد اختلاطه (التقييد والإيضاح، ص: ۴۲۷)، وللحديث شواهد.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْحُجْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. وَكَانَ يَقُولُ: «نِعْمَ السُّورَتَانِ هُمَا، يُقْرَأُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ» **﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾** وَ **﴿قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾**.

اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز پڑھنے کا بیان

نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ فجر (کی فرض نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ”یہ دو سورتیں کتنی اچھی ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں: **﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾** اور **﴿قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾**۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل ۱۳۸/۲۳ والصحیحة رقم الحديث: ۶۳۶) نیز دو کتب بشار عواد اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متن صحیح ہے کیونکہ اس سے قبل روایات میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ دیکھیے: (مسند ابن ماجہ بتحقیق الدکنور بشار عواد، حدیث: ۱۱۵۰)

باب: ۱۰۳۔ اقامت ہو جانے کے بعد

(المعجم ۱۰۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا

فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز

أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

پڑھنا جائز نہیں

(التحفة ۱۴۲)

۱۱۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض

نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔“

۱۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ:

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ بْنُ الْقَاسِمِ، ح. وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ

خَالَفٍ أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ.

قَالَ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا

أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ».

امام ابن ماجہ نے ایک تیسری سند سے مذکورہ روایت

کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

هَارُونَ: أَتَيْنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ،

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز پڑھنے کا بیان

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

فائدہ: جب جماعت کھڑی ہو تو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے اس وقت کوئی سنتیں یا نقل پڑھنا درست نہیں بنا بریں اگر کوئی شخص سنتیں پڑھ رہا ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں چھوڑ کر جماعت کے ساتھ مل جانا چاہیے یہی بات رائج اور اقرب الی الصواب ہے۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سنتیں یا نوافل جو وہ ادا کر رہا ہے، بحیرہ تحریر سے قلم مکمل ہونے کا یقین ہو تو وہ مکمل کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۱۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسرجس رضی اللہ عنہ سے روایت

أَخَذَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. فَلَمَّا صَلَّى قَالَ لَهُ: «أَيُّ صَلَاتِكَ اغْتَدَدْتَ؟»

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں ایک آدمی کو فجر سے پہلے کی دو سنتیں پڑھتے دیکھا نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو نے اپنی دونوں نمازوں میں سے کس کا اعتبار کیا ہے؟“

فوائد ومسائل: ① اس عبارت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تو نے کس نماز کو اپنا مقدمہ قرار دیا ہے؟ یعنی کیا تیرا مقدمہ وہ نماز تھی جو اکیلے پڑھی یا وہ جس کی جماعت ہو رہی تھی؟ چونکہ گھر سے آتے وقت اصل مقدمہ فرض نماز کی ادائیگی ہوتا ہے تو اس پر دوسری کو ترجیح دینا درست نہیں۔ سنتیں تو گھر میں بھی ادا کی جاسکتی ہیں مسجد میں آنے کا اصل مقدمہ وہ نہیں ہوتی۔ ② اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنا درست نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے۔

۱۱۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ حُثَمَانَ الْعُتْمَانِيُّ: ۱۱۵۳۔ حضرت عبداللہ بن مالک ابن بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک نماز پڑھتے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرے جب کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ نبی ﷺ نے اس سے کچھ فرمایا مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیا فرمایا۔ جب وہ نماز سے

أَخَذَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ حُثَمَانَ الْعُتْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ. قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ

۱۱۵۴۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۱۲ من حديث أبي معاوية وغيره به.

۱۱۵۵۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، ح: ۶۶۳، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۱۱ من حديث إبراهيم به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر کی سنتوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

يُصَلِّي. فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَا أَذْرِي مَا هُوَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَحْطَنَّا بِهِ نَقُولُ لَهُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِي: «يُوشِكُ أَخَذَكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ أَرْبَعًا».

فارغ ہوا تو ہم اس کے گرد جمع ہو کر پوچھنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ”ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص فجر کی چار رکعتیں پڑھ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا مقصد نرم الفاظ میں اس کام سے روکنا تھا، یعنی اقامت کے بعد تو فرض نماز ہوتی ہے، تم نے سنتوں کو بھی فرضوں کے ساتھ ملا دیا، گویا چار فرض بنا لیے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے سنت پڑھنے سے منع فرمایا تو جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ فَاتَتْهُ الرُّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَتَى يَقْضِيهِمَا (التحفة ۱۴۳)

باب: ۱۰۴۔ جس کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں وہ کب پڑھے؟

۱۱۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ عَمْرِو قَالَ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَلَاةُ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ؟» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهِمَا. قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ.

۱۱۵۴ - حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا صبح کی نماز دو دفعہ پڑھ رہے ہو؟“ اس شخص نے عرض کیا: میں نے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں (سنتیں) نہیں پڑھی تھیں، وہ (اب) پڑھی ہیں تو نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز پڑھنے والے یہ صحابی خود حضرت قیس رضی اللہ عنہ تھے۔ اپنا نام لیے بغیر واقعہ بیان فرمایا ہے۔

جامع ترمذی کی روایت میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ یہ خود ان کا واقعہ ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة، باب مساجد فیمن تفوته الركعتان قبل الفجر یصلیہما بعد صلاة الصبح، حدیث: ۳۲۲) ② جو کام بظاہر غلط ہو

۱۱۵۴ - [صحیح] أخرجه أبو داود، الطبرانی، باب من فاتته متى يقضيها، ح: ۱۲۶۷ من حديث ابن نمير به، والترمذي، ح: ۴۲۲، وتكلم فيه، وله شاهد صحيح عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وصححه الحاكم، والذهبي.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها ظہر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

اس پر ناراضی کا اظہار کرنے سے پہلے وضاحت طلب کر لینا مناسب ہے تاکہ اگر وضاحت قابل قبول ہو تو ہم اس کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا خاموش ہو جانا اس کام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ ایسے امور جو رسول اللہ ﷺ کے علم میں آئے اور آپ نے ان سے منع نہیں فرمایا سب جائز ہیں۔ انھیں "تقریری سنت" کہا جاتا ہے۔

۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ عَنْ رَكْعَتِي الْفَجْرِ. فَقَضَاهُمَا بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

۱۱۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ غیند کی وجہ سے فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے تو آپ نے سورج طلوع ہونے کے بعد ان کی قضا دی۔

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج طلوع ہونے کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہیں، تاہم انھیں "نقا" قرار دیا گیا ہے اس لیے طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لینا بہتر ہے کیونکہ وہ نماز فجر ہی کا ایک حصہ ہیں جنھیں فجر کے وقت ہی میں پڑھ لیا گیا تو قضا نہیں ہوئیں۔

(المعجم ۱۰۵) - بَابُ فِي الْأَزْبَعِ الرُّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ (التحفة ۱۴۴)

باب: ۱۰۵۔ ظہر سے پہلے چار سنتیں

۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُرْسِلَ أَبِي إِلَى عَائِشَةَ: أَيُّ صَلَاةٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ أَنْ يُوَاطِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ. يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ، وَيُحَسِّنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

۱۱۵۶۔ حضرت قابوس رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت ابو ظبیان حصین بن حبیب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (کسی کو) یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کون سی نماز پر دوام کرنا زیادہ پسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے جن میں طویل قیام فرماتے اور رکوع اور سجود خوب اچھی طرح کرتے۔

۱۱۵۵۔ [صحیح] وقال البوصيري: "هذا إسناد رجاله ثقات" قلت: مروان عنن، ولحديثه شواهد صحيحة في حديث ليلة التعريس.

۱۱۵۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳/۶ عن جرير (ابن عبد الحميد) به * قابوس "فيه لين" (تقريب).

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ظہر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۵۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

وَكَيْعٌ، عَنْ عُيَيْدَةَ بْنِ مُعْتَبٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مَيْعَابٍ، عَنْ قَزْعَةَ،
عَنْ قَرْعَعٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ
يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.
لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلِيمٍ. وَقَالَ: «إِنَّ أَبْوَابَ
السَّمَاءِ تَنْفُتِحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ».

۱۱۵۷ - حضرت ابویوب (خالد بن زید انصاری) رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلنے پر ظہر سے پہلے
چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ
نہیں کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب سورج ڈھل
جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے لیکن اس میں الفاظ: ”ان میں سلام کے ساتھ
فاصلہ نہیں کرتے تھے“ صحیح نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنتیں بہ یک سلام اور
دو دو کر کے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے تاہم دو دو کر کے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ② یہ وقت اعمال کی قبولیت کا ہے۔
③ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ
الظُّهْرِ (التحفة ۱۴۵)

۱۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى،
وَزَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ.
قَالُوا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ الْكُوفِيُّ:
حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ
خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ
الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ

۱۱۵۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی جب ظہر کی پہلی چار سنتیں
چھوٹ جاتیں تو آپ انھیں ظہر کی بعد والی دو سنتوں کے
بعد ادا کر لیتے تھے۔

۱۱۵۷ - [مسندہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الطنوع، باب الأربع قبل الظهر وبعد، ح: ۱۲۷۰ من حديث عبيدة
به، وقال: "عبيدة ضعيف"، وضعفه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۱۲۱۴.

۱۱۵۸ - [ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ۴۲۶ من طريق عبد الله بن المبارك عن خالد الحذاء به، وقال: "حسن
غريب" * قيس ضعيف عند الجمهور، وتفرّد بقوله: "صلاها بعد الركعتين بعد الظهر"، ولم يذكره ابن المبارك،
والله أعلم.

بَعْدَ الظُّهْرِ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ .

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ: فِيمَنْ فَاتَتْهُ

الرُّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ (التحفة ۱۴۶)

۱۱۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أُرْسِلَ مُعَاوِيَةُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَأَنْطَلَقْتُ مَعَ الرُّسُولِ فَسَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ. فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّأُ فِي بَيْتِي لِلظُّهْرِ، وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِيًا. وَكَثُرَ عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ. وَقَدْ أَهَمَّهُ شَأْنُهُمْ، إِذْ ضَرَبَ الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ يَقْسِمُ مَا جَاءَ بِهِ. قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى الْعَصْرِ. ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلِي فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «سَعَلْنِي أَمْرُ السَّاعِي أَنْ أَصْلِيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ. فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ» .

امام ابو عبد اللہ (ابن ماجہ) نے کہا، اس روایت کو قیس عن شعبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

باب: ۱۰۷۔ ظہر کی بعد والی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟

۱۱۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا۔ اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زکاة وصول کرنے کے لیے ایک آدمی بھیجا تھا اور آپ کے پاس بہت سے مہاجرین جمع ہو گئے تھے (جو زکاة و صدقات کے مستحق تھے) اور نبی ﷺ ان کے بارے میں بہت فکرمند تھے۔ (انہی ایام میں ایک دن نبی ﷺ میرے گھر میں ظہر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے) کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد آپ (مسجد میں) بیٹھ کر اس (زکاة وصول کرنے والے) کا لایا ہوا (زکاة کا) مال (مستحق افراد میں) تقسیم کرنے لگے۔ آپ عصر تک اسی کام میں مشغول رہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر فرمایا: ”میں زکاة و صدقات لانے والے کے معاملہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے ظہر کے بعد ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھ سکا تھا“ اس لیے میں نے عصر کے بعد پڑھ لیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① مذکور روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے منکر قرار دیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا ثبوت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ملتا ہے اسی لیے بعض محققین نے اس روایت کی سند کو تو ضعیف قرار دیا ہے لیکن فی نفسہ مسئلہ یعنی عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحمدية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲۰۹/۲۱۰ ۲۵۶ ۲۵۷ وسنن ابن ماجہ بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۱۱۵) ② ظہر کی پچھلی دو سنتیں مؤکدہ سنتوں میں سے ہیں اور ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ ③ ممنوع وقت میں کسی مشروع سبب سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ عصر کے بعد ان رکعات کی بیٹھکی نئی اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی۔

(المعجم ۱۰۸) - بَاب مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا
باب: ۱۰۸۔ ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت (سنت) پڑھنے کا بیان
(التحفة ۱۴۷)

۱۱۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ] الشَّعْبِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُنْبَسَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ» .
۱۱۶۰۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۱۴۰) فائدہ: ② ظہر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ (حدیث: ۱۱۴۰) لیکن پہلے بھی چار اور بعد میں بھی چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔ ③ ظہر کے بعد کی رکعتوں میں سے دو کو سنت اور دو کو نفل قرار دینا درست نہیں یہ چاروں سنتیں ہیں جس طرح پہلی چاروں سنتیں ہیں حالانکہ اس وقت بھی دو پڑھی جاسکتی ہیں لیکن اس کی وجہ سے ان میں سے دو کو نفل نہیں کہا جاتا۔ ④ جہنم پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جنت میں چلا جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ویسے ہی معاف کر کے اسے جنت میں داخل کر دے یا تھوڑی سی سزا دے کہ پھر جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کر دے۔ ⑤ نیکیوں پر اللہ کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے لیکن اس کے عذاب سے بے خوف ہونا جائز نہیں کیونکہ

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بندے کو علم نہیں اس کا کون سا عمل قابل قبول ہے اور کون سا نہیں اور قابل قبول اعمال میں سے بھی معلوم نہیں کس کا کتنا ثواب ملے گا، تھوڑا یا زیادہ یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

باب: ۱۰۹۔ دن کے وقت کون سی نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے؟

(المعجم ۱۰۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ النَّطْوُعِ بِالنَّهَارِ (التحفة ۱۴۸)

۱۱۶۱۔ حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نفل نماز دریافت کی، انھوں نے فرمایا: تم وہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے کہا: آپ بیان تو فرمائیں ہم سے جس قدر ہو سکے گا عمل کر لیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج اُدھر یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا عصر کے وقت اُدھر یعنی مغرب کی طرف بلند ہوتا ہے تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے۔ اس کے بعد توقف فرماتے حتیٰ کہ جب سورج اس طرف یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا ظہر کے وقت اُس طرف یعنی مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعتیں پڑھتے پھر جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور دو دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے سلامتی کی دعا کا قافلہ کرتے۔

۱۱۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَأَبِي، وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ صُمْرَةَ السَّلُولِيِّ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ نَطْوُعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالنَّهَارِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تَطِيقُونَهُ. قُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ. حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَهُنَا، يَغْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمَقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَهُنَا، يَغْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَهُنَا، يَغْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمَقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَهُنَا قَامَ صَلَّى أَرْبَعًا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ. يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ. وَمَنْ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ .

پورے دن کی نقلی نماز سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ عَلِيٌّ: فَيَلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً. (اس کے بعد) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سولہ رکعتیں ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کی دن کے وقت کی نقلی نماز تھی۔ اس پر پابندی سے عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

قَالَ وَكَيْفُ: زَادَ فِيهِ أَبِي: فَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا أُحِبُّ أَنْ لِي بِحَدِيثِكَ هَذَا مِثْلَ مَنْسُجِدِكَ هَذَا ذَهَبًا. (اس حدیث کے عوض اگر مجھے آپ کی مسجد بھر سونا بھی ملے تو مجھے پسند نہیں (یہ حدیث اتنی دولت سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔)

🌞 فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے بہت سی نقلی نمازیں پڑھی ہیں یا ان کی ترغیب دی ہے جن میں بعض کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے۔ ② سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ بھی نقلی نمازوں میں شامل ہیں تاہم ان کی اہمیت عام نقلی نمازوں سے زیادہ ہے۔ ③ اس حدیث میں سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کے علاوہ نماز اشراق اور صبحی (چاشت) کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ روزانہ پڑھی جانے والی نقلی نمازیں ہیں اسی طرح نماز تہجد بھی روزانہ پڑھی جانے والی نقلی نماز ہے جو رات کو ادا کی جاتی ہے۔ یہ ایسی نقلی نمازیں ہیں جن کا وقت مقرر ہے۔ ④ بعض نقلی نمازیں ایسی ہیں جن کا وقت مقرر نہیں، مثلاً: تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد نماز حاجت نماز شکر وغیرہ ان کا ذکر حدیث کی کتابوں میں اپنے اپنے مقام پر وارد ہے۔ ⑤ اشراق کا وقت سورج تھوڑا سا بلند ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ایک مثل سایہ ہونے تک پڑھی جاسکتی ہے۔ ⑥ صبحی کی نماز کا وقت اشراق کا وقت شروع ہونے کے کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہے، یعنی جب سورج خاصا اوپر چڑھ آئے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ ٹھیک دوپہر (زوال) کے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔ ⑦ صحیح احادیث میں صلاۃ الاذان کا بھی ذکر آتا ہے جس کا وقت یہ بتلایا گیا ہے کہ جب اونٹ کے بچوں کے سم گری کی شدت سے جھلنے لگیں اور یہ وقت زوال سے پہلے پہلے ہے۔ بعض نے صبحی کا وقت بھی یہی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑧ محدثین کے ہاں علم کی قدر و قیمت اتنی زیادہ تھی کہ ان کی نظر میں ایک حدیث سونے چاندی کے ایک بڑے خزانے سے زیادہ قیمتی تھی۔ ⑨ اس میں عصر کی چار سنتیں ایک سلام سے پڑھنا مذکور ہے کیونکہ درمیان میں سلام سے مراد معروف سلام نہیں بلکہ مومنوں کے لیے دعا مراد ہے۔



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل۔
فَيُصَلِّي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ .

🌞 فوائد و مسائل: ① مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔ ② اقامت ہونے پر نماز یا جماعت کی ادائیگی کے لیے سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب کی پہلی سنتیں پڑھنے کے لیے بھی اسی طرح کھڑے ہو جاتے تھے، یعنی تمام صحابہ پڑھتے تھے۔ ③ بعض لوگ شہ پیش کرتے ہیں چونکہ نماز مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس لیے اس سے پہلے سنتیں پڑھنے سے فرض نماز کی ادائیگی میں تاخیر ہو جاتی ہے لیکن یہ شہ درست نہیں کیونکہ فرض سے پہلے اور بعد کی سنتیں اسی نماز کا حصہ ہوتی ہیں اس لیے سنتوں کی ادائیگی کو فرض میں تاخیر کا سبب قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ فرض نماز کا مسنون وقت یہی ہے کہ اذان کے بعد دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت کھڑی ہو۔

(المعجم ۱۱۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي
الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۵۰)
باب: ۱۱۱۔ مغرب کے بعد دو سنتیں
پڑھنے کا بیان

۱۱۶۴ - حَدَّثَنَا يَنْعُقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الدُّورَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدِ
الْحَذَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ
يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ .

۱۱۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مغرب کی نماز ادا فرماتے پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مغرب کے بعد کی یہ دو سنتیں مؤکدہ ہیں جن کی فضیلت اور اہمیت حدیث: ۱۱۴۰ میں بیان ہوئی ہے۔ ② سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا افضل ہے سوائے تحیۃ المسجد کے جو مسجد کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۱۶۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ
الصَّحَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ
۱۱۶۵۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ہمارے ہاں (یعنی)

۱۱۶۴ - [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۰/۶ عن هشيم قال أنا خالد بن مطولاً، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً . . . الخ، ح: ۷۳۰ من حديث هشيم به نحوه مطولاً .

۱۱۶۵ - [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۱/۴، ح: ۴۲۹۵ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع عن إسماعيل بن عياش به * وإسماعيل تقدم، ح: ۵۹۵، ۷۵، والم محفوظ ما رواه إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق حديث: عاصم بن عمر بن قتادة الأنصاري عن محمود بن لبيد به، من غير ذكر رافع بن خديج، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۰۰ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، ولهذا الأمر للاستحباب، راجع سنن أبي داود، ح: ۱۳۰۱ وغيره .

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ. فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَسْجِدِنَا. ثُمَّ قَالَ: «ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِكُمْ».

بنو عبد الاشهل کے محلے میں تشریف لائے۔ آپ نے ہماری مسجد میں ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی پھر فرمایا: ”یہ دو رکعتیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① فائدہ اور بڑے عالم کو چاہیے کہ اپنے زیر اثر علاقے کا دورہ کرے تاکہ عوام کے حالات سے براہ راست واقف ہو سکے۔ ② جب مسجد میں بڑا عالم تشریف لے آئے تو مسجد کے امام کو چاہیے کہ اسے نماز پڑھانے کا موقع دے۔ ③ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے تاہم بعض احادیث سے اشارہ ملتا ہے کہ مسجد میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

باب: ۱۱۲۔ مغرب کے بعد والی سنتوں میں قراءت کا بیان

(المعجم ۱۱۲) - بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۵۱)

۱۱۶۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مغرب (کے فرضوں) کے بعد کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَرْزَبِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمِّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا بَدَلُ ابْنِ الْمُحَبَّرِ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زُرَّ وَ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: ”الصحيحه“ رقم: ۳۳۲۸۔

۱۱۶۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الركعتين بعد المغرب والقراءة فيهما، ج: ۴۳۱ من حديث بدل به مختصراً * وعبد الملك ضعيف كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد ضعيفة عند السانني، ج: ۹۹۳ وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۱۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتِّ

الرَّكَعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۵۲)

۱۱۶۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ أَبِي خَنْعَمٍ [الْيَمَامِيُّ]: أَنَّ أَبَا يَحْيَى ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُذِلَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْنِ عَشْرَةَ سَنَةً».

(المعجم ۱۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ

(التحفة ۱۵۳)

۱۱۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُمَيْحٍ

الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ [أَبِي مُرَّةَ] الزَّوْفِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، لَهَا خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. الْوُتْرُ، جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۱۳۔ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کا بیان

۱۱۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نامناسب بات منہ سے نہ نکالی اس کے لیے یہ نماز بارہ برس کی عبادت کے برابر ہو جائے گی۔“

باب: ۱۱۴۔ نماز وتر کا بیان

۱۱۶۸۔ حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں مزید ایک نماز عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ نماز وتر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عشاء کی نماز سے صبح صادق طلوع ہونے تک کے وقت میں مقرر کیا ہے۔“

۱۱۶۷- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب، ح: ۴۳۵ من حديث زيد بن الحباب العكلي به، وقال: "سمعت محمد بن إسماعيل (البخاري) يقول: عمر بن عبد الله ابن أبي خثعم منكر الحديث، وضعفه جدًا".

۱۱۶۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ۱۶۱۸ من حديث الليث به، واستغربه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال ابن حبان: "إسناده منقطع ومنته باطل"، وحديث أحمد: ۷/۶ بغني عنه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مسند احمد کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے نیز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہ حدیث: [لَيْسَ خَيْرَ لَّكُمْ مِنْ خُمْرِ النَّعِيمِ] ”وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ کے بغیر صحیح ہے۔ علاوہ ازیں مسند احمد کی روایت جس کی بابت ہمارے محقق نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے میں بھی یہ الفاظ یعنی سرخ اونٹوں سے بہتر ہے نہیں ہیں لہذا مذکورہ روایت ان الفاظ کے بغیر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (الموسوعة الحديثية مسند أحمد بن حنبل: ۳۹/۲۵۱ والصحيحه، رقم: ۱۱۴۱۰۸ والإرواء، رقم: ۴۳۳) ② نماز وتر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ ③ نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر عشاء اولیٰ وقت پڑھی جائے تو اس کے فوراً بعد وتر پڑھا جاسکتا ہے تاہم رات کے آخری حصے میں نماز تہجد کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ ④ صبح صادق طلوع ہونے پر وتر کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ
ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ
ابْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ الْوُتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ. وَلَا
كَصَلَاةٍ لَكُمْ الْمَكْتُوبَةِ. وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَوْتَرَ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا. فَإِنَّ
اللَّهَ وَتَرْتُمْ يَجِبُ الْوُتْرُ».

۱۱۶۹۔ حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر لازمی نہیں ہے اور نہ تمہاری فرض نمازوں کی طرح ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر ادا کی ہے اور فرمایا: ”اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے وتر کو پسند کرتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور انہی محققین کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۴/۳۱۳؛ وصحيح أبو داود (مفصل)؛ حدیث: ۱۲۴۳) ② ”وتر“ سے پوری نماز تہجد بھی مراد ہو سکتی ہے اور تہجد کے آخر میں پڑھی جانے والی چند رکعتیں بھی۔ احادیث میں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس حدیث میں اگر نماز تہجد مراد ہو تو وہ نقلی نماز ہے تاہم اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اگر تہجد کی

۱۱۶۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ۱۴۱۶ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، وانظر، ح: ۴۶، ولم أجد تصريح سماع أبي إسحاق، وله شواهد كلها ضعيفة، وأخرج أحمد: ۱۰۷/۱ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق سمعت عاصم بن ضمرة يحدث عن علي رضي الله عنه قال: "ليس الوتر بحتم كالصلاة ولكن سنة فلا تدعوه، قال شعبه: ووجدته مكتوباً عندني، وقد أوتر رسول الله ﷺ"، وإسناده حسن.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام ومسائل

آخری رکعتیں مراد ہوں جو عرف عام میں وتر کہلاتی ہیں تو انھیں سنت مؤکدہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ① ”وتر“ کے لفظی معنی ”طاق“ ہیں، یعنی وہ عدد جو دو پر تقسیم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک کا عدد سب سے پہلا طاق عدد ہے۔ نماز وتر یا نماز تہجد جمع وتر بھی طاق عدد میں ہوتی ہے اس لیے بھی وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ ② جو عمل اللہ کو پسند ہو وہ مومن کو بھی پسند ہوتا ہے اس لیے اس پر اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔

۱۱۷۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۱۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر (طاق عدد) کو پسند کرتا ہے قرآن والو! وتر (کی نماز) پڑھا کرو۔“ ایک اعرابی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: ”تیرے لیے یا تیرے ساتھیوں کے لیے نہیں۔“ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

🌞 فوائد ومسائل ①: آخری جملہ غالباً صحابی کا ارشاد ہے۔ جب اعرابی نے ارشاد نبوی کا مطلب دریافت کرنا چاہا تو صحابی نے کہا کہ نماز تہجد اور اس طرح کے دوسرے مشکل اعمال پر تمہارا عمل پیرا ہونا مشکل ہے اس لیے تم یہ مسائل دریافت نہ کرو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب اعرابی نے یہ سوال کیا تو یہ جواب کسی صحابی کے بجائے خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہو کہ تم لوگ صرف فرائض پر عمل پیرا ہو تو وہ تم لوگوں کی نجات کے لیے کافی ہے۔ نقلی نمازیں اور تہجد وغیرہ تو وہ لوگ ادا کر سکتے ہیں جو نیکیوں کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہوں۔ واللہ اعلم۔ ② قرآن والوں سے اگر حافظ قرآن مراد ہوں تو وتر سے نماز تہجد مراد ہوگی اور اعرابی لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہوتے تھے اس لیے کہا گیا کہ اس مسئلہ کا تعلق تم جیسے عوام سے نہیں۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گذشتہ حدیث کا فائدہ نمبر ① ملاحظہ ہو۔

(المعجم ۱۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقْرَأُ باب: ۱۱۵۔ نماز وتر میں تلاوت کا بیان

فِي الْوُتْرِ (التحفة ۱۵۴)

۱۱۷۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۱۷۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۱۷۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ۱۴۱۷ عن عثمان به، وانظر ح: ۱۷۸ لعلته.

۱۱۷۱۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح: ۱۴۲۳ عن عثمان (وغیره) به * والأعمش عن، وأخرج الدارقطني: ۳۱/۲ بإسناد حسن عن فطر عن زبید عن سعيد به، وإسناده قوي، وللحديث طرق ۴۴

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَارُ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ طَلْحَةَ وَزَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

🕌 نواد و مسائل: ① یہاں وتر سے مراد وہ نماز ہے جو تہجد کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک رکعت کی صورت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے تین یا پانچ رکعتوں کی صورت میں بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ ص: ۱۱۹۰) ② وتروں میں مذکورہ بالا سورتیں پڑھنا سنون ہے۔

۱۱۷۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِ، ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ. قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۱۱۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،

۱۱۷۴- حضرت عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ سے

🕌 آخری، و صحیحہ ابن حبان.

۱۱۷۲- [صحیح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ما جاء في ما يقرأ به في الوتر، ح: ۴۶۲ من حديث أبي إسحاق به أبو إسحاق عن، والحديث السابق شاهد له.

۱۱۷۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح: ۱۴۲۴ من حديث محمد بن سلمة به، وجه الترمذي، ح: ۴۶۳ * وخفيف ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وعبدالعزیز بن جریج مثله، ولم يسمع من

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

وَأَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّنِيعِيّ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرِيحٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤَيِّرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾، وَفِي الثَّالِثَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمَعُودَتَيْنِ.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد بھی ہیں لیکن ان شواہد کی بابت صحت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا، اسی طرح سنن ابوداؤد (حدیث: ۱۴۳۳) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ ”معوذتین“ کے علاوہ بقیہ حدیث کے شواہد موجود ہیں نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح ابوداود (مفصل) حدیث: ۱۴۸۰) اسی طرح الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل کے محققین نے بھی اسے معوذتین پڑھنے کے سوا صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية) مسند أحمد: ۸۰/۴۹/۳۳) الحاصل: مذکورہ روایت معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے، کیونکہ باقی تین سورتوں کے پڑھنے کا ذکر گزشتہ احادیث: (۱۱۷۱، ۱۱۷۲) میں بھی ملتا ہے، جن کو ہمارے فاضل محقق نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۱۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ
بِرَكْعَةٍ (التحفة ۱۵۵)

۱۱۷۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْلَى مَثْلَى. وَيُؤَيِّرُ بِرَكْعَةٍ.

۱۱۷۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

عائشة رضي الله عنها، وله شواهد.

۱۱۷۴ - [صحيح] تقدم، ح: ۱۱۴۴.

۱۱۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ: سَأَلَ ابْنُ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ: كَيْفَ أُوتِرُ؟ قَالَ: أُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. قَالَ: إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: الْبُتَيْرَاءُ. فَقَالَ: سَنَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. يُرِيدُ: هَذِهِ سَنَّهُ [اللَّهُ] وَرَسُولُهُ ﷺ.

۱۱۷۶ - حضرت مطلب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: میں وتر کیسے پڑھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرو۔ اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں گے یہ دم کئی نماز ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے یعنی یہ اللہ (کی مقرر کی ہوئی) اور رسول اللہ ﷺ کی (فرمائی ہوئی) سنت ہے۔

۱۱۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

۱۱۷۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔



🌞 **فائدہ:** اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ تین وتر بھی دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور پھر ایک رکعت پڑھتے۔ اس اعتبار سے تین وتر دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اگرچہ ایک سلام اور ایک تشهد کے ساتھ بھی جائز ہے۔

(المعجم ۱۱۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَنُوتِ
فِي الْوُتْرِ (التحفة ۱۵۶)

کامیان

۱۱۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۷۸ - حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۱۷۶ - [إسناده ضعيف] وقال أبو حاتم: "روايته (أي رواية المطلب) عن ابن عباس وابن عمر مرسله" (التذهيب وغيره).

۱۱۷۷ - أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ج: ۷، ص: ۷۳۶ من حديث الزهري به مطولاً، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۱۱۷۸ - [صحيح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ج: ۱، ص: ۱۴۲۵، ۱۴۲۶ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، ج: ۴، ص: ۶۴۶، وصححه ابن خزيمة، والنووي في الأذكار.

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ أَبِي الْحَوَّارِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ «اللَّهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ. وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ. وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ. وَفِي شَرِّ مَا قَضَيْتَ. وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ. إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ. إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ. سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ».

انھوں نے فرمایا: مجھے میرے نانا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ سکھائے تھے کہ انہیں وُتروں کے قنوت میں پڑھا کروں: [اللَّهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ..... تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ] ”اے اللہ! تو جنہیں عافیت بخشا ہے، مجھے بھی ان میں (شامل کر کے) عافیت بخش اور جن سے تو محبت رکھتا ہے، ان میں (شامل کر کے) مجھ سے محبت رکھ اور جنہیں تو نے ہدایت دی، ان میں (شامل کر کے) مجھے بھی ہدایت دے اور تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے، اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، یقیناً تو ہی فیصلہ کرتا ہے، میرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور جسے تو دوست رکھے وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا، اے ہمارے رب تو پاک ہے، تو برکتوں والا اور نعمتوں والا ہے۔“

🌞 نو اند و مسائل: ① یہاں دعائے قنوت کا مقام بیان نہیں کیا گیا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں۔ مستدرک حاکم کی روایت میں رکوع سے بعد کی صراحت ہے۔ (المستدرک: ۱۷۲/۳) لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس کے مقابلے میں زیادہ صحیح روایات میں دعائے قنوت وتر کا مقام رکوع سے پہلے بیان ہوا ہے اس لیے یہی رائج ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ② بعض روایات میں اس دعا میں مزید الفاظ بھی ہیں۔ سنن بیہقی اور سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں [وَالْأَيْتِ] کے بعد ہے: [وَلَا يَعْزُ مَنْ عَادَيْتَ] ”تو جس سے دشمنی کرے اسے عزت نہیں مل سکتی۔“ (سنن ابی داؤد، الوتر، باب القنوت فی الوتر، حدیث: ۱۳۲۵ و السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۰۹/۳) سنن نسائی کی روایت: (۱۷۴۷) کے آخر میں یہ جملہ ہے: [وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ] ”اور اللہ تعالیٰ نبی محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے۔“ لیکن حافظ ابن حجر امام قسطلانی اور امام زرقانی رحمہما نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قاحت نہیں کیونکہ ابو حلیہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاة على النبي ﷺ) از اسماعیل قاضی، رقم: ۱۰۷۔ اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہما نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة صلاة النبي: ص: ۱۸۰) اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے، اس اثر کی سند بھی صحیح ہے۔ اسے امام ابن

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز توڑے متعلق احکام و مسائل

تذکرہ: نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة الصلاة النبي، ص: ۱۸۰) ﴿نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ﴾ کے الفاظ کی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہذا ان الفاظ کو دوران دعا میں پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ﴿یا ایک عظیم دعا ہے جس میں توحید کے مختلف پہلو دعا کے انداز میں واضح کیے گئے ہیں۔ مومن کو چاہیے کہ توحید کا عقیدہ اس کے مطابق رکھے۔

۱۱۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: [حَدَّثَنَا بِهِزُّ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ الْوُتْرِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ. وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ. لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ»] اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے بچتے ہوئے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں تجھ سے (تیرے غیض و غضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں میں تیری تعریفیں شار نہیں کر سکتا، تو یہی ہے جیسے تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔

۵ فائدہ: دعائے قنوت جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی اس کی جگہ یہ دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۱۱۸) - بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ (التحفة ۱۵۷)

۱۱۸۰۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا

۱۱۸۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے

۱۱۷۹۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ۱۴۲۷ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۵۶۶، وصححه الحاكم ۳۰۶/۱، والذهبي.

۱۱۸۰۔ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ۳۵۶۵ من حديث يزيد بن زريع، وح: ۱۰۳۱، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب دفع الديدن بالدعاء في الاستسقاء، ح: ۸۹۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام ومسائل

سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الْاسْتِسْقَاءِ. فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

🌞 نوائد ومسائل: ① امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ دعائے قنوت میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں لیکن سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت میں ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۲۱۱) بعض دیگر احادیث میں اور مواقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجہاد، باب الإمداد بالسلامة في غزوة بدر، وإباحة الغنائم، حدیث: ۱۷۶۳) وصحیح البخاری، الحج، باب إذا رمى الحجرتين..... حدیث: ۱۷۵۱) اس لیے اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ بارش کی دعا میں ہاتھ زیادہ بلند کرتے تھے جب کہ دوسرے اوقات میں اس طرح ہاتھ بلند نہیں کیے بلکہ کم بلند کیے۔ ② دعائے قنوت وتر میں نبی ﷺ نے ہاتھ اٹھائے یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صراحت نہیں ہے البتہ دعائے قنوت نازلہ میں (جو رکوع کے بعد آپ ﷺ نے مانگی ہے) آپ کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اس لیے اس پر قیاس کرتے ہوئے دعا قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ سے دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے اس لیے ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے جو جواز بغیر ہاتھ اٹھانے بھی ہے۔

(المعجم ۱۱۹) - بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (التحفة ۱۵۸)

باب: ۱۱۹۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا

۱۱۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرْظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَعَوْتَ اللَّهَ يَبَاطِنُ كَفِّكَ. وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا. فَإِذَا فَرَعْتَ فَأَمْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ».

۱۱۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اللہ سے دعا کرے تو سیدھی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کر اور ہاتھوں کی پشت کے ساتھ (ہاتھ اٹھانے کے) دعا مت کر۔ اور جب تو (دعا سے) فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔“

۱۱۸۱۔ [ضعیف جداً] تقدم تحت، ح: ۹۵۹، ومباني، ح: ۳۸۶۶ وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف لا تقاهم على ضعف صالح بن حسان'.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا اثبات نہیں ہوتا، تاہم بعض علماء نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو حسن الخیرہ تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے اس لیے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جاسکتا، البتہ قنوت وتر نازلہ میں قنوت پڑھنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ اس کا ثبوت صحابہ سے بھی نہیں ملتا۔

(المعجم ۱۲۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ باب: ۱۲۰- دعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ (التحفة ۱۵۹)

۱۱۸۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ۱۱۸۲- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَحْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوترُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دعائے قنوت وتر کی آخری رکعت میں بھی پڑھی جاتی ہے اور خاص مواقع پر فرض نمازوں میں بھی جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ ② مختلف روایات میں رکوع سے پہلے بھی قنوت مذکور ہے اور رکوع کے بعد بھی اس لیے دونوں طرح جائز ہے پہلے پڑھ لیں چاہے بعد میں لیکن زیادہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ دعائے قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھی جائے کیونکہ بعد میں پڑھنے والی روایت میں ضعف ہے البتہ دعائے قنوت نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی جیسا کہ احادیث میں اس کی بابت صراحت ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۱۸۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ۱۱۸۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ہم رکوع سے پہلے بھی الْقُنُوتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ: كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ.

۱۱۸۲- [صحیح] تقدم تحت ح: ۱۱۷۱، وأخرجه النسائي: ۲۳۵/۳، قیام اللیل، ذکر اختلاف ألفاظ الناقِلین لخیر أبي بن کعب فی الوتر، ح: ۱۷۰۰ عن علي بن ميمون به * سفیان تابعه فطر وغيره. ۱۱۸۳- [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات" * حميد الطويل عن عن تقدم، ح: ۸۶۶، ولحديثه شواهد معتبرة.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام ومسائل

فائدہ: یہ بعض صحابہ کامل ہے ورنہ نبی ﷺ کا عمل قنوت نازلہ میں رکوع کے بعد ہی پڑھنے کا ہے۔

۱۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ ، فَقَالَ : قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

۱۱۸۳۔ جناب محمد ﷺ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت فرمائی۔

فائدہ: یہاں حدیث میں اختصار ہے۔ اصل میں یہ وہی حدیث ہے جس میں یہ درج ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینہ مسلسل پانچوں فرض نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی۔

(المعجم ۱۲۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ
آخر الليل (التحفة ۱۶۰)

باب: ۱۲۱۔ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا

۱۱۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ : مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتُ . مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ ، وَأَنْتَهَى وَتْرُهُ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ .

۱۱۸۵۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو (ان دنوں) آپ کے وتر (عام طور پر) سحر کے وقت ختم ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① وتر کا وقت تہجد کے بعد ہے۔ رات کے ہر حصے میں وتر پڑھنے سے رات کے ہر حصے میں تہجد پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا غالب معمول رات کے نصف آخر میں جاگنے کا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور آخری حصے میں اٹھ کر نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آرام فرماتے تھے جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوتے..... (صحیح البخاری، التہجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، حدیث: ۱۱۳۶) یہ صورت غالباً وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مبارک میں ہے:

۱۱۸۴۔ أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ۱۰۰۱، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات... الخ، ح: ۶۷۷ من حديث أيوب به.

۱۱۸۵۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ... الخ، ح: ۷۴۵ من حديث أبي حصين به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام ومسائل

”اللہ کو سب سے محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کو سب سے محبوب روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ نصف رات سوتے (پھر) تہائی رات قیام فرماتے (پھر) رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے، ایک دن نہیں رکھتے تھے۔“ (صحیح البخاری، التہجد، باب من نام عند السحر، حدیث: ۱۱۳۱) ⑤ رسول اللہ ﷺ نے آخری عمر میں جو معمول اختیار فرمایا، وہ صبح صادق تک نماز پڑھنے کا تھا، تاہم فجر کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔

۱۱۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ، وَانْتَهَى وَتَرَهُ إِلَى السَّحَرِ.

۱۱۸۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور آپ کے وتر تک ختم ہوتے تھے۔

🌞 فائدہ: صبح صادق تک وتر ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کے بالکل آخری حصے میں وتر پڑھے حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے تو اذان کا وقت ہو گیا، یعنی فجر کی اذان سے پہلے وتر پڑھے یہ نماز وتر کا آخری وقت ہے۔

۱۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَيْنَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي شَفِيَّانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لْيُرْقُدْ. وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ. فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ. وَذَلِكَ أَفْضَلُ».

۱۱۸۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں جاگ سکے گا، وہ رات کی ابتدا میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں جاگ پڑے گا، اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے میں تلاوت (سننے) کے لیے (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“

۱۱۸۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۱۳۷، ۸۶ عن محمد بن جعفر، وعن وكيع به، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ".

۱۱۸۷۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ح: ۷۵۵ من حديث الأعمش به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ ② اس وقت وتر سے پہلے کچھ نفل بھی ادا کر لینا افضل ہے۔ ③ فرشتے تلاوت قرآن مجید سے محبت رکھتے ہیں اس لیے مومن کی تلاوت سننے کے لیے خاص طور پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ④ فرشتوں کا یہ اجتماع رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۲۲) - بِبَابِ مَنْ نَامَ عَنْ وَتْرِ أَوْ نَسِيَهُ (النحفة ۱۶۱)

۱۱۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ [الْمَدَنِيُّ]، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ نَامَ عَنِ الْوَتْرِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيَصِلْ إِذَا أَصْبَحَ، أَوْ ذَكَرَهُ» .

باب: ۱۲۲۔ اگر نیند یا بھول کی وجہ سے وتر نہ جائیں تو کیا کرے؟

۱۱۸۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وتر چھوڑ کر سویا رہے (اور اسے جاگ نہ آئے) یا اسے یاد نہ رہے تو اسے چاہیے کہ صبح کو یاد آنے پر وتر پڑھ لے۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث میں نماز وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوئے رہ جانے سے یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی رو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکررہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جائیں تو پھر انھیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمدہ وتر چھوڑ دیں۔ دیکھیے: (حاشیہ ترمذی احمد شاہ ۲/۳۳۳) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب: ۹۸، حدیث: ۷۴۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر نہ ہو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا ہفت کی شکل میں دے، یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت، تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو عام شخص کیلئے وتروں کی قضا وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔

۱۱۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ۱۱۸۹ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۱۸۸۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، ح: ۱۴۳۶ بإسناد صحيح عن زيد بن أسلم به، وصححه الحاكم، والذهبي، والعراقي وغيرهم.

۱۱۸۹۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۵۴ من ۴

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔“
أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا».

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: فِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَاهٍ.
امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد جناب محمد بن یحیی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمن (بن زید بن اسلم) کی روایت (حدیث: ۱۱۸۸) ضعیف ہے۔“

🌞 فائدہ: جناب محمد بن یحییٰ نے اس حدیث کو غالباً اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ سابقہ حدیث سے بظاہر متعارض ہے لیکن کہا جاسکتا ہے کہ پہلی حدیث میں عذر (نہنیا بھول) کی صورت میں حکم مذکور ہے اور دوسری حدیث میں اصل حکم کا ذکر ہے جس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے تعارض نہیں ہوگا۔

(المعجم ۱۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ
بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ (التحفة ۱۶۲)

باب ۱۲۳- تین پانچ سات اور نو وتر
پڑھنے کا بیان

۱۱۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَرَّائِيُّ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْوُتْرُ حَقٌّ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۱۹۰- حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وتر ضروری ہیں لہذا جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [الْوُتْرُ حَقٌّ] سے بعض علماء نے وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہی لفظ جمع کے

❖ حدیث معمر بہ.

۱۱۹۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب كم الوتر؟، ح: ۱۴۲۲ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي وغيرهم، والحديث صحيح مرفوعاً وموقوفاً.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

نفل کے لیے بھی استعمال ہوا ہے لیکن اسے واجب نہیں کہا جاتا تاہم اس حدیث کی بنا پر وتر کو سنت مؤکدہ تو سمجھا ہی جاسکتا ہے۔ ① ایک سلام سے پانچ وتر بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور تین وتر بھی۔ ② تین وتر پڑھنے کا ارادہ ہو تو پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے پھر ایک وتر پڑھا جائے۔ یہ تین وتر پڑھنے کا افضل طریقہ ہے۔ یا پھر تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں جن میں دو رکعت کے بعد تشهد نہ پڑھا جائے۔

۱۱۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ [زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى] ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ ، قُلْتُ : يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتَيْنِي عَنْ وَتَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَالَتْ : كُنَّا نَعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ . فَيَعِثُّهُ اللَّهُ فَيَمَّا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ . فَيَسْوُكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّيُ تِسْعَ رَكَعَاتٍ . لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الثَّامِنَةَ . فَيَدْعُو رَبَّهُ . فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ . ثُمَّ يَتَهَضُّ وَلَا يُسَلِّمُ . ثُمَّ يَوْمُ فَيُصَلِّيُ التَّاسِعَةَ . ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ ، وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُو رَبَّهُ وَيُصَلِّيُ عَلَى نَبِيِّهِ . ثُمَّ يَسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسَمِعُنَا . ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ قَدَمًا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ . فَيَتْلُو إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً . فَلَمَّا أَسْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَأَخَذَ لِلنَّحْمِ ، أَوْ تَرَ سَبْعَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ .

۱۱۹۱- حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے ہوئے کہا: ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر (تہجد) کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور (وضو کے لیے) پانی تیار رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رات کے جس حصے میں نبی ﷺ کو اٹھانا چاہتا تھا دیتا آپ مسواک کرتے، وضو کرتے، وضو کرتے، پھر نو رکعت نماز پڑھتے، اس میں صرف آٹھویں رکعت پر (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو اپنے رب سے دعائیں کرتے۔ (یعنی اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے اور دعائیں پڑھتے، پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے۔ کھڑے ہو کر نو رکعت پڑھتے، پھر (تشہد میں) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریفیں کرتے، رب سے دعائیں مانگتے اور اس کے نبی پر درود پڑھتے، پھر (قدرے بلند آواز سے) سلام پھیرتے جو ہمیں سن جائے، پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ یہ گیارہ رکعتیں ہوتیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ سات وتر پڑھتے تھے اور سلام کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

🌞 نوآمد مسائل: ① نورکت وتر اصل میں نماز تہجد وتر ہے جو ایک سلام سے پڑھی جاتی ہے۔ ② نورتر پڑھتے وقت آٹھ رکعت کے بعد تہجد پڑھنا چاہیے۔ ③ وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وتر سب سے آخر میں پڑھے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاةٍ بِكُم بِاللَّيْلِ وَتَرَا] (صحیح مسلم) صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنی مثنی، والوتر ركعة من آخر الليل، حدیث: (۷۵) "اپنی رات کی نماز وتر پر ختم کرو۔" دو رکعت بعد میں پڑھنا بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیونکہ یہ اسی طرح ہیں جس طرح مغرب کی نماز کے بعد دو سنتیں ہیں۔ ④ تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم پڑھنا بھی جائز ہے۔

۱۱۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۱۹۲۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے ان کے درمیان سلام یا کلام کے ساتھ تفریق نہیں کرتے تھے (ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے)۔
حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ. لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلَا كَلَامٍ.

(المعجم ۱۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ
فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۶۳)

۱۱۹۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، ۱۱۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعت (فرض) ادا کرتے تھے اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور نبی ﷺ (سفر میں) رات کو تہجد بھی پڑھتے تھے۔ (سالم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: آپ ﷺ (سفر میں) وتر بھی پڑھتے تھے؟ "ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔
وَأَسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا. وَكَانَ يُوتِرُ؟ قُلْتُ: وَكَانَ يُوتِرُ؟

۱۱۹۲۔ [صحیح] أخرجه النسائي: ۲۳۹/۳، قيام الليل، باب كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف على الحكم في حديث الوتر، ح: ۱۷۱۵، ۱۷۱۶ من حديث منصور به * الحكم بن عتيبة ربما دلس وعمن، وأخرج الطبراني: ۳۷۸/۲۳، ح: ۸۹۵ عنه عن مقسام عن ابن عباس عن أم سلمة به، وللحكم طريق آخر عند النسائي، ح: ۱۷۱۷، ولحديثه شواهد معنوية.

۱۱۹۳۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۵۶ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف... الخ".

قَالَ: نَعَمْ.

۱۱۹۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى:

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا: سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الشَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ. وَالْوُتْرُ فِي الشَّفَرِ سُنَّةٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز دو رکعت مقرر فرمائی ہے۔ یہ مکمل نماز ہے، ناقص نہیں اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔

(المعجم ۱۲۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

باب: ۱۲۵- و تروں کے بعد بیٹھ کر دو

الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُتْرِ جَالِسًا (التحفة ۱۶۴)

رکعتیں پڑھنے کا بیان

۱۱۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۱۹۵- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مُوسَى الْمَرْيُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۱۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبرَاهِيمَ

۱۱۹۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

الدُّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَرَكَعَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے پھر دو رکعتیں پڑھتے ان میں قراءت بیٹھ کر کرتے جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔

۱۱۹۴- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، انظر الحديث السابق لعلته.

۱۱۹۵- [صحيح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ۴۷۱ عن محمد بن بشار به، وسنده ضعیف، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

۱۱۹۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل، . . . الخ، ح: ۷۳۸ من حديث يحيى به نحو المعنى باختلاف يسير، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے جو بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور کھڑے ہو کر بھی لیکن بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ (صحیح البخاری، التقصیر، باب صلاة القاعد، حدیث: ۱۱۱۵)

(المعجم ۱۲۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّجُودِ
بَعْدَ الْوُتْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ۱۶۵)

باب: ۱۲۶۔ وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا بیان

۱۱۹۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ شَفِيَّانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كُنْتُ أَلْقِي أَوْ أَلْقَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَّا وَهُوَ نَائِمٌ عِنْدِي.

۱۱۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اپنے ہاں سوئے ہوئے پاتی تھی۔

قَالَ وَكِيعٌ: تَعْنِي بَعْدَ الْوُتْرِ۔ کبج رکعت بیان کرتے ہیں: یعنی وتر کے بعد۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول نصف رات کے بعد تہجد شروع کر کے فجر سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے فارغ ہو جانے کا تھا اس لیے صبح صادق کے وقت رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہوتے تھے لیکن بہت دفعہ رات کے آخر تک بھی نماز میں مشغول رہتے تھے جیسے کہ دوسری روایات میں مذکور ہے۔ ② ہر شخص اپنی سہولت کے مطابق رات کے کسی حصے میں نماز تہجد ادا کر سکتا ہے اور اس کا وقت بھی کم و بیش ہو سکتا ہے۔

۱۱۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۱۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فجر کی دو (سنت) رکعتیں پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

🌞 فائدہ: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات نہ لیٹنا بھی ثابت ہے۔ حضرت

۱۱۹۷۔ أخرجه البخاري، التهجذ، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۳ من حديث سعد به، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۴۲ من حديث مسعر به.

۱۱۹۸۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۴۹، ۴۸/۶ عن إسماعيل به، أخرجه البخاري، ح: ۶۲۶ وغيره، ومسلم، ح: ۷۳۶، وغيرهما من حديث الزهري به مطولاً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو آپ مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کو نماز کی اقامت ہو جانے کی اطلاع دی جاتی۔
(صحیح البخاری، التہجد، باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع، حدیث: ۱۱۹۱)

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ : حَدَّثَنَا
النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ : أَنبَأَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنِي سُهَيْلُ
ابْنُ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكَعَتَيِ
الْفَجْرِ اضْطَجَعَ .

۱۱۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تو لیٹ جاتے۔

(المعجم (۱۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ
عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ۱۶۶)

باب: ۱۲۷۔ سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

۱۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَنَانٍ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ،
عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
يَسَارٍ قَالَ : كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ . فَتَخَلَّفْتُ
فَأَوْتَرْتُ . فَقَالَ : مَا خَلَفَكَ ؟ قُلْتُ : أَوْتَرْتُ .
فَقَالَ : أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؟
قُلْتُ : بَلَى . قَالَ : فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ .

۱۲۰۰۔ حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ (سفر میں) تھا میں (راستے میں رک گیا اور) ان سے پیچھے رہ گیا اور (سواری سے اتر کر) وتر پڑھ لیے۔ (جب دوبارہ ان سے جا ملا) تو انھوں نے پوچھا: تم پیچھے کیوں رہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں نے وتر پڑھ لیے۔ فرمایا: کیا تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں اچھا نمونہ نہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① نماز وتر کی ادائیگی کے لیے سواری سے اترنا ضروری نہیں لیکن فرض نماز زمین ہی پر ادا کی جائے۔ ② سفر میں ساتھیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ اگر کسی ساتھی کی غلطی معلوم

۱۱۹۹۔ [صحیح] * عمر بن ہشام روی عن أبي حاتم الرازي وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، وباقي السند صحيح، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

۱۲۰۰۔ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح: ۹۹۹، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۷۰۰ من حديث مالك به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

ہو تو اسے اچھے طریقے سے صحیح مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

۱۲۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَسْفَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوترُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

(المعجم ۱۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ (التحفة ۱۶۷)

باب: ۱۲۸۔ شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان

۱۲۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَبْكُرُ: «أَيُّ جِينٍ تُوتِرُ؟» قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ. قَالَ: «فَأَنْتَ يَا عُمَرُ؟» فَقَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَأَخَذْتَ بِالْوُتْرِ. وَأَمَّا أَنْتَ يَا عُمَرُ، فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ».

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ عُبيدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَبْكُرُ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۲۰۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کس وقت وتر پڑھتے ہو؟“ انھوں نے کہا: عشاء کے بعد رات کے شروع میں پڑھ لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! تم (کب وتر پڑھتے ہو؟)“ انھوں نے کہا: رات کے آخری حصے میں (پڑھتا ہوں)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر! تم نے زیادہ پختہ اور قابل اعتماد کام اختیار کیا اور عمر! تم نے قوت والا کام اختیار کیا۔“

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابوداؤد سلیمان بن توبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت بیان کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز و ترات کے ابتدائی حصے میں بھی ادا کی جاسکتی ہے اور آخری حصے میں بھی۔ ② شروع

۱۲۰۱۔ [صحیح] أخرجه محمد بن نصر المروزي في قيام الليل، ص: ۲۷۸ من حديث عباد عن عكرمة به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف عباد بن منصور" قلت: وله شواهد، انظر الحديث السابق.

۱۲۰۲۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۰۹، ۳۳۰ من حديث زائدة به، قال البوصيري: "هذا إسناد حسن"، والثنائي حسن، وقد صححه البوصيري، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۱۴۳۴ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام ومسائل

رات میں تہجد اور وتر پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ قضا ہو جانے کا خطرہ نہیں رہتا لیکن رات کے آخر میں تہجد پڑھنا عزم اور حوصلے والوں کا کام ہے اس لیے وہ افضل ہے۔

(المعجم ۱۲۹) - بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۱۶۸)

باب: ۱۲۹۔ نماز میں بھول واقع ہو جانے کا بیان

۱۲۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّازَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَرَادًا أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَالْوَهْمُ مِنِّي، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. أُنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ» ثُمَّ نَحْوُ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اس میں (بھول کر) کمی بیشی ہو گئی۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہم مجھے ہوا ہے (یاد نہیں رہا کہ استاد محترم حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے کی کا لفظ فرمایا تھا یا زیادتی کا۔) عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک انسان ہی ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (کبھی بکھار) میں بھی بھول جاتا ہوں تو جب کسی سے بھول ہو جائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لیا کرے۔“ پھر نبی ﷺ نے (قبلے کی طرف) منہ پھیرا اور دو سجدے کیے۔

فوائد ومسائل: ① نماز میں بھول عام طور پر شیطان کے دوسے اور انسان کی غفلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نماز میں اس نقص کے ازالے کے لیے سجدہ سو مقرر کیا گیا ہے۔ ② سجدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز کا اظہار ہے۔ گویا مسلمان اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار کرتا ہے کہ اللہ ہی ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ ③ سجدہ عبادت کی ایک اعلیٰ صورت ہے اس لیے شیطان اسے ناپسند کرتا ہے۔ مومن جب نماز میں غلطی ہو جانے پر سجدے کرتا ہے تو اس سے شیطان کی تدبیریں ہوتی ہیں کہ اس نے بندے کو نماز کے ثواب سے محروم کرنا چاہا لیکن بندے کو سجدوں کا مزید ثواب مل گیا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو نماز میں بھول پیش آ جانے میں اللہ کی خاص حکمت تھی۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ بھول کی صورت میں شرعی حکم کیا ہے اور سجدے کا کیا طریقہ ہے۔

۱۲۰۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۰۴۔ حضرت عیاض بن ہلال انصاری رضی اللہ عنہ سے

۱۲۰۴۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۲ من حديث علي بن مسهر به.

۱۲۰۴۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ۱۰۲۹ من حديث إسماعيل ۴۴

إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي عِيَاضُ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَقَالَ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَذَرِي حَتَّى صَلَّي. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَذَرْ حَتَّى صَلَّي، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور کہا: ایک آدمی نماز پڑھتا ہے (لیکن نماز کے دوران میں) اسے معلوم ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے (وہ کیا کرے؟) ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① بیٹھے بیٹھے سجدے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے نماز یا رکعت دوبارہ پڑھنے کے لیے اٹھنے کی ضرورت نہیں صرف سہو کے دو سجدے کر لینا کافی ہیں۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا جائے گا۔ ③ یہ حدیث مزید تفصیل سے آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۲۱۰)

(المعجم ۱۳۰) - بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاءٌ (التحفة ۱۶۹)

باب: ۱۳۰۔ بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنے کا بیان

۱۲۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا. فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟». فَقِيلَ لَهُ: فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۵- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بار نبی ﷺ نے ظہر کی نماز کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ سے کہا گیا: کیا نماز (کی رکعتوں) میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بات کیا ہے؟“ آپ کو بتایا گیا (کہ پانچ رکعتیں پڑھی گئی ہیں۔) تب آپ ﷺ نے پاؤں موڑا اور دو سجدے کر لیے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① بھول چوک انسانی فطرت ہے جس کا ظہور عبادت کے دوران میں بھی ہو سکتا ہے اس لیے غفلت تو قابلِ مواخذہ ہو سکتی ہے بھول نہیں۔ ② نبوت کا منصب انسانوں کو عطا کیے جانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے نبی کا اسوہ رہنمائی کے لیے موجود ہو۔ ③ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے

لیے احترام کا اظہار ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو غلطی پر محمول کرنے کے بجائے ایک بہتر سوچ کا اظہار کیا کہ ممکن ہے نماز کے دوران میں وحی کے ذریعے سے نماز کی رکعات میں اضافہ کر دیا گیا ہو۔ مسلمانوں کو بھی اپنے ائمہ اور قائدین کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ ⑤ نبی کریم ﷺ نے بھول پر متنبہ کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غصے کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان کی بات تسلیم کر کے بھول سے ہو جانے والی غلطی کا ازالہ فرمادیا، قائد کا اپنے ساتھیوں سے یہی رویہ ہونا چاہیے۔ ⑥ سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد بات چیت ہو جانے کے بعد بھی درست ہے۔

(المعجم ۱۳۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ قَامَ مِنْ اَثْنَتَيْنِ سَاهِيًا (التحفة ۱۷۰)
باب: ۱۳۱۔ دو رکعت کے بعد بھول کر (تشہد پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو تو کیا کرے؟

۱۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ بَحِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً، أَظُنُّ أَنَّهَا الْغَضَرُ. فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّانِيَةِ قَامَ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۶۔ حضرت ابن بحینہ (عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھائی، وہ غالباً عصر کی نماز تھی، دوسری رکعت پڑھ کر نبی ﷺ (تشہد کے لیے) بیٹھنے سے پہلے ہی (بھول کر) کھڑے ہو گئے، پھر جب سلام سے پہلے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے دو سجدے کر لیے۔

www.KitaboSunnat.com

فوائد ومسائل: ① درمیانی تشہد بھولے سے رہ جائے تو آخر میں سجدہ سہو کر لینا چاہیے۔ ② سجدہ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہے اور سلام کے بعد بھی۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۲۱۳) ③ سہو کے دو سجدے ہوتے ہیں۔

۱۲۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَابْنُ فَضِيلٍ، وَبَرِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، وَبَرِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ:

۱۲۰۷۔ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ (تشہد کے لیے) بیٹھنا یاد نہ رہا۔ (باقی نماز پڑھنے کے بعد) جب آپ سلام کے سوا باقی نماز سے فارغ ہو گئے تو سہو کے دو سجدے کر لیے اور سلام پھیر دیا۔

۱۲۰۶۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب من لم ير التشهد الأول واجبا، ح: ۸۲۹، وغيره، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ۵۷۰ من حديث الزهري به.

۱۲۰۷۔ [صحیح] انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ۵۷۰ من حديث يحيى به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز اور سے متعلق احکام ومسائل

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي ثِنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ نَسِيَ الْجُلُوسَ. حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا أَنْ يُسَلَّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السُّهُوِ وَسَلَّم.

🌞 فائدہ: اس روایت سے پہلی حدیث میں مذکور شک دور ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ نماز عصر کی نہیں ظہر کی تھی۔

۱۲۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۲۰۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص دو رکعتیں پڑھ کر (التحیات پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو اور ابھی پوری طرح کھڑا نہ ہوا ہو (کہ یاد آ جائے) تو وہ بیٹھ جائے۔ اگر پوری طرح کھڑا ہو چکا ہو (پھر یاد آئے) تب نہ بیٹھے (زائد رکعت پوری کر کے) سہو کے بعدے کر لے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَمَّ فَإِنَّمَا فَلْيَجْلِسْ. فَإِذَا اسْتَمَّ فَإِنَّمَا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السُّهُوِ».



🌞 فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معنا اور متنا صحیح ہے کیونکہ حدیث میں مذکور مسئلہ کی بابت ابوداؤد کی روایت: (۱۰۳۶) کی تحقیق میں ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن آئندہ آنے والی روایت: (۱۰۳۷) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ ہمارے محقق کے نزدیک بھی درست اور صحیح ہے مذکورہ روایت صرف سنداً کمزور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابوداؤد) (أردو) حدیث: ۱۰۳۶، مطبوعہ دارالسلام) علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحۃ، رقم: ۳۲۱) نیز مسند احمد کے محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۰/۱۰۱۰۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱) ② اس سے واضح ہوا کہ غلطی سے شروع ہو جانے والی زائد رکعت اگر شروع کر لی جائے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ ③ بھول کر زائد رکعت پڑھی جائے تو بھی مجددہ سہو کر لینا کافی ہے۔

۱۲۰۸۔ [سناده ضعيف جلياً] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نسي أن يشهد وهو جالس، ح: ۱۰۳۶ من حديث سُفْيَان الثَّوْرِيِّ بِهِ، وَضَعَفَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ بَعْضُهُ جَابِرُ الْجَعْفِيُّ تَقَدَّمَ حَالَهُ، ح: ۳۵۶، وَتَابِعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ.

(المعجم ۱۳۲) - (بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِيْنِ) (التحفة ۱۷۱)

باب ۱۳۲- نماز میں شک ہو جائے تو یقین پر اعتماد کیا جائے

۱۲۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقِّي، مُحَمَّدُ بْنُ [أَحْمَدَ] الصَّنَدَلَانِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّنَتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ، فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً. وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ. وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْأَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا. ثُمَّ لَيْسَ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ حَتَّى يَكُونَ الْوُحْدُ فِي الزِّيَادَةِ. ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ».

۱۲۰۹- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جب کسی کو دو اور ایک کے درمیان شک ہو جائے تو وہ ایک رکعت شمار کرے اور دو اور تین کے درمیان شک ہو تو دو رکعتیں شمار کر لے۔ اگر تین اور چار کے درمیان شک پڑ جائے تو تین رکعتیں سمجھ لے، پھر باقی نماز پوری کر لے حتیٰ کہ شک اضافے کے بارے میں رہ جائے پھر سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

۱۲۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُبْلِغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِيْنِ. فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَةً، كَانَتْ الرَّكْعَةُ

۱۲۱۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز (کی رکعتوں) میں شک ہو جائے تو وہ شک کو چھوڑ کر یقین پر بنا کرے پھر جب اسے (نماز) مکمل ہو جانے کا یقین ہو جائے تو (آخر میں) دو سجدے کر لے۔ اگر اس کی نماز مکمل ہو گئی تھی (اور ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے) تو وہ رکعت نفل بن جائے گی اور اگر نماز (واقعی) کم تھی تو

۱۲۰۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ۳۹۸ من حديث ابن إسحاق، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم (۳۲۴/۱)، والذهبي * وابن إسحاق صرح بالسماع عند أبي يعلى، ح: ۸۳۹.

۱۲۱۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۱ من حديث زيد به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سہو اور نیان سے متعلق احکام ومسائل

نَافِلَةً. وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً، كَانَتْ الرُّكْعَةُ اس رکعت سے نماز مکمل ہو جائے گی اور دو سجدوں سے لَتَمَام صَلَاتِهِ، وَكَانَتْ السَّجْدَتَانِ رَغَمَ شیطان کی ناک خاک آلود ہو جائے گی۔
أَنْفِ الشَّيْطَانِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① اگر نماز کے دوران میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو غور کرنا اور سوچنا چاہیے جس عدد پر دل زیادہ مطمئن ہو اسی کا اعتبار کر کے نماز مکمل کر کے سجدہ سہو ادا کرنا چاہیے جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔
② اگر شک میں دونوں پہلو برابر ہوں تو کم پر یقین کرے جیسے کہ حدیث: ۱۲۰۹ میں مذکور ہے کیونکہ کم تعداد میں شک نہیں زیادہ میں شک ہے۔ ③ اگر غلطی سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے تو سجدہ سہو ایک رکعت کے قائم مقام ہو کر دو نفل کا ثواب مل جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے ہماری کوتاہی کو بھی ہمارے لیے باعث ثواب بنا دیا اور دو سجدوں کو اس موقع پر پوری رکعت کے برابر کر دیا۔ ④ شک کی صورت میں اگر نماز پوری پڑھی گئی تھی اور سجدہ سہو بھی کر لیا تو یہ شیطان کی ذلت کا باعث ہے کیونکہ شیطان نے چاہا تھا کہ بندے کی نماز خراب ہو اور وہ پریشان ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو خراب ہونے سے بچا لیا اور قبول فرمایا اس طرح شیطان کا مقصد پورا نہیں ہوا اور وہ ذلیل ہوا۔ ⑤ ”ناک پر مٹی لگنا“ محاورہ ہے جس کا مطلب ذلت اور خواری ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۳۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمِنْ شَكٍّ فِي صَلَاتِهِ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ (التحفة ۱۷۲)

باب: ۱۳۳- نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا

۱۲۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ شُعْبَةُ: كَتَبَ إِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ. قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً لَا تَذِرِي أَرَادَ أَوْ نَقَصَ. فَسَأَلَ. فَحَدَّثَنَا هُ فَنَنَى رَجُلَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا

۱۲۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھا کی اس میں معلوم نہیں اضافہ ہو گیا یا کمی رہ گئی؟ پھر آپ نے (صحابہ سے) پوچھا، ہم نے بتا دیا (کہ یہ غلطی ہوئی ہے، نبی ﷺ نے پاؤں موڑ کر قبلے کی طرف منہ کر لیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا، پھر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا: ”اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم کو بتا دیتا۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں جس طرح تم لوگ

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سہو اور نسیان سے متعلق احکام و مسائل

يُؤَخِّرُهُ، فَقَالَ: «لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَتَيْنَاكُمْ مَوْتَهُ. وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي. وَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذَلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، فَيُتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمْ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ».

بھول جاتے ہو اسی طرح مجھ سے بھی بھول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادیا کرو۔ اور تم میں سے جس کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ (سوچ کر) صحت سے قریب تر بات معلوم کرے پھر اس کے مطابق نماز پوری کرے، سلام پھیرے اور دو سجدے کر لے۔“

🕌 نوآند و مسائل: ① ”معلوم نہیں اضافہ ہوا یا کی ہوئی۔“ یہ شک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں بلکہ ابراہیم نخعی کو ہوا ہے کہ ان کے استاد حضرت علقمہ نے حدیث سنا تے وقت کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔ ① حدیث: ۱۲۰۵ میں وضاحت موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر تلہر کی پانچ رکعتیں پڑھادی تھیں۔

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۲۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ [مِسْعَرٍ]، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح بات (سوچ کر) معلوم کرے پھر دو سجدے کر لے۔“

قَالَ الطَّنَافِيسِيُّ: هَذَا الْأَصْلُ، وَلَا يَقْدِرُ أَحَدٌ يَرُدُّهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد علی بن محمد طنافسی بیان کرتے ہیں کہ یہ اصل ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

🕌 فائدہ: طنافسی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ شک کی بنا پر سجدہ سہو کا لازم ہونا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں باقی تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۳۴) - بَابُ فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثِ مِائَةٍ (التحفة ۱۷۳)

باب: ۱۳۴- دو یا تین رکعت پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دینا؟

۱۲۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ۱۲۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۲۱۲۔ [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۲۱۳۔ [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السهو في السجدين، ح: ۱۰۱۷ عن أبي كريب محمد بن

العلاء وغيره به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ سَيَّانٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرْتَ أَوْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «مَا أَقْصَرْتُ وَمَا نَسِيتُ» قَالَ: إِذَا، فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ. قَالَ: «أَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ.

نماز میں سہوا درنیاں سے متعلق احکام و مسائل کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ایک آدمی جسے ذوالیدین کہتے تھے اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔“ انھوں نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو (عرض یہ ہے کہ) آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا جس طرح ذوالیدین کہتا ہے (ویسے ہی ہوا ہے؟)“ صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ تب نبی ﷺ نے آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کیے۔



فوائد و مسائل: ① غلطی سے کم رکعتیں پڑھی جائیں تو چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ② امام کا نمازیوں سے اس بارے میں بات کرنا کہ نماز پوری پڑھی گئی ہے یا نہیں اور نمازیوں کا امام کو بتانا پہلی پڑھی ہوئی نماز کو کا عدم نہیں کر دیتا کیونکہ یہ بات چیت جان بوجھ کر نماز کے اندر نہیں کی گئی اس لیے نماز شروع سے نہیں پڑھنی پڑے گی۔ ③ سجدہ سہو سلام کے بعد بھی درست ہے۔

۱۲۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشْيَةِ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ يَسْتَنِدُ إِلَيْهَا. فَخَرَجَ سَرْعَانَ النَّاسِ يَقُولُونَ: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ. وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. فَهَابَاهُ أَنْ يَقُولَا لَهُ شَيْئًا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيلُ الْيَدَيْنِ، يُسَمَّى ذَا الْيَدَيْنِ. فَقَالَ:

۱۲۱۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں پچھلے وقت کی ایک نماز (ظہر یا عصر کی) دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ مسجد میں ایک لکڑی تھی (غالبا ستون ہوگا) نبی ﷺ اس سے ٹیک لگا کر تشریف رکھا کرتے تھے، پھر سلام پھیرنے کے بعد نبی ﷺ اٹھ کر اس لکڑی کی طرف چلے۔ جن افراد کو (جانے کی) جلدی تھی وہ یہ کہتے ہوئے چل دیے: نماز کم ہو گئی ہے۔ حاضرین میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ وہ آپ

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ أَنْسَ، قَالَ: فَإِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ: «أَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

سے کچھ عرض کرنے سے ڈرے (کہ نبی ﷺ کو ناگوار نہ گزرے) لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب بھی تھے جو ذوالیدین کے نام سے معروف تھے انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ سے بھول ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کم کی گئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔“ انھوں نے عرض کیا: آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا (ایسے ہی ہوا ہے) جس طرح ذوالیدین کہتا ہے؟“ صحابہ نے کہا: جی ہاں! تب رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① نماز باجماعت کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ سکتے ہیں اگرچہ مسجد ہی میں دوسری جگہ بیٹھنے کا ارادہ ہو تا ہم نماز کی جگہ بیٹھ رہنا ثواب کا باعث ہے۔ ایسے شخص کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۷۹۹) ② کسی کی بات کی تحقیق کر لینا اس پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ یقین میں اضافے کے لیے ہوتا ہے۔ ③ اگر کوئی شخص اپنی کسی خاص جسمانی ساخت (مثلاً چھوٹا قد یا دبلہ جسم وغیرہ) کی وجہ سے کسی خاص نام سے مشہور ہو جائے تو اسے اس نام سے ذکر کرنا جائز ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو ذوالیدین (ہاتھوں والا) کہہ کر یاد فرمایا کیونکہ ان کے ہاتھ لمبے تھے لیکن اس نام سے پکارنے سے تحقیر ظاہر ہوتی ہو تو یہ نام نہ لیں بلکہ بہتر نام سے ذکر کریں۔ ④ سلام کے بعد سجدہ ہو کیا جائے تو اس کے بعد دوبارہ سلام پھیرنا چاہیے۔

۱۲۱۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر اٹھ کر حجرے میں تشریف لے گئے۔ ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب، حضرت خرباق رضی اللہ عنہ (باہر سے) آواز دی: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصے کی کیفیت میں چادر گھسیٹتے

۱۲۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَضِرِ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ. ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سہواور نیان سے متعلق احکام ومسائل

الْحُجْرَةِ. فَقَامَ الْخُزْبَانِيُّ، رَجُلٌ بَسِيطٌ الْيَدَيْنِ، فَتَادَى: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ إِزَارَهُ. فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ. فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

ہوئے باہر تشریف لائے اور (حاضرین سے معاملہ) دریافت کیا آپ کو اس کی خبر دی گئی تو نبی ﷺ نے جو رکعت (غلطی سے) چھوڑ دی تھی وہ پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① حدیث: ۱۲۰۷ میں بیان ہوا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تھی صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، الاذان، باب هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، حدیث: ۷۱۵) ② مذکورہ بالا روایات میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار کے بجائے دو رکعتیں ادا کی تھیں تین نہیں۔ یہ روایات زیادہ صحیح ہیں تاہم اس معمولی اختلاف کے باوجود اصل مسئلہ ثابت ہے کہ بھول کر رکعتیں کم پڑھی جائیں تو معلوم ہونے پر باقی نماز پڑھ کر سجدہ سہو کیا جائے گا پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں چاہے امام اور مقتدیوں کے درمیان گفتگو بھی ہو جائے۔

باب: ۱۳۵۔ سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنے کا بیان

(المعجم ۱۳۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

سَجْدَتَيْ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ (النحفة ۱۷۴)

۱۲۱۶ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَيَدْخُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ حَتَّى لَا يَذَرِي زَادًا أَوْ نَقْصًا. فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَسْلَمَ. ثُمَّ يَسْلَمَ».

۱۲۱۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”شیطان نماز کے دوران میں کسی کے پاس آتا ہے پھر اس کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (دوسو ڈالتا ہے) حتیٰ کہ نمازی کو معلوم نہیں رہتا کہ اس نے زیادہ نماز پڑھی ہے یا کم۔ جب یہ صورت پیش آئے تو (نمازی کو چاہیے کہ) سلام سے پہلے دو سجدے کر لے پھر سلام پھیر دے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① نماز سب سے اہم عبادت اور بندے کا اللہ سے تعلق قائم کرنے والا عمل ہے اس لیے شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندے کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دے۔ ② خیالات کو نماز میں مرکوز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر بھی اگر توجہ نہ رہے تو جب خیال آئے پھر نماز کی طرف توجہ کر لے۔ ③ نماز کے دوران میں خیالات

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... نماز میں سہو اور نسیان سے متعلق احکام و مسائل

کسی اور طرف متوجہ ہو جانے کی وجہ سے بعض اوقات نماز کی رکعات میں شک ہو جاتا ہے اس صورت میں جب فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے تو سجدہ سہو کر لینا چاہیے۔ (۵) سجدہ سہو سے متعلق بعض مسائل گزشتہ ابواب میں ذکر کیے جا چکے ہیں۔

۱۲۱۷۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ :
حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ :
أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ : «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَذْخُلُ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَبَيْنَ
نَفْسِهِ . فَلَا يَذْهَبُ عَنْ صَلَاتِهِ . فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ
فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ» .

۱۲۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان انسان کے اور اس
کے دل کے درمیان مداخلت کرتا ہے چنانچہ اس
(نمازی) کو معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب
یہ صورت حال پیش آئے تو اسے چاہیے کہ سلام سے
پہلے دو سجدے کر لے۔“

🌟 فائدہ: مذکورہ بالا صورت میں سوچنا چاہیے کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں جس طرف دل زیادہ مائل ہو اسی کو صحیح تعداد سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کم تعداد کو صحیح سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر کے سلام پھیر لے۔

(المعجم ۱۳۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ
سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ (التحفة ۱۷۵)

باب: ۱۳۶۔ سلام کے بعد سجدہ سہو

۱۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ :
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ سَجَدَ
سَجْدَتَيْ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ . وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ .

۱۲۱۸۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد سہو کے سجدے
کیے پھر بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

۱۲۱۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ،
۱۲۱۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

۱۲۱۷۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۴۸۳/۲ من حديث فليح عن سلمة بن صفوان به نحو المعنى .

۱۲۱۸۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۷۶/۱ عن سفیان به ، ولفظ الحميدي في مسنده : "سفیان ثنا منصور" به ، وله
شواهد عند مسلم ، ح : ۵۷۲ ، والبخاري ، ح : ۴۰۱ وغيرهما .

۱۲۱۹۔ [حسن] أخرجه أبو داود ، الصلاة ، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس ، ح : ۱۰۳۸ عن عثمان بن أبي شيبة ۴۴

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں سہو اور نسیان سے متعلق احکام و مسائل

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمٍ الْعَنَسِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلَّمُ».

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”ہر بھول میں دو سجدے ہیں سلام پھیرنے کے بعد۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ہر بھول“ کا مطلب یہ ہے کہ غلطی خواہ کی ہو یا زیادتی کی اس کا ازالہ سہو کے دو سجدوں سے ہو جاتا ہے۔ ② اگر یقین ہو جائے کہ نماز کی رکعتیں کم پڑھی گئی ہیں تو چھوٹی ہوئی رکعتیں یا رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہیے جیسے گزشتہ ابواب میں بیان ہوا۔ ③ سہو کے سجدے سلام سے پہلے بھی کیے جاسکتے ہیں اور سلام کے بعد بھی۔ زیر مطالعہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ سلام سے پہلے سجدہ سہو نہیں ہو سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر سہو میں سلام کے بعد بھی سجدہ کرنا درست ہے۔

(المعجم ۱۳۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّبَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۶)

باب: ۱۳۷۔ نماز پر بنا کرنے کا بیان

۱۲۲۰- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ نَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سَفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ. ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ، فَمَكَثُوا. ثُمَّ انْطَلَقَ فَاغْتَسَلَ. وَكَانَ رَأْسُهُ يَنْطَرُّ مَاءً. فَصَلَّى بِهِمْ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ جُنُبًا.

۱۲۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز کے لیے (گھر سے) تشریف لائے اور اللہ اکبر کہہ دیا۔ (تکبیر تحریر یہ کہہ کر نماز شروع کر دی) پھر صحابہ کو اشارہ کیا تو وہ (نماز کی حالت میں) ٹھہرے رہے۔ آپ نے جا کر غسل فرمایا۔ (واپس آئے تو) آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر فرمایا: ”میں جنابت کی حالت میں تمہارے پاس آ گیا تھا اور مجھے یاد ہی نہیں رہا تھی کہ میں نماز میں کھڑا ہو گیا۔“

❖ وغیرہ۔

۱۲۲۰۔ [حسن] وضعه البوصيري * عبدالله بن موسى التيمي "صندوق كثير الخطاء" (تقريب)، يعني أنه ضعيف من جهة حفظه، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۲۷۵، ومسلم، ح: ۶۰۵ وغيرهما.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها دوران نماز میں بے وضو ہو جانے سے متعلق احکام ومسائل
وَأَنِّي نَسِيتُ حَتَّى قُمْتُ فِي الصَّلَاةِ.

☀️ فوائد ومسائل: ① امام کے سہو سے مقتدیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر جنابت کی حالت میں تکبیر تحریر کی لیکن مقتدیوں کی تکبیر تحریر درست تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز کی حالت میں کھڑے رہنے کا اشارہ فرمادیا۔ ② اس حدیث سے بِنَا کا مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے تکبیر تحریر دوبارہ نہ کی ہو لیکن اس میں یہ اشکال ہے کہ حالت جنابت میں بھی ہوئی تکبیر تحریر کو درست ماننا پڑے گا اس لیے نبی ﷺ نے تکبیر تحریر یقیناً دوبارہ کی ہوگی اور اس صورت میں بنا کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

۱۲۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَتَوَضَّأْ. ثُمَّ لْيَبْسُ عَلَى صَلَاتِهِ، وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ».

۱۲۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز میں قے آجائے یا تکبیر پھوٹے یا کوئی چیز پیٹ میں سے منہ میں آئے یا مذی نکلے تو اسے چاہیے کہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کر لے بشرطیکہ اس اثنا میں کلام نہ کرے۔“

(المعجم ۱۳۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَحَدَتْ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ (التحفة ۱۷۷)

باب: ۱۳۸- جس کا نماز کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے وہ نماز چھوڑ کر کس طرح جائے؟

۱۲۲۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَأَحَدَتْ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى أَنْفِهِ، ثُمَّ

۱۲۲۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک پکڑ کر (وضو کے لیے) چلا جائے۔“

۱۲۲۱- [سناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف، لأنه من رواية إسماعيل عن الحجازيين وهي ضعيفة'، وفيه علة أخرى.

۱۲۲۲ [صحیح] * عمر بن علي المقدمي كان بدلس شديدًا (تقريب) وعنن، وتابعه عمر بن قيس وهو متروك، وتابعهما ابن جريج عند أبي داود، ح: ۱۱۱۴، والفضل بن موسى عند الحاكم وغيره.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ مریض کی نماز سے متعلق احکام و مسائل۔ لِيُنْصَرِفَ۔

حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ناک پر ہاتھ رکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ دیکھنے والے سمجھیں گے شاید تکبیر پھوٹی ہے اس لیے نماز چھوڑ کر صف سے نکل گیا ہے ورنہ صف سے نکلے ہوئے شرم آئے گی کیونکہ لوگ محسوس کریں گے کہ اس کی ہوا خارج ہوئی ہے۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ تکبیر والا آدمی خون بند کرنے کے لیے صف سے نکل کر جاتا ہے کیونکہ سر پر پانی ڈالنے سے خون رک جائے گا، ضروری نہیں کہ وہ وضو ہی کرے جیسا کہ زیادہ صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ جسم سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام مالک نے موطا میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سعید بن مسیب اور حضرت سالم بن عبداللہ رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرات تکبیر پھوٹنے پر دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ موطا کی ایک روایت میں حضرت سعید بن مسیب سے وضو کرنا منقول ہے لیکن اس سے وضو نفویٰ یعنی منہ ہاتھ دھونا مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ حضرت سعید بن مسیب سے وضو نہ کرنا بھی مروی ہے۔ (موطا امام مالک الطہارۃ باب ماجاء فی الرعاف و باب العمل فی الرعاف حدیث: ۴۹۳۸/۴۷)

باب: ۱۳۹۔ بیمار آدمی کی نماز (المعجم ۱۳۹)۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ (التحفة ۱۷۸)

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنِ
الْمُعَلِّمِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ
حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ يَبِي النَّاصُورُ. فَسَأَلْتُ
النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «صَلِّ فَإِنَّمَا
فَإِن لَمْ تَسْتَطِعْ فَمَقَاعِدًا. فَإِن لَمْ تَسْتَطِعْ،

۱۲۲۳۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے نماز کے متعلق سوال کیا (کہ کیسے نماز پڑھوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھڑا ہو کر نماز پڑھ اگر (کھڑا ہونے کی) طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل (لیٹ کر نماز پڑھ لے۔“)

۱۲۲۳۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في صلاة القاعد، ح: ۹۵۲ من حديث وكيع به، أخرجه البخاري، ح: ۱۱۱۷ من حديث إبراهيم به، وله طرق أخرى عنده وعند غيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل
فَعَلَى جَنْبٍ»۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام دین فطرت ہے اس میں بندوں کی فطری کمزوریوں کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔
② بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں خواہ فرض ہو یا نفل کیونکہ ارشاد نبوی ہے: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ» (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما و قاعدا.....، حدیث: ۷۳۵)
”آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہوتا ہے۔“ ③ شدید مرض کی صورت میں جب آسانی سے بیٹھنا ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ اس سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ شدید مرض کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں صرف اس کے احکام و مسائل میں نرمی کر دی گئی ہے۔

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ يَسَارٍ
الوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقِيُّ، عَنْ
سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي حَرِيرٍ، عَنْ
وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى
جَالِسًا عَلَى يَمِينِهِ، وَهُوَ وَجِعٌ.

۱۲۲۳۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے
دیکھا آپ بیماری کی وجہ سے دائیں طرف جھک کر
بیٹھے ہوئے تھے۔

(المعجم ۱۴۰) - بَابُ: فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ
قَاعِدًا (التحفة ۱۷۹)

باب: ۱۴۰۔ بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا

۱۲۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي
ذَهَبَ بِنَفْسِهِ ﷺ مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ
صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ
إِلَيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ،
وَإِنْ كَانَ تَبِيرًا.

۱۲۲۵۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے
نبی ﷺ کو وفات دی نبی ﷺ اس وقت تک فوت نہیں
ہوئے جب تک آپ اکثر (نفل) نماز بیٹھ کر نہ پڑھنے
لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو وہ نیک عمل پسند تھا جس پر بندہ
بیشکی اختیار کرے اگرچہ (وہ عمل) تھوڑا ہو۔

۱۲۲۴۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر: ح: ۳۵۶ لعلته * أبو حريز مجهول كما قال صاحب التقریب وغيره.

۱۲۲۵۔ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۲۲۲/۳، قيام الليل، باب صلاة القاعد في النافلة... الخ، ح: ۱۶۵۵، ۱۶۵۶ من حديث أبي إسحاق عن أبي سلمة به، وصرح بالسماع.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر نمازی نفل نماز میں طویل قراءت کرنا چاہتا ہو لیکن طویل قیام اس کے لیے مشقت کا باعث ہو تو کچھ قراءت کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر کر سکتا ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② نیکی کے کام پر پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاہم اس طرح کا عمل فرض نہیں ہو جاتا اس لیے اگر کسی موقع پر آدمی آرام کی ضرورت محسوس کرے تو اس میں ناغہ کر سکتا ہے یا اس کی مقدار کم کر سکتا ہے۔ ③ بظاہر چھوٹی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دینا مناسب نہیں کیونکہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر بڑے درجات کا باعث بن سکتی ہیں۔

۱۲۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

۱۲۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: نبی ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اتنے عرصے کے لیے کھڑے ہو جاتے جس میں کوئی انسان چالیس آیتوں کی تلاوت کر لے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کی نماز تہجد بہت طویل ہوتی تھی اور آپ اس میں طویل قراءت کرتے تھے۔

② کھڑے ہو کر نماز پڑھنے وقت اگر کچھ قیام بیٹھ کے کر لیا جائے تو جائز ہے۔ اس صورت میں رکوع اور قومہ کھڑے ہو کر کیا جائے گا لیکن اگر پورا قیام بیٹھ کر کیا جائے تو رکوع اور قومہ بھی بیٹھ کر ادا کیا جائے گا۔

۱۲۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الثُّمَالِيُّ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةٍ اللَّيْلِ إِلَّا قَائِمًا. حَتَّى دَخَلَ فِي السَّنِّ. فَجَعَلَ يُصَلِّي جَالِسًا.

۱۲۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز میں کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا حتیٰ کہ آپ عمر رسیدہ ہو گئے تب آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے حتیٰ کہ جب چالیس یا تیس آیتوں کے برابر قراءت رہ جاتی تو کھڑے ہو کر یہ قراءت کرتے اور سجدہ کرتے۔

۱۲۲۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً وفعل بعض الركعة... الخ، ح: ۷۳۱. عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۱۲۲۷- أخرجه البخاري، التفسير، باب: إذا صلى قاعداً ثم صح أو وجد خفةً تمت ما بقي، ح: ۱۱۱۸، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۳۱ من حديث هشام به نحو المعنى، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَتَّى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ فَرَاعَتِهِ أَرْبَعُونَ آيَةً،
أَوْ ثَلَاثُونَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَهَا وَسَجَدَ.

۱۲۲۸- حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کا ایک طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا ایک طویل حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

۱۲۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا. فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا. وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

باب ۱۴۱- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب
کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے
آدھا ہوتا ہے

(المعجم ۱۴۱) - بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (التحفة ۱۸۰)

۱۲۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس سے نبی ﷺ گزرے اور فرمایا: ”بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے (ثواب میں) آدھی ہوتی ہے۔“

۱۲۲۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا فُطَيْبَةُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا. فَقَالَ: «صَلَاةُ الْجَالِسِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ».

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے جیسے بعض لوگ فرض نمازوں کے بعد بغیر کسی

۱۲۲۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ۷۳۰ عن أبي شيبه.

۱۲۲۹- [صحيح] * الأعمش وشيخه عننا، وللحديث شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان

عذر کے بیٹھ کر دو نفل پڑھتے ہیں۔

۱۲۳۰۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ قَرَأَى أَنَسًا يُصَلُّونَ قُعُودًا. فَقَالَ: «صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ».

۱۲۳۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے نظر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے آدھی ہوتی ہے۔“

۱۲۳۱۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرْثَدَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ. وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ. وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».

۱۲۳۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اس کے لیے کھڑے ہونے والے سے آدھا ثواب ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے اس کے لیے بیٹھنے والے سے آدھا ثواب ہے۔“



🌞 **فوائد ومسائل:** ① بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ② لیٹ کر نماز پڑھنے کا ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی کم ہے اس لیے بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(المعجم ۱۴۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ (التحفة ۱۸۱)

۱۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

۱۲۳۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد: ۲/ ۲۱۴، ۲۴۰ من حديث عبد الله بن جعفر المخرمي به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

۱۲۳۱۔ أخرجه البخاري، التصدير، باب صلاة القاعد، ح: ۱۱۱۵، ۱۱۱۶ من حديث حسين المعلم به.

۱۲۳۲۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب حد المريض أن يشهد الجماعة، ح: ۷۱۳، ۷۱۲، ۶۶۴، ومسلم، ۴۴

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ .
ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ،
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ
الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَرَضَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ
أَبُو مُعَاوِيَةَ: لَمَّا ثَقُلَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ
بِالصَّلَاةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ
رَجُلٌ أَسِيفٌ. تَعْنِي رَقِيقٌ. وَمَتَى مَا يَقُومُ
مُقَامَكَ يَبْكِي فَلَا يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتُ
عُمَرَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ
فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُمْ صَوَاحِبَاتُ
يَوْمِنَا». قَالَتْ: فَأَرْسَلْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ،
فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ
نَفْسِهِ خِفَةً. فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ يُهَادِي بَيْنَ
رَجُلَيْنِ. وَرَجُلَاهُ تَخَطَّانِ فِي الْأَرْضِ.
فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ.
فَأَوْمَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ. قَالَ،
فَجَاءَ حَتَّى أَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ.
فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتُمُ بِالنَّبِيِّ ﷺ. وَالنَّاسُ
يَأْتُمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ.

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان
نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے
جس میں آپ کی وفات ہوئی..... اور ابو معاویہ کی
روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب نبی ﷺ کی بیماری شدید
ہو گئی..... تو (ایک دن) حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ
کو نماز (کا وقت ہو جانے) کی اطلاع دینے کے لیے
حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو
لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ ہم (امہات المؤمنین) نے
عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رقیق القلب آدمی
ہیں۔ جب آپ کی جگہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہوں
گے تو (رقت طاری ہو جانے کی وجہ سے) رونے لگیں
گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو حکم دے دیں تو وہ نماز پڑھا دیں گے تو آپ ﷺ نے
فرمایا: ”ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھا سکیں“ تم تو یوسف
کی ساتھ والیاں ہو۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
چنانچہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، انھوں نے
نماز پڑھانا شروع کی تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی طبیعت
میں کچھ افاقہ محسوس ہوا۔ چنانچہ آپ دو آدمیوں کا سہارا
لے کر نماز کے لیے تشریف لے آئے آپ کے قدموں
(کے زمین پر جم کر نہ رک سکے جاسکتے) کی وجہ سے زمین پر
لکیر بنتی جا رہی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ
ﷺ کی آمد کا احساس ہوا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ
نے انھیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ نبی ﷺ
(آگے) تشریف لے آئے حتیٰ کہ دونوں اصحاب نے

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان
نبی ﷺ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر بٹھا دیا۔ چنانچہ
(یہ نماز اس طرح ادا کی گئی کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ
کی اقتدا کر رہے تھے اور (تمام) لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی اقتدا کر رہے تھے۔



فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت اس قدر اہمیت کی حامل تھی کہ شدید مرض میں بھی
آپ ﷺ نے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ ② رسول اللہ ﷺ کو گھر سے مسجد تک سہارا دے کر لانے والے حضرات علی
اور عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب حد المریض أن يشهد الجماعة، حدیث: ۲۶۵)
③ بڑے عالم کے احترام میں اس کی موجودگی میں نماز نہ پڑھنا درست ہے۔ ④ مذکورہ بالا نماز میں رسول اللہ ﷺ
ہی امام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکبر کی حیثیت سے نبی ﷺ کی تکبیر نمازیوں تک پہنچانے کے لیے بلند آواز سے تکبیر
کہتے تھے اس لیے عام صحابہ کرام ہی نماز کا رکوع و سجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات کے مطابق تھا۔ ⑤ اگر امام بیٹھ کر
نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیے۔ علمائے کرام نے اس حدیث کو ان ارشادات نبوی کا ناخ
قرار دیا ہے جن میں یہ حکم ہے کہ امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو اگرچہ وہ عذر نہ ہو تاہم وہ امام
کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کریں۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب النهی عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره،
حدیث: ۴۱۷، وصن ابن ماجه، حدیث: ۱۴۳۷) ⑥ نبی اکرم ﷺ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”تم
یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔“ یہ تشبیہ اس لیے دی کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسے کام کا مطالبہ کیا جو
مناسب نہیں تھا۔ اسی طرح امہات المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کا مطالبہ کیا جو درست نہیں تھا۔ یہ تشبیہ نامناسب مطالبہ پر اصرار کرنے کے
لحاظ سے ہے۔



۱۲۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۳۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں
عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي چنانچہ وہ نمازیں پڑھاتے رہے۔ (ایک دن) رسول
مَرَضِهِ. فَكَانَ يُصَلِّيَ بِهِمْ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو آپ (حجرہ مبارک سے)
ﷺ خَفَّةً. فَخَرَجَ. وَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَوْمَ بَہر تشریف لائے، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

النَّاسَ. فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَنِّي كَمَا أَنْتَ. فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ.

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ رہو۔ تب رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کے برابر بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور دوسرے لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان آخری ایام میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ② اس حدیث میں مذکورہ واقعہ وفات سے ایک یا دو دن پہلے یعنی ہفتہ یا اتوار کو پیش آیا۔ دیکھیے:

(الرحیق المختوم' مولانا صفی الرحمن مبارک پوری: ۶۲۷)

۱۲۳۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَنَّنَا عِنْدَ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ، مِنْ كِتَابِهِ فِي بَيْتِهِ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ بَيْطُ: أَنَّنَا عَنْ نَعْمِ بْنِ أَبِي هَنْدٍ، عَنْ بَيْطُ بْنِ شَرِيطٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَعْمِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ. ثُمَّ أَفَاقَ. فَقَالَ: «أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلَا لَاقِيَّ دُونَ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». ثُمَّ أَعْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ. فَقَالَ: «أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلَا لَاقِيَّ دُونَ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». ثُمَّ أَعْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ: «أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلَا لَاقِيَّ دُونَ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ».

۱۲۳۳- حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں بے ہوشی طاری ہو گئی پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ پر (دوبارہ) بے ہوشی طاری ہو گئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ پھر نبی ﷺ پر (تیسری بار) بے ہوشی طاری ہو گئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ. فَإِذَا قَامَ ذَلِكَ الْمَقَامَ يَبْكِي، لَا يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتُ غَيْرَهُ. ثُمَّ أَعْمِي عَلَيْهِ. فَأَقَاقَ، فَقَالَ: «مُرُوا بِأَبِي فَلْيَوِّدَنَّ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَإِنْ كُنَّ صَوَاجِبُ يُوسُفَ. أَوْ صَوَاجِبَاتُ يُوسُفَ» قَالَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ. وَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ حَفَةً، فَقَالَ: «انْظُرُوا لِي مَنْ أَتَى عَلَيَّ عَلَيْهِ» فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا. فَلَمَّا رَأَى أَبُو بَكْرٍ، ذَهَبَ لِيَتَكَيَّصَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، أَنْ ابْنُثْ مَكَانَكَ. ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. حَتَّى قَضَى أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُضِيَ.



نے عرض کیا: ابا جان نرم دل آدمی ہیں، جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ اگر آپ کسی اور کو (نماز پڑھانے کا) حکم دیں (تو بہتر ہوگا) پھر رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ افادہ ہوا تو فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم (عورتیں) تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔“ راوی فرماتے ہیں چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ کو کچھ افادہ محسوس ہوا تو فرمایا: ”کسی کو بلاؤ جو مجھے سہارا دے۔“ چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آگئیں ایک اور صاحب بھی حاضر ہو گئے۔ نبی ﷺ ان دونوں کے سہارے سے (مسجد کی طرف) چلے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں پھر رسول اللہ ﷺ آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کر لی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہو گئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عِيٍّ. امام ابو عبد اللہ (ابن ماجہ) رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث غریب ہے، نصر بن علی کے علاوہ کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر تھی کہ ہوش آتے ہی سب سے پہلے نماز کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ ② یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نبی ﷺ نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی واقعہ سے استدلال کرتے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان

ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کیبزی (خلافت) کے منصب پر فائز کیا۔ ⑤ اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہ کے اصرار کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں فرمایا، اس لیے قائد کو چاہیے کہ جو فیصلہ اسے لائق کی روشنی میں بہتر اور صحیح محسوس ہو اس پر پختگی سے قائم رہے، اپنے ساتھیوں کے اصرار سے فیصلہ تبدیل نہ کر دے۔ ⑥ ضرورت کے موقع پر انجینی عورت سے مناسب خدمت لی جاسکتی ہے جبکہ غلط فہمی پیدا ہونے اور نامناسب نتائج نکلنے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آ کر دیا تھا، نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں وہ آزاد تھیں۔ ⑦ نبی اکرم ﷺ کو سہارادے کر مسجد لانے والوں کی بابت مختلف روایتوں میں مختلف نام مذکور ہیں مذکورہ روایت میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک آدمی کا ذکر ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ان کے درمیان اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور نامعلوم آدمی آپ ﷺ کو گھر سے مسجد تک اور اس سے آگے نماز کی جگہ تک حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لے کر آئے یا پھر دو الگ الگ واقعات پر محمول ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۲/۳۰۱، حدیث: ۲۶۵)

۱۲۳۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَرْقَمِ بْنِ شُرْحَبِيلَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ. فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ: «ادْعُوهُ» قَالَتْ خَفْصَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ قَالَ: «ادْعُوهُ» قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ الْعَبَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ. فَتَنَظَّرَ فَسَكَتَ. فَقَالَ

۱۲۳۵ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی کو بلاؤ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حضرت ابوبکر کو بلا لیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاؤ۔“ حضرت خصفہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت عمر کو بلا لیں؟ فرمایا: ”بلاؤ۔“ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر دیکھا اور خاموش ہو

۱۲۳۵ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۵۶، ۳۵۷ عن وكيعة، وانظر: ح: ۱۰۳۹، ۴۶۰، لعننه، ورواه قيس بن الربيع، ح: ۱۱۵۸ عن عبد الله بن أبي السفر عن أرقم بن شرحبيل عن عبد الله بن عباس عن أبيه بن نحوه، أخرجه أحمد: ۱/۲۰۹ وغيره * وقيل ضعيف كما تقدم، فالخير لم يصح، وهو مخالف لحديث البخاري، ح: ۶۸۷ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عُمَرُ: قُومُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ حَصِرٌ. وَمَتْنِي لَا يَزَاكَ، يَبْكِي، وَالنَّاسُ يَبْكُونَ. فَلَوْ أَمَرْتُ عُمَرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خَفَةً. فَخَرَجَ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرَجُلَاهُ تَخَطَّانِ فِي الْأَرْضِ. فَلَمَّا رَأَى النَّاسُ سَبَّحُوا بِأَبِي بَكْرٍ. فَلَذَهَبَ لِيَسْتَأْجِرَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَيَّ مَكَانِكَ. فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِهِ. وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتِمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَالنَّاسُ يَأْتِمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ.

حالتِ مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو بکر رقیق القلب اور کم گو ہیں جب وہ آپ کو (امامت کے لیے) موجود نہ پائیں گے تو رو پڑیں گے (اس پر) لوگ بھی (آپ کو یاد کر کے غم زدہ ہو جائیں گے اور) رونے لگیں گے۔ اگر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں (تو بہتر ہوگا) آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو دو مردوں کے سہارے (مسجد کی طرف) روانہ ہوئے آپ کے قدم مبارک (شدتِ ضعف کی وجہ سے) زمین پر لکیر بناتے جا رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ کو (مسجد میں تشریف لاتے) دیکھا تو سبحان اللہ کہہ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا۔ وہ پیچھے ہٹے لگے تو نبی ﷺ نے انہیں اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے ہو پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور (دوسرے تمام) لوگ حضرت ابو بکر کی اقتدا کر رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها — رسول اللہ ﷺ کا امتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا بیان
قَالَ وَيَكْبَعُ: وَكَذَا السُّنَّةُ. جناب وکبج نے فرمایا: یہی سنت ہے۔

قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی بیماری کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ ذَلِكْ.

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذکر کے بغیر بعض کے نزدیک صحیح اور بعض کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۱۰۲۷) ② اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھے لیکن زیادہ صحیح روایات میں بائیں طرف بیٹھے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری، 'الأذان' باب الرجل ياتم بالامام، و ياتم الناس بالعموم، حدیث: ۷۱۳) سنن ابن ماجہ کی دوسری روایات میں دائیں بائیں کا ذکر کیے بغیر صرف "پہلو میں بیٹھے" کا ذکر ہے۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مقتدی پر فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھوڑی تھی یعنی فاتحہ نہیں پڑھی لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس نماز میں مقتدی نہیں تھے بلکہ امام تھے اور امام بہر حال فاتحہ پڑھتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ④ قراءت سے مراد نماز ہے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی قیام میں تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی شروع سے نماز شروع کر دی۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رکوع یا سجدے میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ امامت نہ فرماتے جیسے کہ ایک بار نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

(المعجم ۱۷۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِهِ
باب: ۱۲۳۳۔ رسول اللہ ﷺ کا امتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا بیان
(التحفة ۱۸۲)

۱۲۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَاتَّهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً. فَلَمَّا أَحَسَّ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے۔ ہم (قاتلے کے) لوگوں تک پہنچے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انھیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ انھوں نے جب نبی ﷺ کی موجودگی کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کریں۔ (نماز

۱۲۳۶۔ أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، بعد ح: ۲۷۴ من حديث حميد الطويل به نحو المعنى، وله طريق آخر عنده، الصلاة، باب المسح على الخفين وغيره.

ہ۔ ابواب بإقامة الصلوات والسنة فيها

بِالنَّبِيِّ ﷺ دَخَبَ يَتَأَخَّرُ. كَمَا لَيْدِي. سے فارغ ہونے کے بعد) فرمایا: ”آپ نے اچھا کیا۔
ﷺ أَنْ يُبَيِّنَ الصَّلَاةَ. قَالَ: «وَقَدْ أَحْسَنَ». اسی طرح کیا کریں۔“
كَذَلِكَ فَاَفْعَلْ».

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ نروہ ہوک کے نبی پر سفر میں پیش آیا۔ ② رسول اللہ ﷺ قضاے حاجت کے لیے قافلے سے دور چلے گئے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر نبی ﷺ کے ہمراہ گئے تھے۔ جب واپس آئے تو فجر کی نماز کھڑی ہو چکی تھی اور ایک رات پڑھی جا چکی تھی۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم إذا تأخر الإمام...، حدیث: ۳۷۳ قبل حدیث: ۴۲۲) ③ دوسری نمازوں میں خصوصاً نماز عشاء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے لیکن نماز فجر کو انھوں نے اوّل وقت ادا کرنے کو اہمیت دی۔ ممکن ہے اس لیے نماز شروع کر دی گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ جلدی تشریف لے آئیں گے یا مزید تاخیر ہوگی۔ ④ مقرر امام اگر کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو کسی دوسرے آدمی کو امام بنا کر نماز ادا کی جاسکتی ہے لیکن بہتر ہے چند منٹ انتظار کر لیا جائے۔ ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا مزید انتظار نہ کر کے غلطی کی ہے، اس پر نبی ﷺ نے انھیں تسلی دی کہ وقت پر نماز پڑھنے کو اہمیت دینا درست تھا۔

(المعجم ۱۴۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامٍ
جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ (النفحة ۱۸۳)

باب: ۱۴۴- امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے
کہ اس کی اقتدا کی جائے

۱۲۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَكْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُوهُ. فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا. فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا رَكَعَ

۱۲۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ کے صحابہ میں سے چند افراد آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو انھوں نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے“ اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کر دو جب وہ سر

ہ۔ ابواب بإقامة الصلوات والسنة فيها۔ امام کی اقتدا سے متعلق احکام ومسائل

فَارْكَعُوا. وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا. وَإِذَا صَلَّى اِثْمَانُ تَوْتَم سِرَاطُهُ، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم جالساً فصلوا جُلُوساً. (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔

🕌 فوائد ومسائل: ① حالت بیماری میں گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② مریض کی بیمار پرسی کرنی چاہیے۔ ③ رکوع و سجود وغیرہ میں امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۹۶۳۵۹۶) ④ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں اگرچہ کوئی عذر نہ ہو اکثر علماء اس حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اور یہی بات صحیح ہے۔

۱۲۳۸۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کا جسم مبارک دائیں طرف سے زخمی ہو گیا۔ ہم لوگ نبی ﷺ کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے۔ (اسی اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ [اللہ اکبر] کہے تو تم رکوع کرو جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم رکوع کرو جب وہ [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب لوگ بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

🕌 فوائد ومسائل: ① [حُجِحْتَ] سے مراد ہلکا زخم ہے جس سے صرف جلد متاثر ہوتی ہے۔ ② اس سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ امام صرف [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے اور مقتدی صرف [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہیں لیکن رسول اللہ ﷺ سے امامت کی حالت میں دونوں اذکار پڑھنا ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۸۷۸۸۷۵)

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

اس لیے تقسیم اذکار والا موقف قوی محسوس نہیں ہوتا۔

۱۲۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بِشِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

۱۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ. فَانْقَضَتْ إِلَيْنَا فَرَائِضُنَا قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا. فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كِدْتُمْ أَنْ تَفْعَلُوا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ. يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ. فَلَا تَفْعَلُوا. اتَّمُوا بِأَيْمَانِكُمْ. إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

امام کی اقتداء سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ [اللہ اکبر] کہے تو تم [اللہ اکبر] کہو جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

۱۲۴۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (بلند آواز سے) تکبیرات کہتے تھے (یعنی) لوگوں کو نبی ﷺ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی تو ہمیں کھڑے دیکھا نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا تو ہم بیٹھ گئے اور ہم نے بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو فارسیوں اور رومیوں کا سا کام کرنے لگے تھے۔ وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ وہ (بادشاہ) بیٹھے ہوتے ہیں، (اس لیے) اس طرح نہ کیا کرو۔ اپنے اماموں کی اقتداء کرو۔ جب امام

۱۲۳۹۔ [صحیح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ۲۲۷/۱، ح: ۲۵۹۴ عن هشيم أنا عمر بن أبي سلمة به مختصراً جداً، أخرجه أحمد: ۲/۲۳۰، ۴۱۱، ۴۷۵ من حديث محمد بن عمرو الليثي عن أبي سلمة به نحو رواية ابن ماجه، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

۱۲۴۰۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب اتِّمام المأموم بالإمام، ح: ۴۱۳ عن محمد بن رُمح وغيره به.

کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

🌟 فوائد ومسائل: ① فارس اور روم کے لوگ غیر مسلم تھے۔ ایرانی تو آتش پرست تھے اور رومی عیسائی تھے جو تحریف شدہ عیسائیت پر کاربند تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت سے منع فرمایا۔ ② کوئی بزرگ سردار عالم یا پیر بیٹھا ہو تو اس کے سامنے احتراماً کھڑے رہنا اور بیٹھنے سے پرہیز کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا غیر مسلموں کے احتراماً کھڑے رہنے سے بعض لحاظ سے مختلف ہے۔ درباری بادشاہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوتا ہے جب کہ امام اور مقتدی سب کے سب اللہ کی عبادت کے لیے کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، مقتدی امام کے سامنے نہیں بلکہ پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں درباری مسلسل کھڑے رہتے ہیں جب کہ مقتدی رکوع، سجدہ، جلسہ اور تشهد کی حالت میں کھڑے نہیں ہوتے۔ غالباً اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیٹھ کر نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ باب: ۱۳۵- نماز فجر میں دعائے قنوت کا بیان
فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ۱۸۴)

۱۲۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۳۱- ابوماک سعد بن طارق الأشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت طارق بن اشیم رحمہ اللہ) سے کہا ابا جان! آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے پیچھے بھی اور یہاں کوفہ میں حضرت علیؓ کے پیچھے بھی تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں کیا یہ حضرات فجر کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: بیٹا! یہ بدعت ہے۔

🌟 فوائد ومسائل: ① خاص خاص موقعوں پر فجر کی نماز میں اور دوسری نمازوں میں بھی قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ اسے ”قنوت نازلہ“ کہتے ہیں۔ جن لوگوں نے قراء صحابہ کرام رحمہ اللہ کو بلا کر دھوکے سے شہید کر دیا تھا نبی اکرم

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قوت نازلہ سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے ان کے خلاف مہینہ بھر قوت نازلہ پڑھی جیسے کہ حدیث: ۱۲۳۳ میں آ رہا ہے۔ (صحیح البخاری)
 الجہاد والسير، باب من ينكب أو يظعن في سبيل الله، حدیث: (۲۸۰۱) ⑤ حضرت طارقؓ نے مطلقاً
 قوت کو بدعت نہیں کہا بلکہ فجر کی نماز میں قوت ہمیشہ پڑھنے کو بدعت کہا اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک کام
 اصل میں سنت ہوتا ہے لیکن اسے غلط طریقے سے انجام دینے یا اس کو اس کی اصل حیثیت سے گھٹا بڑھا دینے کی وجہ
 سے وہ بدعت بن جاتا ہے یعنی اس عمل کی وہ خاص کیفیت بدعت ہوتی ہے اگرچہ اصل عمل بدعت نہ ہو۔

۱۲۴۲۔ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ [بَكْرٍ] ۱۲۳۲۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت
 الضَّبِّي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى زُنْبُورٌ: ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں
 حَدَّثَنَا عَبْسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قوت پڑھنے سے منع فرمادیا گیا تھا۔
 ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ:
 نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ.

۱۲۴۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ۱۲۳۳۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت
 الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قوت فرماتے
 هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ تھے۔ (قوت میں) عرب کے ایک قبیلے کے خلاف
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ ایک مہینے تک بددعا کرتے رہے تھے۔ پھر اسے
 الصُّبْحِ. يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ أَهْلِ الْعَرَبِ، ترک کر دیا۔
 شَهْرًا. ثُمَّ تَرَكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ قوت نازلہ قبیلہ مُضَرَ کے خلاف پڑھی تھی۔ وہ لوگ اس وقت کافر تھے
 اور مسلمانوں کے لیے بہت سی مشکلات کا باعث تھے۔ ② ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس قبیلے کے خلاف بددعا
 کرنی بند کر دی کیونکہ جن کمزور مسلمانوں کے حق میں دعا کی جاتی تھی انھیں نجات مل گئی۔ بعض نے اس جملے سے یہ
 سمجھا ہے کہ بعد میں کبھی قوت نازلہ نہیں پڑھی یہ سمجھا غلط ہے۔ اب بھی حسب ضرورت قوت نازلہ پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۲۴۲۔ [استادہ موضوع] أخرجه الدارقطني: ۳۸/۲ وغيره من طرق عن محمد بن يعلى به، وقال
 الدارقطني: "محمد بن يعلى وعنبسة وعبد الله بن نافع كلهم ضعفاء، ولا يصح لنافع سماع من أم سلمة * عنبسة قال
 أبو حاتم وابن معين فيه: * كان يضع الحديث"، في الأصل: حاتم بن نصر، والصواب ما أثبت.

۱۲۴۳۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الرجيع ورغل وذكوان وبشر معونة، وحديث عضل... الخ،
 ح: ۴۰۸۹، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة... الخ،
 ح: ۶۷۷ تحت من حديث هشام به.

٥- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۲۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فجر کی نماز میں (رکوع سے) سر اٹھایا تو فرمایا: ”اے اللہ! ولید بن ولید“ سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور مکہ کے (دوسرے) کمزور افراد کو (مشرکوں سے) نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ ”مضر“ (کے کافروں) پر گرفت کو شدید تر کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام (کے زمانے) کے سالوں جیسے (قحط اور سختی کے) سال مسلط فرمادے۔“

(المعجم ۱۴۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۸۵)

باب: ۱۴۶- نماز کے دوران میں سانپ اور کچھو کو مار دینے کا بیان

۱۲۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران میں دو سیاہ جانوروں، یعنی بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

١٢٤٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح: ٩٢١ من حديث يحيى به، وصححه الترمذي، ح: ٣٩٠، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

🌞 فوائد و مسائل: ① سانپ اور بچھو کو نماز کے دوران میں مارنے کا اس لیے حکم دیا کہ یہ سخت موزی جانور ہیں۔ اگر بھاگ گئے تو ممکن ہے دوبارہ قابو نہ آئیں اور کسی کو تکلیف پہنچائیں اس لیے انھیں فوری طور پر مارنے کی ضرورت ہے۔ ② اس طرح کے حالات میں نمازی کا اپنی جگہ چھوڑ کر چلنا اور مارنے کے لیے لکڑی وغیرہ لے کر آنا ایک ضرورت ہے اس لیے اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی نماز جہاں چھوڑی تھی وہیں سے دوبارہ شروع کر دے۔ ③ اور بھی متعدد کام ایسے ہیں جن کا کرنا نماز کے دوران میں نبی اکرم ﷺ سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ان کاموں کی وجہ سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی مثلاً: اشارے سے سلام کا جواب دینا، بچہ کو اٹھا کر نماز پڑھنا آگے سے گزرنے والے کو روکنا وغیرہ۔

۱۳۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انھوں

نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بچھو نے ڈنک مار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ بچھو پر لعنت کرے یہ تو نہ کسی نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو اسے مار دیا کرو جلن میں ہو یا حرم میں۔“

۱۲۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ الدَّهَّانُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَدَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْعَقْرَبَ. مَا تَدْعُ الْمُصَلِّيَّ وَغَيْرَ الْمُصَلِّيِّ. اقْتُلُوهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ».



🌞 فوائد و مسائل: ① حرم سے مراد وہ علاقہ ہے جس میں شکار کرنا درخت کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا منع ہے۔ اس کے علاوہ باقی پوری زمین جل ہے، یعنی جہاں یہ پابندیاں نہیں۔ ② حرم کی حدود میں اگرچہ جانوروں کا شکار منع ہے تاہم موزی جانوروں کو وہاں بھی قتل کیا جاسکتا ہے۔ ③ بحیثیت انسان ہونے کے نبی اکرم ﷺ پر بھی وہ تکلیف آتی تھیں جو دوسرے انسانوں پر آتی ہیں مثلاً: بیمار ہونا، زخمی ہونا، بھوک پیاس کی حاجت پیش آنا، نمکین ہونا، خوش ہونا، بھول جانا وغیرہ۔ ان تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہمارے لیے اسوہ ہیں۔ ④ برے اور مجرم آدمی کو اس کے جرم یا گناہ کی نسبت سے لعنت کا لفظ بول دینا جائز ہے جیسے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والے پر اور حدیث میں انبیاء و اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے پر غیر اللہ کیلئے جانور ذبح کرنے والے پر والدین کو لعنت کرنے والے پر بیوی سے خلاف وضع فطری فعل کا ارتکاب کرنے والے پر اور متعدد دوسرے جرائم کے مرتکب پر لعنت وارد

۱۲۴۶- [حسن] أخرجه ابن عدي في الكامل، وقال: "لا أعرفه إلا من حديث الحكم عن قتادة"، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف الحكم بن عبد الملك لكن لم ينفرد به الحكم"، وقال السدي: "فقد رواه ابن خزيمة في صحيحه عن محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن قتادة به".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ہے۔ دیکھیے: (سورۃ آل عمران، آیت ۶۱، وصحیح البخاری، الصلاة، باب: ۵۵، حدیث: ۳۴۶۳۵)

۱۲۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۲۴۷۔ جناب ابن ابی رافع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور
حَدَّثَنَا اَلْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا مَنْذَلٌ، عَنْ وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے
ابنِ اَبِي رَافِعٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ ایک کچھ مارا الا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔
ﷺ قَتَلَ عَقْرَبًا وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

(المعجم ۱۴۷) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ
بَعْدَ الْفَجْرِ وَيَبْدَأُ الْعَصْرِ (الصفحة ۱۸۶)

باب: ۱۳۷۔ فجر اور عصر کے بعد نماز
کی ممانعت کا بیان

۱۲۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ. وَ أَبُو اَسَامَةَ، عَنْ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں، یعنی فجر کے بعد سورج
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ ہونے تک کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔“
اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَلَاتَيْنِ: عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

🌅 نوادہ مسائل: ① فجر اور عصر سے مراد فجر کی فرض نماز اور عصر کی فرض نماز ہے البتہ جو شخص فجر کی نماز باجماعت
میں شامل ہو جبکہ پہلے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ فرض نماز کے بعد چھوٹی ہوئی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن
ابن ماجہ، حدیث: ۱۱۵۴/۱۱۵۵) ② اگر بھولے سے کوئی نماز چھوٹ جائے اور وہ کمرہ اوقات میں یاد آئے تو اسے
اسی وقت پڑھا جاسکتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۶۹۵/۶۹۶) ③ بعض علماء نے سبھی اور غیر سبھی نماز کا فرق کیا
ہے کہ جس نماز کا سب ان اوقات میں پیدا ہوا ہو وہ نماز کمرہ اوقات میں بھی پڑھی جاسکتی ہے مثلاً: تحیۃ المسجد، طواف
کی دو رکعتیں، نماز جنازہ وغیرہ۔ دوسری نمازیں ان اوقات میں نہیں پڑھی جائیں گی مثلاً: مطلق نوافل۔

۱۲۴۷۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه مندل بن علي الغنيري الكوفي، وهو ضعيف"، وشيخه
محمد بن عبد الله بن أبي رافع أيضًا "ضعيف" (تقريب)، وانظر، ح: ۱۲۹۷.

۱۲۴۸۔ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۴، ومسلم،
اليوم، باب إبطال بيع الملامة والمناذرة، ح: ۱۵۱۱ من حديث أبي أسامة به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا بیان

۱۲۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لَا
صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلَا
صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۱۲۴۹ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ
سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی
کہ سورج طلوع ہو جائے۔“

۱۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ ؛
ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا
عَفَّانُ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ
أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : شَهِدَ
عِنْدِي رَجُلٌ مَرَضِيئُونَ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ : «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ. وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ
الشَّمْسُ».

۱۲۵۰ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انھوں نے بیان کیا: میرے پاس قابل اعتماد حضرات
نے گواہی دی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میرے
نزدیک ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد حضرت عمر
رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کے بعد کوئی
نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی
نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کرتے وقت یہ الفاظ کہے: میں گواہی
دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور اس سے مقصود محض تاکید ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ
انھیں یہ حدیث پوری طرح یاد ہے اور وہ اسے پورے اعتماد سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہی پورے یقین اور
اعتماد کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ ② حدیث قابل اعتماد اور ثقہ افراد کی روایت کی ہوئی قبول ہوتی ہے ناقابل اعتماد افراد
کی روایت کردہ حدیث قبول کرنا درست نہیں۔ ③ صحابہ کرام نے جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے براہ راست نہیں سنی
ہوتی تھی وہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سن کر روایت کرتے اور اس پر عمل کرتے تھے یعنی قابل اعتماد افراد کی

۱۲۴۹ - أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ۱۹۹۵ وغيره من حديث عبد الملك به مطولاً.

۱۲۵۰ - أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۱، ومسلم، صلاة
المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ۸۲۶ من حديث قتادة به.

روایت کردہ صحیح سند والی حدیث پر عمل کرنا صحابہ و تابعین کے ہاں بھی واجب تھا۔

(المعجم ۱۴۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ
الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ۱۸۷)

۱۲۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا عُثْمَرُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ :
أَكْبَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ : هَلْ مِنْ سَاعَةٍ
أُحِبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ أُخْرَى ؟ قَالَ : « نَعَمْ .
جَوْفُ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ . فَصَلِّ مَا بَدَأَ لَكَ حَتَّى
تَطْلُعَ الصُّبْحُ . ثُمَّ إِنَّهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ،
وَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا حَاجِفَةٌ حَتَّى تُبْشِشَ . ثُمَّ
مَلَّ مَا بَدَأَ لَكَ حَتَّى يَقُومَ الْعَمُودُ عَلَى ظِلِّهِ .
ثُمَّ إِنَّهُ حَتَّى تَرِيغَ الشَّمْسُ فَإِنْ جَهَنَّمَ تُسْجِرُ
يُخَفِّفُ النَّهَارُ . ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَأَ لَكَ حَتَّى
تَهْلِيَ الْعَصْرُ . ثُمَّ إِنَّهُ حَتَّى تَغْرُبَ
الشَّمْسُ ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ
وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ » .

۱۲۵۱ - حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوا تو عرض کیا: کیا کوئی وقت اللہ کو دوسرے اوقات سے
زیادہ پیارا بھی ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“
رات کا درمیانی حصہ تم جب تک چاہو نماز (تہجد) پڑھو
حتیٰ کہ صبح صادق طلوع ہو جائے، پھر رک جاؤ حتیٰ کہ
سورج طلوع ہو جائے۔ جب تک وہ اس طرح (نظر
آتا) رہے جیسے ڈھال ہوتی ہے حتیٰ کہ روشنی ہو جائے
پھر جتنی چاہو نماز پڑھو حتیٰ کہ ستون اپنے سائے پر قائم ہو
جائے پھر (نماز سے) پرہیز کر حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے
کیونکہ دو پہر کو جہنم دہکائی جاتی ہے پھر جتنی چاہو نماز
پڑھو حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھ لو پھر (نماز سے) رک رہو حتیٰ
کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو
سیٹلوں کے درمیان غروب ہوتا اور شیطان کے دو سیٹلوں
کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① عبادت اور دعا کی قبولیت کے لحاظ سے بعض اوقات دوسرے اوقات سے افضل ہیں جیسے
”میں میں رمضان المبارک اور راتوں میں شب قدر افضل ہے۔“ ② رات کے اوقات میں رات کا آخری حصہ
”افضل ہے۔“ اس روایت میں رات کے درمیانی حصے کا ذکر ہے لیکن دیگر محققین نے اس جملے کو دوسری صحیح روایات کے
تطابق ہونے کی وجہ سے منکر یعنی ضعیف اور باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن

۱۲۵۱ - [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۲۸۴، ۲۸۵، المواقيت، إباحة الصلاة إلى أن يصلي الصبح،
۵۸۵ من حديث شعبه به * عبد الرحمن بن البيلماني ضعيف كما في التقريب وغيره، ولأصل الحديث شواهد
كثيرة، انظر صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب إمام عمرو بن عبسة، ح: ۸۳۲.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کے مکروہ اوقات کا بیان

ابی داود (مفصل) لأکلبانی رحمہ اللہ، رقم: ۱۱۵۸ و سنن ابن ماجہ، للذککور بشار عواد، حدیث: (۱۲۵۱) نیز ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے ان شواہد میں سے صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ ⑤ نماز تہجد ساری رات میں کسی بھی وقت میں ادا کرنا جائز ہے لیکن اس کا وقت عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر عشاء کی نماز اول وقت میں ادا کر لی جائے تو اس کے بعد سے تہجد شروع کی جاسکتی ہے لیکن اگر عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے تو تہجد اس کے بعد ہی پڑھ سکتے ہیں پہلے نہیں۔ ⑥ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک صرف فجر کی نماز سنت اور فرض کا وقت ہے۔ اس کے علاوہ اس دوران میں نوافل ادا نہیں کرنے چاہئیں۔ ⑦ سورج طلوع ہونے کے بعد بھی کچھ ٹھہر کر نماز اشراق ادا کرنی چاہیے تاکہ سورج بلند ہو جائے اور وہ وقت گزر جائے جب غیر مسلم سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ ⑧ عین دوپہر کے وقت بھی نفل نماز ادا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے جب سورج ڈھل جائے تو پھر جائز ہے۔ ⑨ دوپہر کی گرمی کا جہنم سے تعلق ایک غیبی معاملہ ہے اس پر ایمان رکھنا کافی ہے کیفیت کی تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ ⑩ سورج کے شیطان کے سیگوں کے درمیان طلوع و غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب کافران اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں تو شیطان ان کے سامنے سورج کی طرف آجاتا ہے اس لیے شیطان کو سجدہ ہوتا ہے۔ اس پر شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سورج کی پوجا صل میں اسی کی عبادت ہے۔ ⑪ غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا منع ہے اگرچہ مسلمان کا مقصد غیر اللہ کی عبادت نہ ہو۔

۱۲۵۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ

الْمُسْكِرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ أَمْرِ أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟». قَالَ: هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ. إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ، فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. فَإِنَّهَا

۱۲۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے دو بات پوچھتا ہوں جس سے آپ واقف ہیں اور میں اس سے لاعلم ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا چیز ہے؟“ انھوں نے کہا: کیا رات اور دن کے اوقات میں سے کوئی ایسا وقت بھی ہے جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ فرمایا ”ہاں“ جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو نماز چھوڑ دے تو کہ سورج نکل آئے کیونکہ وہ شیطان کے دو سیگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے پھر (نفل) نماز پڑھ کیونکہ (اگر

وقت میں (نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے حتیٰ کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے۔ جب وہ نیزے کی طرح تیرے سر پر ہو تو نماز ترک کر دے کیونکہ اس وقت جہنم دہکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں حتیٰ کہ سورج تیری دائیں طرف ڈھل آئے جب وہ ڈھل جائے تو اس وقت کی نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے۔ (اس کے بعد سنتیں نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہو) حتیٰ کہ تو عصر کی نماز پڑھ لے پھر نماز چھوڑے رکھتی ہے (سورج غروب ہو جائے)۔

تَطْلُعُ بَقَرَتِي الشَّيْطَانِ. ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَسْتَوِيَ الشَّمْسُ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمَحِ. فَإِذَا كَانَتْ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمَحِ فَلَدَعْ الصَّلَاةَ. فَإِنَّ بِلَكَ السَّاعَةَ تُشَجَّرُ فِيهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا. حَتَّى تَوْبِغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ. فَإِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ. ثُمَّ دَعْ الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ».

❦ فوائد و مسائل: ① تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہو جانے تک دوپہر کو جب سورج سر پر ہوتا ہے اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہو جانے تک ② سورج کے دائیں طرف ڈھل آنے کا مطلب مغرب کی طرف جھک جانا ہے کیونکہ مدینہ منورہ ہے کعبہ شریف جنوب کی طرف ہے اس لیے مشرق نمازی سے بائیں طرف اور مغرب کی جہت دائیں طرف ہوتی ہے۔

۱۲۵۳۔ حضرت ابو عبد اللہ (عبدالرحمن بن عسیلہ) صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“ یا فرمایا: ”اس کے ساتھ شیطان کے سینگ طلوع ہوتے ہیں جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے جب ڈھل جاتا

۱۲۵۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَتَانَا الرَّزَاقِيُّ: أَتْبَانَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ تَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارْتَفَعَتْ. فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ

۱۲۵۳۔ [صحیح] أخرجه النسائي: ۲۷۵/۱، المواقيت، الساعات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ۵۶۰ من حديث مالك عن زيد بن أسلم قال: "عن عبد الله الصنابحي"، وهو الراجح، وأخرج الدارقطني في غرائب مالك من طريق إسماعيل بن أسد أبي الحارث، وابن مندة من طريق إسماعيل الصائغ، كلاهما عن مالك وزهير بن محمد عن زيد بن أسلم عن عبد الله الصنابحي سمعت رسول الله ﷺ . . . الخ، وكذا رواه سويد بن سعيد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن أسلم الصنابحي صحابي على الراجح، ولحديثه شواهد معنوية.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے کردہ اوقات کا بیان

فَارَقَّهَا . فَإِذَا ذَلَكْتَ أَوْ قَالَ زَالَتْ فَارَقَّهَا . ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے پھر جب سورج غروب ہو۔
فَإِذَا ذَنَتْ لِلْغُرُوبِ فَارَقَّهَا . فَإِذَا غَرَبَتْ کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے جب
فَارَقَّهَا . فَلَا تُصَلُّوا هَذِهِ السَّاعَاتِ غروب ہو جائے تو الگ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان تین
الْثَّلَاثِ . اوقات میں نماز نہ پڑھا کرو۔“

☀ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے صحیح اور الموسوعة الحديثية کے محققین نے اسے سنداً مرسل اور دیگر
شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت: [فَإِذَا كَانَتْ فِي
وَسَطِ السَّمَاءِ فَارَقَّهَا] فَإِذَا ذَلَكْتَ فَارَقَّهَا [جب سورج آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل
جاتا ہے جب ڈھل جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے۔“ اس جملے کے علاوہ صحیح ہے تاہم انہی کی رائے اقرب الی الصواب
معلوم ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ روایت کو صحیح کہنے والوں نے اس روایت کے جو شواہد ذکر کیے ہیں ان میں اس جملے کا ذکر
نہیں ہے بلکہ ان میں مطلق طور پر تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے تاہم بعض روایات جو کہ مذکورہ
روایت سے زیادہ صحیح ہیں ان میں ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دھکا یا جاتا ہے لہذا مذکورہ
روایت میں مذکور نماز کی ممانعت کی وجہ درست نہیں بلکہ درست اور صحیح یہی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دھکا یا جاتا ہے۔
واللہ اعلم تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجہ للألبانی، رقم: ۲۵۸۸ و سنن ابن ماجہ للذکثور
بشار عواد، حدیث: ۱۲۵۳ و الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۱/۴۱۲)

(المعجم ۱۴۹) - بِأَبٍ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ باب: ۱۳۹- مکہ میں ہر وقت نماز جائز ہے
فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ (التحفة ۱۸۸)

۱۲۵۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حضرت جیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت۔
حَدَّثَنَا شَفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بنی عبد مناف! کہ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ شخص رات یا دن میں جس وقت بھی اس گھر کا طوازا
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ کرنا اور نماز پڑھنا چاہے تم اسے منع نہ کرنا۔“
لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا النِّبْتِ وَصَلَّى .
آيَةً سَاعَةً شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ .

۱۲۵۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الطواف بعد العصر، ح: ۱۸۹۴ من حديث شفيان
وصححه الترمذي، ح: ۸۶۸، والحاكم، والذهبي، وابن خزيمة، ح: ۲۷۴۷، وابن حبان (مؤار)،
ح: ۶۲۶، ۶۲۷.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کو تاخیر سے ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل

❦ فوائد و مسائل: ① بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں، نہ کسی وقت طواف کرنا منع ہے۔ طواف کعبہ کے سات چکر پورے کر کے دو رکعت نماز ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس نماز کا قتل چونکہ طواف سے ہے اس لیے یہ بھی ہر وقت ادا کی جاسکتی ہے اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ② حدیث میں صرف مسجد حرام کے اندر ہر وقت نماز کی اجازت کا ذکر ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس سے پورے شہر مکہ میں اس کی اجازت سمجھی ہے۔ ممکن ہے ”مکہ میں“ ہر وقت نماز جائز کہنے سے ان کا مقصد ”مسجد حرام میں“ ہر وقت نماز کا جواز ہو۔ واللہ اعلم۔ ③ طواف کے ساتھ نماز کے ذکر سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہر وقت ادا کرنے کی اجازت مقصود ہے تاہم لفظ کے عموم کو پیش نظر رکھیں تو عام نوافل کی ادائیگی کو بھی جائز کہا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۵۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا إِذَا أَخْرَأُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا (التحفة ۱۸۹) باب: ۱۵۰- جب لوگ نماز تاخیر سے ادا کریں تو کیا کرنا چاہیے

۱۲۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۲۵۵- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
إِنَّمَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَلَّكُمْ سَتَذَرُوكُنَّ أَقْوَامًا يَمْلِكُونَ الصَّلَاةَ لِيُغَيِّرَ وَقْتُهَا. فَإِنْ أَذَرَ كُنْتُمْهُمْ فَتُغَيِّرُوا فِي بُيُوتِكُمْ لَوَقْتِ الَّذِي تَغْرِفُونَ. ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوا سُبْحَةً»
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تمہیں ایسے لوگ ملیں جو نماز کو بے وقت ادا کرتے ہوں۔ اگر تم انہیں پاؤ تو گھروں میں اس وقت نماز ادا کر لیا کرو جو تمہیں معلوم ہے (کہ صحیح وقت ہے) پھر ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لو اور اسے نفل سمجھ لو۔“

❦ فوائد و مسائل: ① ”شاید تمہیں ایسے لوگ ملیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو بلا وجہ نماز تاخیر سے پڑھائیں گے اور عین ممکن ہے کہ اس وقت تم صحابہ بھی زندہ موجود ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بعض حکمرانوں نے نماز تاخیر سے پڑھنے کی عادت اختیار کر لی۔ ② اسلام میں اجتماعیت کی اتنی اہمیت ہے کہ اگر حکام نماز بے وقت پڑھاتے ہوں تب بھی نماز باجماعت کو قائم رکھنا چاہیے لیکن ائمہ اور حکام کو صحیح شرعی حکم بتانا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہر حال ضروری ہے۔ ③ اول وقت نماز کی بھی بہت اہمیت ہے اس لیے گھر میں اول وقت نماز ادا کر لینا چاہیے لیکن اگر مسجد میں نماز کے اوقات کا تعین حکمرانوں کی مداخلت کے بغیر مسلمانوں کے مشورے سے ہوتا ہو تو پھر مسجد میں اول وقت نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ ④ ”اسے نفل سمجھ لو“ سے بعض

۱۲۵۶- [صحیح] أخرجه النسائي: ۷۶، ۷۵/۲، الإمامة، الصلاة مع أئمة الجور، ح: ۷۸۰ من حديث أبي بكر، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴۰، وانظر، ح: ۸۵۵ لعلته، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ۶۴۸ وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

علماء نے یہ سمجھا ہے کہ بلا جماعت اول وقت ادا کی ہوئی نماز نفل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اول وقت پڑھی ہوئی نماز ہی اصل فرض نماز ہے بعد میں جماعت کے ساتھ ادا ہو۔ (والی نماز مزید ثواب کا باعث ہے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۲۵۷ میں صراحت سے وارد ہے کہ تاخیر سے نماز ادا کرنے والے اماموں کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ نفل، یعنی مزید ثواب کا باعث ہوگی۔

۱۲۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قِيَّتَهَا. فَإِنْ أَدْرَكَتِ الْإِمَامَ يُصَلِّيْ بِهَمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَقَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ. وَإِلَّا فَيَبِي نَافِلَةً لَكَ».

۱۲۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي أَبِي ابْنِ أُمِّرَةَ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، يَعْنِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَيَكُونُ أَمْرَاءُ تَسْغُلُهُمْ أَشْيَاءٌ. يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا. فَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا».

(المعجم ۱۵۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

الْخَوْفِ (التحفة ۱۹۰)

باب: ۱۵۱۔ نماز خوف کا بیان

۱۲۵۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز وقت پر ادا کر، پھر اگر تجھے امام لوگوں کو نماز پڑھاتا مل جائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لے اور (اول وقت ادا کر کے) تو نے اپنی نماز محفوظ کر لی ورنہ دوبارہ پڑھنے سے (وہ تیرے لیے نفل بن گئی۔“

۱۲۵۷۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مستقبل میں ایسے حکمران ہوں گے جنہیں دوسری چیزیں نماز سے مشغول کر دیں گی اور وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے۔ تم ان کے ساتھ پڑھی ہوئی اپنی نماز کو نفل سمجھ لینا۔“

۱۲۵۶۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار... الخ، ح: ۶۴۸ من حديث شعبة وغيره به.

۱۲۵۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا أخر الإمام الصلاة عن الوقت، ح: ۴۳۳ من حديث منصور به.

١٢٥٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
أَبَانَا جَرِيرٌ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ : « أَنْ يَكُونَ
الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ . فَيَسْجُدُونَ
سَجْدَةً وَاحِدَةً . وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ
وَبَيْنَ الْعَدُوِّ . ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا
السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ . ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ
الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا . وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا
فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً . ثُمَّ
يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ .
وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَاتِهِ
سَجْدَةً لِنَفْسِهِ . فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ
ذَلِكَ ، فَرَجَالًا أَوْ رُجُلَانَا » .

۱۳۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا: ”امام اپنے ساتھ والی جماعت کو نماز پڑھائے، وہ لوگ (ایک رکعت) ادا کریں۔ اور ان کا ایک (دوسرا) گروہ ان (نماز ادا کرنے والوں) کے اور دشمن کے درمیان ہو، پھر وہ لوگ (دشمن کے مقابل) چلے جائیں جنھوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ ادا کیا ہے (ایک رکعت پڑھی ہے) وہ ان لوگوں کی جگہ لے لیں جنھوں نے نماز نہیں پڑھی اور جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آگے آ کر اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ (ایک رکعت) ادا کر لیں، پھر ان کا امیر سلام پھیر دے کیونکہ اس نے اپنی نماز (پوری) پڑھ لی ہے اور دونوں گروہوں کے افراد اپنے اپنے طور پر ایک ایک سجدہ (رکعت) ادا کر لیں اگر خوف اس سے بھی شدید ہو تو چلتے چلتے یا ساری پر (جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔“)

قَالَ: يَعْنِي بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةُ. راوی نے کہا: حدیث میں سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز اتنی اہم عبادت ہے کہ حالت جنگ میں بھی معاف نہیں البتہ اس صورت میں اس کا طریقہ بدل جاتا ہے اور بہت سے احکام میں نرمی آ جاتی ہے۔ ② نماز خوف کی متعدد صورتیں ہیں حالات کے مطابق ان میں سے کوئی سی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ ③ اس حدیث میں مذکور صورت پر اس وقت عمل ہوتا ہے جب دشمن قبلیہ کی طرف نہ ہو۔ اس صورت میں فوج کے دو حصے کیے جائیں گے۔ پہلا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے گا اس اثنا میں دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے گا۔ جب پہلا گروہ دشمن کے سامنے پہنچ جائے گا تو دوسرا گروہ آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے گا اور دوسری رکعت اکیلے اکیلے ادا کی جائے گی جیسے مقتدی کی ایک رکعت رہی ہو تو وہ بعد میں ادا کر لیتا ہے۔ پہلے گروہ کے افراد اپنے اپنے مقام پر ایک ایک رکعت پڑھ لیں گے۔ اگر معروف طریقے سے ادا کرنا ممکن نہ ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کر لیا جائے اگرچہ قبلہ کی طرف منہ نہ ہو۔

⑤ زیادہ سخت حالات میں جب اس قدر جماعت کا اہتمام بھی ممکن نہ ہو تو لڑائی کے دوران میں چلتے پھرتے ہی اشارے سے نماز پڑھ لی جائے۔ اگر قبلہ رو ہونا ممکن نہ ہو تو بغیر قبلے کی طرف منہ کیے پڑھ لی جائے۔ ⑥ نماز خوف کے دوسرے طریقے بھی مختلف احادیث میں وارد ہیں۔ جن میں کچھ اگلی احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

۱۲۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْظَلَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ، قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ. وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ. وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعُدُوِّ. وَرُجُوهُمْ إِلَى الصَّفِّ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ. ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامٍ أَوْلَيْكَ. وَيَجِيءُ أَوْلَيْكَ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ. ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.



۱۲۵۹۔ حضرت کھل بن ابوشمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا: امام قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور مجاہدین کی ایک جماعت اس کے ساتھ (اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑی ہو جائے۔ دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے ان لوگوں کے چہرے صف کی طرف ہوں گے۔ وہ انھیں ایک رکعت پڑھائے گا اور وہ اپنی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں گے پھر وہ ان کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ (دوسری جماعت کے افراد) آ جائیں گے۔ امام کے ساتھ ٹل کر ایک رکوع اور دو سجدے کریں گے (امام ایک رکعت پڑھائے گا۔) اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان (مقتدیوں) کی ایک ایک رکعت پھر وہ (دونوں گروہوں کے مقتدی) ایک ایک رکوع اور دو سجدے (اپنے اپنے) کر لیں گے۔“

امام ابن ماجہ کے استاد محمد بن بشار کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے یہی حدیث شعبہ سے عبدالرحمن کے واسطے سے قاسم سے بیان کی (جبکہ یہی حدیث جب انھوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کی تو انھوں نے

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: فَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ. فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْظَلَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ .

قَالَ: قَالَ لِي يَحْيَى: ائْتَنَّهُ إِلَى جَنْبِهِ .
وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَلَكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ
يَحْيَى .

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

نے عبد الرحمن کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔) اور یہ حدیث بیان کرتے ہوئے یحییٰ بن سعید قطان نے مجھے کہا کہ اس کو انصاری کی حدیث کے ساتھ ہی لکھ لو مجھے حدیث یاد نہیں یحییٰ نے کہا: لیکن وہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کی مثل ہی ہے۔

۱۲۶۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدے کیے اور آپ کے قریب والی صف نے بھی سجدے کیے اور دوسری صف کے افراد کھڑے رہے۔ جب نبی ﷺ (سجدوں سے فارغ ہو کر) اٹھے تو ان لوگوں نے (جو کھڑے رہے تھے) خود ہی دو دو سجدے کر لیے پھر اگلی صف کے لوگ پیچھے چلے گئے حتیٰ کہ ان (پچھلی صف والوں) کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (پچھلی صف والے) ان لوگوں کے درمیان سے گزر کر پہلی صف والوں کی جگہ آ کھڑے ہوئے۔ نبی ﷺ نے ان دونوں (صفوں والوں) کے ساتھ رکوع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدے کیے اور اس صف والوں نے بھی جو (اب) آپ ﷺ سے قریب تھی۔ جب انھوں نے (سجدوں سے فارغ ہو کر) سر اٹھایا تو انھوں (دوسری صف والوں) نے دو سجدے کر لیے ان سب نے رکوع نبی ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ اور ایک جماعت نے سجدے اپنے اپنے کیے اس وقت دشمن قبلہ کی جانب تھا۔

۱۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو ثُبَّانٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ. فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعًا. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَالصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ، وَالْآخَرُونَ قِيَامًا. حَتَّى إِذَا نَهَضَ سَجَدَ أُولَئِكَ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمَقْدَمُ. حَتَّى قَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ. وَتَخَلَّلَ أُولَئِكَ حَتَّى قَامُوا مَقَامَ الصَّفِّ الْمَقْدَمِ. فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ جَمِيعًا. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ. فَلَمَّا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ سَجَدَ أُولَئِكَ سَجْدَتَيْنِ. وَكُلُّهُمْ قَدْ رَكَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. وَكَانَ الْعَدُوُّ مِمَّا يَلِي الْقُبْلَةَ.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۵۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

باب ۱۵۲۔ سورج گرہن کی نماز

الْكُسُوفِ (التحفة ۱۹۱)

۱۲۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۲۶۱- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کو لوگوں میں سے

أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ

کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا جب تم یہ چیز دیکھو تو

أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ

کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔“

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ

مِنَ النَّاسِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فُصِّلُوا».



فوائد و مسائل: ① سورج اور چاند اللہ کی عظیم مخلوقات میں سے ہیں حتیٰ کہ بعض مشرک اقوام ان کی پوجا کرتی ہیں

لیکن یہ بھی اللہ کے حکم کے سامنے بس ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کا نور چھین لیتا ہے۔ اللہ کی عظمت کی اس

نشانی کے ظہور پر مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرنے کے لیے نماز پڑھیں۔

② قیامت کے دن سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ گرہن ہمیں قیامت کی یاد دلاتا ہے جو بہت شدید دن

ہے۔ گناہ گاروں کو چاہیے کہ قیامت کے شدید یاد کر کے اللہ کے سامنے جھک جائیں اور اس سے اپنے گناہوں کی

معافی مانگیں اس لیے اس موقع پر طویل نماز پڑھنا مسنون ہے۔ جس کا طریقہ دوسری احادیث میں تفصیل سے مذکور

ہے مثلاً: دیکھیے، حدیث: ۱۲۶۳، ۱۲۶۵۔ ③ جاہلیت میں یہ مشہور تھا کہ گرہن اس وقت لگتا ہے جب کسی بڑے آدمی

کی وفات ہو یا کوئی عظیم آدمی پیدا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی

نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں

کو ڈراتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: يخوف الله عباده

بالكسوف، حدیث: ۱۰۳۸) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں نہ کسی

کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے جب تم لوگ انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف

توجہ کرو۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، باب هل يقول كسفت الشمس أو خسفت؟، حدیث: ۱۰۳۷)

۱۲۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

۱۲۶۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۲۶۱- أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ۱۰۴۱، ۱۰۵۷، ۳۲۰۴، ومسلم،

الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف، الصلاة جامعة، ح: ۹۱۱ من حديث إسماعيل به.

۱۲۶۲- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي ۱/ ۱۴۱، الكسوف، نوع آخر، ح: ۱۴۸۶ من حديث عبد الوهاب به، ۴۴

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہو گیا، آپ گھبرائے ہوئے کپڑا کھینچتے (گھر سے) باہر تشریف لائے حتیٰ کہ مسجد میں آ گئے، آپ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا، اس کے بعد فرمایا: ”بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کو گرہن بڑے لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سورج اور چاند کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ (لیکن) اللہ تعالیٰ جب مخلوق میں سے کسی چیز پر غلجی فرماتا ہے تو وہ عاجزی کا اظہار کرتی ہے۔“

وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَخَرَجَ فِرْعَاوْنُ يُحَرِّثُ تَوْبَهُ. حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ. فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى انْجَلَتْ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أَنَسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعَظَمَاءِ. وَلَيْسَ كَذَلِكَ. إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا تَجَلَّى اللَّهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَتْ لَهُ».

🌟 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا مجموعی مضمون صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② موقع کی مناسبت سے وعظ و نصیحت زیادہ مؤثر ہوتا ہے اس لیے اس قسم کے موقعوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے جب عوام سننے کی طرف راغب ہوں۔ ③ جاہلیت کے توہمات کا وضاحت سے رد کرنا چاہیے۔ آج کل عوام نجوم کے نام نہاد ”علم“ کی طرف بہت راغب ہیں اور ستاروں اور برجوں کے اثرات پر یقین رکھتے ہیں ان توہمات کی سختی سے تردید کرنی چاہیے۔

۱۲۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں (ایک بار) سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر کبیر (تحریمہ)

۱۲۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

«وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ، ح: ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: «لِذَا مَرَّسَل، أَبُو قَلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النُّعْمَانِ» وَلَهُ طَرِيقٌ آخَرٌ مَعْلُولٌ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ، ح: ۱۱۸۵، ۱۱۸۶ وَغَيْرِهِ.

۱۲۶۳- أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف ح: ۱۰۴۶، ۱۲۱۲، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث يونس وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قراءت فرمائی پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] فرمایا، پھر قیام فرمایا اور طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم طویل تھی، پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا، پھر فرمایا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] (اس کے بعد سجدے کر کے یہ رکعت مکمل کی) پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اس طرح پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ نبی ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو چکا تھا، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اس میں اللہ کی شایان شان حمد و ثنا بیان فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انھیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف بھاگو۔“

كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسَ وَرَأَاهُ. فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً. ثُمَّ كَبَّرَ. فَكَرَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى. ثُمَّ كَبَّرَ فَكَرَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، هُوَ أَذْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكُوعَةِ الْآخَرَى مِثْلَ ذَلِكَ. فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْحَلَّتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ. ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ. لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْرَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».



🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں گرہن کی نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح اور رائج موقف یہی ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کیے جائیں اور پہلے رکوع کے بعد دوبارہ قراءت کی جائے۔ (نماز کسوف و خسوف سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: سنن ابوداؤد (آرود) دار السلام حدیث: ۱۱۹۵۴، ۱۱۹۵۵) پہلے قیام سے اٹھتے ہوئے بھی [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا جائے جس طرح عام نمازوں میں رکوع سے اٹھ کر کہا جاتا ہے۔ ② یہ نماز سورج اور چاند دونوں کے گرہن کے موقع پر ادا کی جائے۔

۱۲۶۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۱۲۶۴۔ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۲۶۴۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، صلاة الاستسقاء، باب من قال أربع ركعات، ح: ۱۱۸۴ من حديث الأسود به مطولاً، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حجر العسقلاني، ولم

هـ- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کی نماز پڑھائی اور ہمیں نبی ﷺ کی (قراءت کی) آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ (سری قراءت کی)۔

بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا. وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتَّى قُلْتُ: أَيُّ رَبِّ وَأَنَا فِيهِمْ».

جہنم مجھ سے قریب ہوئی حتیٰ کہ میں نے کہا: اے رب! (کیا لوگوں پر عذاب آ جائے گا) جبکہ میں ان کے درمیان موجود ہوں؟“

قَالَ نَافِعٌ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: «وَرَأَيْتُ امْرَأَةً تَخْدُشُهَا هِرَّةٌ لَهَا. فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ هَذِهِ؟ قَالُوا: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا. لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الْأَرْضِ».

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے انھوں نے (ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے) یہ الفاظ بھی فرمائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے (جہنم میں) ایک عورت دیکھی جسے اس کی ایک بلی بچے مار رہی تھی۔ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: اس نے اس (بلی) کو بند کر دیا تھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ اس نے اسے (خود) کھانا دیا نہ اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کوڑے کھا لیتی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو نبی اشیاء کا مشاہدہ کرا دیا جانا بھی وحی کی ایک صورت ہے۔ جنت اور جہنم کی صورت دکھائی گئی تھی اصل جنت اور جہنم کو مسجد میں حاضر نہیں کیا گیا تھا ورنہ سب لوگ دیکھ لیتے۔ ② امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے آگ یا کوئی اور ایسی چیز موجود ہو جسے شرکین پوجتے ہیں لیکن نمازی کی نیت صرف اللہ کو سجدہ کرنے کی ہو تو نماز درست ہے۔ (صحیح البخاری، الصلاة: باب من صلی و قد امه تنور أو نار أو شيء مما یبعد فأراد به وجه الله تعالى، حدیث: ۴۳۱) ③ جانوروں پر ظلم کرنا جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔ ④ پالتو جانوروں کو خوراک اور دیگر ضروریات مہیا کرنا مالک پر فرض ہے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۱۹۲)

باب: ۱۵۳- نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُرْسِلَنِي

۱۲۶۶- حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن کنانہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے (ایک شہر کے) امیر نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے نماز استسقاء کا مسئلہ دریافت کروں۔ حضرت ابن

۱۲۶۶- [استادہ حسن] أخرجه أبوداود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفرعها، ح: ۱۱۶۵ من حديث هشام بن إسحاق به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انھیں مجھ سے خود پوچھ لینے میں کیا چیز مانع تھی؟ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاجزی کے ساتھ سادہ لباس میں خشوع خضوع کے ساتھ آہستہ رفتار سے، گڑگڑاتے ہوئے (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جس طرح عید کے موقع پر پڑھی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے تمہارے اس خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا تھا۔

أُمِيرٌ مِنَ الْأَمْرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْأَسْتِسْقَاءِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي؟ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذَلًا مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلًا مُتَضَرِّعًا. فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ. وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”استسقاء“ کا مطلب ہے ”پانی طلب کرنا“ یا ”پانی پلانے کی درخواست کرنا“۔ یہ نماز ایسے موقع پر ادا کی جاتی ہے جب بارش کی ضرورت ہو لیکن دن گزرتے چلے جائیں اور بارش نہ ہو اس صورت میں زری پیدا اور کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے قحط کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے اسے نماز استسقاء کہتے ہیں یعنی بارش کی دعا کے لیے نماز پڑھنا۔ ② نماز استسقاء کے موقع پر بے چارگی اور مسکنت کے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے لباس میں چال میں اور حرکات و سکنات میں عجز اور فروتنی کا اظہار ہونا چاہیے۔ ③ استسقاء کی نماز دو رکعت ہے اور اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے۔ علاوہ ازیں وہ باہر کھلے میدان، یعنی عید گاہ میں ادا کی جاتی ہے اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے ”عید کی نماز“ سے تشبیہ دی۔ ④ تمہارے خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ بھی بنیادی طور پر دعائیں پر مشتمل تھا اس کو تمہاری طرح غیر ضروری باتیں کر کے طول نہیں دیا۔

۱۲۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

۱۲۶۷- حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ نے (اپنے اخینا) (چچا) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بارش کی دعا کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا، اپنی چادر پٹلی اور دو رکعت نماز ادا کی۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَادَ بْنَ تَوَيْمٍ يُحَدِّثُ أَبِي، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي. فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَلْبَ رِذَاءِهِ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

امام ابوبکر بن محمد بن حزم کے شاگرد یحییٰ بن سعید نے بھی ان سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز استقواء سے متعلق احکام ومسائل

ابن مُحَمَّد بن عمرو بن حَزْم، عَنْ عَبَاد بن تَمِيم، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

قَالَ سُفْيَانُ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ: جَنَابُ مَسْعُودِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرمایا: میں نے ابو بکر بن محمد سَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ بنَ مُحَمَّد بنِ عَمْرٍو: أَجْعَلْ أَغْلَاهُ أَشْفَلَهُ، أَوْ الْيَمِينَ عَلَى الشَّمَالِ؟ قَالَ: لَا. بَلِ الْيَمِينَ عَلَى الشَّمَالِ.

بن عمرو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے دریافت کیا: کیا نبی ﷺ نے چادر کا اوپر والا حصہ نیچے کیا تھا یا دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں! بلکہ دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① چادر پلٹنا زبانی دعا کے ساتھ ایک قسم کی عملی دعا ہے کہ اے اللہ! جس طرح ہم نے اپنے کپڑوں کی حالت تبدیل کی ہے تو بھی اسی طرح ہماری حالت تبدیل کر کے قحط کے بجائے رحمت نازل فرما دے۔ ② چادر پلٹنے میں کئی چیزیں شامل ہیں۔ (۱) دایاں حصہ بائیں طرف اور بائیں حصہ دائیں طرف کرنا جس طرح اس روایت میں ہے۔ (۲) پاؤں کی طرف والا حصہ سر کی طرف اور سر والا پاؤں کی طرف کرنا جیسے کہ سنن ابوداؤد میں مروی ہے۔ (سنن ابی داؤد: الصلاة، صلاة الاستسقاء، حدیث ۱۱۲۳) (۳) جو طرف جسم سے ٹٹی ہوئی ہو اسے باہر کرنا اور باہر والی طرف کو اندر کرنا۔ ⑤ استقواء کی نماز کے بعد ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف کر کے دعا مانگنا ممنون ہے۔ (صحیح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، حدیث: ۸۹۶)

۱۲۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنِ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي. فَصَلَّى بَنَاءَ رَكَعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. ثُمَّ حَطَبْنَا وَدَعَا اللَّهَ وَحَوْلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ. ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ

۱۲۶۸- حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کھلوائے بغیر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر خطبہ دیا اللہ سے دعا کی اور ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہو گئے پھر آپ نے اپنی چادر کو پلٹا یعنی دائیں حصے کو بائیں طرف اور بائیں حصے کو دائیں طرف کر لیا۔

۱۲۶۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۱۴۲۲ من حديث وهب به، وقال: "في القلب من الثعمان بن راشد، فإن في حديثه عن الزهري تخليط كثير"، وفيه علة أخرى تقدم، ح: ۷۰۷، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
وَالْأَيْسَرُ عَلَى الْإِيْمَنِ .

(المعجم ۱۵۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ
فِي الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۱۹۳)

۱۲۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
مُرَّةَ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ شُرَحْبِيلَ
ابْنِ السَّمُطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبٍ : يَا كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ
حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاحْذَرُ . قَالَ :
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ
اسْتَسْقِ اللَّهَ . فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ :
«اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا مَرِيئًا طَبَقًا عَاجِلًا
غَيْرَ رَائِبٍ ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ» . قَالَ ، فَمَا
جَمَعُوا حَتَّى أُحْيُوا . قَالَ ، فَأَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ
الْمَطَرُ ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ : تَهَدَّمَتِ
الْيَبُوتُ . فَقَالَ : «اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» ،
قَالَ : فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ يَمِينًا
وَشِمَالًا .

باب: ۱۵۳۔ نماز استسقاء میں دعا مانگنا
۱۲۶۹۔ حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ انھوں نے حضرت کعب بن جریج سے کہا: کعب بن مرہ!
ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائیے اور احتیاط کیجیے۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول!
ہمارے لیے پانی کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے
ہاتھ اٹھا دیے اور فرمایا: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا
مَرِيئًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِبٍ» نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ
”اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما جو خوش گوار ہو (برکات
اور رزق میں) اضافہ کر دینے والی ہو ہر جگہ برسے والی
ہو (جل تھل ایک کر دے) جلدی نازل ہونے والی ہو
تاخیر کرنے والی نہ ہو فائدے دینے والی ہو نقصان دہ نہ
ہو۔“ (اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی) ابھی نماز جمعہ سے
فارغ نہیں ہوئے تھے کہ بارش آ گئی۔ (بارش مسلسل ہوتی
رہی حتیٰ کہ) لوگ حاضر خدمت ہوئے اور بارش (کی
کثرت) کی شکایت کی، انھوں نے کہا: اے اللہ کے
رسول! (ہمارے تو) مکان گر گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: «اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» ”اے اللہ!
ہمارے ارد گرد (بارش برسا) ہم پر نہ برسا۔“ (فوراً)

۱۲۶۹۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۲۳۵، ۲۳۶ عن أبي معاوية به مطولاً، وصححه البوصيري * الأعمش تابعه
شعبة عند أحمد وغيره، وقال أبو داود في سننه، ح: ۳۹۶۷ "سالم لم يسمع من شرحبيل، مات شرحبيل بضعين"،
فالسند ضعيف، وأصل الحديث صحيح له شواهد كثيرة.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز استقاء سے متعلق احکام و مسائل

بادل پھٹ کر دائیں بائیں بکھرے لگ گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث روایت کرنا اور علماء سے حدیث سنانے کی درخواست کرنا مستحسن ہے۔ ② عالم کو حدیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ غلطی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔ اس کے نتیجے میں ممکن ہے ایسی بات کو شرعی حکم سمجھ لیا جائے جو حقیقت میں شرعی حکم نہیں۔ ③ نیک آدمی سے دعا کی درخواست کرنا درست ہے خواہ دعا کسی انفرادی معاملہ سے تعلق رکھتی ہو یا کسی اجتماعی مسئلہ سے متعلق ہو۔ ④ جب کسی سے دعا کی درخواست کی جائے تو اسے چاہیے کہ دعا کر دے انکار نہ کرے البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی افضل وقت میں دعا کرنے کی نیت سے وقتی طور پر دعا کو مؤخر کر دیا جائے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یوسف: ۹۸) ”میں جلد ہی تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا“ وہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔ ⑤ نماز استقاء پڑھے بغیر بھی بارش کی دعا کرنا جائز ہے۔ ⑥ جب بارش اتنی زیادہ ہو جائے کہ تکلیف کا باعث بننے لگے تو بارش رکنے کی دعا کرنا بھی درست ہے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بارش رحمت ہے اس لیے رحمت ختم ہونے کی دعا نہ کی جائے کیونکہ جس طرح ایک وقت بارش کا نزول رحمت ہوتا ہے اسی طرح دوسرے وقت میں بارش کا رک جانا بھی رحمت ہو سکتا ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا فوراً قبول ہو جانا رب کی رحمت بھی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور معجزہ بھی۔ ⑧ بارش مانگنے کے لیے حدیث میں مذکور دعا کا پڑھنا زیادہ برکت کا باعث ہے اور اس کی قبولیت کی زیادہ امید ہے۔



۱۲۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی (خانہ بدوش) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کا کوئی چرواہا سفر خرچ نہیں لیتا اور کوئی سائدہ نہیں ہلاتا۔ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا: [اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَدَقًا مُعِينًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيئًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِبٍ] ”اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما جس سے ہماری فریاد رسی ہو جائے خوشگوار ہو ہر جگہ برسنے والی ہو (رزق میں) اضافہ

۱۲۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ، أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَنْزِلُ لَهُمْ رَاعٌ، وَلَا يَخْطُرُ لَهُمْ فَعْلٌ. فَصَعِدَ الْمُنْبَرِ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَدَقًا مُعِينًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيئًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِبٍ» ثُمَّ نَزَلَ. فَمَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ مِنْ وَجْهِ مِنْ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

الْوُجُوهُ إِلَّا قَالُوا: قَدْ أَحْيَيْنَا.

کرنے والی ہوؤں پر قطروں والی ہو جلدی نازل ہونے والی ہوتا خیر کرنے والی نہ ہو۔“ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے (اس کے بعد) جس سمت سے بھی کوئی (مسافر) آیا اس نے یہی کہا: ہمارے ہاں بارش ہوئی ہے۔

🌞 فائدہ: ”چرواہا سفر خرچ نہیں لیتا۔“ اس کا مطلب ہے کہ چرواہے ریوڑ لے کر آبادی سے دور نہیں جاتے کیونکہ کہیں گھاس نہیں رہی اس لیے جانور گھروں میں بھوکے مر رہے ہیں۔ ”کوئی سانڈ دم نہیں ہلاتا“ اس کا مطلب ہے کہ جانور بہت کمزور ہو گئے ہیں حتیٰ کہ سانڈ بھی جو زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں ان میں جوش اور جستی باقی نہیں رہی وہ بھی خاموش کھڑے رہتے ہیں دم تک نہیں ہلاتے۔ اس روایت کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ (سنن ابن ماجہ) بہ تحقیق الدكتور بشار عواد

۱۲۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَرَكَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى حَتَّى رَأَيْتُ، أَوْ رُئِيَ تَبَاضُ يُبْطِئُهُ.

فَالَ مُعْتَمِرٌ: أَرَاهُ فِي الْاسْتِسْقَاءِ.

(حدیث کے راوی) حضرت معمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نماز استسقاء کے موقع پر ایسا ہوا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① استسقاء کے موقع پر خوب خشوع خضوع سے طویل دعا کرنی چاہیے۔ ② نماز استسقاء کے موقع پر دعا کرتے ہوئے عام حالات سے زیادہ ہاتھ بلند کرنے چاہئیں۔

۱۲۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: ۱۲۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۲۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۷۰/۲ من حديث المعتمر به، وتابعه ابن أبي عدي عنده، ص: ۲۳۵، ۲۳۶، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات" * بركة المجاشعي أبو الوليد ثقة كما في التقریب وغيره.

۱۲۷۲- [حسن] أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قهطوا، ح: ۱۰۰۹ تعليقاً * عمر تكلّموا فيه، وأحاديثه في الصحيحين محفوظة، ولحديثه شاهد عند البخاري، ح: ۱۰۰۸ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز استسقاء سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ، عَنْ
عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ
إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمُنْبَرِ. فَمَا
نَزَلَ حَتَّى جَيْشَ كُلِّ مِيزَابٍ بِالْمَدِينَةِ.
فَأَذْكُرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ:

انہوں نے فرمایا: میں بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے
چہرہ اقدس کو دیکھتا جب کہ آپ منبر پر (بارش کی دعا کے
لیے) تشریف فرما ہوتے اور آپ کے منبر پر اتارنے سے
پہلے مدینے کا ہر پرنا لہ پورے زور سے بہنے لگتا تو مجھے
شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا:

وَأَبْنَضُ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى، عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

وہ سفید قام شخصیت (رسول اکرم ﷺ) جس کے چہرے
کے وسیلے سے یتیموں کا مال سے بادل سے بارش مانگی جاتی ہے یتیموں کا
نگہبان، یتیموں کے پناہ گاہ کا محافظ۔
یہ ابوطالب کا کلام ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ.

🌞 فوائد ومسائل: ① میدان میں نکلے بغیر صرف منبر پر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ کا متعدد درجہ کا عمل ہے۔ ② ہر بار
نبی ﷺ کی دعا قبول ہو کر بارش کا نازل ہو جانا ایک معجزاتی شان کا حامل وصف ہے، خصوصاً دعا کے فوراً بعد بارش کا
پورے زور سے آ جانا مقام نبوت کی برکت ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ باطنی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری
حسن و جمال سے بھی بدرجہ اعلیٰ متصف تھے۔ ④ نبی ﷺ کی ذات کے وسیلے سے دعا مانگنا ابوطالب کا عمل ہے جو
مرتے دم تک ایمان کی دولت سے محروم رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو خوب سمجھتے تھے اور
توحید کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ حب رسول ﷺ کے تقاضوں سے بھی مکافہ واقف تھے وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ
سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنانے کے بجائے آپ کی دعا کو وسیلہ پکارتے تھے۔
نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی اور فرمایا: اللہ! ہم تجھ سے
اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو ہمیں بارش دے دیتا تھا اب ہم تجھ سے اپنے نبی ﷺ کے چچا کے وسیلہ
سے دعا کرتے ہیں اس لیے ہمیں پانی عطا فرما۔ (صحیح البخاری، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام
الاستسقاء إذا فحطوا، حدیث: ۱۰۱۰) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو
وسیلہ بنایا ہے ان کی ذات کو نہیں ورنہ اگر ذات کو وسیلہ بنانا ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنا دیتے جن سے
افضل کوئی ذات نہیں۔ ⑤ یہ شعر ابوطالب کے قصیدے کا ہے جو اس نے نبی ﷺ کی تعریف میں کہا تھا۔ حافظ ابن حجر

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام ومسائل

بشرطیکہ کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا یا نامناسب نتائج نکلنے کا خدشہ نہ ہو۔ ⑤ عورتیں عید کے موقع پر زیور پہن سکتی ہیں۔

⑥ عورتوں کا انگوٹھیاں اور بالیاں پہننا جائز ہے۔

۱۲۷۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

۱۲۷۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے دن بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (عید کی) نماز ادا فرمائی۔

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ

ابن جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ

طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

🌞 فائدہ: عید کی نماز بلا اذان و اقامت پڑھنا ضروری ہے۔ دوسری نمازوں پر قیاس کر کے اس کے لیے اذان و

اقامت کا اہتمام کرنا جائز نہیں کیونکہ جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کرنا ممکن تھا اور اس کے اسباب بھی موجود

تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا تو بعد کے زمانے میں وہ کام کرنا بدعت ہوگا اگرچہ بظاہر وہ نیکی کا کام ہو۔

۱۲۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۷۵۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: مروان نے عید کے دن منبر نکلوا یا (اور عید گاہ

میں منبر پر خطبہ دیا) اور نماز سے پہلے خطبہ دیا ایک آدمی

نے اٹھ کر کہا: اے مروان! آپ نے خلاف سنت کام کیا

ہے۔ آپ نے عید کے دن منبر نکالا ہے۔ (مسجد سے اٹھا

کر عید گاہ میں لائے ہیں) حالانکہ نبی ﷺ کے زمانے

میں (وہ نکالا نہیں جاتا تھا اور آپ نے نماز سے پہلے

خطبہ شروع کر دیا حالانکہ ابتدا خطبے سے نہیں ہوا کرتی تھی

(بلکہ پہلے نماز ہوتی تھی۔) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ

نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جو شخص کوئی برائی

دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے تبدیل کرنے کی طاقت ہو تو

أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ

ابن رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ

شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: أَخْرَجَ

مَرْوَانَ الْمُنْبَرِ يَوْمَ الْعِيدِ. فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ

قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ

خَالَفْتَ السُّنَّةَ. أَخْرَجْتَ الْمُنْبَرِ يَوْمَ عِيدٍ

وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ. وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ

الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا. فَقَالَ

أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى

۱۲۷۴۔ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۲، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث

ابن جريج به مطولاً ومختصراً ببعض الاختلاف.

۱۲۷۵۔ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان... الخ، ح: ۴۹، عن أبي كريب

وغیره به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُعَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُعَيِّرْهُ ۖ اِسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے۔ اگر طاعت بِيَدِهِ ۖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِلِسَانِهِ ۖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ ۖ فَبِقَلْبِهِ ۖ وَذَلِكَ أَضْعَفُ کرنے کی) طاعت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① عید گاہ میں منبر لے جانا یا منبر بنالینا درست نہیں۔ ② عید کی نماز خطبے سے پہلے ہوتی تھی۔ ③ لوگوں کی کوتاہی کی وجہ سے اگر ایک غلطی رواج پا جائے تو اس کو ختم کرنے کے لیے خلاف سنت طریقہ اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک اور غلطی ہوگی۔ عوام کا عید کی نماز پڑھ کر خطبہ سننے بغیر چلے جانا غلطی ہے۔ اس پر توجہ دلا نا اور اس سے روکنا ضروری ہے تاہم اس کا علاج یہ نہیں کہ خطبہ عید کی نماز سے پہلے دے دیا جائے۔ ④ حاکم کی غلطی پر عوام کو تنبیہ کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تاہم علماء کو چاہیے کہ صحیح بات کا پرچار کریں تاکہ اس پر عمل کرنے کے لیے مناسب حالات پیدا ہو سکیں اور غلط کام چھوڑنے کے لیے عوام کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑤ اچھے کام پر سب کے سامنے تعریف کرنا درست ہے جب کہ مقصد اچھا کام کرنے والے کی تائید اور نیکی پر اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑥ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اس سے اس کی تائید اور حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ سامعین میں سے بعض لوگوں نے اس شخص کی بات کو نا مناسب تصور کیا ہوگا یا یہ سمجھا ہوگا کہ یہ بات تو صحیح ہے لیکن اس موقع پر نہیں کہنی چاہیے تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔ ⑦ غلطی کی اصلاح اور قوت سے برائی کو ختم کر دینا احکام کا فرض ہے یا جس شخص پر اختیار حاصل ہو اسے بزور قوت روکا جاسکتا ہے مثلاً: غلام یا تحت اولاد اور شاگرد وغیرہ ورنہ زبان سے روکنا کافی ہے۔ ⑧ زبان سے منع کرنا علماء کا فریضہ ہے اور عوام کو بھی اپنے اپنے دائرۃ اختیار میں اس طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑨ اگر کوئی شخص ایمان کی کمزوری یا جرأت و ہمت نہ ہونے کی وجہ سے زبان سے بھی برائی کی شاعت واضح نہ کر سکے تو بھی دل میں گناہ سے نفرت بہر حال ضروری ہے۔ گناہ کو اچھا سمجھنا پسند کرنا یا منع کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا ایک لحاظ سے گناہ میں شرکت ہے جو ایک مومن کے شایان شان نہیں۔

۱۲۷۶- حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا فرماتے تھے۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، يُصَلُّونَ الْعِيدَ

۱۲۷۶- أخرجه البخاري، العبدین، باب الخطبة بعد العید، ح: ۹۶۳، ومسلم، صلاة العیدین، کتاب صلاة العبدین، ح: ۸۸۸ من حدیث أبي أسامة وغيره به.

قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

(المعجم ۱۵۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمَّ
يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ۱۹۵)

باب: ۱۵۶- نماز عیدین میں امام کتنی
تکبیرات (زوائد) کہے

۱۲۷۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ
سَعْدٍ، مُؤَدِّي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ
الْقِرَاءَةِ. وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

۱۲۷۷- حضرت سعد مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں
قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں
قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

🌞 نوآمد وسائل: ① عید کی نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں دوسری نمازوں میں کہی جانے والی تکبیرات کے
علاوہ مزید تکبیرات بھی کی جاتی ہیں۔ انھیں ”تکبیرات زوائد“ یا ”زائد تکبیریں“ کہتے ہیں، یعنی وہ تکبیریں جو دوسری
نمازوں سے زائد عید کی نماز میں کہی جاتی ہیں۔ ② زائد تکبیروں کی تعداد پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں
پانچ ہے۔ ③ یہ تکبیرات قراءت سے پہلے کہی جاتی ہیں۔ ④ تکبیر تحریر یا ان تکبیرات میں شامل نہیں۔

۱۲۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ
الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سَبْعًا وَخَمْسًا.

۱۲۷۸- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت
شعیب بن محمد رضی اللہ عنہ) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت
عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے نماز عید میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔

۱۲۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سَبْعًا وَخَمْسًا.

۱۲۷۹- حضرت کثیر بن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے والد
(حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے اور وہ ان

۱۲۷۷- [حسن] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، والحديث له شواهد، منها الحديث الآتي.

۱۲۷۸- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التكبير في العیدین، ح: ۱۱۵۱ من حديث عبدالله بن
عبدالرحمن بن عوف، وصححه أحمد، والبخاري، وابن المديني، والنووي، والعسقلاني وغيرهم.

۱۲۷۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في التكبير في العیدین، ح: ۵۳۶ من حديث كثير بن
وقال: "حسن"، وانظر، ح: ۱۶۵ لعلته، وللحديث شواهد حجة، انظر الحديث الآتي والسابق.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

کے دادا (حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں عیدوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔

خَالِدُ بْنُ عَثْمَةَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا، فِي الْآخِرَةِ.

۱۲۸۰۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کی نماز) میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں جن میں رکوع کی تکبیریں شامل نہیں۔

۱۲۸۰ - حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَرِيْدَ، وَعُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى سَبْعًا وَخَمْسًا. سِوَى تَكْبِيرَتِي الرُّكُوعِ.

باب: ۱۵۷۔ نماز عیدین کی قراءت

(المعجم ۱۵۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ۱۹۶)

۱۲۸۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو دنوں عیدوں میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾.

۱۲۸۲۔ حضرت عید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن باہر

۱۲۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَا سَفْيَانُ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

۱۲۸۰۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التكبير في العیدین، ح: ۱۱۴۹ من حديث ابن لهيعة به، وأخرج لها، ح: ۱۱۵۰ عن ابن وهب عن ابن لهيعة به، وصرح بالسماع عند غيره، وللحديث شواهد.

۱۲۸۱۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۸ من حديث إبراهيم بن محمد به.

۱۲۸۲۔ أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب ما يقرأ في صلاة العیدین، ح: ۸۹۱ من حديث ضمرة بن سعيد به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

تشریف لائے انھوں نے حضرت ابو واقد لشیؓ سے دریافت کرایا: نبی ﷺ اس دن (عید کے دن) کن سورتوں کی قراءت فرماتے تھے؟ ابو واقدؓ نے فرمایا: قاف (سورہ ق) اور اقتربت (سورہ قمر)

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيدٍ. فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: بِقَافٍ وَاقْتَرَبَتْ.

🌞 فائدہ: عیدین کی نمازوں میں دونوں احادیث میں مذکور سورتیں پڑھنا درست ہے۔ دونوں میں سے جس حدیث کے مطابق تلاوت کی جائے گی سنت پر عمل ہو جائے گا۔

۱۲۸۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْمَغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْمَغَاشِيَةِ﴾.

باب: ۱۵۸۔ عیدین کے خطبے کا بیان

(المعجم ۱۵۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ (الشفعة ۱۹۷)

۱۲۸۴۔ حضرت ابوبکر اکمل اسیؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا اور ایک حبشی نے اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی۔

۱۲۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ. قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا كَاهِلٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ. فَحَدَّثَنِي أَخِي عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ، وَحَبْشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا.

۱۲۸۳۔ [حسن] انظر، ح: ۲۵۱ لعلته، والحديث الصحيح برقم: ۱۲۸۱ شاهد له.

۱۲۸۴۔ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۱۸۵/۳، صلاة العیدین، الخطبة على البعير، ح: ۱۵۷۴ من حديث إسماعيل به، وأحمد: ۳۰۶/۴ عن وكيع به، وأخوه سعيد كما صرح به ابن الأثير في روايته (أسد الغابة، ترجمة أبي كاهل)، وكذا في تهذيب الكمال وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

🌟 فوائد و مسائل: ① یہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا۔ ② حشی سے مراد حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے جائز ہے کہ کسی سے معمولی خدمت لے لے۔ ④ اس سے معلوم ہوا کہ سواری وغیرہ پر سوار ہو کر تقریر کی جاسکتی ہے۔ یہ جانوروں پر ظلم کے زمرے میں نہیں آتا اور بوقت ضرورت اونچا بیچ بھی بنایا جاسکتا ہے تاکہ خطیب لوگوں کو بآسانی نظر آ سکے۔

۱۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَنَسِ بْنِ عَائِذٍ، هُوَ أَبُو كَاهِلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ حَسَنَاءَ، وَحَبَسِيٍّ آخِذٍ بِخِطَامِهَا.

۱۲۸۵۔ حضرت ابو کاہل قیس بن عائد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک خوبصورت اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے سنا اور ایک حشی نے اس کی مہار تھام رکھی تھی۔

🌟 فوائد و مسائل: ① سفر حج کے دوران میں رسول اللہ ﷺ نے جس اونٹنی پر سواری کی تھی اس کا نام قصواء تھا۔ (صحیح مسلم 'الحج' باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم' حديث: ۱۲۸۵) جن حضرات نے آپ کی سواری تک کی شکل و صورت یاد رکھی وہ آپ کے فرمان کی کس طرح حفاظت کرتے ہوں گے؟

۱۲۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَجَّ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى بَعِيرِهِ.

۱۲۸۶۔ حضرت سلمہ بن نبیط اپنے والد (حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حج کیا اور فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر (سوار ہو کر) خطبہ دیتے دیکھا ہے۔

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد ابوداؤد میں ہیں تاہم دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳/۱۹۱۸ و سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد' حديث: ۱۲۸۶) بتا بریں روایت میں مذکور مسلمہ فی نفسہ درست ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۸۵۔ [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۲۸۶۔ [ضعيف] أخرجه النسائي: ۲۵۳/۵، مناسك الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة، ح: ۳۰۱۰ و ح: ۳۰۱۱ من حديث سلمة به، أخرجه أبوداود، ح: ۱۹۱۶ بسند صحيح عن سلمة بن نبيط عن رجل من الحي عن أبيه نبيط به، والرجل مجهول، وبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ۱۹۱۷ وغيره.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۲۸۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُؤَدَّنِ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ. يَكْثُرُ التَّكْبِيرُ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ.

۱۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ. فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَهُمْ جُلُوسٌ. فَيَقُولُ: «تَصَدَّقُوا. تَصَدَّقُوا» فَأَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّيْءِ. فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَنْعَتَ بَعَثًا يَذْكُرُهُ لَهُمْ. وَإِلَّا انْصَرَفَ.

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۸۷- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبے کے دوران میں تکبیرات کہا کرتے تھے۔ عیدین کے خطبے میں کثرت سے تکبیرات کہتے تھے۔

۱۲۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر (عید گاہ میں) تشریف لے جاتے تھے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے پھر سلام پھیر کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے۔ لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کر لیتے جب کہ لوگ بیٹھے رہتے۔ آپ فرماتے: ”صدقہ کرو صدقہ کرو“ تو زیادہ تر عورتیں صدقہ کرتیں ہائی انگوٹھی اور (اس طرح کی) کوئی چیز (صدقہ میں پیش کرتیں) اگر آپ کوئی لشکر روانہ کرنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو یہ بات بھی لوگوں کو بتا دیتے ورنہ (خطبہ ختم کر کے) واپس آ جاتے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① عید کی نماز مسجد کے بجائے کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی جہی افضل ترین جگہ چھوڑ کر میدان میں نماز عید ادا کی۔ ② خطبہ عید کی نماز کے بعد دینا چاہیے۔ ③ عید کا خطبہ منبر پر نہیں زمین پر کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے۔ ④ خطبے میں حالات کے مطابق مناسب مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ⑤ عورت اپنی ذاتی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑥ خطبہ طہینان سے بیٹھ کر سنا چاہیے تاہم کوئی شخص اٹھ جائے تو جائز ہے۔

۱۲۸۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُؤَدَّنِ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ. يَكْثُرُ التَّكْبِيرُ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ.

۱۲۸۷- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته.

۱۲۸۸- أخرجه البخاري، الحيف، باب ترك الحائض الصوم، ح: ۹۵۶، ۳۰۴ من حديث عياض به مطولاً ومختصراً، ومسلم، صلاة العیدین، باب: كتاب صلاة العیدین، ح: ۸۸۹ من حديث داود بن قيس به مطولاً.

۱۲۸۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه إسماعيل بن مسلم (المكي) وقد أجمعوا على ضعفه، ۴۱

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرِ أَوْ أَضْحَى. فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ.

نے فرمایا: عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر تھوڑی دیر بیٹھ گئے پھر کھڑے ہو گئے (اور خطبہ دیا۔)

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ یہ کیفیت (درمیان میں بیٹھنا) صرف خطبہ جمعہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ۱۵۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ۱۹۸)

باب ۱۵۹۔ نماز عید کے بعد خطبے کے لیے بیٹھ رہنا

۱۲۹۰ - حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: خَضِرْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَصَلَّى بِنَا الْعِيدَ، ثُمَّ قَالَ: «قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ. فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ. وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

۱۲۹۰۔ حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز عید میں شریک ہوا۔ آپ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی پھر فرمایا: ”ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔ (اب) جو شخص خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھ جائے اور جو شخص جانا چاہے چلا جائے۔“

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عید کا خطبہ سننا واجب نہیں تاہم افضل یہی ہے کہ خطبہ سن کر جائیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۱۶۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا (التحفة ۱۹۹)

باب ۱۶۰۔ نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل نماز

۱۲۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۹۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

وَأَبُو بَكْرِ (البکراوی) ضعیف، وفيه علة أخرى.

۱۲۹۰۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح: ۱۱۵۵ من حديث الفضل به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، وأعل بما لا يقدح.

۱۲۹۱۔ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۴، ومسلم، صلاة العيدين، باب ترك الصلاة، قبل العيد وبعدها في المصلى، ح: ۸۸۴ من حديث شعبة به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي
عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ
الْعِيدَ. لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز عید پڑھائی۔ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔

🌞 فائدہ: جس طرح فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل نمازیں ہیں جنہیں سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے نماز عید کے ساتھ اس قسم کی کوئی نماز مسنون نہیں اس موقع پر ایسی کوئی نماز نہ پڑھنا ہی سنت ہے۔

۱۲۹۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا
بَعْدَهَا فِي عِيدٍ.

۱۲۹۲- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز عید کے موقع پر اس سے پہلے یا بعد میں نماز (نفل) ادا نہیں فرمائی۔

۱۲۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرِو الرَّقِئِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ
عَقِيلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا
يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا. فَإِذَا رَجَعَ إِلَى
مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

۱۲۹۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے پھر جب (نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر) واپس تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین مثلاً: امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر امام بوسری، شیخ البانی، شیخ حسین اسد اور الموسوۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر فتح الباری میں سیر حاصل بحث کی ہے اور سنن ابن ماجہ کی

۱۲۹۲- [إسناده حسن] "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۲۹۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۸/۳، ۴۰ من حديث عبيد الله بن عمرو به، وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن". * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ۳۹۰.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

مذکورہ روایت کو حسن قرار دے کر دونوں قسم کی روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں نفل وغیرہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عید گاہ میں کوئی نوافل ادا نہیں کرتے تھے۔ گھر آ کر ادا کیے جانے والے نفلوں کا تعلق نماز عید سے نہیں بلکہ یہ منطق نفل ہیں۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۲/۶۱۳، ۶۱۴) والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۱۷/۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۶ و سنن ابن ماجہ للدكتور بشار عواد، حدیث: (۱۲۹۳)

(المعجم ۱۶۱) - بِأَبِّ مَا جَاءَ فِي .
الخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئَا (التحفة ۲۰۰)

۱۲۹۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ
سَعْدٍ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئَا ،
وَيَرْجِعُ مَا شِئَا .

۱۲۹۴ - حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے
اور پیدل واپس آتے تھے۔

۱۲۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
أَنَّنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ ،
عَنْ أَبِيهِ . وَعَبِيدُ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَى
الْعِيدِ مَا شِئَا ، وَيَرْجِعُ مَا شِئَا .

۱۲۹۵ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز عید کے لیے پیدل
تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

۱۲۹۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ : حَدَّثَنَا
أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا رُحَيْمٌ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ
الْحَارِثِ ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : إِنْ مِنْ السَّنَةِ أَنْ

۱۲۹۶ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
فرمایا: نماز عید کے لیے چل کر جانا سنت ہے۔

۱۲۹۴ - [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ۵۳۰ وغيره.

۱۲۹۵ - [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه عبد الرحمن بن عبد الله العمري، وهو ضعيف"، أقول وهو متروك كما في التفریب.

۱۲۹۶ - [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۵ لعلته، وفيه علة أخرى.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
يَمْشِي إِلَى الْعِيدِ .

۱۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْحَطَّابِ : حَدَّثَنَا رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل جاتے تھے۔
مِنْذَلٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ،
عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَأْتِي الْعِيدَ مَا شِئَا .

🌞 فائدہ: اس باب کی تمام روایات کو اکثر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے جن میں ہمارے فاضل محقق، دکتور بشار عواد اور شیخ البانی رحمہ اللہ شامل ہیں تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (۱۲۹۶) کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں شاید امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہو جو ابن ماجہ کے مذکورہ باب کے تحت آئے ہیں مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ اور پھر اس مسئلہ کی تائید میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے میں شرکت اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے نیز سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عید الفطر کی تین سنتیں ہیں: ”عید گاہ کی طرف پیدل جانا“ عید نماز کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور عید نماز کے لیے غسل کرنا۔“ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل، للألبانی: ۳/۱۰۳۱۰۳) الحاصل مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہو کر بھی جایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۶۲) - بِأَبْ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ بَاب عید کے دن ایک راستے سے عید گاہ
يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ طَرِيقٍ وَالرُّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ جا کر دوسرے راستے سے واپس آنا
(النحفة ۲۰۱)

۱۲۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ : حَدَّثَنَا نبی ﷺ جب عیدین کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے
أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تو حضرت سعید بن ابوالعاص کے گھر کے پاس سے
كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ سَلَكَ عَلَى دَارِ گزرتے، پھر خیموں والوں کے پاس سے گزرتے، پھر

۱۲۹۷- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۲۴۷ لعلته .

۱۲۹۸- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، وقال البوصيري: 'هذا الإسناد ضعيف' .

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

(نماز کے بعد) دوسرے راستے سے، یعنی بنو زریق کے راستے سے واپس ہوتے، پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزر کر میدان میں پہنچتے۔ (اور وہاں سے مسجد نبوی اور امہات المؤمنین کے گھروں کی طرف چلتے۔)

سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ. ثُمَّ عَلَى أَصْحَابِ الْفَسَاطِيطِ. ثُمَّ انْصَرَفَ فِي الطَّرِيقِ الْأُخْرَى طَرِيقَ بَنِي زُرَيْقٍ. ثُمَّ يَخْرُجُ عَلَى دَارِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَدَارِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْبَلَّاطِ.

۱۲۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

۱۲۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، وَيَرْجِعُ فِي أُخْرَى. وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۱۳۰۰- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور جس راستے سے جاتے تھے اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔

۱۳۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مُنْذِلٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِياً، وَيَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي ابْتَدَأَ فِيهِ.

۱۳۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عید کی نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو

۱۳۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو ثُمَيْلَةَ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ

۱۲۹۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الخروج إلى العيد في طريق ويرجع في طريق، ح: ۱۱۵۶ من حديث عبد الله العمري به * العمري عن نافع قوي، قواه أحمد وغيره، وسئل ابن معين عن العمري: ما حاله في نافع؟ فقال: صالح [تاريخ الدارمي: ۵۲۳ وغيره].

۱۳۰۰- [ضعيف] تقدم، ح: ۱۲۹۷.

۱۳۰۱- أخرجه البخاري، العيدين، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العيد، ح: ۹۸۶ تعليقا، والترمذي، ح: ۵۴۱ موصلاً، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طريق آخر عند البخاري، ورجحه عليه، والطريقان محفوظان.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنن فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

بھی صرف مباح (جائز) ہی ہیں نہ کہ فرض و واجب یا سنت و مستحب۔ اور یہ مسئلہ اصول ہے کہ کوئی مباح کام حرام کا ذریعہ نہ رہا ہو تو وہ مباح کام بھی ناجائز قرار پاتا ہے اور احرام سے بچنے بچانے کے لیے مباح کام سے بھی لوگوں کو روک دیا جاتا ہے اس لیے جو علماء شادی وغیرہ کے موقع پر ان جائز چیزوں سے بھی روکتے ہیں حکمت عملی کے اعتبار سے ان کا موقف اسلام کے زیادہ قریب ہے کیونکہ بات صرف دف تک ہی نہیں رہتی، دھول دھمکوں ساز و موسیقی اور بیڑا بچوں تک بلکہ مجروں اور کھلم کھلا فواحش و منکرات کے ارتکاب تک پہنچ جاتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔

۱۳۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ. إِلَّا شَيْءٌ وَاحِدٌ. فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْلُسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ.

۱۳۰۴ - حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو جو کچھ ہوتا تھا وہ سب میں نے (تم لوگوں کو کرتے) دیکھ لیا ہے سوائے ایک چیز کے۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں عید الفطر کے دن گانا بجانا ہوتا تھا۔ (جو تم نے ترک کر دیا ہے۔)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْفُطَّانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ دَبِيلٍ: حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، نَحْوَهُ.

امام صاحب کے شاگرد ابوالحسن نے یہی حدیث اپنی تین سندوں یعنی بواسطہ ابن دبیول عن آدم عن شیبان عن جابر عن عامر اور بواسطہ اسرائیل عن جابر؛ ح: و حدیثنا ابراہیم بن نصر: عن شریک عن ابی اسحاق عن عامر بیان کی۔

🕌 فائدہ: مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ بعض محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ہماریس عید کے دن بچوں کے لیے جائز ہے کہ گھر میں کوئی گیت وغیرہ گالیں اگرچہ ساتھ دف بھی ہو۔ (صحیح البخاری العیدین، باب سنة العیدین لأهل الإسلام، حدیث: ۹۵۳) ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر انصاری بچوں نے دف بجا کر اپنے بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گانے شروع کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا البتہ منہ پھیر کر لیٹ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بچوں کو ڈانٹا۔ رسول اللہ ﷺ

۱۳۰۴ - [إسناده ضعيف] وطريق قيس صحيحه البوصيري * أبو إسحاق عن عن، وتقدم، ح: ۴۶، وانظر، ح: ۱۰۳۹، وتابعه جابر الجعفي عند الفطان: الراوي عن ابن ماجه، وأحمد: ۴۲۲/۳ وغيرهما، وهو ضعيف، وانقي، تقدم، ح: ۳۵۶.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”رہنے دو یہ ہماری عید کا دن ہے۔“ اس لیے عید کے دن گانے بجانے کی اجازت ہے لیکن مندرجہ ذیل امور کو نظر رکھنا ضروری ہے: (۱) اس کی اجازت صرف خاص خاص موقعوں کے لیے ہے مثلاً: عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق (قربانی کے دن) اور شادی کے موقع پر۔ (۲) بچیوں کو صرف اجازت دی جائے ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے نہ بزرگ مرد اور خواتین اس میں شریک ہوں۔ (۳) جو اشعار پڑھے جائیں ان میں حیا کے منافی، بد اخلاقی کا سبق دینے والی یا شرکیہ باتیں نہ ہوں۔ (۴) برف کے سوا کوئی دوسرا ساز نہ بجایا جائے۔ (۵) وہ گانے بجانے کی پیشہ ور عورتیں نہ ہوں جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے: [وَلَيْسَتْ بِمُعْجِزَاتٍ] ”وہ گانے والیاں نہ تھیں۔“ (صحیح البخاری، العیدین، باب سنة العیدین لأهل الإسلام، حدیث: ۹۵۲) (۶) اس موقع پر نوجوان بچوں اور بچیوں کا اختلاط نہ ہو جیسے ہمارے معاشرے میں شادی وغیرہ کی تقریبات میں عام طور پر ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۶۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرَبَةِ
يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ۲۰۳)

۱۳۰۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ : ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى فِي يَوْمِ الْعِيدِ . وَالْعَنْزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ . فَإِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى ، نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا . وَذَلِكَ أَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ قَضَاءً ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَرْتَبُ بِهِ .

۱۳۰۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن صبح کے وقت عید گاہ تشریف لے جاتے، آپ کے آگے آگے برہمی لے جاتی جاتی۔ جب آپ عید گاہ پہنچتے تو آپ کے سامنے برہمی گاڑ دی جاتی آپ ﷺ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عید گاہ ایک کھلا میدان تھی اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے سترہ بنایا جاسکے۔

🌞 نواد و مسائل: ① [عَنْزَةُ] چھوٹے نیزے یا برہمی کو کہتے ہیں۔ ② نماز میں امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ مسجد میں دیوار ہی کافی ہے جبکہ میدان میں کوئی اور چیز رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے اس کی ضرورت کی چیز اٹھا کر لے جانا اور اس طرح کی دوسری خدمت انجام دینا احترام میں شامل ہے۔ ④ نماز باجماعت میں امام کے لیے سترہ کافی ہے مقتدیوں کے آگے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۰۵ - حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۱۳۰۵ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرِهِ، نُصِبَتِ الْحُرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ.

انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ عید کے دن یا کسی اور دن جب نماز ادا فرماتے تو آپ کے سامنے برہمی گاڑ دی جاتی۔ آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ: فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأَمْرَاءُ.

امام نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی وجہ سے خلفاء نے یہ

طریقہ اختیار کیا ہے۔



فوائد و مسائل: ① سترہ صرف عید کی نماز کے لیے خاص نہیں دوسری کوئی نماز بھی جب مسجد کے باہر ادا کی جائے مثلاً: سفر میں..... تو امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ ② مقتدیوں کے لیے الگ سترے کی ضرورت نہیں ہاں جب مقتدی علیحدہ سنتیں وغیرہ پڑھیں گے تو ان کے لیے الگ سترہ ضروری ہے۔

۱۳۰۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ

۱۳۰۶ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلَّى مُسْتَتِرًا بِحُرْبَةٍ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے عید گاہ میں عید کی نماز برہمی کو سترہ بنا کر ادا فرمائی۔

(المعجم ۱۶۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ

باب: ۱۶۵- عیدین میں عورتوں کا

النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ۲۰۴)

عید گاہ جانا

۱۳۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۳۰۷ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

۱۳۰۵ - أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۴، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والتدب إلى الصلاة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۱ من حديث عبدالله بن عمر به.

۱۳۰۶ - [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۷۷۰ من حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۳۰۷ - أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب ذکر إباحة خروج النساء في العید إلى المصلي... الخ، ح: ۸۹۰ من حديث هشام به.

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَبْرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُمْ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. قَالَ، قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ: فَقُلْنَا: أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: «فَلْنُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عورتوں کو لے کر جائیں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ہم نے عرض کیا: یہ فرمائیے کہ اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو؟ (تو وہ کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اس کی بہن اپنی چادر اوڑھادے۔“



فوائد و مسائل: ① جس طرح فرض نمازوں میں اور جمعے میں عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے اسی طرح عیدین میں بھی ان کی حاضری ضروری ہے۔ ② اس میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ خطبے میں دین کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور دین سکھانا عورتوں پر بھی فرض ہے دوسرے عید مسلمانوں کی اجتماعی شان و شوکت کے اظہار کا دن ہے عورتوں اور بچوں کی شرکت سے یہ مقصد زیادہ بہتر طریقے پر پورا ہوتا ہے، تیسرے یہ کہ عید اجتماعی خوشی کا موقع ہے جس میں مرد اور عورتیں سبھی اہل ایمان شامل ہیں لہذا عورتوں کو اس خوشی میں شرکت سے محروم رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ ③ اگر کسی خاتون کو ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ عید کے اجتماع میں شریک نہ ہو سکتی ہو تو اس کا یہ عذر اگر دور ہو سکتا ہو تو ضرور کیا جائے اسے نماز عید پڑھنے اور خطبہ سننے سے محروم نہ رکھا جائے۔ ④ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو دوسری خاتون اسے اپنی چادر میں شریک کرے۔ دو عورتوں کا ایک چادر اوڑھ کر چلنا ایک مشکل کام ہے لیکن اس کا حکم دیا گیا ہے اس سے عورتوں کے عید میں شریک ہونے کی انتہائی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ ⑤ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری خاتون کے پاس دو چادریں ہوں تو وہ ایک چادر اس عورت کو دے دے جس کے پاس چادر نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۳۶۲/۲، حدیث: ۱۳۶۷) ⑥ پردہ اس قدر اہم ہے کہ چادر نہ ہونے کو بے پردہ باہر جانے کے لیے عذر تسلیم نہیں کیا گیا حتیٰ کہ اگر دوسری عورتوں سے عاریتاً بھی چادر نہ ملے تو دو عورتیں ایک چادر اوڑھ کر چلیں بغیر چادر کے نہ جائیں۔



۱۳۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۳۰۸ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ أَنَبَانَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سَبْرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ» (نماز عید کے لیے) گھروں سے باہر (عید گاہ میں) لے کر آؤ انھیں چاہیے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں

لَيَسْهَدَنَّ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. حاضر ہوں، حیض والی عورتیں عام لوگوں (نماز پڑھنے والی عورتوں) کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

فتاویٰ و مسائل: ① جب بچیاں جوان ہو جائیں تو انھیں گھروں میں رہنا چاہیے۔ ② عید کی نماز میں ان پر دعائیں بھیجیں تو کوئی شام ہونا چاہیے تاہم پردے کا اہتمام کر کے باہر نکلیں۔ ③ حیض والی عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں۔ ④ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسجد عید پڑھنے کی جگہ نہیں کیونکہ حیض والی عورتیں وہاں نہیں جاسکتیں جب کہ ان کا عید کے اجتماع میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ ⑤ [دعوة المسلمین] کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جب مسلمان دعا کریں تو جن عورتوں نے ماہانہ عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی وہ دعا میں شریک ہو جائیں اس طرح انھیں بھی خیر و برکت میں حصہ مل جائے گا دوسرا مفہوم وعظ و تبلیغ ہے یعنی نماز نہ پڑھنے کے باوجود وہ خطبہ تو سن سکتی ہیں اور جو مسائل بیان کیے جائیں ان سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ ⑥ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز پڑھتے ہی خطبہ سننے بغیر نہیں چلے جانا چاہیے اگرچہ حدیث: ۱۲۹۰ کی روشنی میں چلے جانے کا جواز ہے تاہم عید کی پوری برکات اور فوائد حاصل کرنے کے لیے خطبہ سننا ضروری ہے۔

۱۳۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَيُسَاءُ فِي الْعِيدَيْنِ .

(المعجم ۱۶۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا إِذَا
اجْتَمَعَ الْعِيْدَانِ فِي يَوْمٍ (التحفة ۲۰۵)

۱۳۱۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَثْمَانَ بْنِ الْمُثَنِيَّةِ، عَنْ

۱۳۱۰- حضرت ایاس بن ابو رملہ شامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ایک آدمی کو حضرت زید بن ارقم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کرتے سنا: کیا آپ رسول اللہ

١٣٠٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢٣١/١ عن حفص به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لنذائس حجاج بن أرطاة" (٤٩٦، ١١٢٩).

١٣١٠- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ١٠٧٠ من حديث إسرائيل، وصححه ابن خزيمة، وابن المديني، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

إِبَاسِ بْنِ أَبِي رَمَلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ. ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَصْلِيَ فَلْيَصِلْ».

ﷺ کے ساتھ ایک دن میں دو عیدوں (جمعہ اور عید) میں حاضر ہوئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا فرمائی، پھر جمعے کی رخصت دے دی۔ پھر فرمایا: ”جو کوئی (جمعے کی نماز) پڑھنا چاہے پڑھ لے۔“

۱۳۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَنِّیِّ الْجُمُصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِیُّہُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا. فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ. وَإِنَّا مُجْمَعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

۱۳۱۱- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں تو جو شخص چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعے کے بدلے کفایت کرے گی اور ہم ان شاء اللہ جمعہ پڑھیں گے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِیُّہُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ الضَّبِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بقیہ کے دوسرے شاگرد یزید بن عبد ربہ سے محمد بن یحییٰ کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مسئلہ نفع و نسیہ درست ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے اور وہ روایت بھی ہمارے شیخ کے نزدیک حسن ہے۔ ② ایک دن میں دو عیدیں جمع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا دن جمعے کو واقع ہو کیونکہ جمعہ مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اور عید الفطر یا عید الاضحیٰ سالانہ عید ہے۔ ③ جو لوگ شہر کے باہر ڈیروں میں رہتے ہیں انھیں عید کی نماز کے لیے شہر آنا چاہیے۔ اسی

۱۳۱۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، الباب السابق، ح: ۱۰۷۳ عن محمد بن المصنف وغيره به، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات" * مغيرة تقدم قريباً، ح: ۱۳۰۲، وبقية، لم يصرح بالسماع المسلسل، والحديث السابق يغني عنه.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها۔ عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

طرح جسے کی نماز بھی کسی ہستی ہی میں ادا کرنی چاہیے۔ ① جمعے کے دن عید آجائے تو ان لوگوں سے جس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی قیام گاہوں پر ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ② شہر اور رستی والوں کو عید کے دن جمعے کی نماز میں حاضر ہونا چاہیے۔

۱۳۱۲۔ حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حَدَّثَنَا مِندَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو
اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عیدیں (ایک دن میں) جمع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے
فَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ قَالَ : «مَنْ شَاءَ أَنْ نماز میں آنا چاہے آجائے جو پیچھے رہنا چاہے پیچھے رہ
يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا. وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ»۔

(المعجم ۱۶۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ (التحفة ۲۰۶)
باب: ۱۶۷۔ بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے کا بیان

۱۳۱۳۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي قُرَوَةَ قَالَ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللَّهِ التَّمِيمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک دفعہ) عید کے دن بارش ہو گئی تو آپ نے مسجد میں نماز (عید) پڑھائی۔

فائدہ: یہ روایت معنی صحیح ہے، یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے تاہم اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ باہر عید پڑھنا نا ممکن ہو تو مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

۱۳۱۲۔ [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف جبارة، (ح: ۷۴۰)، ومندل، (ح: ۱۲۴۷)، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ۱۳۱۰۔
۱۳۱۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، ح: ۱۱۶۰ من حديث الوليد بن عيسى مجهول، وشيخه عبيد الله التميمي مستور۔

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۶۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ

باب: ۱۶۸- عید کے دن ہتھیار پہننے کا بیان

السَّلاَحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ (التحفة ۲۰۷)

۱۳۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُلْبَسَ السَّلاَحُ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ.

۱۳۱۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کے علاقے میں عیدین کے موقع پر ہتھیار پہننے سے منع فرمایا 'الا یہ کہ وہ دشمن کے مقابل ہوں۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم مسئلہ درست ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول مروی ہے جس سے عید کے موقع پر ہتھیار پہننے کی شرعاً ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری 'العیدین' باب ما یکرہ من حمل السلاح فی العید والحرم' حدیث: ۹۶۶) ② ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع ہونے کی وجہ سے کسی کو بلا ارادہ جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ ہے۔

(المعجم ۱۶۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

باب: ۱۶۹- عید کے دن غسل کرنے کا بیان

الْاَغْتِسَالِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ۲۰۸)

۱۳۱۵- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمَغْلَسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى.

۱۳۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

۱۳۱۶- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۳۱۶- حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۳۱۴- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه نائل بن نجيع وإسماعيل بن زياد وهما ضعيفان" قلت: إسماعيل هذا "متروك، كذبوه" كما في التقريب.

۱۳۱۵- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ۲۷۸/۳ من حديث جبارة بن ميمون عن ابن جريج، وذكر كلاماً، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف جبارة" * وشيخه حجاج بن تميم ضعيف أيضاً كما في التقريب، والسند ضعفه الحافظ في الدراية.

۱۳۱۶- [إسناده موضوع] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۷۸/۴ عن نصر بن علي به، وقال ۴

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

الْبَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ الْفَاكِهَةِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهَةِ ابْنِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ. وَكَانَ الْفَاكِهَةُ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ.

کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل کرتے تھے۔ حضرت فاکہہ رضی اللہ عنہ بھی ان ایام میں اپنے گھروالوں کو غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

🌞 **فائدہ:** مذکورہ باب کی دونوں روایات ضعیف ہیں جنہیں محققین نے ضعیف قرار دیا ہے تاہم دوسرے دلائل کی رو سے عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو استعمال کرے اور مسواک کا بھی ضرور اہتمام کرے۔“ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، حدیث: ۱۰۹۸) اس حدیث سے علمائے حدیث یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو استعمال کرنے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ، حضرت تافع رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ (موطأ، امام مالک، العیدین: ۱/۱۷۷) نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ”ارواء“ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث تو نہیں ہے البتہ متوقف روایت ہے جو امام بیہقی سے مروی ہے انھوں نے آخر میں اس غسل کو مستحب قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے لہذا ان تمام دلائل کی روشنی میں عید کے دن غسل کرنا ان شاء اللہ مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۱/۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رات کی نماز سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ الصَّحَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرِ أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ، وَقَالَ: إِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَعْنَا سَاعَتَنَا هَذِهِ، وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

۱۳۱۷- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے۔ انھوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا: ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ اس وقت نفل نماز کی ادائیگی کا وقت ہو چکا تھا۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① امام غلطی کرے تو عالم آدمی اس کی غلطی واضح کر سکتا ہے۔ ② نفل نماز کی ادائیگی سے مراد یہ ہے کہ کراہت کا وقت ختم ہو جائے۔ یہاں اس سے مراد غمی، یعنی چاشت کی نماز کا وقت ہے جیسے کہ طبرانی کی روایت میں ہے: «وَذَلِكَ حِينَ يُسَبِّحُ الصُّلْحَى» یہ وہ وقت تھا جب غمی کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔ ③ مذکورہ حدیث نماز عید جلد ادا کرنے کی مشروعیت اور زیادہ تاخیر کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ نماز جلدی ادا کرنے کی مشروعیت پر حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عید کے دن سب کاموں سے پہلے نماز ادا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لیے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلد ادا کی جائے۔ (فتح الباری ۴/۳۵۷) البتہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔ (زاد المعاد ۱/۱۳۱)

(المعجم ۱۷۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

اللَّيْلِ رَمْعَتَيْنِ (النتفة ۲۱۰)

۱۳۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ: أَنَّ بَنَّا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى.

۱۳۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

۱۳۱۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت الخروج إلى العيد، ح: ۱۱۳۵ من طريق آخر صحيح، عن صفوان به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ووافقه الذهبي.

۱۳۱۸- [صحیح] تقدم، ح: ۱۱۴۴.

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کو صلاۃ اللیل (رات کی نماز) کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وقت عشاء کے بعد شروع ہو کر صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ ② نماز تہجد بہت فضیلت کی حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔“ (صحیح مسلم، الصیام، باب فضل صوم المحرم، حدیث: ۱۱۲۳) ③ نبی اکرم ﷺ نماز تہجد عام طور پر دو دو رکعت کر کے ادا کرتے تھے یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے لیکن چار چار رکعت پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ چار چار رکعتیں پڑھتے تھے آپ ان رکعتوں کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں (کہ بیان نہیں ہو سکتا) پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے آپ ان کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔“ (صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۴۷)

۱۳۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى».

۱۳۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔“

۱۳۲۰- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنْ ابْنِ أَبِي لَيْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى. فَإِذَا خَافَ الصُّبْحَ أَوْ تَرَى وَاحِدَةً».

۱۳۲۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”(نماز کو چاہیے کہ) دو دو رکعت پڑھتا رہے، جب صبح صادق ہو جانے کا خوف محسوس ہو تو ایک وتر پڑھ لے۔“

۱۳۱۹- أخرجه البخاري، الوتر، باب ما جاء في الوتر، ح: ۹۹۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل، مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر اللیل، ح: ۷۴۹ من حديث مالك عن نافع وغيره به مطولاً، وله طرق عندهما.

۱۳۲۰- أخرجه البخاري، التہجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟ وكم كان النبي ﷺ يصلي باللیل؟، ح: ۱۱۳۷، ابوع: ۹۹۰ من حديث عبد الله بن دينار، ومن حديث الزهري عن سالم عن أبيه به، وحديث طاووس أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر اللیل، ح: ۱۷۴۹، ومن حديث شفيان به، وحديث أبي سلمة أخرجه النسائي ۳/ ۲۲۷، ح: ۱۶۶۹.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها رات کی نماز سے متعلق احکام و مسائل

🌞 نوآمد مسائل: ① تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ ② صبح صادق ہو جانے سے پہلے وتر پڑھ کر فارغ ہو جانا چاہیے۔ ③ وتر ایک رکعت بھی جائز ہے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین وتر و مسلمانوں کے ساتھ ادا فرماتے تھے، یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت پڑھتے۔ (صحیح البخاری، الوتر، باب ماجاء فی الوتر، حدیث: ۹۹۱)

۱۳۲۱۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَثَامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۳۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ۱۷۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي (التحفة ۲۱۱)

۱۳۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي».

باب: ۱۷۲۔ رات اور دن میں (نفل) نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنے کا بیان

۱۳۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔“

🌞 فائدہ: نفل نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنی چاہیے، تاہم چار چار رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔

۱۳۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ام هَانِي بِنْتُ ابِ طَالِبٍ

۱۳۲۳۔ حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے

۱۳۲۱۔ [ضعیف] تقدم، ح: ۲۸۸.

۱۳۲۲۔ [حسن] أخرجه أبوداود، الطوع، باب صلاة النهار، ح: ۱۲۹۵ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبيهقي وغيرهم.

۱۳۲۳۔ [مسنداه حسن] أخرجه أبوداود، الطوع، باب صلاة الضحى، ح: ۱۲۹۰ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۳۴.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها رات کی نماز سے متعلق احکام ومسائل

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روزِ نبی کی نماز آٹھ رکعت ادا کی اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا۔

۱۳۲۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ
الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ
أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «فِي
كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيمَةٌ».

۱۳۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ :
 حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
 أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ بْنِ
 الْغُبَيَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ
 الْمُطَّلِبِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَدَاعَةَ - قَالَ :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثَلِي
 مَثَلِي . وَتَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ . وَتَبَايَسُ
 وَمَسَكَنُ وَتَقْنِيعُ . وَتَقُولُ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي .
 فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ خَدَاجٌ .»

١٣٢٤- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٢٠ لحال أبي مفيان طريف بن شهاب السعدي.

١٣٢٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الططوع، باب صلاة النهار، ح: ١٢٩٦ من حديث شعبة به، وأشار ابن خزيمة إلى ضعفه، وضعفه البخاري، وابن عبد البر وغيرهما، وابن العمياء ضعفه الجمهور، وضعفه راجح.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز تراویح سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے لہذا بعض علماء کا اس حدیث کو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے لیے دلیل بنانا درست نہیں۔

(المعجم ۱۷۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (النحفة ۲۱۲)

باب: ۱۷۳۔ ماہ رمضان کے قیام
یعنی نماز تراویح کا بیان

۱۳۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاجْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۳۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اللہ کے وعدوں پر) ایمان رکھتے ہوئے ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کا قیام کیا اس کے وہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے جو پہلے (مرزد) ہو چکے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہر عمل کے لیے غلوں نیت بہت ضروری ہے۔ روزے اور قیام کا ثواب بھی تب ہی مل سکتا ہے جب یہ عمل محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہو یا کاری کے طور پر نہ ہو۔ ② گزشتہ گناہوں کی معافی سے عام طور پر صغیرہ گناہوں کی معافی مراد لی گئی ہے لیکن بعض اوقات کسی بڑی نیکی کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ روزہ اور قیام جس قدر غلوں نیت کا حامل اور سنت کے مطابق ہوگا اتنا ہی زیادہ گناہوں کی معافی کا باعث ہوگا۔

۱۳۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَمَضَانَ. فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْهُ. حَتَّى يَبْقَى سَبْعُ لَيَالٍ. فَقَامَ بِنَا

۱۳۲۷- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رمضان کے روزے رکھے۔ آپ نے ان ایام میں قیام نہ فرمایا حتیٰ کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ساتویں رات آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتیٰ کہ تقریباً تہائی رات گزر گئی، پھر اس سے متصل چھٹی رات آئی تو آپ ﷺ نے قیام نہ فرمایا، پھر اس سے متصل پانچویں رات

۱۳۲۶۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، ح: ۶۸۳ من حديث محمد ابن عمرو به.

۱۳۲۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، ح: ۱۳۷۵ من حديث داود به، وصححه الترمذي، ح: ۸۰۶، وابن خزيمة، وابن حبان.

لَيْلَةَ السَّابِعَةِ حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ. ثُمَّ كَانَتْ اللَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا. فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتْ الْخَامِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا، ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَقَلْنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ كَانَتْ الرَّابِعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتْ الثَّالِثَةُ الَّتِي تَلِيهَا. قَالَ، فَجَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ. قَالَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَمُوتَنَا الْفَلَاحُ. قِيلَ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ. قَالَ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ.

آئی تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتیٰ کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں اس رات کا باقی حصہ بھی عطا فرماتے۔ (پوری رات قیام فرماتے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے (اس کا) وہ (قیام) پوری رات کے (قیام کے) برابر ہوتا ہے۔“ پھر اس سے متصل چوتھی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے قیام نہ فرمایا۔ پھر اس سے متصل تیسری رات آئی تو آپ ﷺ نے اپنی خواتین کو اور اہل خانہ کو اکٹھا کیا اور (بہت زیادہ) لوگ بھی جمع ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہماری فلاح چھوٹ جائے گی۔ (ابو ذر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا گیا: فلاح کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: سحری کا کھانا پھر فرمایا: اس کے بعد مہینے کی باقی راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام معمول سے زیادہ کرنا چاہیے۔ ② نماز تراویح نفل نماز ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے پورا مہینہ نہیں پڑھائی صرف چند راتیں پڑھائی۔ ③ نماز تراویح میں قیام رکوع اور بخود وغیرہ طویل ہونے سے زیادہ وقت تک نماز ادا کی جاسکتی ہے اور کم تلاوت اور مختصر رکوع و سجود کے ساتھ کم وقت میں بھی فراغت حاصل کی جاسکتی ہے اس میں عام نمازیوں کے شوق اور ہمت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ④ نفل نماز میں تلاوت کی کوئی خاص مقدار مقرر کرنا ضروری نہیں کسی دن طویل اور کسی دن مختصر قیام ہو سکتا ہے۔ ⑤ طویل نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو تلاوت زیادہ کر لی جائے یا تلاوت ترتیل کے ساتھ کی جائے رکعتیں زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں کسی روایت میں یہ صراحت نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان راتوں میں رکعتوں کی تعداد میں اضافہ فرمایا تھا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں بھی اور دوسرے مہینوں میں بھی وتروں سمیت گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی۔ (صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۴۷) ⑥ نماز تراویح میں عورتوں اور بچوں کو بھی شریک ہونا چاہیے۔ ⑦ سحری کا کھانا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے روزوں میں امتیاز بھی ہے اور باعث برکت بھی اس لیے

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ”فلاح“ یعنی ”کامیابی“ کا نام دیا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے پورا رمضان تراویح نہیں پڑھائی کیونکہ نبی کریم ﷺ کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر فرض ہوگئی تو امت کو اس پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ یہ خطرہ نہیں رہا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پورا مہینہ باجماعت تراویح کا اہتمام فرمایا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے قیام رمضان کی ترغیب دی تھی اس لیے اس پر عمل کرنا مسنون ہے، اسے بدعت میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

۱۳۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۳۲۸- حضرت نصر بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انھوں نے کہا: میری ملاقات حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے کہا: مجھے کوئی حدیث سنائیے جو آپ نے اپنے والد سے ماہ رمضان کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے کہا: اچھا۔ مجھے والد صاحب (حضرت عبد الرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ) نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: ”یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کیے ہیں اور میں نے تمھارے لیے اس کی راتوں کے قیام کا طریقہ جاری کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس کے روزے رکھے گا اور قیام کرے گا وہ گناہوں سے اس طرح نکل (کر پاک صاف ہو) جائے گا جس طرح اس دن (پاک صاف) تھا جب وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔“

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، وَغَبِيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ. عَنْ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ، ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْهَدَنِيُّ، كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ: حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: نَعَمْ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «شَهْرٌ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ. فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِمَامًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

باب ۱۷۴- رات کا قیام (نماز تہجد)

(المعجم ۱۷۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ

اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۳)

۱۳۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۱۵۸/۴، الصيام، ذكر اختلاف يحيى بن أبي كثير والنضر بن شيبان فيه، ح: ۲۲۱۰-۲۲۱۲ عن نصر بن علي، وغيره به * النضر بن شيبان لين الحديث (تقريب)، وقال ابن معين: 'ليس حديثه بشيء'.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۳۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ يَحْبِلُ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ. فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقْدَةُ كُلُّهَا، فَيَصْبِحُ نَبِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ أَصَابَ خَيْرًا. وَإِنْ لَمْ يُغْفَلْ، أَصْبَحَ كَيْبَلًا خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصَبِّ خَيْرًا».

قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان رات کو انسان کے سر کے پچھلے حصے میں رسی سے تین گرہیں لگاتا ہے۔ اگر انسان جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب اٹھ کر وضو کر لیتا ہے تو ایک (اور) گرہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ صبح کو چاق چوبند اور خوش باش ہوتا ہے اسے بھلائی مل گئی ہوتی ہے۔ اگر (انسان) یہ کام نہ کرے تو صبح کو سست اور بوجھل طبیعت ہوتا ہے اسے بھلائی نہیں ملی ہوتی۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① شیطان ہماری نظر سے اوجھل مخلوق ہے۔ اس کے بارے میں جو کچھ قرآن و حدیث سے ثابت ہو اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ ② رسی دھاگے یا بالوں میں گرہ لگا کر پھونک مارنا جادو گروں کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق: ۴) ”اور (میں) گرہوں میں پھونکنے مارنے والیوں کے شر سے (اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“ شیطان اس طرح انسان پر نفسیاتی اثر ڈال کر اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: ”ابھی بہت لمبی رات پڑی ہے سو یارہ۔“ (صحیح البخاری، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس إذا لم یصل باللیل، حدیث: ۱۱۴۳) ③ اللہ کی یاد شیطان کی تدبیروں کا بہترین توف ہے۔ جاگ کر اللہ کا نام لینا، یعنی یہ دعا پڑھنا شیطان کی لگائی ہوئی گرہ کھول دیتا ہے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانًا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ] (صحیح البخاری، الدعوات، باب ما یقول إذا نام، حدیث: ۱۳۱۴) ”تقریباً اس اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد (دوبارہ) زندگی بخشی اور (قیامت کے دن) اٹھ کر اسی کے پاس جانا ہے۔“ ④ نماز تہجد شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے والی ایک اہم چیز ہے۔ ⑤ اللہ کی یاد اور نماز کی برکت سے روح کو آسودگی اور دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان چیزوں سے گریز پریشانی، بیزاری اور سستی کا باعث ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ کی یاد سے دنیا کی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی رضا بھی نصیب ہوتی ہے۔

۱۳۲۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۵۳/۲ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وله شواهد عند البخاري، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس... الخ، ح: ۱۱۴۲، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الحث علی صلاة اللیل وإن قلت، ح: ۷۷۶ وغیرہما من حدیث أبي هريرة به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل سے متعلق احکام ومسائل

۱۳۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، أَنَبَانَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ. قَالَ: «ذَلِكَ، الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أَدْنِيهِ»۔
۱۳۳۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، أَنَبَانَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ. قَالَ: «ذَلِكَ، الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أَدْنِيهِ»۔

فوائد ومسائل: ① بچے کو سنانے کے لیے کانوں پر یا کانوں کے قریب جھکی دی جاتی ہے۔ شیطان جب کسی کو رات کے قیام سے محروم کرنے کی نیت سے سنانا چاہتا ہے تو جھکی دینے کے بجائے شیطانی طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔ ② جس طرح جنات کے اجسام ہماری نظروں سے اوجھل ہیں اسی طرح ان کی حرکات و سکنات بھی ہم محسوس نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا بھی انسانوں سے مختلف ہے اسی طرح ان کے پیشاب کا بھی ہمیں احساس نہیں ہوتا لیکن جس طرح ان کا وجود یقینی ہے اسی طرح ان کی حرکات کا یہ اثر بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے کیونکہ ہمیں اس کی خبر سچے نبی نے دی ہے۔ ③ تہجد کی نماز اگر چہ نفل ہے اور اس کا ترک گناہ نہیں، تاہم اس کی برکات سے محرومی شیطان کی خوشی کا باعث ہے اس لیے شیطان کی خواہش ہوتی ہے کہ انسان اس عظیم عمل سے محروم ہی رہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ راتوں میں قیام کی کوشش کرے۔

۱۳۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، أَنَبَانَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فَلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ»۔
۱۳۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، أَنَبَانَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فَلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ»۔

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کام کا معمول بن جائے تو اسے قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② اپنے کسی ساتھی

۱۳۳۰۔ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ۳۲۷۰، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۷۴ من حديث جرير به.
۱۳۳۱۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب لزوجك عليك حق، ح: ۵۱۹۹ من حديث الأوزاعي به مطولاً بغير هذا اللفظ، وللحديث عنده طرق، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، أو فوت به حقاً... الخ، ح: ۱۱۵۹ من طرق عن يحيى به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل
یا عزیز میں نیکی سے غفلت محسوس ہو تو مناسب انداز سے توجہ دلانا اور نیکی کی ترغیب دینا چاہیے۔

۱۳۳۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ،
وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، وَالْعَبَّاسُ
ابْنُ جَعْفَرٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَمْرِو الْحَدَّثَانِيُّ
قَالُوا: حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا
يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّكِيرِ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «قَالَتْ أُمُّ سَلَيْمَانَ بِنْتُ دَاوُدَ لِسَلَيْمَانَ:
يَا بُنَيَّ! لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ. فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ
بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۱۳۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: پیارے بیٹے! رات کو زیادہ نہ سویا کرو رات کو زیادہ سونے کی وجہ سے انسان قیامت کے دن مفلس ہو جائے گا۔“

۱۳۳۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوسَى أَبُو يَزِيدَ،
عَنْ شَرِيكَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ،
عَنْ جَابِرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ».

۱۳۳۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو زیادہ نماز پڑھے اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہو جاتا ہے۔“

۱۳۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ،
وَعَبْدُ الْوَهَّابِ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ

۱۳۳۴- حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں

۱۳۳۲- [سنادہ ضعیف] أخرجه الطبراني في المعجم الصغير: ۱/ ۱۲۱ من حديث سنيد به، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات، وقال: "لا يصح"، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف يوسف بن محمد بن المنكدر، وسنيد بن داود".

۱۳۳۳- [موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/ ۱۱۰، ۱۰۹ من حديث ثابت بن موسى به، وقال: "لا يصح"، وقال ابن حبان: "هذا قول شريك قاله عقب حديث الأعمش، فأدرج ثابت قول شريك في الخبر، ثم سرق هذا من شريك جماعة ضعفاء"، وقال ابن معين في ثابت: "كذاب"، وفيه علل أخرى.

۱۳۳۴- [صحیح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: أفشوا السلام... الخ، ح: ۲۴۸۵ عن محمد بن بشار به، وقال: "صحیح".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عُزِفَ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ. وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لَأَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَلَمَّا اسْتَبَشَّتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمْتُ بِهِ، أَنْ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ يَنَامُ، تَذَلُّوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

قیام اللیل سے متعلق احکام ومسائل حاضر ہو گئے (تھکھا ہو گیا) لوگوں نے (خوشی سے ایک دوسرے کو) کہا: اللہ کے رسول ﷺ تعریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کو توجہ سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا: ”لوگو! سلام کو عام کر دیکھانا کھلایا کرو رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے یہودی تھے لہذا ان علامات سے باخبر تھے جو سابقہ کتب میں نبی اکرم ﷺ کے لیے بیان کی گئی تھیں، اسی بنیاد پر وہ قبول اسلام سے مشرف ہوئے۔ ② نیکی اور بدی بیچ اور جھوٹ کا اثر انسان کے ظاہر پر بھی پڑتا ہے جس کی وجہ سے سمجھ دار آدمی چہرے سے پہچان لیتا ہے کہ کون سا آدمی سچا ہے اور کون سا جھوٹا۔ ③ سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہیں حتیٰ کہ جس مسلمان سے براہ راست قربت یا دوستی کا تعلق نہ ہو یا جو مسلمان اجنبی ہو اسے بھی سلام کہا جائے۔ ④ کھانا کھانے سے مراد غریب، محتاج اور مستحق افراد کی مادی امداد ہے جو مسلمانوں کی باہمی ہمدردی کی وجہ سے اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے۔ اس کے علاوہ مہمان کی خدمت اور اس کے لیے عام کھانے سے بہتر کھانا تیار کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ ⑤ نماز تہجد گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ⑥ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے جنت ملتی ہے۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا مطلب گناہوں یا نیک اعمال کی کثرت کی وجہ سے جہنم کی سزا برداشت کیے بغیر جنت میں داخلہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس حدیث میں یہ جملہ بھی ہے: [وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ] ”اور صلہ رحمی کرو، یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔“ (مسند أحمد: ۵/۳۵۱)

(المعجم ۱۷۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَيْقَطَ أَهْلُهُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۴)

باب: ۱۷۵۔ رات کو اپنے گھر والوں کو (تہجد کے لیے) جگانا

۱۳۳۵ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ - حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل

سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے پھر وہ دونوں دو رکعت نماز پڑھیں تو ان کے نام اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مردوں اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیے جاتے ہیں۔“

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنِ الْأَعْرَضِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَبَقَطَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيَّظَ امْرَأَتَهُ فَضَلَّيْنَا رَكَعَتَيْنِ، كُنِيَ مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد، حدیث: ۱۳۳۵) و صحیح سنن ابی داود (مفصل) للالبانی، حدیث: ۱۱۸۲) ② تہجد میں دو رکعت نماز پڑھ لینا بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ زیادہ رکعتیں پڑھنے سے اور زیادہ ثواب ہوگا۔ ③ میاں بیوی کو چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں۔

۱۳۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر عورت نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (مرد) نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر مرد نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (عورت) نے مرد کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

۱۳۳۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَجِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيَّظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ. فَإِنْ أَبَتْ رَشَّ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَجِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيَّظَتْ زَوْجَهَا فَصَلَّى. فَإِنْ أَبَى رَشَّتْ فِي وَجْهِ الْمَاءِ».

❖ وصححه ابن حبان وغيره * وفيه الأعمش، وعنن، وتقدم، ح: ۱۷۸.

۱۳۳۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التلوع، باب قيام الليل، ح: ۱۳۰۸ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام ومسائل

🌞 **فوائد ومسائل:** ① میں بیوی میں سے اگر ایک تہجد پڑھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو یہ عادت ڈالنے کی کوشش کرے۔ ② اگر نیند غالب ہو تو پانی کے چھینٹوں سے بیدار ہونا آسان ہو جائے گا پھر وضو کر کے نماز ادا کی جاسکے گی۔ مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش کی جائے کہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی بھی اس نیکی سے محروم نہ رہے۔ ③ نیکی میں تعاون اور ترغیب کا یہ عمل اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۷۶) - **بَابُ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ** (الصفحة ۲۱۵)

باب ۱۷۶۔ خوبصورت آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا

۱۳۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ بَشِيرٍ بْنُ ذُكْوَانَ الدَّمَشْقِيِّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: مَرْحَبًا يَا ابْنَ أَحْيَى. بَلَّغْنِي أَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحَرِّينَ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَأَبْكُوا. فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَنَبَاكُوا. وَتَعَنُّوْا بِهِ. فَمَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِهِ، فَلَيْسَ مِنَّا».

۱۳۳۷۔ حضرت عبدالرحمن بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اس وقت ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے بتایا (کہ عبدالرحمن بن سائب ہوں) تو فرمایا: بھتیجے کو خوش آمدید! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم قرآن مجید کی تلاوت بڑی عمدہ آواز سے کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا ہے جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو، رونا آئے تو تکلف سے رو اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ جو اسے اچھی آواز سے (تجوید کے اصولوں کے مطابق) نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“

🌞 **فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے نیز دیگر محققین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے تاہم دکتور بشار عواد سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن اس کا آخری جملہ ”وَتَعَنُّوْا بِهِ“ فَمَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِهِ“ لَيْسَ مِنَّا“ اور قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھو.....“ صحیح ہے کیونکہ یہی مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ [جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“ لہذا اس جملے کے سوا باقی

۱۳۳۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي في مسنده، ح: ۶۸۹ من حديث الوليد به، وقال البوصيري: "فيه أبو رافع واسمه إسماعيل بن رافع ضعيف متروك"، وفيه علة أخرى.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام ومسائل

روایت سنداً ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مسن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد، حدیث: ۱۳۲۷) ① اس حدیث کے آخری جملے [وَتَعْتَمِدُوا بِهِ فَمَنْ لَمْ يَتَعَنَّ.....] کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جسے علامہ خطابی نے ذکر کیا ہے کہ "لَمْ يَتَعَنَّ" بمعنی "لَمْ يَسْتَعْنِ" ہے، یعنی جو شخص قرآن مجید پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لائسنی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعروں جن سے بے پروا نہ ہو جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (معالم السنن: ۱۳۸/۲) مقصد یہ ہے کہ قاری قرآن اور عالم دین کو چاہیے کہ اس شرف کے حاصل ہو جانے پر دنیا کا مال و دولت جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر رہے۔

۱۳۳۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایک رات عشاء کے بعد مجھے (حاضر خدمت ہونے میں) دیر ہو گئی پھر میں آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تم کہاں تھیں؟" میں نے کہا: میں آپ کے ایک صحابی کی قراءت سن رہی تھی میں نے کسی اور کی ایسی (عمدہ) قراءت اور آواز نہیں سنی۔ ام المؤمنین نے بیان فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی اٹھ کر آپ کے ساتھ گئی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے بھی اس کی قراءت سنی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "یہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ کی تعریف ہے (اور اس کا شکر ہے) جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا فرمائے۔"

۱۳۳۸۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدُّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ سَابِطٍ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ. ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتِ؟» قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَائَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ. قَالَتْ، فَقَامَ وَفُتِّمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعْتُ لَهُ. ثُمَّ انْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «هَذَا سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ. الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا».

نوائد ومسائل: ① کوئی شخص تلاوت کر رہا ہو تو خاموشی اور توجہ سے سنا چاہیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تلاوت سننے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاوت سنتے تھے اس لیے ایک بڑے عالم یا بلند درجہ شخص کو بھی کم درجہ شخص نے تلاوت سننے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ④ عورت انجمنی مرد کی تلاوت اور تقریر سن سکتی ہے۔ ⑤ کسی کو اللہ نے کوئی خوبی عطا فرمائی ہو تو اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج نہیں خصوصاً جب تعریف اس کی موجودگی میں نہ ہو۔ ⑥ شاگرد کی خوبی استاد کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہے اس پر بھی اللہ کا شکر کرنا چاہیے اسی

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

طرح اولاد کی نیکی خوبی اور کمال پر والدین کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

۱۳۳۹- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجْمَعٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَفْرَأُ، حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللَّهَ».

۱۳۳۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تلاوت میں اچھی آواز والا وہ ہے جسے تم تلاوت کرتے سن کر یہ گمان کرو کہ وہ اللہ کا خوف رکھتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۲/۲۱۵ و صفۃ الصلۃ) جس طرح حسن صوت تلاوت کی زینت ہے اسی طرح یہ چیز بھی تلاوت کے حسن میں اضافہ کرتی ہے کہ پڑھنے والے کے انداز سے محسوس ہو کہ وہ قرآن کا اثر قبول کر رہا ہے اور اس کے دل میں اللہ کا خوف موجود ہے۔ ② یہ مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تلاوت کرنے والا قرآن کے معانی و مطالب بھی سمجھتا ہو لہذا قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے اور اس پر عمل کرنے پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔



۱۳۴۰- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهِ، عَنْ مَيْسَرَةَ، مَوْلَى فَضَالَةَ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَلَّهِ أَشَدُّ أَذْنًا إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ»

۱۳۴۰- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے آدمی کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے اس سے بھی زیادہ توجہ سے سنتا ہے جس قدر توجہ سے گانے والی لونڈی کا مالک اپنی لونڈی کا گانا سنتا ہے۔“

۱۳۳۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع، وعبد الله بن جعفر"، (ابن نجيب المدني)، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ۱۰۶۹.

۱۳۴۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۹/۶، ۲۰ من حديث الوليد بن، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۶۵۹، والحاكم، وتعبه الذهبي بقوله: "بل هو منقطع" * الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم، ح: ۲۵۵، وخالفه الجبل الوليد بن يزيد فرواه عن الأوزاعي عن إسماعيل بن فضالة به منقطعاً، وهو الصواب (والسند حسن البوصيري).

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام ومسائل
يَجْهَرُ بِهِ مِنْ صَاحِبِ الْقِيَّةِ إِلَى قِيَّتِهِ .

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعة الحديثية کے محققین نے لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سندا ضعیف ہے تاہم روایت کے پہلے حصے سے یعنی اللہ تعالیٰ اچھی اور خوبصورت آواز والے شخص کی تلاوت توجہ سے سنتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو کہ صحیح بخاری میں ہے کفایت کرتی ہے لہذا مذکورہ روایت آخری جملے ”جس قدر توجہ سے گانے والی.....“ کے سوا صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۷۲/۳۹)

۱۳۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : ۱۳۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کی تلاوت کی آواز سنائی دی۔ فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: ”اے تو آل و اولاد! کایک سا زل گیا ہے۔“
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ : «مَنْ هَذَا؟» فَقِيلَ : عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ . فَقَالَ : «لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَرَامِيرِ آلِ فَاوُدَ» .

نوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوموسیٰ اشعری کے نام سے معروف ہیں خوش آواز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاوت کی تحسین فرمائی۔ ② اچھی آواز اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس سے نیکی کے کاموں میں فائدہ اٹھانا قابل تعریف ہے۔ ③ ساز سے مراد خوش کن آواز ہے۔

۱۳۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ،

۱۳۴۱۔ [إسناده حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة: ۴/ ۴۸۸، ح: ۱۲۱۹ من حديث محمد بن يحيى به، وقال: 'لهذا حديث صحيح' أخرجه أحمد: ۲/ ۴۵۰ عن يزيد به، وقال البوصيري: 'هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات'، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم، والنسائي وغيرهم.

۱۳۴۲۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترمذی، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح: ۱۴۶۸ من حديث طلحة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ [بْنَ عَازِبٍ] يُحَدِّثُ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زَيَّنُوا الْقُرْآنَ
بِأَصْوَاتِكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا چاہیے۔ ② قرآن کی اچھے طریقے سے تلاوت کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو صحیح مخارج سے ادا کیا جائے، اعراب اور مد وغیرہ کی غلطی سے اجتناب کیا جائے، معنی اور مفہوم کو پیش نظر رکھ کر تناسب زیر و بم سے تلاوت کی جائے۔ موسیقی کے اصولوں کو قرآن پر لاگو کرنے کی کوشش کرنا درست نہیں، آواز کے ساتھ قرآن کو مزین کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ تلاوت قرآن میں ساز و موسیقی کے اصول استعمال کیے جائیں۔

(المعجم ۱۷۷) - بِأَبْ مَاجَاءَ فِيمَنْ نَامَ
عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۶)
باب: ۱۷۷- جو شخص نیند کی وجہ سے رات
کو معمول کی تلاوت یا اذکار نہ کر سکے
وہ کیا کرے؟

۱۳۴۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا وظیفہ (تلاوت یا
اذکار کا مقررہ معمول) یا وظیفہ کا کچھ حصہ نیند کی وجہ سے
نہ پڑھ سکا، پھر اس نے وہ (چھوٹا ہوا حصہ) فجر اور ظہر
کے درمیان (کسی وقت) پڑھ لیا، اس کے لیے اتنا ہی
ثواب لکھا جائے گا، گویا اس نے وہ رات کو پڑھا۔“
۱۳۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ
السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ:
أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ
السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ
أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ
قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ
شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ
الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں قرآن مجید کی کوئی خاص مقدار تلاوت کرنے کا معمول بنا لینا درست ہے۔
② تلاوت اور ذکر اذکار کے لیے کوئی وقت مکررہ نہیں۔ ③ رات کے نوافل اور تلاوت کا ثواب زیادہ ہے لیکن مذکورہ
صورت میں دن کے وقت بھی پورا ثواب ملے گا، گویا عذر شرعی عند اللہ معتبر ہے اور اس کی وجہ سے ہو جانے والی کوتاہی

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام و مسائل کا اہم تصور ہوگی۔

۱۳۴۴ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَمَلُ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ الْجُعْفِيِّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَتْلُو بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ، وَهُوَ يَتَوَيَّ أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُضْبَحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى. وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ».

۱۳۴۳ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے بستر پر (سوئے کے لیے) آتا ہے اور اس کی نیت ہوتی ہے کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا، پھر اس پر صبح تک نیند غالب آ جاتی ہے اس کے لیے اس کی نیت کے مطابق (پورا ثواب) لکھا جائے گا اور اس کی نیند اس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی۔“

🌞 نوامد و مسائل: ① نیت دل کے ارادے کا نام ہے یعنی سوتے وقت پورا پختہ ارادہ ہونا چاہیے کہ آج رات کو جاگنا ضرور ہے تاکہ تہجد ادا کی جائے۔ یہ نہیں کہ دل میں عزم تو نہ ہو، صرف زبان سے یہ اظہار کر کے سمجھ کہ نیند بھی پوری کر لیں گے اور ثواب بھی مل جائے گا۔ اس قسم کا ارادہ حقیقی نیت ہے ہی نہیں لہذا اس پر مذکورہ ثواب نہیں ملے گا۔ ② غلوں نیت کی یہ برکت ہے کہ عمل نہ ہو سکنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر سستی اور کوتاہی نہ کی جائے۔

(المعجم ۱۷۸) - بَابُ: فِي كَيْفِ يُسْتَحَبُّ
يُخْتَمُ الْقُرْآنُ (التحفة ۲۱۷)
باب: ۱۷۸ - کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے

۱۳۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۳۴۵ - حضرت ابوالحسن بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قبیلہ ثقیف کے وفد میں

۱۳۴۴ - [صحيح موقوف] أخرجه النسائي: ۲۵۸/۳، قيام الليل، باب من أتى فراشه وهو بنوي القيام فنام، ح: ۱۷۸، وابن خزيمة، ح: ۱۱۷۲، وغيرهما من حديث حسين الجعفي به، وصححه الحاكم، والذهبي على شرطهما: ۳۱۱/۱، وخالفه الثقة معاوية بن عمرو فرواه عن زائدة به موقوفاً، البيهقي: ۱۵/۳، وغيره الأعمش، ح: ۱۷۸، وحبيب تقدم أيضاً، ح: ۳۸۳، وهما مدلسان وعنعنا، ورواه جرير عن الأعمش عن حبيب عن عبد الله عن زر بن حبیش عن أبي الدرداء به موقوفاً، وأخرج ابن خزيمة في صحيحه: ۱۹۷/۲، ح: ۱۱۷۵ بإسناد صحيح عن عبد الله عن زر أو سويد عن أبي ذر أو أبي الدرداء، وأكبر ظنه فيهما الأخير به موقوفاً، وهو صحيح.

۱۳۴۵ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ۱۳۹۳ من حديث أبي خالد به *
علماء ابن عبد الله مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُوسٍ، عَنْ جَدِّهِ أُوسِ بْنِ
حُذَيْفَةَ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
وَقْدِ نَفْعٍ. فَتَزَلُّوا الْأَخْلَافَ عَلَى الْمُغِيرَةِ
ابْنِ شُعْبَةَ. وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي مَالِكٍ
فِي قَبِيلِهِ. فَكَانَ يَأْتِينَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ
فَيُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ، حَتَّى يَرَاوَحَ
بَيْنَ رِجْلَيْهِ. وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ
قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ. وَيَقُولُ: «وَلَا سَوَاءَ. كُنَّا
مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ. فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى
الْمَدِينَةِ كَانَتْ سَبَاحُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ.
نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا». فَلَمَّا كَانَ
ذَاتَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا
فِيهِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ أَبْطَأَتْ عَلَيْنَا
الَلَّيْلَةُ. قَالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ جَزِيبِي مِنَ
الْقُرْآنِ فَكَّرْتُ أَنْ أَخْرُجَ حَتَّى أُتِمَّهُ».



شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
انھوں نے قریش کے حلیفوں کو حضرت مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا اور رسول اللہ ﷺ نے بنو مالک کو اپنی
ایک عمارت میں ٹھہرایا۔ (حضرت اوس فرماتے ہیں) نبی
ﷺ ہر رات عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے
اور قدموں پر کھڑے ہو کر ہم سے بات چیت فرماتے
(وعظ و نصیحت کرتے جو بعض اوقات طویل ہو جاتی تھی)
کہ آپ کبھی ایک پاؤں پر بوجھ دے کر کھڑے ہوتے
کبھی دوسرے پر۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں اکثر وہ باتیں
سناتے جو آپ کو اپنی قوم قریش کی طرف سے تلکھیں پہنچی
تھیں اور فرماتے: ”(ہم اور وہ) برابر نہیں تھے۔ ہم لوگ
تو کمزور اور دے ہوئے تھے (وہ غالب اور زور آور تھے)
پھر جب ہم مدینے آ گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان
لڑائی کا توازن کم و بیش ہونے لگا، کبھی ہم ان پر غالب
آتے، کبھی وہ ہمیں نقصان پہنچا جاتے۔“ ایک رات ایسا
ہوا کہ آپ ﷺ جس وقت ہمارے پاس تشریف لایا
کرتے تھے اس کی نسبت تاخیر سے تشریف لائے۔ میں
نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج رات آپ کو ہمارے
ہاں تشریف لانے میں دیر ہو گئی۔ فرمایا: ”میری (روزمرہ
کی) قرآن کی منزل پوری نہیں ہو سکی تھی، مجھے یہ بات
اچھی نہ لگی کہ اسے پورا کیے بغیر تمہارے پاس آؤں۔“

حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے رسول اللہ
ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا: آپ لوگ (روزانہ
تلاوت کے لیے) قرآن مجید کے حصے کس طرح مقرر
کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: (پہلا حصہ) تین

قَالَ أُوسٌ: فَسَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، كَيْفَ تُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ؟ قَالُوا: ثَلَاثٌ
وَحَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِخْدَى عَشْرَةٌ
وَتِلَاثٌ عَشْرَةٌ وَحِزْبُ الْمُفْضَلِ.

سورتوں کا (بقرہ آل عمران اور نساء) (دوسرا حصہ) پانچ
سورتوں کا (مائدہ سے براء تک) (تیسرا حصہ) سات
سورتوں کا (یونس سے نحل تک) (چوتھا حصہ) نو سورتوں کا
(بنی اسرائیل سے فرقان تک) (پانچواں حصہ) گیارہ
سورتوں کا (شعراء سے یس تک) (چھٹا حصہ) تیرہ
سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور (ساتواں
حصہ) مفصل کا (ق سے آخر تک)۔

۱۳۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ
حَكِيمٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو،
قَالَ: جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ.
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُولَ
عَلَيْكَ الزَّمَانُ، وَأَنْ تَمَلَّ. فَاقْرَأْهُ فِي شَهْرٍ».
فَقُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمِيعَ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي.
قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي عَشْرَةِ» قُلْتُ: دَعْنِي
أَسْتَمِيعَ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي
سَنَةٍ» قُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمِيعَ مِنْ قُوَّتِي
وَشَبَابِي. فَأَبَى.

۱۳۴۶ - حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: میں نے قرآن مجید حفظ کر لیا، پھر
میں نے ایک ہی رات میں اس کی تلاوت کی تو رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ طویل وقت گزرنے پر تم
کو کتابت پیش آ جائے گی۔ اس لیے ایک مہینے میں
(پورے) قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ میں نے کہا: مجھے
اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھالینے دیں۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: ”پھر دس دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔“
میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے
دیں۔ فرمایا: ”پھر سات دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا
کرو۔“ میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے
(مزید) فائدہ اٹھانے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے (میری
درخواست قبول کرنے سے) انکار فرمادیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھتے ہیں کہ یہ
روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز دکتور بشر

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام ومسائل

عواد اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند تو ضعیف ہے، البتہ متن صحیح ہے، لہذا مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکوں میں بہت رغبت رکھتے تھے اس لیے زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اگرچہ اس میں کتنی مشقت ہو۔ ① رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت واضح ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قدر زیادہ محنت کرنے کی اجازت مل جاتی تو بعد کے لوگ بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہتے اور نہ کر سکتے۔ ② جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالنا درست نہیں۔ ③ صوفیاء میں جو بعض ایسے اعمال رائج ہو گئے ہیں جن میں جسم پر انتہائی مشقت کا بوجھ ڈالا جاتا ہے سنت کے خلاف ہیں۔ ④ نیک عمل کے معمول کو قائم رکھنے کی کوشش مستحسن ہے تاہم اس پر اس حد تک پابندی کرنا درست نہیں کہ نفل اور فرض میں عملاً فرق ہی نہ رہے۔ ⑤ نماز تہجد میں پڑھنے کے لیے اپنی سہولت کے مطابق تلاوت کی مناسب مقدار مقرر کر لینا درست ہے مثلاً: ایک پارہ تین پارے یا ایک منزل وغیرہ۔

۱۳۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ؛ ح : اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تین دن سے کم
وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مدت میں قرآن مجید پورا پڑھا اس نے قرآن کو سمجھا ہی
الْحَارِثُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ نہیں۔“
بَزِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرِو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «لَمْ
يَقْفَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ» .

☀️ فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت میں قرآن مجید ختم کرنے کی مدت تین دن بیان ہوئی ہے اور گزشتہ روایت میں سات دن اور بعض روایات میں پانچ دنوں کا ذکر بھی ملتا ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو مختلف اوقات میں تاکید کے طور پر یہ ارشادات فرمائے نیز امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت یوں رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ختم قرآن کی بابت دنوں کی تعیین میں مختلف فرامین ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے مختلف اشخاص کے احوال کے پیش نظر یہ فرامین ارشاد فرمائے، یعنی آپ نے ایک صحابی کو تین دن فرمائے اور ایک کو سات دن اور ایک کو پانچ دن، لہذا تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۹/۹۷) والموسوعة الحديثية مسند الإمام

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

أحمد: ۵۳۵۲/۱۱ ① تلاوت قرآن مجید کا اصل مقصد اس کا فہم اور اس پر غور و فکر ہے اس لیے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے مزید کی ایجھے عالم کی تفسیر کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے تاہم سلف صالحین کی فکر سے ہٹ کر تفسیر کرنے والوں کی تصنیفات سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۳۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے صبح تک پورا قرآن مجید پڑھا ہو۔“
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى ، عَنْ [سَعِيدٍ] بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ حَتَّى الصَّبَاحِ .

فائدہ : ایک یا دو رات میں قرآن مجید پورا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے حفاظ میں شبیے کا جو طریقہ رائج ہے یہ بھی ترک کر دینے کے قابل ہے البتہ تین راتوں میں قرآن ختم کیا جائے تو پھر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۷۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (الصفحة ۲۱۸)
 باب: ۱۷۹- تہجد میں تلاوت کے مسائل

۱۳۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ . قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَعْدَةَ ، عَنْ أُمِّ هَانِئِ بْنِتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ : كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ
 ۱۳۴۹- حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رات کو نبی ﷺ کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی جب کہ میں اپنے گھر کی چھت پر ہوتی تھی۔

۱۳۴۸- [صحیح] أخرجه النسائي: ۳/۲۱۸ ، قيام الليل ، الاختلاف على عائشة في إحياء الليل ، ح: ۱۶۴۲ وغيره من حديث سعيد به ، ولفظه : " لا أعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهرا كاملا قط غير رمضان " * سعيد صرح بالسماع كما في سنن النسائي ، ح: ۲۳۵۰ ، وقادة عنن ، ولحديثه شواهد كثيرة .

۱۳۴۹- [حسن] أخرجه النسائي: ۲/۱۷۸ ، ۱۷۹ ، الافتتاح ، باب رفع الصوت بالقرآن ، ح: ۱۰۱۴ من حديث وكيع به * أبو العلاء هو هلال بن خباب ، صدوق تغير بآخره (تقريب وغيره) ، وقال البوصيري : " هذا إسناد صحيح ، ورجاله ثقات " ، ولهذا يدل على أن سماع مسعر منه قبل تغيره عند البوصيري .

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي .

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ تہجد میں جہری قراءت فرماتے تھے، تاہم سری قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ حدیث: ۱۳۵۳ میں آ رہا ہے۔ ② ”عریش“ چھپر کو کہتے ہیں۔ یہاں گھر کی چھت مراد ہے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت سادہ سی تھی اس لیے انھوں نے اسے چھپر کہہ دیا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تلاوت کرتے تھے تو مجھے اپنے گھر میں تلاوت سنائی دیتی تھی۔ اس کی وجہ نبی ﷺ کی بلند آوازی کے علاوہ رات کی پرسکون خاموشی اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کا زیادہ دور نہ ہونا بھی ممکن ہے۔

۱۳۵۰۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ : ۱۳۵۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ آیت یہ ہے: فَإِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱﴾ ”اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بے شک تو ہی غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔“ [المائدة: ۱۱۸]

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کسی شخص کو زیادہ قرآن مجید یاد نہ ہو تو جتنا کچھ یاد ہو اسی کو بار بار پڑھ کر طویل قیام اور کثیر قراءت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ ② یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ جب قیامت میں ان سے ان کی امت کی گمراہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ جواب عرض کریں گے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ کی عظمت و جلال کا اعتراف بھی ہے اور اپنی عاجزی اطاعت اور امید رحمت کا اظہار بھی اور ایک لطیف پیرائے میں امت کے لیے مغفرت کی درخواست بھی۔ ③ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کی امت میں غلط عقائد پیدا ہوئے، وہ ان سے بے خبر ہیں کیونکہ نبی عالم الغیب نہیں ہوتے۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اپنی امت کے حق میں دعا کے طور پر تلاوت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی کسی دعا کو کوئی شخص اپنے حالات کے موافق پا کر اپنے لیے دعا کے طور پر پڑھ سکتا ہے۔ ⑤ قیام میں تلاوت کے دوران میں دعا مانگنا جائز ہے تاہم اس کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ⑥ قیام کے



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
علاوہ تہجد اور تہجد بھی دعا کے لیے مناسب موقع ہے اس لیے اپنی ضرورت کی کوئی دعا ان اوقات میں مانگی جاسکتی
ہے۔ (صحیح البخاری: الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد، و ليس بواجب، حدیث: ۸۳۵)
وصحیح مسلم: الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، حدیث: ۴۷۹)

۱۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صَلَّةِ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى. فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ. وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ. وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهُ لِلَّهِ سَبَّحَ.

۱۳۵۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کی رحمت کا) سوال فرماتے اور جب کسی عذاب کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کے عذاب سے) پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں اللہ کی تقدیس اور پاکیزگی کا ذکر ہوتا تو اللہ کی تسبیح بیان فرماتے۔

🕌 نوامد و مسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور و فکر سے کرنی چاہیے خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ
② تلاوت قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تَعَوُّذ کیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے
جب اس کا ترجمہ اور مفہوم آتا ہو۔ ہمارے ہاں مساجد میں امام کی قراءت کے دوران میں مقتدی بلند آواز سے ان
آیات کا جواب دیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کی تسبیح کا طریقہ
یہ ہے کہ ”سبحان اللہ“ کہا جائے یعنی اللہ پاک ہے۔ عذاب کی آیت پر [اللَّهُمَّ اجْرِئْنِي مِنَ النَّارِ] اے اللہ! مجھے
آگ (کے عذاب) سے پناہ دے۔“ یا ایسی کوئی مناسب دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۳۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي لَيْلَى. قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا.

۱۳۵۲۔ حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ: حضرت علی بن ہاشم، عن ابن ابی لیلی، عن ثابت، عن عبد الرحمن بن ابی لیلی، عن ابی لیلی۔ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا.

۱۳۵۲۔ حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ: حضرت علی بن ہاشم، عن ابن ابی لیلی، عن ثابت، عن عبد الرحمن بن ابی لیلی، عن ابی لیلی۔ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا.

۱۳۵۲۔ حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ: حضرت علی بن ہاشم، عن ابن ابی لیلی، عن ثابت، عن عبد الرحمن بن ابی لیلی، عن ابی لیلی۔ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا.

۱۳۵۱۔ [صحیح] تقدم، ح: ۸۹۷.

۱۳۵۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الدعاء في الصلاة، ح: ۸۸۱ من حديث محمد بن أبي ليلى، و، وانظر، ح: ۸۵۴ لعلته.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فَمَرَّ بِأَيَّةِ عَذَابٍ، فَقَالَ: «أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ. وَوَيْلٌ لِّلْأَهْلِ النَّارِ».

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
النَّارِ، وَوَيْلٌ لِّلْأَهْلِ النَّارِ” میں جہنم سے اللہ کی پناہ
مانگتا ہوں اور جہنمیوں کے لیے ہلاکت ہے۔“

۱۳۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا
جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ
فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا.

۱۳۵۳- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ
کی تلاوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:
نبی ﷺ آواز کو طویل کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو الفاظ کھینچ کر پڑھے جاسکتے ہیں انھیں کھینچ کر لہا کر کے پڑھتے تھے مثلاً: جب کسی
حرف کے ساتھ الف ملا ہوا ہو یا پیش کے بعد ساکن واؤ آ رہا ہو یا زیر کے بعد ساکن یا آ رہی ہو تو ان حروف کو نسبتاً
طویل کر کے پڑھا جائے گا، صرف زیر اور پیش والے حرف کو کھینچ کر پڑھنا درست نہیں جب کہ ان کے بعد الف
واو اور یا ساکن موجود نہ ہو مثلاً: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ﴾ میں اِنْ یا اَعْطَيْنَ پڑھنا غلط ہے اسی طرح ﴿فَصَلِّ
لِرَبِّكَ﴾ کو فصلی لِرَبِّكَ پڑھنا درست نہیں۔

۱۳۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ بُرْدِ بْنِ
سَيَّانٍ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُضَيْفِ
ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ:
أَتَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ
يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا
خَافَت. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
جَعَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ سَعَةً.

۱۳۵۴- حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ
(نماز میں) بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا خاموشی
سے؟ انھوں نے فرمایا: کبھی جہر سے تلاوت کرتے تھے
کبھی خاموشی سے۔ میں نے کہا: ”اللہ اکبر! شکر ہے اللہ کا
جس نے اس معاملہ میں گنجائش (اور آسانی) رکھی۔“

(المعجم ۱۸۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۹)

باب: ۱۸۰- جب آدمی رات کو قیام کے لیے
جاگے تو دو عالم گنا (مسنون ہے)

۱۳۵۳- [صحیح] أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ۵۰۴۵ من حديث جرير به.

۱۳۵۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ۲۲۶ من حديث إسماعيل ابن
عليه وغيره به.

۱۳۵۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ شَلِيمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ مَالِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْحِجَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاعْفُرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ. وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ. أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

۱۳۵۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو فرماتے: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ..... فَاعْفُرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ» [اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں کا زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں ان کا نور ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کو زمین کو اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں ان کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کا زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان میں ہیں ان کا مالک ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو ہی حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے تیرا فرمان حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے قیامت حق ہے (تمام) انبیاء حق ہیں اور حضرت محمد ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں تجھ پر ایمان لایا ہوں میرا اعتماد تجھی پر ہے میں تیری ہی طرف رجوع کرنے والا ہوں (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے بحث و تکرار کرتا ہوں تجھی کو اپنا فیصلہ بناتا ہوں تو میرے سب گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے بعد میں کیے چھپ کر کیے اور جو علانیہ کیے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے صرف تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
اور تیری توفیق کے بغیر نہ بچاؤ ہے نہ طاقت۔“

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ النَّبَاهِيُّ : حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلُ ، خَالُ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، سَمِعَ طَاوُسًا ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ . فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابو بکر خلد الباہلی کی سند سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے..... پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کے لیے جاگیں تو پہلے یہ دعا پڑھیں پھر وضو وغیرہ کر کے نماز شروع کریں۔ ② اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب انوار اسی کے دیے ہوئے اور پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اللہ کی ذات کی تجلی برداشت کرنا اس دنیا میں تو پہاڑ کے لیے بھی ممکن نہیں البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جیسے کرمی احادیث سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم 'الإيمان' باب معرفة طريق الرؤية' حديث: ۱۸۴) ③ "تو حق ہے" اس میں اللہ کے وجود کا اقرار بھی ہے اور یہ اظہار بھی کہ اس کے تمام احکام درست ہیں خواہ ہمیں ان کی حکمت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ④ اللہ کے وعدوں سے مراد وہ امور ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ فلاں کام کا یہ ثواب ہے اور فلاں کام کے نتیجے میں دنیا یا آخرت میں یہ سزا ملے گی۔ ⑤ اللہ کی ملاقات سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد جی اٹھنا یقینی ہے جس کے بعد اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور یہ مطلب بھی ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی۔ ⑥ اللہ کے فرمان کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے سے ہمیں ماضی کے جو واقعات بتائے ہیں وہ یقیناً اسی طرح پیش آئے تھے جس طرح بیان کیے گئے ہیں۔ اسی میں کائنات کی تخلیق کے مسائل بھی آ جاتے ہیں اور انبیائے کرام کا اپنی اقوام کو تبلیغ کرنا ایذاؤں پر صبر کرنا قوم میں سے انکار کرنے والوں پر عذاب آنا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس میں وہ ابدی اور دائمی قوانین بھی شامل ہیں جو انبیائے کرام کے ذریعے سے ہمیں بتائے گئے ہیں مثلاً: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْهَرْ بِهِ﴾ (النساء: ۱۲۳) "جو شخص برا کام کرے گا اسے اس کی سزا مل جائے گی۔" اور ﴿مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ﴾ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ﴾ (صحیح مسلم 'البر والصلة و الأدب' باب استحباب العفو و التواضع' حديث: ۲۵۸۸) "صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ بندے کی عزت ہی میں اضافہ فرماتا ہے اور جو کوئی بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور بلندی عطا فرماتا ہے۔" ⑦ جنت اور جہنم کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت میں موجود ہیں ان کا ذکر تشبیہ اور استعارہ کے طور پر نہیں کیا گیا ان کی نعمتوں اور عذاب کی جو تفصیل قرآن مجید اور صحیح احادیث میں وارد ہے وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ⑧ "قیامت

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حق ہے، یعنی اس کے لیے اللہ نے جو وقت مقرر کیا ہے اس وقت یقیناً آئے گی اور اس کی جو تفصیلات قرآن وحدیث میں مذکور ہیں وہ سب یقینی ہیں۔ ⑩ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام حضرات اپنے اپنے وقت پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے وہ سچے تھے اور کردار کی تمام خوبیوں کے حامل اور ہر قسم کی عملی اور اخلاقی کمزوریوں سے پاک تھے انھوں نے اللہ کے احکام اپنی اپنی امت تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور اپنی طرف سے مسائل گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب نہیں کیے۔ ⑪ [مُحَمَّدٌ حَقٌّ] تک وہ عقیدہ بیان ہوا ہے جو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے اور اس کے بعد ایک مخلص مومن کا اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کے مختلف پہلو اجاگر کیے گئے ہیں۔ ⑫ یہ دعا اس لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں صحیح عقیدے کا اقرار اللہ کے صحیح تعلق کی وضاحت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا اور آخر میں پھر اللہ کی تعریف اور اپنے عجز کا اظہار ہے۔ رات کے آخری حصے کی تنہائی میں جب بندہ اللہ کے سامنے عبودیت کا اس انداز سے اظہار کرتا ہے تو یقیناً اسے اللہ کی رضا اور قرب کے عظیم درجات حاصل ہوتے ہیں۔ وبالله التوفیق۔

۱۳۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَاذَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ. كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا. وَيَحْمَدُ عَشْرًا. وَيُسَبِّحُ عَشْرًا. وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا. وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي» وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۱۳۵۶۔ حضرت عاصم بن حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ رات کے قیام (تہجد) کی ابتدا کس چیز سے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی آپ دس بار [اللَّهُ أَكْبَرُ] دس بار [الْحَمْدُ لِلَّهِ] دس بار [سُبْحَانَ اللَّهِ] اور دس بار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ کہتے تھے۔ پھر فرماتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي] ”اے اللہ! مجھے بخش دے مجھے ہدایت دے مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام و راحت سے بہرہ ور فرما“ اور آپ قیامت کے دن (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے۔

فائدہ: [ضَيْقِ الْمَقَامِ] سے پناہ کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جب قیامت کے دن تیرے سامنے پیش ہو کر زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہے اس وقت مشکل نہ بنے آسانی سے حساب کتاب سے فراغت ہو جائے۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۳۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِي النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».



قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
۱۳۵۷- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنی نماز کس طرح شروع کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ کہتے تھے: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»
”اے اللہ! اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے مالک! اے آسمانوں اور زمین کے خالق! اے پوشیدہ اور ظاہر (سب چیزوں) کا علم رکھنے والے! اپنے بندوں میں تو ہی فیصلہ کرے گا جس جس چیز میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ حق کے جن مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے ان میں مجھے اپنے حکم سے ہدایت نصیب فرما، بے شک تو ہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ: احْفَظُوهُ - جِبْرِئِيلَ - مَهْمُورَةً. فَإِنَّهُ كَذَّاءٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) عبدالرحمن بن عمر رحمہ اللہ نے کہا: (اس دعا میں) جبرئیل کا لفظ ہمزہ کے ساتھ یاد کرو کیونکہ نبی ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں یہ دعا بھی دعائے استفتاح کے طور پر پڑھی جاسکتی ہے۔ ② جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام اللہ کے مقرب ترین اور افضل ترین فرشتے ہیں لیکن وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ ان کا بھی رب ہے رب کی صفات اور اختیارات میں ان کا بھی کوئی حصہ نہیں۔ تو حید کا یہ نکتہ توجہ کے قابل ہے۔ ③ بندوں کے اختلافات کا فیصلہ دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اور ان پر وحی کے نزول کے ذریعے سے کر دیا گیا ہے پھر بھی بعض لوگ نئے نئے شبہات پیدا کر کے اختلاف ڈالتے ہیں یا حق واضح ہو جانے کے بعد بھی حق کو قبول نہیں کرتے اور جھگڑنے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سے باز نہیں آتے۔ ان کا فیصلہ قیامت ہی کو ہوگا جب انھیں سزا ملے گی اور نیک لوگ اللہ کے انعامات سے بہرہ ور ہوں گے۔ ① ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ② جبرئیل کا لفظ کئی طرح پڑھا جاسکتا ہے جبرئیل، جبرئیل، جبرئیل، جبرئیل لیکن اس دعا میں جبرئیل ہمزہ کے ساتھ ہے۔ ③ محدثین کرام حدیث کے الفاظ پر بھی توجہ دیتے تھے اور ہر لفظ اس طرح روایت کرنے کی کوشش کرتے تھے جس طرح استاد سے سنا ہو حالانکہ روایت بالمعنی جائز ہے۔ محدثین کے اس طرز عمل سے ان کی دیانت اور صداقت ظاہر ہوتی ہے اور یہ کہ ان کی روایت کردہ احادیث قابل عمل اور قابل اعتماد ہیں بشرطیکہ صحت حدیث کے معیار پر پوری اتریں۔

باب: ۱۸۱۔ رات کو کتنی رکعت پڑھیں

(المعجم ۱۸۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمِّ

بُصْلَى بِاللَّيْلِ (التحفة ۲۲۰)

۱۳۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد صبح صادق تک گیارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور ان رکعتوں میں (اتالبا) سجدہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے سر اٹھانے سے پہلے کوئی شخص پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا۔ پھر جب مؤذن نماز فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہوتا تو آپ ﷺ اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

۱۳۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ أَبِي بَكْرٍ. قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، مَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. يُسَلِّمُ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ. وَيُؤَيِّرُ بِوَاحِدَةٍ. وَيَسْجُدُ فِيهِنَّ سَجْدَةً، يَقْدِرُ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً، قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَدِّنُ مِنَ الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۳۵۸- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطبري، باب في صلاة الليل، ح: ۱۳۳۶ عن عبد الرحمن بن إبراهيم وغيره به، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ۷۳۶ من حديث الزهري به الزهري صرح بالسماع عند ابن حبان وغيره، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ ② نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کا معمول و ترسیت گیارہ رکعت پڑھنے کا تھا۔ ③ نماز تہجد میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا بھی درست ہے اور چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا بھی درست ہے۔ ④ تہجد کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھنا بھی جائز ہے اور تین یا پانچ رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔ ⑤ نماز تہجد میں جب قیام طویل کیا جائے تو اسی نسبت سے رکوع اور سجدہ بھی طویل کرنا چاہیے۔ ⑥ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے جب کہ اس وقت تہجد اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ⑦ فجر کی سنتوں میں قراءت مختصر ہوتی ہے۔

۱۳۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۵۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت گیارہ رکعت والی حدیث کے مخالف نہیں بلکہ ان کے درمیان علمائے حدیث یوں تطبیق دیتے ہیں: عشاء کی سنت یا فجر کی سنت کی دو رکعت ملا کر تیرہ رکعت کہا جاسکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۳۶۱) تیرہ رکعت کی ایک اور صورت آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۳۶۲)

۱۳۶۰ - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: ۱۳۶۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے۔
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكْعَاتٍ.

🌞 فائدہ: اس میں آٹھ رکعت تہجد اور ایک رکعت وتر شامل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چھ رکعت تہجد پڑھ کر تین رکعت وتر کی نماز ادا کی ہو۔

۱۳۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْدٍ: ۱۳۶۱ - حضرت عامر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے

۱۳۵۹ - أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۷ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۱۳۶۰ - [صحیح] أخرجه الترمذی، الصلاة، باب منه، ح: ۴۴۳ عن هناده، وقال: 'صحیح'، وله شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۰ وغیره.

۱۳۶۱ - [صحیح] * عید بن میمون مستور (تقریب)، وأبو إسحاق غنم، وتقدم، ح: ۴۶، وله شواهد كثيرة جداً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: (نبی ﷺ کی نماز) تیرہ رکعت ہوتی تھی۔ ان میں آٹھ رکعتیں (بطور نوافل) ہوتی تھیں اور آپ تین وتر پڑھتے تھے اور دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔

مَبْنُون، أَبُو عُبَيْدٍ [الْمَدَنِي]: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ غَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبَدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ. فَقَالَا: ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. مِنْهَا ثَمَانٍ. وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ.

۱۳۶۲۔ حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (دل میں) کہا آج رات میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد) دیکھوں گا چنانچہ میں آپ کی چوکھٹ یا خیمے (کے نچلے حصے) پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ (رات کو) اٹھے آپ نے (پہلے) بلکی دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو بہت ہی طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے پہلے والی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھا۔ یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

۱۳۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامُ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ بْنُ ثَابِتِ الزُّبَيْرِيِّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ. قَالَ: قُلْتُ، لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللَّيْلَةَ. قَالَ، فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُطَّاطَهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ. فَبَلَكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

🌞 فائدہ: گزشتہ روایت میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں مذکور ہیں جب کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بھی گیارہ کے بجائے تیرہ رکعتیں پڑھنا درست ہے۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ؟ قَالَ: «خُرَّ وَعَبْدٌ» قُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أُخْرَى؟ قَالَ: «نَعَمْ. جَوْفُ اللَّيْلِ الْأَوْسَطُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ پہلے حدیث: ۱۲۵۱ کے تحت گزر چکا ہے اس کے بعض فوائد وہاں ذکر کیے گئے ہیں۔

② حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے، بھی ہجرت نہیں کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب اسلام عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حدیث: ۸۳۲) ③ آزاد اور غلام سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما ہیں یعنی تھوڑے سے افراد جو اسلام لائے تھے ان میں نمایاں حضرات یہ تھے۔

۱۳۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے شروع حصہ میں سوتے تھے اور آخری حصے میں عبادت کرتے تھے۔
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ.

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے رات کو تہجد پڑھنے اور آرام کرنے کے سلسلے میں کئی انداز سے عمل فرمایا ہے جن میں سے ایک صورت یہ بھی ہے۔

۱۳۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ

۱۳۶۵۔ أخرجه البخاري، التهجذ، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح: ۱۱۴۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۹ من حديث أبي إسحاق به.

۱۳۶۶۔ أخرجه البخاري، التهجذ، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، ح: ۱۱۴۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح: ۷۵۸ من حديث مالك عن الزهري به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام لیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟ (اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے) حتیٰ کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔ اسی لیے سلف رات کے پہلے صبح کے بجائے آخری صبح میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

الْأَعْرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ كُلِّ لَيْلَةٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ؟ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ» فَلِذَلِكَ كَانُوا يَسْتَجِبُونَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلَى أَوَّلِهِ.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رات کے آخری حصے میں نماز اور دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اللہ کی رحمت اتنی عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بندوں کو اپنی ذات سے مانگنے کو کہتا ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کا پہلے آسان پر تشریف لانا اسی طرح اللہ کی صفت ہے جس طرح اس کا عرش پر تشریف فرما ہونا اور کلام کرنا۔ ان صفات پر ایمان لانا چاہیے انکار یا تاویل کرنا جائز نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات جیسی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

۱۳۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهُ أَوْ ثُلُثَاهُ، قَالَ: لَا يَسْأَلُنَّ عِبَادِي غَيْرِي. مَنْ يَدْعُنِي أَسْتَجِبْ لَهُ. مَنْ يَسْأَلُنِي أُعْطِيَ. مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي أَغْفِرْ لَهُ. حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

۱۳۶۷- حضرت رفاعہ (بن عرابہ) جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب آدھی یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو فرماتا ہے: میرے بندوں کو میرے سوا کسی سے ہرگز نہیں مانگنا چاہیے۔ جو مجھے پکارے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے مانگے گا میں اسے دوں گا۔ جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔“ (یہ کیفیت مسلسل جاری رہتی ہے) حتیٰ کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کو سونے اور آرام کرنے کا وقت دیتا ہے۔ بندوں

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سے جو بیس گھنٹے عبادت میں مشغول رہنے کا مطالبہ نہیں کرتا یا یہ مطلب ہے کہ حدیث میں مذکور نہ ایک خاص وقت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ ⑤ آدھی رات یا تہائی رات باقی ہو تو اٹھ کر تہجد پڑھنا اور دعا کرنا ابتدائی رات میں تہجد پڑھنے اور دعا کرنے سے افضل ہے البتہ جس شخص کو یہ خطرہ ہو کہ وہ افضل وقت میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ عشاء کے بعد ہی تہجد وغیرہ ادا کر سکتا ہے تاکہ ثواب سے بالکل محروم نہ رہ جائے۔ ⑥ بندوں کو اپنی امید اور خوف کا مرکز صرف اللہ کی ذات کو بنانا چاہیے کیونکہ جو راحت یا تکلیف مخلوق کے ہاتھ سے پہنچتی ہے وہ بھی اللہ کی رحمت اور حکمت کی بنیاد پر اسی کے حکم سے پہنچتی ہے۔ ⑦ رات کی نقلی عبادت دن کی نقلی عبادت سے افضل ہے۔

(المعجم ۱۸۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُرْجَى
أَنْ يَكْفِيَنَّ مِنَ قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ۲۲۲)
باب: ۱۸۳۔ تہجد رہ جائے تو کون سے عمل سے
اس کی تلافی کی امید کی جاسکتی ہے

۱۳۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَيَّانُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ، كَفَّمَتْهُ».

۱۳۶۸۔ حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اور انھوں نے حضرت ابومسعود رحمہ اللہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں (یہ شان رکھتی ہیں کہ) جو شخص انھیں ایک رات میں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“

قَالَ حَفْصُ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ فَحَدَّثَنِي بِهِ.

راوی حدیث حفص اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ نے فرمایا: (بعد میں) میری ملاقات حضرت ابومسعود رحمہ اللہ سے ہوئی جب کہ وہ (کعبہ شریف کا) طواف کر رہے تھے تو انھوں نے (خود) یہ حدیث مجھے سنائی۔

فائدہ: کافی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو تہجد کا وقت نہ ملا وہ کم از کم یہ دو آیتیں ہی تلاوت کر لے تو اسے اللہ کی وہ رحمت حاصل ہو جائے گی جو تہجد پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ پریشانوں اور آفات سے بچاؤ کے لیے کافی ہوں گی۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۳۶۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۱۳۶۹- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَنْصُورٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ
آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ، كَفَّتَاهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو
آیتیں رات کو پڑھے گا وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“

(المعجم ۱۸۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي

باب ۱۸۴- جب نماز کی کو اوگھ آنے لگے

إِذَا نَعَسَ (التحفة ۲۲۳)

تو کیا کرے

۱۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۱۳۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ
مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ : «إِذَا
نَعَسَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ
النُّؤْمُ. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ،
لَعَلَّهُ يَذْهَبُ فَيَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ».

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اوگھ آئے تو اسے
چاہیے کہ سو جائے حتیٰ کہ نیند جاتی رہے۔ (کیونکہ) اگر
وہ اوگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو کیا معلوم وہ (اللہ
سے) بخشش مانگنے لگے تو (نیند کے غلبے کی وجہ سے پتہ نہ
چلے اور) اپنے آپ کو برا بھلا کہہ دے۔“



373

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز فرض ہو یا نفل اس کی ادائیگی کے وقت انسان کو ہوش و حواس میں ہونا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ

کی تعریف اور دعا کے الفاظ سمجھ کر پڑھے اور اس طرح اس کے دل اور روح کو پورا فائدہ حاصل ہو۔ ② نماز تہجد کا
وقت بہت وسیع ہے اس لیے ضروری نہیں کہ انسان اپنے آپ کو مجبور کر کے ساری رات یا رات کے خاص حصے میں
جاگنے کی کوشش کرے۔ ③ نیند کے غلبے کے وقت نماز پڑھنا مناسب نہیں بلکہ پہلے نیند پوری کر لے یا کوئی اور دوسرا
طریقہ اختیار کر لے جس سے نیند ختم ہو کر دل اور دماغ ہوشیار ہو جائے مثلاً: وضو کر لے یا اٹھ کر چہل قدمی کر لے۔
④ جو شخص قیام اللیل کا عادی نہیں اسے چاہیے کہ تھوڑے عمل سے شروع کرے مثلاً: پہلے پہل دس پندرہ منٹ نماز اور

۱۳۶۹- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۳۷۰- [صحیح] أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من ناس في صلاته... الخ، ح: ۷۸۶ عن أبي بكر
ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم... الخ، ح: ۲۱۲، ومسلم أيضاً
وغيرهما من حديث مالك عن هشام به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اذکار میں گزارے پھر آہستہ آہستہ اضافہ کر کے آدھا گھنٹہ پھر ایک گھنٹہ تک لے جائے۔

۱۳۷۱- حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى
اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا
مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ. فَقَالَ: «مَا هَذَا
الْحَبْلُ؟» قَالُوا: لِرَبِّكَ. نُصَلِّي فِيهِ. فَإِذَا
فَتَرْتُ تَعَلَّقْتُ بِهِ. فَقَالَ «حُلُّوهُ. حُلُّوهُ.
لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَسَاطَةً. فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

۱۳۷۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کو دو
ستونوں کے درمیان (ایک ستون سے دوسرے ستون
تک) ایک رسی بندھی ہوئی نظر آئی۔ فرمایا: ”یہ رسی کسی
ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: زینب رضی اللہ عنہا کی ہے وہ اس
مقام پر نماز پڑھا کرتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو غفلت
دور کرنے کے لیے اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھول دو! اسے کھول دو۔ انسان کو
(ذہنی اور جسمانی) نشاط (اور آدگی) کی حالت میں نماز
پڑھنی چاہیے۔ جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابیات میں متعدد خواتین کا نام زینب تھا۔ ان میں سے دو خاتین اہمات المؤمنین ہیں۔
اس حدیث میں کس زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں تفصیل سے کلام کیا
ہے۔ ان کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ اعلم۔
(فتح الباری: ۳/۲۷۷ حدیث: ۱۱۵۰) ② عبادت اور ذکر کی مقدار اس حد تک مقرر کرنی چاہیے کہ انسان بہت زیادہ
مشقت محسوس نہ کرے۔ ③ مشقت محسوس کرنے کی صورت میں اپنے طور پر مقرر نقلی عبادت میں کمی کرنا جائز ہے۔

۱۳۷۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ
كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ
أَبِي بَكْرٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ
أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى
لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، اضْطَجِعْ».

۱۳۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب رات کو قیام
کرنے پھر اس کی زبان پر قرآن مشکل ہو جائے اور
اسے پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو (اسے چاہیے کہ)
وہ لیٹ جائے۔“

۱۳۷۱- أخرجه البخاري، التهجّد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ح: ۱۱۵۰، ومسلم، صلاة المسافرين،
باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۴ من حديث عبد الوارث به.

۱۳۷۲- [صحیح] أبو بکر مستور، ولحديثه شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعى في صلاته أو
استعجم عليه القرآن... الخ، ح: ۷۸۷ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌟 فائدہ: قرآن مشکل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدھ کی وجہ سے قرآن پڑھنا مشکل ہو جائے اور نیند کی وجہ سے اپنے کپے ہوئے الفاظ بھی سمجھ میں نہ آ رہے ہوں تو نماز اور تلاوت ختم کر کے سونے کے لیے لیٹ جانا چاہیے۔

(المجموع ۱۸۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (التحفة ۲۲۴)
باب: ۱۸۵۔ مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل) نماز

۱۳۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ :
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ [الْمَدَنِيُّ]، عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى
بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عَشْرِينَ رَكْعَةً،
بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۳۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان
بیس رکعت نماز پڑھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں
ایک گھر تعمیر کر دیتا ہے۔“

۱۳۷۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ .
وَأَبُو عَمْرٍو حَفْصُ بْنُ عُمَرَ . قَالَا : حَدَّثَنَا زَيْدُ
ابْنُ الْحُبَابِ : حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي خَتْمٍ
الْيَمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «مَنْ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ
الْمَغْرِبِ، لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُذِلَتْ لَهُ
عِبَادَةُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً».

۱۳۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد چھ
رکعت نماز پڑھی اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہی
تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ہوگا۔“

🌟 فائدہ: بعض لوگ اس نماز کو اذانین کے نام سے پکارتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ صلاۃ الاذانین نماز چاشت
(نفل) کا دوسرا نام ہے جیسے کہ ارشاد نبوی ہے: [صَلَاةُ الْاَوَّابَيْنِ جِئْنَا تَرْمِضُ الْفِصَالِ] (صحیح مسلم، صلاۃ

۱۳۷۳- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، يعقوب بن الوليد، قال فيه الإمام أحمد: من الكنايين الكبار، وكان يضع الحديث، وقال الحاكم: يروي عن هشام بن عروة المناكير، قلت: واتفقوا على ضعفه" انتهى، وكذب ابن معين وغيره، وله شاهد ضعيف جدًا عند ابن عدي: ۱۷۹۸/۵ • فيه عمرو بن جرير البجلي، كذبه أبو حاتم.

۱۳۷۴- [ضعيف جدًا] تقدم، ح: ۱۱۶۷.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

المسافرين باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال ، حديث: ۷۸۸ "اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں (ریت کی گرمی سے) جلنے لگیں۔" مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اس لیے دونوں ناقابل حجت ہیں۔ نماز چاشت کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

(المعجم ۱۸۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ
فِي الْبَيْتِ (التحفة ۲۲۵)

۱۳۷۵- حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عراق سے چند افراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے (وطن سے) آئے جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں (حضرت عمر) نے کہا: آپ لوگ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: عراق کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا: آپ لوگ اجازت لے کر آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدی کا گھر میں نماز پڑھنا نور (کا باعث) ہے اس لیے اپنے گھروں کو نور کیا کرو۔“

امام ابن ماجہ نے اپنے استاد محمد بن ابی حنین کی سند سے یہ روایت بیان کی تو عاصم بن عمرو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان عمیر کا واسطہ بیان کیا۔

۱۳۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرِو قَالَ: خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى عُمَرَ. فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ، قَالَ لَهُمْ: مِمَّنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ: فَبِأَيِّ دِينٍ جِئْتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَسَأَلُوهُ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ. فَقَالَ عُمَرُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَمَّا صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ فَتَوَرُّوا أَبْيُوتَكُمْ».

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرِو، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عُمَرَ



۱۳۷۵۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف' * عاصم بن عمرو وثقه ابن حبان، وأبو حاتم، وضعفه البخاري، والعقيلي، و'أرسل عن عمر' كما في التهذيب وغيره، والسند الثاني معلول * أبو إسحاق عن عمير مستور.

ابن الخطاب، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. نَحْوُهُ.

۱۳۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ، فَلْيَجْعَلْ لِنَبِيِّهِ مِنْهَا نَصِيًّا. فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا».

۱۳۷۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی نماز پوری کر لے تو اسے چاہیے کہ اس کا ایک حصہ اپنے گھر کے لیے بھی رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں بھلائی عطا فرمائے گا۔“

🌟 **فوائد و مسائل:** ① مردوں کے لیے فرض نماز مسجد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ ② نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ فرض نمازوں کی ستیس بھی نوافل میں شامل ہیں۔ ③ نفل نماز مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ ④ گھر میں نفل نماز ادا کرنا گھر میں خیر و برکت کا باعث ہے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز ادا کر سکتی ہیں تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اگر وہ جماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو گھر کی عورتیں مل کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں۔

۱۳۷۷- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَتَّخِذُوا أَيُّوتَكُمْ قُبُورًا».

🌟 **فوائد و مسائل:** ① ذکر الہی دل کی زندگی ہے۔ ذکر نہ کرنے والا مردے کی مانند ہے۔ نماز ذکر کا بہترین طریقہ ہے۔ ② قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ ③ گھروں کو قبریں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی، اسی طرح گھروں میں نماز پڑھنے سے پرہیز نہ کرو کہ فرض نمازوں کے علاوہ تمام نفل نمازیں بھی مسجد

۱۳۷۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد... الخ، ج: ۷۷۸ من حديث الأعمش به، وصححه البخاري، والوصيри.

۱۳۷۷- أخرجه البخاري، الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، ج: ۴۳۲، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ج: ۷۷۷ من حديث يحيى القطان به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ہی میں ادا کرنے لگو بلکہ نفل نمازیں گھر میں بھی پڑھا کرو۔

۱۳۷۸- حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سی چیز افضل ہے؟ گھر میں نماز پڑھنا یا مسجد میں نماز پڑھنا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میرا گھر نہیں دیکھ رہے کہ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے؟ مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے سوائے اس کے کہ فرض نماز ہو۔“

۱۳۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلْفٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : أَيُّمَا أَفْضَلُ ؟ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِي أَوْ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ ؟ قَالَ : « أَلَا تَرَى إِلَى بَيْتِي ؟ مَا أَقْرَبُهُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَا أَنْ أَصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ أَنْ أَصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ . إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً » .



🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو نفل نماز گھر میں پڑھنا پسند ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ مسجد میں آنے جانے میں مشقت ہوتی تھی جیسے کہ مسجد دور ہونے کی صورت میں ہو سکتی ہے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ گھر میں نفل نماز ادا کرنا افضل ہے۔ ② عالم آدمی جب سوال کرنے والے کو اپنا عمل بیان کر دے تو یہ بھی مسئلہ بتانے کی ایک صورت ہے اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مسائل کو زیادہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

باب: ۱۸۷- نماز صبح کا بیان

(المعجم ۱۸۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

الصُّبْحِ (التحفة ۲۲۶)

۱۳۷۹- حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کثیر تعداد میں موجود تھے میں نے نماز صبح کے متعلق دریافت کیا تو مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی شخص ایسا نہ ملا جو مجھے بتائے کہ

۱۳۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ : سَأَلْتُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، وَالتَّاسِ مُتَوَافِرُونَ ، أَوْ مُتَوَافُونَ ، عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمْ أَجِدْ

۱۳۷۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۴۲ عن ابن مهدي به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۰۲، وقال

البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات."

۱۳۷۹- [صحیح] تقدم، ح: ۶۱۴ من حديث الزهري عن عبد الله به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز صبحی (چاشت) سے متعلق احکام و مسائل
أَحَدًا يُخْبِرُنِي أَنَّهُ صَلَّاهَا، بَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز پڑھی ہے البتہ حضرت ام ہانی
ؓ، غَيْرَ أُمِّ هَانِيٍّ فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّهُ صَلَّاهَا ﷺ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کی آٹھ
ثَمَانَ رَكَعَاتٍ رکعتیں پڑھی تھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم ؓ سے اس نماز کی مشروعیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ
کا ارشاد مروی ہے جو حدیث ۱۳۷۴ کے فائدہ میں ذکر ہوا۔ ② اکثر صحابہ کرام ؓ کو اس نماز کا علم شاید اس لیے
نہیں ہوسکا کہ نبی ﷺ یہ نماز ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے اور جب پڑھتے تو گھر میں پڑھتے تھے۔

۱۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ
بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ
مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ
عَشْرَةَ رَكْعَةً، بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ
فِي الْجَنَّةِ».

۱۳۸۰۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے
انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتا سنا: ”جو
محض صبحی کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے
جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر کرے گا۔“

۱۳۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ
الرُّشِكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَتْ:
سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي
الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ. أَرْبَعًا. وَيَزِيدُ مَا
شَاءَ اللَّهُ.

۱۳۸۱۔ حضرت معاذہ عدویہ ؓ سے روایت ہے
انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا:
کیا نبی ﷺ صبحی (چاشت) کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں
نے فرمایا: ہاں چار رکعت پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ
بھی پڑھ لیتے تھے جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام ہانی ؓ کے علاوہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی نبی اکرم ﷺ کو

۱۳۸۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ۴۷۳ عن أبي كريب به،
وقال: 'غريب' * وابن إسحاق صرح بالسمع عنده، وموسى بن فلان بن أنس مجهول كما في التقريب وغيره.

۱۳۸۱۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى، وأن أقلها ركعتان ... الخ، ح: ۷۱۹
من حديث شعبة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... نماز استخارہ سے متعلق احکام و مسائل

ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھنے دیکھا ہے۔ اور مسئلہ تو ایک صحابی کی روایت سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ ① ضحیٰ کی نماز آٹھ رکعت سے کم یا زیادہ بھی پڑھی جاسکتی ہے اس کی کم از کم مقدار دو رکعت ہے۔ (صحیح مسلم) صلاة المسافرين باب استحباب صلاة الضحی..... حدیث: ۴۱۶۲۰ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں۔ حدیث: ۱۳۷۹ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۱۳۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رسول الله ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز ضحیٰ کا دو گانہ پابندی سے ادا کرے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کی طرح (بہت زیادہ) ہوں۔“
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى شَفْعَةِ الضُّحَى، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

باب: ۱۸۸۔ نماز استخارہ کا بیان

(المعجم ۱۸۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

الاسْتِخَارَةِ (التحفة ۲۲۷)

۱۳۸۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّدِ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاسْتِخَارَةَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا الشُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ. وَأَسْتَشِيرُكَ بِقُدْرَتِكَ. وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ.»

۱۳۸۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ (کی دعا) اسی طرح (اہتمام سے) سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں (نفل) پڑھے پھر کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ..... اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ کُنْتُ تَعَلَّمُ هَذَا الْأَمْرَ“ ”یہاں اس چیز کا نام لے“ [خیراً لی فی عاجلِ اُمْرِی] (یا ایں فرمایا: [خیراً لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ اُمْرِی و اَجَلہ]

۱۳۸۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ۴۷۶ من حديث النهاس به، وقال: "ولا نعرفه إلا من حديثه" * والنهاس هذا ضعيف كما في التفریب وغيره.

۱۳۸۳۔ أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ۱۱۶۲ وغيره من حديث عبد الرحمن به.

فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ. وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ. وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ لِهَذَا الْأَمْرِ فَيَسِّمِيهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَأَقْدِرْهُ لِي يَوْسُرَهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ. وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ، يَقُولُ مِثْلَ مَا قَالَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى وَإِنْ كَانَ شَرًّا لِي، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ. ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ.

فَاقْدِرْهُ لِي وَ يَسِّرْهُ لِي وَ بَارِكْ لِي فِيهِ وَ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ (جس طرح پہلے کہا تھا اسی طرح یہاں کہے) [وَ إِنْ كَانَ شَرًّا لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي (یا کہے) شَرًّا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَ اصْرِفْنِي عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ] اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (حصولِ خیر کی) طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو (ہر چیز پر) قدرت رکھتا ہے اور میں (کسی چیز پر) قدرت نہیں رکھتا تو (غیب) جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو (تمام) پوشیدہ امور سے باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میری دنیا، میری معاش اور انجامِ کار میں بہتر ہے..... (یا فرمایا) میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں بہتر ہے..... تو اسے میرے لیے مقدر کر دے اسے میرے لیے آسان فرما دے اور میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے (یعنی) پہلے جملے والے الفاظ (دوبارہ) کہے (کہ میری دنیا میں، میری معاش میں اور میرے انجامِ کار میں..... یا میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں) تو اس کام کو مجھ سے دور ہٹا دے اور مجھے اس سے (بہتر کام کی طرف) پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر کر دے جہاں کہیں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی (اور مطمئن) کر دے۔“

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز حاجت سے متعلق احکام و مسائل

🌞 نوآمد و مسائل: ① "استحارے" کا مطلب اللہ سے خیر اور بہتری کی درخواست ہے۔ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لینا بہتر ہے کہ اگر اس کا انجام میرے لیے بہتر ہے تو یہ خیریت سے مکمل ہو ورنہ جو کچھ میرے لیے بہتر ہو وہ حاصل ہو جائے۔ ② استحارے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جائے۔ اس کے علاوہ جو مختلف قسم کے استحارے مشہور ہیں وہ سب غیر مسنون ہیں۔ ③ استحارے کے بعد خواب آنا شرط نہیں بلکہ کام کا انتظام کرنا چاہیے اگر بہتر ہوگا تو خیریت سے مکمل ہو جائے گا ورنہ کوئی رکاوٹ آ جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا اس انداز سے مکمل ہوتا میرے حق میں بہتر نہیں۔ اسی طرح اگر استحارے کے بعد اس کام پر دل مطمئن ہو جائے تو وہ کام کر لیا جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے۔ ④ دعا میں "هَذَا الْأَمْرُ" کی جگہ مطلوبہ کام کا نام لینا چاہیے مثلاً: هَذَا الشَّحَاحُ (یہ شحاح) هَذَا السَّفَرُ (یہ سفر) هَذِهِ التَّحَاوُزَةُ (یہ تحارت) وغیرہ یا هَذَا الْأَمْرُ کہتے وقت دل میں اس کام کا تصور کر لیا جائے۔ ⑤ "مجھے اس سے پھیر دے" کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ کام نہ کروں اور دل میں بھی یہ خیال نہ رہے کہ کاش یوں کر لیتا تو بہتر ہوتا۔

(المعجم ۱۸۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ باب: ۱۸۹ - نماز حاجت کا بیان

www.KitaboSunnat.com الْحَاجَّةُ (التحفة ۲۲۸)



۱۳۸۴ - حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: ۱۳۸۴ - حضرت عبداللہ بن ابی وائلؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "جس کو اللہ سے یا مخلوق میں سے کسی سے کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہیے کہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے پھر کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ..... فَضَيَّبَهَا إِلَيَّ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلم والا اور کرم والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیزیں (اعمال) و خصال مانگتا ہوں جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور تیری بخشش کا باعث بننے والے (اعمال) اور ہر نیکی میں حصہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَادَانِيُّ، عَنْ قَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ، أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ

۱۳۸۴ - [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، ح: ۴۷۹ من حديث قاله، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ"، وانظر، ح: ۴۱۶ لعلته.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مِنْ كُلِّ إِثْمٍ. أَسْأَلُكَ أَلَّا تَدْعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ. وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا لِي. ثُمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا شَاءَ. فَإِنَّهُ يَقْدَرُ.

نماز حاجت سے متعلق احکام و مسائل اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر کوئی غم ختم کیے بغیر اور کوئی حاجت جو تیری رضا کے مطابق ہو پوری کیے بغیر نہ چھوڑ۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو حاجت چاہے مانگ لے۔ اس کی قسمت میں وہ چیز ہو جائے گی۔“

۱۳۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ بْنُ سَيَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُرَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِبَ الْبَصَرَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي. فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَخْرُتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ. وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ» فَقَالَ: ادْعُهُ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ. وَيُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ. وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ. يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِيُقْضَى. اللَّهُمَّ فَشَفِّعْنِي».

۱۳۸۵ - حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے شفا دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے آخرت کی بھلائی چاہوں اور وہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں۔“ اس نے کہا: دعا ہی کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا مانگے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ..... فَشَفِّعْنِي فِيَّ» اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے محمد! میں آپ کے ذریعے سے اپنی اس حاجت کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔“

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. ابواسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۳۸۵ - [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ۱۱۸، ح: ۳۵۷۸ من حديث عثمان بن عمر به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وزاد الحاكم: ۱/۳۱۳، ۵۱۹ في الأخير: "وشفعني فيه"، وصححه هو، والذهبي وغيرهما مرة على شرطهما، ومرة قالوا: "صحيح" ولا أشير إلى هذا الاختلاف للاختصار إلا نادراً لأن لهما أوهاماً في بعض الأحيان، وهذا الشرح المختصر لا يتحمل الردود، فلينبه.



فوائد و مسائل: ① شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی بندے کے ہاتھ میں نہیں اس لیے شفا کی درخواست اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔ ② کسی نیک بزرگ شخص سے اپنے حق میں دعا کرنا جائز ہے۔ ③ بیماری اور مصیبت پر صبر کرنا درجات کی بلندی کا باعث ہے لیکن اس سے نجات کی دعا کرنا بھی توکل اور رضا کے منافی نہیں۔ ④ ضرورت پوری ہونے کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا اور پھر مناسب دعا کرنا اس سے دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ⑤ صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے شفا کی درخواست نہیں کی بلکہ شفا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی اور خود بھی دعا کی۔ گویا نبی ﷺ کی دعا اس شخص کی دعا کی قبولیت کے لیے تھی اس لیے اسے ”شفاعت“ کہا گیا۔ ⑥ بعض لوگوں نے اس حدیث سے روایتی وسیلہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور پھر یہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تھا وفات کے بعد قبر شریف میں آپ کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد مخاطب کرنا قرآن مجید کے اس فرمان کے بھی خلاف ہے: ﴿وَلَا تَحْزَنُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَحْزَنِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (الحجرات: ۲) ”رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکار لیتے ہو۔“ بلکہ اس کا ادب بتاتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ (الحجرات: ۵:۳) ”جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو آوازیں دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ صبر کر رہتی تھی کہ آپ خود ان کے پاس باہر تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔“ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ حجرہ مبارک میں دفن ہونے کے بعد نبی ﷺ کو نہ پکارا جائے حتیٰ کہ قیامت کو وہ خود ہی باہر تشریف لے آئیں۔



(المعجم ۱۹۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

باب: ۱۹۰۔ نماز تسبیح کا بیان

التَّسْبِيحِ (الحفۃ ۲۲۹)

۱۳۸۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
أَبُو عِيْسَى الْمَسْرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ
الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي
سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ
عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَا عَمَّ أَلَا

۱۳۸۶ - حضرت البورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”چچا جان! کیا میں آپ کو ایک تحفہ نہ دوں؟ آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟ آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ضرور ایسا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ چار رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں

۱۳۸۶ - [حسن] أخرجه الترمذی، الوتر، باب ماجاء في صلاة التسبیح، ح: ۸۲۷ من حدیث زید العکلی به، وقال: ”غریب“، وانظر، ح: ۲۵۱ لعلته، وللحدیث شواهد، منها الحدیث الآتی.

أَحْبُوكَ، أَلَا أَنْفَعُكَ، أَلَا أَصْلَحُكَ قَالَ: بَلَى. يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا انْقَضَتْ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرُكَعَ. ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ. فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ. وَهِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ، غَفَرَهَا اللَّهُ لَكَ» قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُولُهَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: «فَلْهَا فِي جُمُعَةٍ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ» حَتَّى قَالَ: «فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ».

سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب قراءت مکمل ہو جائے تو رکوع کرنے سے پہلے پندرہ بار یوں کہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ”اللہ پاک ہے اور تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے“ پھر رکوع کریں تو (رکوع کی حالت میں رکوع کی تسبیحات پڑھنے کے بعد) یہ تسبیح دس بار پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو (قوسے کے اذکار کے بعد) دس بار یہ کہیں پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں پھر سر اٹھائیں تو (جلسے کی دعا پڑھ کر) دس بار یہ پڑھیں پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں پھر (سجدے سے) سر اٹھائیں تو کھڑے ہونے سے پہلے (جلسۂ استراحت میں) دس بار یہی پڑھیں۔ یہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہیں۔ اگر آپ کے گناہ صحرائے عالج کی ریت (کے ذروں) کے برابر بھی ہوں گے تو (اس نماز کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ وہ سب بخش دے گا۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو روزانہ یہ نماز نہ پڑھ سکے تو (کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: ”بفختے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر آپ سے یہ بھی نہ ہو سکے تو مینے میں ایک بار پڑھ لیں۔“ حتیٰ کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ورنہ سال میں ایک بار تو پڑھ لیں۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی وسیع اور بے کراں رحمت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے بعض آسان اور بظاہر معمولی اعمال کا ثواب بہت زیادہ رکھ دیا ہے لہذا اس قسم کے اعمال پر توجہ دے کر ہمیں اللہ کی رحمت زیادہ سے زیادہ

حاصل کرنی چاہیے۔ ⑤ اگر کوئی نیکی کثرت سے نہ ہو سکے تو کبھی کبھار جب ہو سکے اسے انجام دینا چاہیے۔ یہ سوچ کر چھوڑ نہیں دینی چاہیے کہ ہم سے اس پر پابندی کے ساتھ عمل نہیں ہو سکتا۔ ⑥ اللہ کی تسبیح و تہلیل اور حمد و تعریف کے کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں لہذا عام اذکار میں بھی ان کو اہمیت دینی چاہیے مثلاً: [سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ] کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کلمات زبان پر ہلکے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری کی آخری حدیث) نماز تہجد میں بھی تسبیح، حمد، توحید اور تکبیر کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے اس لیے یہ نماز اس قدر عظیم ثواب کی حامل ہے۔ ⑦ نیکی کی تلقین کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس سے سامعین کے دل میں اس نیکی کا شوق پیدا ہو جائے۔



۱۳۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشْرِ ابْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْتَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشَرَ خِصَالٍ. إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، وَخَطَاةَ وَعَمَلَهُ، وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ. عَشْرُ خِصَالٍ، أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا فَرَعْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ. سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ. خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً. ثُمَّ تَرْكَعُ

۱۳۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: ”اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ آپ کو بدیہ نہ دوں؟ آپ کو تحفہ نہ دوں؟ آپ کے لیے دس خوبیاں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) نہ بیان کروں؟ جب آپ وہ کام کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے۔ دس خوبیاں یہ ہیں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) آپ چار رکعات ادا کریں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوں تو کھڑے کھڑے کہیں: [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ] ”اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فَقُولُ، وَأَنْتَ رَاجِعْ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. فَذَلِكَ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. تَفْعَلُ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً.

شُبِّ بَرَاءَتِ سَمْعٍ مَحَلِّ احكام وسائل

ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں پھر رکوع کریں اور رکوع میں دس بار یہی تسبیح کہیں پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار یہی کہیں پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھا کر یہی تسبیح دس بار کہیں پھر سجدہ کریں اور دس بار یہ تسبیح پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو دس بار یہی پڑھیں اس طرح ہر رکعت میں پچھتر بار تسبیح ہوگی۔ چاروں رکعات میں اسی طرح پڑھیں۔ اگر آپ میں طاقت ہو تو ہر روز ایک بار ضرور یہ نماز پڑھیں۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو ہفتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لیں۔“



باب ۱۹۱۔ نصف شعبان کی رات
(شُبِّ بَرَاءَتِ) کا بیان

(المعجم ۱۹۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ
النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (التحفة ۲۳۰)

۱۳۸۸۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور صبح صادق طلوع ہونے تک کھتا رہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اسے معاف کروں؟

۱۳۸۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ إِبرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ،

۱۳۸۸۔ [إسناده موضوع] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (۳۳/ ۱۰۷) ترجمة ابن أبي سيرة) من حديث الحسن بن علي به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف ابن أبي سيرة واسمه أبو بكر بن عبد الله بن محمد أبي سيرة، قال في أحمد بن حنبل وابن معين يضع الحديث"، وضعفه ابن رجب في لطائف المعارف * إبراهيم بن محمد لا يعرف، ولعله ابن أبي يحيى (متروك)، راجع التهذيب وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

شب براءت سے متعلق احکام و مسائل

کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ اسے رزق دوں؟
کیا کوئی (کسی بیماری یا مصیبت میں) مبتلا ہے کہ میں
اسے عافیت عطا فرما دوں؟“

فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا . فَإِنَّ اللَّهَ
يَنْزِلُ فِيهَا لِعُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ
الدُّنْيَا . يَقُولُ : أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ
لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا
كَذَّابًا أَلَا كَذَّابًا ، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ .

🌞 فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع (من گھڑت) ہے اس لیے پندرہ شعبان کے روزے کی کوئی
اصل نہیں۔ اسی طرح اس رات میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول کا مسئلہ ہے جیسا کہ اس روایت میں
اور اگلی روایت میں ہے وہ بھی صحیح نہیں البتہ صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان پر
نزول فرماتا ہے۔ اس نزول کی کیفیت کیا ہے؟ اسے ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں تاہم اس صفت نزول پر
ایمان رکھنا ضروری ہے۔

۱۳۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (گھر
میں) نہ پایا۔ میں آپ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ
بقيع میں ہیں اور آپ نے آسمان کی طرف سرائیا ہوا
ہے۔ (جب مجھے دیکھا تو) فرمایا: ”عائشہ! کیا تجھے یہ ڈر
تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟“ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا: مجھے یہ خوف تو
نہیں تھا لیکن میں نے سوچا (شاید) آپ اپنی کسی (اور)
زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تو آپ
ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دنیا پر
نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی کبریوں کے بالوں سے
زیادہ (لوگوں) کو معاف فرمادیتا ہے۔“

۱۳۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْحُرَاوِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو بَكْرٍ .
قَالَا : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنَّ أَبَا
حَجَّاجٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ
عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ
ذَاتَ لَيْلَةٍ . فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ . فَإِذَا هُوَ
بِالْبَقِيعِ ، رَافِعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ . فَقَالَ :
« يَا عَائِشَةُ أَكُنْتُ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكَ
وَرَسُولُهُ ؟ » قَالَتْ ، قَدْ قُلْتُ : وَمَا بِي ذَلِكَ .
وَلِكَيْ يَظَنَّتْ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ .
فَقَالَ : « إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لَأَكْثَرِ مِنْ

۱۳۸۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ح: ۷۳۹ من حديث
يزيد به، وقال: "سمعت محمدًا (البخاري) يضعف هذا الحديث، وقال: يحيى لم يسمع من عروة، والحجاج بن
أرطاة لم يسمع من يحيى بن أبي كثير"، وانظر أيضًا، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها - شب براءت سے متعلق احکام ومسائل
عَدِدْ شَعْرَ غَنَمٍ كُلِّبٍ.

۱۳۹۰ - حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ رَاشِدِ الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْزٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَيَطْلُعُ فِي لَيْلَةِ التَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. فَيَغْفِرُ لَجَمِيعِ خَلْقِهِ. إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُنَافِقٍ».

۱۳۹۰ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات (اپنے بندوں پر) نظر فرماتا ہے، پھر مشرک اور (مسلمان بھائی سے) دشمنی رکھنے والے کے سوا ساری مخلوق کی مغفرت فرمادیتا ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد محمد بن اسحاق کی سند سے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے ضحاک بن عبد الرحمن اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے درمیان ضحاک کے باپ کا واسطہ بیان کیا۔

🌟 فوائد ومسائل: ① شب براءت (شعبان کی پندرہویں رات) کے فضائل میں جتنی روایات آتی ہیں وہ سب کی سب اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں حتیٰ کہ یہ (۱۳۹۰) روایت بھی اس لیے ان علماء کے نزدیک اس رات کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اکثر روایات ضعیف ہیں لیکن صرف یہ روایت (۱۳۹۰) ان کے نزدیک حسن ہے اس لیے ان کے موقف کی رو سے اس حدیث میں شب براءت کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اس رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنا مناسب ہے آتش بازی اور مخصوص کھانے تیار کرنا یا اس قسم کی دوسری رکھیں سب خود ساختہ ہیں ان سے پرہیز ضروری ہے۔ افضل اوقات کے فضائل و برکات سے صرف توجید والے کو حصہ ملتا ہے، شرک اکبر کا مرتکب ان سے محروم رہتا ہے۔ ③ مسلمان بھائی سے ناحق دشمنی رکھنا اللہ کی رحمت سے

۱۳۹۰ - [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۵۱۰ من حديث أبي الأسود به على تصحيح فيه، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة وتدليس الوليد بن مريم" * والضحاك بن أيمن مجهول (تقريب)، وفيه عدة أخرى، والزيبر بن سليم، وعبد الرحمن بن عرزب مجهولان (تقريب)، وللحديث طرق عن معاذ، وأبي ثعلبة، وعبد الله بن عمرو، وأبي هريرة، وأبي بكر، وعوف بن مالك، وعائشة، ولا يصح منها شيء.



www.KitaboSunnat.com

محروی کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۹۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ

وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ (الصفحة ۲۳۱)

باب ۱۹۲۔ شکر کے طور پر نماز پڑھنے یا

سجدہ کرنے کا بیان

۱۳۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ :
حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ : حَدَّثَنِي شُعْبَاءُ ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
صَلَّى ، يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رُكْعَتَيْنِ .

۱۳۹۱۔ حضرت عبداللہ بن ابوالوفیؓ سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کو ابو جہل کا سر کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۳۹۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ
صَالِحٍ الْبُصْرِيُّ : أَنبَأَنَا أَبِي : أَنبَأَنَا ابْنُ
لَهْيَعَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ
عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ السَّهْمِيِّ ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ ،
فَفَخَّرَ سَاجِدًا .

۱۳۹۲۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو ایک کام ہو جانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔

🌞 فائدہ: کسی بھی خوشی کے موقع پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ایک سجدہ کرنا مسنون ہے۔ یہ سجدہ کافی طویل بھی ہو

سکتا ہے۔

۱۳۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ
الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ
مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : لَمَّا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ
خَرَّ سَاجِدًا .

۱۳۹۳۔ حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو وہ سجدے میں گر پڑے۔

۱۳۹۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيبه : (۲۰۶/۳۵) ترجمة شعباء) من حديث سلمة به • شعباء

لا تعرف (تقريب) .

۱۳۹۲۔ [حسن] انظر ، ح : ۳۳۰ لعلته .

۱۳۹۳۔ أخرجه البخاري ، المغازي ، باب حديث كعب بن مالك وقول الله تعالى : "وعلى الثلاثة الذين خلفوا"

ح : ۴۶۱۸ من حديث الزهري به مطولاً .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

ﷺ فائدہ: حضرت کعب بن مالکؓ حضرت مرارہ بن ربيع اور حضرت ہلال بن امیہؓ غزوہ تبوک سے محض سستی کی بنا پر کسی معقول عذر کے بغیر پیچھے رہ گئے تھے جس پر اللہ کے حکم سے تمام مسلمانوں نے ان تینوں حضرات سے پچاس دن تک بایکٹ کر دیا۔ اتنی طویل مدت تک یہ حضرات پریشان رہے اور توبہ کرتے رہے آخر پچاس دن بعد توبہ قبول ہوئی تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس دن کو ان کی زندگی کا افضل ترین دن قرار دیا۔ (صحیح البخاری، المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، حدیث: ۴۳۱۸) قرآن مجید میں سورہ توبہ آیت: ۱۱۸ میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۳۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُزَاعِيٍّ، وَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَاهُ أَمْرٌ يَسْرُهُ أَوْ يُسْرُ بِهِ، خَرَّ سَاجِدًا، شُكْرًا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

۱۳۹۳۔ حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب کوئی خوشی والا معاملہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔

(المعجم ۱۹۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ (التحفة ۲۳۲)

باب: ۱۹۳۔ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۱۳۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَ شُعْبَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا

۱۳۹۵۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے جو فائدہ دینا ہوتا دے دیتا اور جب مجھے کوئی اور آدمی نبی ﷺ کی حدیث سنا تا تو میں اس سے قسم لیتا۔ اگر وہ قسم کھاتا تو میں اس پر اعتبار کر لیتا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے مجھے حدیث سنائی اور

۱۳۹۴۔ [سنادہ حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سجود الشكر، ح: ۲۷۷۴ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، ح: ۱۵۷۸، وقال البوصيري: "موقوف" لكنه صحيح الإسناد ورجاله ثقات.

۱۳۹۵۔ [سنادہ حسن] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في الاستغفار، ح: ۱۵۲۱ من حديث عثمان بن المغيرة به، وحسنه الترمذي، ح: ۴۰۶، وابن عدي وغيرهما، وصححه ابن حبان.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا، يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ. وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ، اسْتَحْلَفْتُهُ. فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ. وَإِنْ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ، فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ. ثُمَّ يَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، وَقَالَ مُسْعَرٌ: ثُمَّ يَصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهُ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث نبوی قول کرنے میں احتیاط اور صحیح غلط میں امتیاز کا عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شروع ہوا ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لیے قسم نہیں لیتے تھے کہ انھیں صحابہ کی روایت پر یقین نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے لوگ حدیث کی اہمیت کو محسوس کریں اور وہی حدیث بیان کریں جو انھیں خوب اچھی طرح یاد ہو اس کے علاوہ یہ فائدہ بھی پیش نظر تھا کہ اگر وہ حدیث کسی کو سنائیں تو پورے اعتماد سے سنیں کہ حدیث صحیح ہے۔ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت پر اتنا یقین تھا کہ ان کی سنائی ہوئی حدیث بے چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے۔ ④ وضو اور نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔ ⑤ نماز کے باوجود دل میں نادم ہوتے ہوئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرنا ضروری ہے البتہ بعض چھوٹے گناہ صرف وضو سے یا صرف نماز سے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔



١٣٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَطَّهَهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ، فَقَاتَلَهُمُ الْغَزَوُ. فَرَابَطُوا. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو أَيُّوبَ وَعَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ. فَقَالَ

١٣٩٦ - حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے ذات سلاسل کی جنگ کی لیکن یہ لوگ (عاصم اور ان کے کچھ ساتھی) جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ (بعد میں پہنچے چٹانچہ) وہ لوگ (کچھ عرصہ) حماد پر مورچہ زن رہے (لیکن دوبارہ جنگ کی نوبت نہ آئی تو) پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس

١٣٩٦ - [حسن] أخرجه النسائي: ٩١، ٩٠/١، الطهارة، باب ثواب من توضأ كما أمر، ح: ١٤٤ من حديث الليث، به، ولم يذك فيه، وكذا رواه الجماعة عن الليث به بدون شك، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٦، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وله طريق آخر عند البخاري في التاريخ الكبير: ٤٢/٧، وأصل الحديث شواهد * سفیان هو ابن عبد الرحمن بن عاصم الثقفي.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوبَ فَاتَّانَا الْغَزْوُ الْعَامَ. وَقَدْ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَدُلُّكَ عَلَى أُيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ، وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ» أَكْذَلِكْ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

واپس آ گئے۔ اس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت ابوایوب اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوایوب! ہم تو اس سال جہاد سے محروم رہ گئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جو شخص چار مسجدوں میں نماز پڑھے، اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! میں تجھے اس سے آسان عمل بتاتا ہوں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص وضو کرے جس طرح حکم دیا گیا ہے اور نماز اس طرح پڑھے جس طرح حکم دیا گیا ہے تو اس کے گزشتہ عمل معاف ہو جائیں گے۔“ عقبہ! کیا یہ حدیث اسی طرح ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! (اسی طرح ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① ایک غزوہ ذات سلاسل ۸ھ میں فتح مکہ سے پہلے ہوا تھا۔ یہ اور جنگ ہے جو ذات سلاسل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ ② ”سلاسل“ کا مطلب ریت کے ٹیلوں کا سلسلہ ہے۔ یہ دونوں جنگیں صحرائی علاقے میں واقع ہونے کی وجہ سے ذات سلاسل کے نام سے معروف ہوئیں۔ ③ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا جنگ میں شریک نہ ہونا گناہ نہیں تھا کیونکہ ہر جہاد میں کچھ مجاہد شریک ہوتے ہیں، کچھ بنگامی حالات کے لیے یا کسی اور جنگ میں شریک ہونے کے لیے یا دوسرے فرائض انجام دینے کے لیے پیچھے رہتے ہیں۔ اس جنگ میں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا پیچھے رہ جانا شاید ان کی کسی کوتاہی کی وجہ سے پیش آیا ہوگا کہ وہ ارادہ رکھنے کے باوجود شریک نہ ہو سکے ہوں گے اس لیے انھوں نے اپنا ایک گناہ شمار کیا۔ ④ چار مساجد سے مراد مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء ہیں جن کی زیارت کے لیے جانے کی ترغیب احادیث میں مروی ہے۔ ⑤ حکم کے مطابق وضو اور نماز سے مراد اچھی طرح آداب و سنن کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضو کرنا اور نماز پڑھنا اور نماز میں توجہ اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا ہے یعنی بہترین انداز سے وضو کر کے بہترین انداز سے نماز ادا کی جائے۔ ⑥ سنت کے مطابق وضو اور نماز اتنا بڑا عمل ہے کہ اس سے بعض بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۳۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زَيْنَادٍ: ۱۳۹۷ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”بھلا بتاؤ! اگر کسی کے گھر کے سامنے (صاف پانی کا) ایک دریا بہتا ہو وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو اس (کے جسم) پر کتنی میل باقی رہ جائے گی؟“ حاضرین نے کہا: بالکل نہیں رہے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح پانی سے میل کچل ختم ہو جاتی ہے۔“

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ: قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفَنَاءٍ أَحَدَكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، مَا كَانَ يَنْفِي مِنْ ذَرَنِيهِ؟» قَالَ: لَا شَيْءَ. قَالَ: «فَإِنَّ الصَّلَاةَ تُذْهِبُ الذُّنُوبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مسنون وضو اور نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② شرعی مسئلہ مثالیں دے کر بیان کرنے سے زیادہ سمجھ میں آتا ہے اور زیادہ یاد رہتا ہے۔ دوسرے علمی مسائل کی بھی یہی کیفیت ہے۔

۱۳۹۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا سے کم تر ناجائز حرکت کی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس نے کس حد تک غلطی کی تاہم زنا نہیں کیا پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات عرض کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيْ النُّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرٌ لِلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ﴾ ”دن کے کناروں میں بھی نماز قائم کیجیے اور رات کی گھڑیوں میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں

۱۳۹۸- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عُلَيْيَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ، يَغْنِي مَا دُونَ الْفَاحِشَةِ. فَلَا أَذْرِي مَا بَلَغَ. غَيْرَ أَنَّهُ دُونَ الزَّانَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيْ النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرٌ لِلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ﴾. [هود: ۱۱۴] فَقَالَ: يَا رَسُولَ

اللہ اَلِیْ هٰذِهِ؟ قَالَ: «لِمَنْ اَخَذَهَا».

کے لیے۔“ صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ (رعایت) صرف میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی اس پر عمل کرے اس کے لیے ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کا کسی عورت کو اور عورت کا کسی مرد کو گناہ آلود نظر سے دیکھنا، چھونا اور بوس و کنار وغیرہ کرنا یہ سب گناہ کے کام ہیں اور حدیث میں انھیں بھی ”زنا“ قرار دیا گیا ہے تاہم یہ بدفعلی سے کم تر درجے کے گناہ ہیں اس لیے جب کوئی شخص ایسی حرکت کا ارتکاب کر کے دل میں نادم ہو، توبہ کرے اور وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا البتہ ناجائز جنسی عمل کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ضروری ہے، حد لگ جانے سے وہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ② مومن کے دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ اگر نفس امارہ اور شیطان کے غلبے سے غلطی ہو جائے تو فوراً اس کے ازالہ اور معافی کی فکر ہونی چاہیے۔ ③ دن کے کناروں کی نمازیں فجر اور عصر کی ہیں جن کے درمیان ظہر کی نماز آ جاتی ہے اور رات کی نمازیں مغرب اور عشاء ہیں، یعنی نماز بچگانہ کی ادائیگی گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۹۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ

باب: ۱۹۴۔ پانچ نمازوں کی فرضیت

الصَّلَاةِ الْخَمْسِ وَالْمَحَافَظَةِ عَلَيْهَا

اور محافظت کا بیان

(التحفة ۲۳۳)

۱۳۹۹- حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً. فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ. حَتَّى آتَى عَلَى مُوسَى. فَقَالَ مُوسَى: مَاذَا اقْتَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ. فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ. فَرَجَعْتُ رَبِّي.

۱۳۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس آیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: اس نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں دوبارہ اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے نصف نمازیں معاف فرمادیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انھیں بتایا۔ انھوں نے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بجگا نماز کی فریضت اور محافظت کا بیان

فَوَضَعَ عَنِّي شَطْرَهَا . فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبِرْتُهُ . فَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أَمْتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ . فَرَجَعْتُ رَبِّي . فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ . لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ . فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى . فَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ . فَقُلْتُ : قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي .

فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے فرمایا: یہ (ادا کرنے میں) پانچ ہیں اور یہی (ثواب میں) پچاس ہیں۔ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے میں نے کہا: مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہوتی ہے۔“



فوائد و مسائل: ① یہ حدیث واقعہ معراج کا ایک حصہ بیان کرتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح

البخاری' الصلاة' باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء' حدیث: ۳۳۹) ② حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرمایا کہ آپ کی امت زیادہ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں بنی اسرائیل سے اس قسم کا تجربہ ہوا تھا کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کے مطابق نمازیں ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ (صحیح مسلم' الإيمان' باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السموات و فرض الصلوات' حدیث: ۱۱۲) ③ پچاس نمازوں کا حکم تبدیل کر کے پانچ کر دینا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے اور مسلمانوں پر اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اس احسان کا شکر صرف اسی طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ پانچوں نمازیں پابندی سے اور پورے آداب کا لحاظ رکھ کر بروقت ادا کی جائیں۔ ④ پانچ نمازوں کو پچاس قرار دے کر فرمایا کہ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اسی کا قانون ہے کہ صحیح انداز سے خلوص کے ساتھ ادا کی ہوئی نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا لکھا جاتا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا﴾ (الأنعام: ۱۶۰) ”جو نیکی لے کر حاضر ہوا اس کا دس گنا (بدلہ) ملے گا۔“ ⑤ آخری بار رسول اللہ ﷺ نے مزید تخفیف کی درخواست کرنے سے اجتناب فرمایا کیونکہ پانچ پر پچاس کے ثواب کی خوشخبری میں یہ ارشاد تھا کہ اب مزید تخفیف نہیں کی جائے گی۔



۱۴۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ النَّبَاهِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُصْمٍ أَبِي عُلْوَانَ ، عَنِ ابْنِ

۱۴۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا تمھارے نبی ﷺ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا تھا تو انھوں نے تمھارے رب سے تخفیف

۱۴۰۰۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۱۵/۱، والمزي في تهذيب الكمال: ۳۰۸، ۳۰۷/۱۵) ترجمہ عبداللہ بن عصم) من حدیث أبي الوليد هشام بن عبد الملك به ۴ شريك تقدم، ح: ۱۴۹، وعنن، وشيخه مختلف فيه، ولحديثهما شواهد معنوية، انظر الحديث السابق.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ بِخَمْسِينَ صَلَاةً. فَتَنَزَّلَ رَبُّكُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

۱۴۰۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں تو جو شخص انھیں اس طرح لے کر حاضر ہوا کہ ان کے حق کو غیر اہم سمجھ کر ان میں کمی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے وعدہ فرمائے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور جو انھیں اس طرح لے کر آیا کہ ان کے حق کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ان میں کمی کی (پوری نمازیں ادا نہ کیں) تو اسے اللہ کے ہاں کوئی عہد حاصل نہیں ہوگا (اللہ کی مرضی ہے) چاہے اسے عذاب دے چاہے بخش دے۔“

۱۴۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ مُحَيْزِرٍ، عَنِ الْمُخَدَّجِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ. فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ. فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَهْدًا أَنْ يَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدْ انْتَقِصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ. إِنْ شَاءَ عَذَبُهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَهُ لَهُ.»

🌞 فوائد و مسائل: ① صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ باقی سب نفل ہیں لیکن بعض نمازوں کی تاکید زیادہ ہے بعض کی کم تاہم ان کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرنا جائز نہیں کیونکہ فرضوں کی کمی نوافل سے پوری ہوگی۔ ② کی کرنے سے مراد بعض نمازیں ترک کر دینا یا نماز کی ادائیگی کے دوران میں خشوع و خضوع وغیرہ کا خیال نہ رکھنا ہے۔ ③ دین کے فرائض کو کا حق اہمیت نہ دینا اللہ کی رضا سے محرومی کا باعث ہے۔ ④ نماز صحیح طریقے اور پابندی سے ادا کرنے والا یقیناً جنت میں جائے گا اگرچہ بعض گناہوں کی وجہ سے کچھ وقت کے لیے جہنم میں بھی بھیج دیا جائے گا۔ ⑤ نماز کو اہمیت نہ دینا مغفرت سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے اس لیے ترک نماز کو کفر قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح کافر جنت میں نہیں جاسکتا اسی طرح بے نماز بھی عذاب کا مستحق ہوگا۔

۱۴۰۱۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الوتر، باب فيمن لم يوتر، ح: ۱۴۲۰ من حديث محمد بن يحيى بن حبان به، وصححه ابن حبان، وابن عبد البر، والنووي، والمنذري، وله شواهد.

۱۴۰۲- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ
الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ
سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:
يَتَنَمَّا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ
رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاحَهُ فِي الْمَسْجِدِ. ثُمَّ
عَقَلَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ.
قَالَ فَقَالُوا: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ
الْمُتَكِيُّ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ
أَجَبْتُكَ» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي
سَأَلْتُكَ وَمَشَدَّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ. فَلَا
تَجِدُنِي عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: «سَلْ مَا
بَدَا لَكَ» قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: نَشُدُّكَ بِرَبِّكَ
وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ. اللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ
كُلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ»
قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ
الْصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ» قَالَ:
فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا
الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«اللَّهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، اللَّهُ



۱۴۰۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انھوں نے فرمایا: ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں
ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے
مسجد میں اونٹ بٹھایا، اس کا گھٹنا باندھا، پھر کہا: آپ
لوگوں میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی
مجلس میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ انھوں نے کہا:
یہ سفید فام جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ اس آدمی نے
کہا: عبدالمطلب کے بیٹے! نبی ﷺ نے فرمایا: ”(بات
کرو) جواب دے رہا ہوں۔“ اس آدمی نے کہا: اے
محمد! میں آپ سے کچھ دریافت کروں گا اور سوال میں سختی
ہوگی! آپ دل میں (ناراضی) محسوس نہ کیجیے گا۔ آپ
نے فرمایا: ”جو چاہو پوچھ لو۔“ آدمی نے کہا: آپ کو آپ
کے رب کی اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے
کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف
بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ ہے ہاں
(یہی بات ہے۔)“ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم
دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں
پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”اللہ گواہ ہے ہاں (ایسا ہی ہے۔)“ اس نے کہا:
میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ
نے سال میں اس مہینے (رمضان) کے روزے رکھنے کا
حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ ہے
ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَانِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فَقَرَانِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ. وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَّائِي مِنْ قَوْمِي. وَأَنَا ضِمَامٌ بَيْنَ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدٍ ابْنِ بَكْرِ. میں ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے دولت مندوں سے یہ صدقہ (زکاۃ) لے کر ہمارے غریبوں میں تقسیم فرمائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ ہے ہاں۔“ اس شخص نے کہا: میں آپ کی لائی ہوئی (شریعت) پر ایمان لے آیا ہوں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کے افراد کی طرف سے پیغام رساں بن کر آیا ہوں۔ میں بنو سعد بن بکر (قبیلہ) کا ایک فرد ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں مسجد سادہ اور کبھی تھیں اس لیے اونٹ وغیرہ کے آنے سے منع نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے اونٹوں کے بٹھانے کے لیے جگہ مخصوص ہو۔ اس بنا پر آج کل مسجد کے ساتھ سائیکلوں، سکوتروں اور گاڑیوں وغیرہ کے لیے جگہ خاص کی جاسکتی ہے۔ ② مجلس میں معزز شخصیت کے لیے نمایاں نشست مخصوص کی جاسکتی ہے تاکہ آنے والے اجنبیوں کو پہچاننے میں مشکل نہ ہو۔ ③ اگر مسائل سوال کرتے ہوئے ادب و احترام کا مناسب خیال نہ رکھ سکے تو عالم کو چاہیے کہ ناراضی محسوس نہ کرے۔ ④ ایک راوی کی روایت (خبر واحد) قابل قبول ہے جب کہ وہ راوی قابل اعتماد (ثقة) ہو۔ ⑤ عالم کے پاس سفر کر کے جانا اور اس سے مسائل کی تحقیق کرنا مستحسن ہے۔ ⑥ نازل سند کے ساتھ حدیث معلوم ہو تو عالمی سند حاصل کرنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ⑦ قراءت علی الشیخ بھی حصول علم کا ایک درست طریقہ ہے۔ ⑧ جب قوم کسی فرد کو اپنا نمائندہ منتخب کر لے تو پھر اس کی کارروائی پر اعتماد کرنا چاہیے الا یہ کہ اس سے واضح غلطی سرزد ہو جائے۔

۱۴۰۳- حضرت ابو قتادہ بن ربیعؓ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص انھیں وقت پر پابندی سے ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے انھیں پابندی سے ادا نہ کیا“

۱۴۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ

مَعْبُودٍ بْنُ كَثِيرٍ بْنُ دِينَارٍ الْحَمَصِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي السَّلَكِ: أَخْبَرَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رُبَيْعٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ

۱۴۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، ح: ۴۳۰ من حديث بقية به * وضارة مستور، ولم أجد تصريح سماع الزهري فيه، وأشار البوصيري إلى ضعفه، وللحديث شاهدان ضعيفان عند أحمد: ۲/ ۲۴۴، ح: ۱۸۳۱۲، والدارمي، ح: ۱۲۲۹.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: افْتَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهْدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لَوْفَتْهُنَّ أَذْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي».

(المعجم ۱۹۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۲۳۴)

باب: ۱۹۵۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

۱۴۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رِيَّاحٍ. وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۱۴۰۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا کسی بھی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔“

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد ہشام بن عمار سے انھوں نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① دنیا میں سب سے افضل مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام جس کے اندر خانہ کعبہ ہے، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ اس لیے ان تینوں مسجدوں کی زیارت کے لیے اور وہاں عبادت کی نیت سے سفر کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی مقام، مسجد، مزار وغیرہ کی طرف اس نیت سے سفر کر کے جانا جائز نہیں کہ وہاں عبادت کا ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ قبرستان میں تو نماز پڑھنا منع ہے اور دوسری تمام مساجد کا ثواب برابر ہے لہذا سفر کا فائدہ نہیں

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

البتہ مسجد قباء کی فضیلت بھی دیگر احادیث سے ثابت ہے اس لیے یہ چوتھی مسجد ہے جس کی مدینے میں ہوتے ہوئے زیارت کے لیے جانا مستحب ہے۔ ① مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے اس لیے جب مدینہ شریف جانے کا موقع ملے تو زیادہ سے زیادہ نمازیں مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس میں چالیس نمازیں پوری کرنے کی شرط نہیں۔ ② بعض روایات میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر آیا ہے مثلاً: سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۳۱۳ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔

۱۴۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۱۳۰۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری مسجدوں میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔“

🌞 فائدہ: ”میری اس مسجد“ سے مراد مسجد نبوی کا صرف وہ حصہ نہیں جو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں مسجد میں شامل تھا بلکہ اس میں ہونے والے بعد کے تمام اضافے بھی شامل ہیں کیونکہ ان اضافوں کی حیثیت الگ مسجد کی نہیں اس لیے مسجد نبوی کے پرانے یا نئے جس حصے میں بھی نماز ادا کی جائے یہ ثواب حاصل ہو جائے گا البتہ اگلی صفوں کی فضیلت جس طرح دوسری مساجد میں ہے وہاں بھی ہے۔

۱۴۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: ۱۳۰۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا کسی بھی مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔“

عَمْرُو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ

۱۴۰۵۔ أخرجه مسلم من حديث ابن نمير وغيره به، انظر الحديث السابق.

۱۴۰۶۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۳۹۷، ۳۴۳ من حديث عبيد الله بن عمرو الرقي به، وصححه البوصيري، وابن عبد الهادي في التقيح وغيرهما.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
فیما سواہ۔

☀ فائدہ: مسجد نبوی کی ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ہزار نمازوں سے بہتر ہے اسی طرح مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہے تاہم ششور و خضوع، آداب و ارکان کے لحاظ اور توجروا نابت وغیرہ کی کمی بیشی کی بنا پر اس ثواب میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ۱۹۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ۲۳۵)

باب: ۱۹۶۔ بیت المقدس کی مسجد میں
نماز کا بیان

۱۴۰۷ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَخِيهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ مَيْمُونَةَ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: «أَرْضُ الْمُحْشَرِ وَالْمُنْشَرِ. ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ. فَإِنْ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ» قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: «فَتَهْدِي لَهُ زَيْنًا يُسْرِجُ فِيهِ. فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَهُوَ كَمَنْ أَتَاهُ».

۱۳۰۷۔ نبی ﷺ کی آزا کردہ خاتون حضرت ميمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں مسئلہ بتا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ محشر کی سرزمین ہے۔ وہاں جا کر نماز پڑھا کرو کیونکہ اس جگہ میں ایک نماز پڑھنا کسی اور جگہ ہزار نمازیں پڑھنے کی طرح ہے۔“ میں نے عرض کیا: یہ فرمائیے کہ اگر مجھے سفر کر کے وہاں جانے کی طاقت نہ ہو (تو کیا کروں؟) فرمایا: ”اس مسجد کے لیے تیل بھیج دو جس سے اس میں چراغ جلائے جائیں۔ جس نے یہ کام کیا وہ بھی ایسے ہی ہے جیسے وہ شخص جو (زیارت کے لیے) وہاں گیا۔“



۱۴۰۸ - حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ ۱۳۰۸ - حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۴۰۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۴۶۳ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وضعفه عبدالحق، وابن القطان، وقال الذهبي: "هذا حديث منكر جداً" * زياد وأخوه ثقتان، راجع التهذيب وغيره، وللحديث طريق متبور عند أبي داود، ح: ۴۵۷ وغيره * ثور عنن، وعثمان لم يصرح بالسماع عن ميمونة.

۱۴۰۸۔ [صحیح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ۲/۲۸۸، ح: ۱۳۳۴ عن عبد الله بن الجهم به * أبو يوب لم ينفرد به، تابعه الأوزاعي عند الحاكم: ۱/۳۰، ۳۱، به، وأخرج أحمد، والحاكم: ۲/۳۴ وغيرهما من حديث ربيعة بن يزيد حدثني عبد الله بن فيروز الدليمي به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۶۳۳، والحاكم، والذهبي، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي: ۲/۳۴، ح: ۶۹۴.

الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ [السَّيْتَانِي] يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا فَرَعَ سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، سَأَلَ اللَّهُ ثَلَاثًا: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَأَلَّا يَأْتِيَ هَذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ، لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ دُنُوهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا. وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّلَاثَةُ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اللہ سے تین چیزیں مانگیں: ایسا فیصلہ جو اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو اور ایسی بادشاہت جو ان کے بعد کسی کے شایاں نہ ہو اور جو شخص بھی اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے آئے وہ گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو جائے جس طرح اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں تو انھیں مل چکیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی مل ہی گئی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ کے فیصلے کے مطابق کا مطلب یہ ہے کہ انھیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق ملے اور ان سے اجتہادی غلطی نہ ہو۔ ② پہلی دو درخواستوں کی قبولیت قرآن میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَأَتَيْنَهُ الْحُكْمَ وَفَضَّلَ الْبَطْطَابِ﴾ (ص: ۲۰) ”ہم نے اسے حکمت دی اور بات کا فیصلہ کرنا۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ۵ فَسَخَرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَحْرِي بِأَمْرِهِ رُحَاءَ حَيْثُ أَصَابَ ۵ وَالشَّيْطَانُ كُلُّ بَنَاءٍ وَغَوَّاصٍ ۵ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ﴾ (ص: ۲۵) ”انھوں نے کہا: اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے سوا کسی کے لائق نہ ہو بلاشبہ تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تری سے پہنچا دیا کرتی تھی اور ہر عمارت بنانے والے غوطہ خور شیطاں (جنات) کو بھی (ان کے ماتحت کر دیا)۔ اور دوسرے (جنات) کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔“ ③ اس حدیث میں بیت المقدس کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۴۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۰۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کس کس صرف تین

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى».

مسجدوں کی طرف سفر کیا جاسکتا ہے۔ مسجد حرام میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔



فائدہ: کسی اور مسجد قبر پہاڑ یا غار وغیرہ کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا یا زیارت کے لیے جانا ممنوع ہے۔ صرف یہ تین مساجد ایسی ہیں جن کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔ حجاج کرام کو چاہیے کہ جب مکہ سے مدینہ جائیں تو نیت مسجد نبوی کی ہونی چاہیے نہ کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی کیونکہ قبر کی نیت سے سفر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

۱۴۱۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کسی کر سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام کی طرف، مسجد اقصیٰ کی طرف اور میری اس مسجد کی طرف۔“

۱۴۱۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ قُرْعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا».



فائدہ: زیارت کے لیے سفر صرف ان تین مساجد کی طرف جائز ہے۔ اس کے علاوہ کسی جائز مقصد کے لیے سفر کر کے کسی بھی مقام پر جانا جائز ہے مثلاً: حصول علم کے لیے، جہاد کے لیے، علماء و صلحاء سے ملاقات کے لیے، اقارب اور احباب سے ملاقات کے لیے یا تجارت اور ملازمت کے لیے اسی طرح جو شخص مدینہ میں موجود ہے تو وہ مسجد قباء میں جائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ سفر نہیں۔

باب: ۱۹۷- مسجد قباء میں نماز کی

فضیلت کا بیان

(المعجم ۱۹۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ

فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ (التحفة ۲۳۶)

۱۴۱۱- نبی ﷺ کے صحابی حضرت اسید بن ظہیر

۱۴۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۴۱۰- أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب مسجد بيت المقدس، ح: ۱۱۹۷ وغيره، ومسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ۸۲۷ من حديث قرعة عن أبي سعيد به.

۱۴۱۱- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، ح: ۳۲۴ من حديث أبي أسامة

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب

حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: **انصاری** سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسجد
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَبْرَد، مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ **قباء میں ایک نماز ایک عمرے کے برابر ہے۔“**
أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ
قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ»۔

🕌 **فوائد ومسائل:** ① مسجد قباء وہ مسجد ہے جو ہجرت کے بعد سب سے پہلے تعمیر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے
پہلے چند روز قباء میں تشریف فرما رہے اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ نبی اکرم ﷺ ہفتہ میں ایک بار وہاں جا کر نماز پڑھا
کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب من اتى مسجد قباء كل
سبت، حدیث: ۱۱۹۳) ② مدینہ میں قیام کے دوران میں مسجد قباء کی زیارت کے لیے جانا چاہیے تاکہ عمرے کا ثواب
حاصل ہو اور نبی اکرم ﷺ کے اتباع کا ثواب بھی مل جائے۔

۱۴۱۲ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
خَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ .
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْكُرْمَانِيُّ .
قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ بْنَ [سَهْلٍ] بْنِ
حَنِيفٍ يَقُولُ: قَالَ [سَهْلٌ] بْنُ حَنِيفٍ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ
أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ
كَأَجْرِ عُمْرَةٍ»۔

۱۳۱۲ - حضرت ابوامامہ اسعد بن ہبل بن حنیف رضی اللہ عنہ
نے اپنے والد حضرت ہبل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر
میں وضو کرے پھر مسجد قباء میں آئے اور اس میں ایک
نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔“

باب: ۱۹۸ - جامع مسجد میں نماز کا ثواب

(المعجم ۱۹۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ

فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ (التحفة ۲۳۷)

۱۱۹۱ - وقال: "حسن غريب"، ونقل المزي وغيره عنه "حسن صحيح"، وصححه المنذري في الترغيب * أبو الأبرد
وفقه ابن حبان، والترمذي، وقال الحاكم: ۸۷/۱ "صحيح الإسناد إلا أن أبا الأبرد مجهول"، ووافقه الذهبي،
وانظر الحديث الآتي.

۱۴۱۲ - [حسن] أخرجه النسائي ۳۷/۲، المساجد، فضل مسجد قباء والصلاة فيه، ح: ۷۰۰ من حديث
الكرماني به * محمد بن سليمان ذكره ابن حبان في الثقات، والحديث السابق شاهد له.

۱۴۱۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا رَزِيقُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقِبْلَانِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجْمَعُ فِيهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلَاةٍ. وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ. وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ. وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفَ صَلَاةٍ».

۱۴۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور اس کا قبیلے (یا محلے) کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔“



باب: ۱۹۹- سب سے پہلے منبر کیسے بنا؟

(المعجم ۱۹۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْمَنْبَرِ (التحفة ۲۳۸)

۱۴۱۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب مسجد نبوی ایک چھری کی صورت میں تھی تو رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی تنے سے ایک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: کیا ہم آپ کے لیے کوئی ایسی چیز نہ بنا دیں جس پر آپ مجھے کے دن

۱۴۱۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبيدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الرَّقِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جِذْعٍ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِشًا. وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَى

۱۴۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن الجوزي في العلل المتناهية: ۸۶/۲، ح: ۹۴۶ من حديث ابن ماجه به، وقال: "هذا حديث لا يصح"، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لأن أبا الخطاب الدمشقي لا يعرف حاله"، وقال الحافظ في التريب: "مجهول"، وقال الذهبي في حديثه: "هذا منكر جدًا" (ميزان الاعتدال: ۵۲۰/۴).

۱۴۱۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۷/۵ من حديث عبيد الله بن عمرو به، وتابعه سعيد بن مسلمة بن أبي الحسام المديني عن ابن عقيل به عند عبد الله بن أحمد في زوائد المسند، ص: ۱۳۸، وقال البوصيري في زوائد ابن ماجه: "هذا إسناده حسن" * ابن عقيل ضعيف، وتقدم، ح: ۳۹۰.

ذَلِكَ الْجِدْعُ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ حُطْبَتَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَصَنَعَ لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ. فَهِيَ النَّبِيُّ أَعْلَى الْمُنْبَرِ. فَلَمَّا وَضِعَ الْمُنْبَرُ، وَضَعُوهُ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ. فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُومَ إِلَى الْمُنْبَرِ، مَرَّ إِلَى الْجِدْعِ الَّذِي كَانَ يَخْطُبُ إِلَيْهِ. فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِدْعُ خَارَ حَتَّى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ. فَتَرَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِدْعِ. فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتَّى سَكَنَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمُنْبَرِ. فَكَانَ إِذَا صَلَّى، صَلَّى إِلَيْهِ. فَلَمَّا هَدِمَ الْمَسْجِدَ وَغُيِّرَ، أَخَذَ ذَلِكَ الْجِدْعُ أَبِي بَرْكَةَ حَتَّى وَكَانَ عِنْدَهُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى بَلَغِيَ. فَأَكَلَتْهُ الْأَرْضُ وَعَادَ رُفَاتًا.

(خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوا کریں تاکہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو سکیں اور آپ کا خطبہ (اچھی طرح) سن سکیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے آپ کے لیے (منبر کے) تین درجے بنادیے۔ وہی (تین سیڑھیاں) اب (موجود) منبر کا سب سے بالائی حصہ ہے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو صحابہ کرام نے اسے اسی مقام پر رکھا جہاں وہ اب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر منبر پر جانے لگے تو اس تہ کے پاس سے گزرے جس سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ اس سے آگے بڑھے تو وہ زور زور سے رونے لگا حتیٰ کہ (شدت غم سے) اس کی آواز پھٹ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تہ (کے رونے) کی آواز سنی تو (منبر سے) نیچے تشریف لے آئے اس (تہ) پر ہاتھ پھیرتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد آپ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب مسجد نبوی کو (دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے) منہدم کیا گیا اور مسجد کی عمارت میں تبدیلی (اور توسیع) کی گئی تو وہ تاحضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا وہ ان کے پاس ان کے گھر ہی میں رہا حتیٰ کہ بہت پرانا ہو گیا پھر اسے دیکھنے لکھا لیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ ② خطبہ منبر پر دینا چاہیے۔ ③ بڑھئی کا پیشہ ایک جائز پیشہ ہے۔ ④ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے کہا تھا کہ اپنے غلام سے منبر بنوا دو اور اس نے بنوا دیا۔ ممکن ہے پہلے کسی مرد نے یہ تجویز پیش کی ہو اس کے بعد اس غلام سے کہا گیا ہو اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس انصاری خاتون کو یاد دہانی کرا دی ہو۔ واللہ اعلم۔ ⑤ امام ابراہیم کو اپنے متبعین کی

اچھی رائے قبول کرنی چاہیے۔ ① جب منبر پہلے پہل بنایا گیا تو اس کے تین درجے تھے۔ نبی ﷺ کے بعد اس کے نیچے مزید درجات کا اضافہ کر کے اسے مزید بلند کر دیا گیا۔ ② بظاہر بے جان نظر آنے والی چیزوں میں شعور اور احساس موجود ہے لیکن ہم اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ ③ کھجور کے تنے کا آواز سے اس طرح رونا کہ سب لوگ سنیں ایک معجزہ ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ رکھنا درست ہے بشرطیکہ اس نسبت کی صحت کا یقین ہو۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین مثلاً: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن اور الموسوعة الحدیثیہ کے محققین نے اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے نیز انھوں نے کافی تفصیل سے اس روایت کی بابت لکھا ہے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیہ مسند الإمام أحمد: ۳۵/۱۷۲۱) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

۱۴۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ. فَلَمَّا
اتَّخَذَ الْمُنْبَرَ ذَهَبَ إِلَى الْمُنْبَرِ. فَحَنَّ
الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَأَخْتَضَّهُ فَسَكَنَ. فَقَالَ: «لَوْ
لَمْ أَخْتَضَّهُ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۱۴۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک تنے سے ٹک لگا
کر خطبہ دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے منبر بنوایا تو
آپ منبر کی طرف چلے۔ تا (ستون) رو پڑا۔ نبی ﷺ
اس کے پاس آئے اور اسے سینے سے لگایا۔ تب وہ
خاموش ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اسے گلے سے
نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔“

۱۴۱۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ
الْبَجْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ
أَبِي حَازِمٍ قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي مَنْبَرِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ هُوَ؟ فَأَتَوْا سَهْلَ
ابْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ. فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنْ

۱۴۱۶۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے بارے میں
اختلاف پیدا ہو گیا کہ وہ کس چیز (کی لکڑی) سے بنا ہوا
تھا؟ چنانچہ وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے
اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ بات مجھ سے

۱۴۱۵۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۴۹، ۲۶۷، ۳۶۳ من حديث حماد به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وقال ابن كثير: "هذا الإسناد على شرط مسلم" (البداية والنهاية: ۶/۱۲۹).

۱۴۱۶۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في السطوح والمنبر والخشب، ح: ۳۷۷، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة وأنه لا كراهة في ذلك... الخ، ح: ۵۴۴ من حديث سفیان به.

النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي . هُوَ مِنْ أَثَلِ الْعَابَةِ .
عَمِلَهُ فَلَا نَ مَوْلَى فُلَانَهُ ، نَجَّارٌ . فَجَاءَ بِهِ .
فَقَامَ عَلَيْهِ حِينَئِذَا وَضِعَ . فَاسْتَقْبَلَ وَقَامَ
النَّاسُ خَلْفَهُ . فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ
فَرَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ . ثُمَّ
عَادَ إِلَى الْمُنْبَرِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ
الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ .

زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ وہ غابہ کے جھاؤ
سے بٹا تھا۔ اسے فلاں خاتون کے فلاں بڑھئی غلام نے
بنایا تھا۔ وہ اسے لے کر حاضر ہوا۔ جب وہ (اپنے مقام
پر) رکھا گیا تو نبی ﷺ اس پر کھڑے ہوئے آپ نے
قبل کی طرف منہ کیا۔ لوگ آپ کے پیچھے (آپ کی اقتدا
میں نماز ادا کر رہے) تھے رسول اللہ ﷺ نے قراءت کی
پھر رکوع کیا (پھر رکوع سے) سر اٹھایا پھر آپ اٹلے
پاؤں پیچھے بٹے حتیٰ کہ زمین پر سجدے کیے پھر دوبارہ منبر
پر کھڑے ہو گئے اور قراءت کی پھر رکوع کیا پھر
قومہ کیا پھر اٹلے پاؤں پیچھے بٹے حتیٰ کہ زمین پر
سجدے کیے۔“

🌞 فوائد و مسائل ①: ”مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔“ یعنی جنہیں زیادہ معلوم تھا وہ فوت ہو چکے
ہیں۔ ② نماز باجماعت میں امام اگر مقتدیوں سے بلند مقام پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ③ نماز کے اندر کسی ضرورت
سے پیچھے بٹے یا آگے بڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ④ منبر پر کھڑے ہو کر جماعت کرائے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ
اچھی طرح نماز کا طریقہ دیکھ اور سمجھ لیں۔

۱۴۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو يَسْرِ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ :
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ ،
عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ
أَوْ قَالَ إِلَى جِذْعٍ ثُمَّ اتَّخَذَ مَنِيرًا . قَالَ فَحَنَّ
الْجِذْعُ ؛ قَالَ جَابِرٌ : حَتَّى سَمِعَهُ أَهْلُ
الْمَسْجِدِ ، حَتَّى أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَسَحَهُ

۱۴۱۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک درخت کی جڑ یا
فرمایا ایک درخت کے تنے کے قریب کھڑے ہوتے
تھے پھر آپ نے منبر بنوایا تو تارونے لگا حتیٰ کہ مسجد میں
موجود لوگوں نے اس کی آواز سنی (وہ روتا رہا) حتیٰ کہ
رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ پھیرا تو
وہ خاموش ہو گیا۔ ایک آدمی نے کہا: اگر آپ ﷺ اس

۱۴۱۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۶ عن محمد بن أبي عدي به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح"، وقال
ابن كثير: "هذا على شرط مسلم" (البدایة والنہایة: ۱۲۸/۶)، قلت: حديث حنين الجذع متواتر كما في قطف
الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة للسيوطي: ۹۸.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان

فَسَكَنَ . فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَوْ لَمْ يَأْتِهِ لَحَنٌّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

(المعجم ۲۰۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي طَوْلِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ (التحفة ۲۳۹)

باب: ۲۰۰۔ نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان

۱۴۱۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ اتنا عرصہ کھڑے رہے کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا۔ (ابوداؤد فرماتے ہیں) میں نے کہا: وہ کون سا کام تھا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کو کھڑا رہنے دوں۔

۱۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوِيءٍ . قُلْتُ : وَمَا ذَاكَ الْأَمْرُ؟ قَالَ : هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَتْرُكَهُ .



فوائد و مسائل: ① نماز تہجد باجماعت جائز ہے۔ ② نماز تہجد میں طویل قراءت افضل ہے۔ ③ شاگردوں کو تربیت دینے کے لیے ان سے مشکل کام کروانا جائز ہے اگرچہ اس میں مشقت ہو۔ ④ استاد کا خود نیک عمل کرنا شاگردوں کو اس کا شوق دلاتا اور محنت پیدا کرتا ہے۔ ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کا اس قدر شوق رکھتے تھے کہ افضل کام کو چھوڑ کر جائز کام اختیار کرنے کو انھوں نے ”برا کام“ قرار دیا۔ ⑥ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارادہ نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا تھا اب اتباع اور محبت کا تقاضا ہے کہ اس نیکی میں آخر تک ساتھ دیا جائے اس لیے بیٹھ جانے کو انھوں نے برا سمجھا کہ یہ محبت کے تقاضے کے خلاف ہے۔

۱۴۱۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ ، سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ : قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمتْ قَدَمَاهُ . قِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَفَرَ

۱۴۱۹۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قیام فرمایا حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک سوچ گئے۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر

۱۴۱۸۔ أخرجه البخاري، التهجيد، باب طول القيام في صلاة الليل، ح: ۱۱۳۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ۷۷۳ من حديث الأعمش به.

۱۴۱۹۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك..." الخ، ح: ۴۸۳۶، ومسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ۲۸۱۹ من حديث سفیان به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها : کثرت سے سجدے کرنے کا بیان
 اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ : دیے ہیں (پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟)
 «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا» فرمایا: ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے گا تو اس کو پہلے سے معاف کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سے مقصد رسول اللہ ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ کا اظہار ہے یا ”گناہ“ سے مراد وہ اعمال ہو سکتے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ نے کسی مصلحت کی بنا پر افضل کام کو چھوڑ کر دوسرا جائز کام اختیار فرمایا۔ ② اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اعلیٰ مقام دے تو اسے چاہیے کہ شکر کا زیادہ اہتمام کرے۔ ③ شکر کا بہترین طریقہ عبادت میں محنت کرنا ہے خصوصاً نماز اور تلاوت قرآن مجید میں۔ نماز تہجد میں یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔

۱۴۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانَ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَوَرَّعَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيلَ لَهُ : إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ : «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

۱۳۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (طویل) نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ کے قدموں پر درم آ جاتا۔ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“

۱۴۲۱۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الرُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ : أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : «طَوَّلُ الْقُنُوتِ».

۱۳۲۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: ”لباقوت (طویل قیام والی نماز)۔“

(المعجم ۲۰۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ (التحفة ۲۴۰)

باب ۲۰۱۔ کثرت سے سجدے کرنے کا بیان

۱۴۲۰۔ [صحیح] فہاء البوصیری، والسند معلول، ولكن له شواهد كثيرة، منها ما أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۱۱۸۴ من حديث محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة به، وإسناده حسن، وانظر الحديث السابق.

۱۴۲۱۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت، ح: ۷۵۶ من حديث أبي عاصم به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۴۲۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيَّانِ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ بْنُ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ أَنَّ أَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمَ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ. فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةٌ».

۱۳۲۲- حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کثرت سے سجدے کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرے گا اس کی وجہ سے اللہ تیرا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تیری ایک غلطی معاف کر دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے تمام اعمال ہی اللہ کے قرب کا باعث ہیں لیکن سجدے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ اللہ کے سامنے عاجزی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور یہ عجز ہی عبادت کی روح ہے۔ ② طویل قیام کی فضیلت تلاوت قرآن کی وجہ سے ہے اور سجدے کی فضیلت عجز و نیاز کی وجہ سے، اس لیے طویل سجدہ بھی ایک عظیم عمل ہے جیسے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے طویل سجدوں کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، التطبيق، باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة، حدیث: ۱۱۳۲) ③ سجدے سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

۱۴۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ. حَدَّثَنَا

۱۳۲۳- حضرت معدان بن ابو طلحہ یحمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے عرض کیا: مجھے کوئی حدیث سنائیے شاید اللہ

۱۴۲۲- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۲۱/۲۲، ح: ۳۲۲، ۸۰۹ من حديث بقیة عن عبد الرحمن بن ثابت ابن ثوبان به مطولاً مكحول تابعه الحارث بن يزيد الحضرمي عند الطبراني، وللحديث طرق أخرى، منها ما أخرجه الطبراني من حديث أبي عبد الرحمن الحبلي عن أبي فاطمة به، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد"، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي، وأخرج النسائي، ح: ۴۱۷۲ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وإسناده صحيح.

۱۴۲۳- أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ۴۸۸ من حديث الوليد به بلفظ: "عليك بكثرة السجود لله فإنك لا تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة وحط عنك بها خطيئة".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

کثرت سے جہدے کرنے کا بیان

الْأَوْزَاعِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ
الْمَعِيطِيُّ: حَدَّثَهُ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ
الْيَعْمُرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ:
حَدَّثَنِي حَدِيثًا عَنِ اللَّهِ أَنْ يَتَمَعَّنِي بِهِ.
قَالَ: فَسَكَتَ. ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا.
فَسَكَتَ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ لِي: عَلَيْكَ
بِالشُّجُودِ لِلَّهِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا
رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ».

قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ
قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

حضرت معدان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میری ملاقات
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے یہی
درخواست کی تو انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا۔

۱۴۲۴- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ
الْمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ
خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْمُرِّي، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ
ابْنِ حَلْبَسٍ، عَنِ الصَّنَابِغِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الصَّامِتِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:
«مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ
لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَرَفَعَ لَهُ
بِهَا دَرَجَةً. فَاسْتَكْبِرُوا مِنَ الشُّجُودِ».

۱۳۲۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو
بندہ بھی اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ اس کے
بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس
(سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے اور
اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے“ اس
لیے جہدے کثرت سے کرو۔“

فائدہ: کثرت جہدے کرنے میں سنت اور نفل نمازوں کی ادائیگی بھی شامل ہے اور سجدہ شکر، سجدہ تلاوت وغیرہ
کی کثرت بھی۔

۱۴۲۴- [صحیح] أخرجه أبو نعیم فی الحلیة: ۱۳۰/۵ من حدیث الولید به، وصرح بالسماع من شیخه خالد،
وضمنه البوصیری لنعنة الولید، ح: ۲۵۵، ولكن له شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۲۰۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ (التحفة ۲۴۱)

۱۴۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا، وَإِلَّا قِيلَ: انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أَكْثَلَتْ الْفَرِيضَةَ مِنْ تَطَوُّعِهِ. ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ مِثْلُ ذَلِكَ».

نماز کی اہمیت کا بیان

باب: ۲۰۲۔ بندے سے سب سے پہلے حساب نماز کا ہوگا

۱۴۲۵- حضرت انس بن حکیم ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تو اپنے شہر والوں کے پاس پہنچے تو انھیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”مسلمان بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ فرض نماز ہے۔ اگر اس نے پوری نمازیں پڑھی ہوں گی تو ٹھیک ہے ورنہ کہا جائے گا: دیکھو کیا اس کو کوئی نفل بھی ہیں؟ اگر اس کے نفل ہوئے تو اس کے فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری کر دی جائے گی پھر دوسرے فرض اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز ہمارے شیخ نے بھی تحقیق میں اس کی بابت لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی حدیث کے بعض حصے اس کے شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت سنن ابوداؤد میں بھی ہے وہاں پر ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے بعد آنے والی روایت (۸۶۶) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۰۰/۲۹۹/۱۵) ② اس حدیث میں فرض نماز کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ③ فرض نماز فرض روزے فرض حج اور فرض زکاۃ پر خاص توجہ دینی چاہیے کہ ان میں حتی المقدور کوتاہی نہ ہو۔ ④ نفل نمازوں، نفل روزوں، نفل حج و عمرہ اور نفل صدقات و خیرات کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ ⑤ نفل نمازوں میں سب سے اہم وہ نمازیں ہیں جنہیں سنت

۱۴۲۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قول النبي ﷺ: "كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه"، ح: ۸۶۶ من حديث الحسن عن أنس بن حكيم به، وصححه الحاكم، والذهبي، والحديث الآتي شاهد لبعضه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جہاں فرض نماز پڑھی جائے وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان
مؤکدہ کہا جاتا ہے اور وہ فرض نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کی جاتی ہیں اس کے بعد نماز تہجد اہم ہے۔ ⑤ روانہ ہونے
والے لشکر کو مناسب نصیحت کرنا بہت مفید ہے تاکہ وہ آئندہ زندگی میں اس سے فائدہ اٹھائے۔

۱۴۲۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ
زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ: ح. وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ
ابْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ:
أَبْنَانًا حُمَيْدًا، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ وَ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَّارَةَ
ابْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ. فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةٌ.
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا، قَالَ اللَّهُ شُبْحَانَهُ
لِلْمَلَائِكَةِ: انظُرُوا، هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ
تَطَوُّعٍ؟ فَأَكْمَلُوا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ.
ثُمَّ تَوَخَّذُوا الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ».

۱۳۲۶۔ حضرت حمیم داری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن بندے سے جس عمل کا
سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی (فرض) نماز
ہے۔ اگر اسے پورا ادا کیا ہوگا تو (باقی نمازیں) اس کے
لیے نفل لکھ دی جائیں گی۔ اگر انھیں پورا نہیں ادا کیا ہوگا
تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو کیا تمہیں میرے
بندے کے کوئی نفل ملتے ہیں؟ اس نے اپنے فرائض میں
جو کوتاہی کی تھی وہ ان (نوافل) سے پوری کر د پھر
دوسرے اعمال کا حساب بھی اسی انداز سے ہوگا۔“

باب: ۲۰۳۔ جہاں فرض نماز پڑھی جائے
وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان

۱۴۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
۱۳۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے نبی

۱۴۲۶۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، الباب السابق، ح: ۸۶۶ من حديث حماد به، وصححه
الحاكم على شرط مسلم، وله شاهد عند أحمد بإسناد حسن.

۱۴۲۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، ح: ۱۰۰۶ من حديث ليث بن أبي سليم به، وضعفه البخاري في
صححه، ح: ۸۴۸ بقوله: "ولم يصح". ليث تقدم حاله، ح: ۲۰۸، وإبراهيم مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة،
وآثر علي لم أجده في مصنف ابن أبي شيبة بهذا اللفظ، وأخرج ابن أبي شيبة بإسناد ضعيف عن علي نحوه بدون «»

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيَعِزُّ أَحَدُكُمْ، إِذَا صَلَّى، أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ» يَعْنِي السُّبْحَةَ.

..... مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان
ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب وہ نماز پڑھے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔“ یعنی نفل و سنت پڑھتے وقت۔

☀ فائدہ: نماز کے اس ادب سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفل اسی جگہ نہیں پڑھنے چاہئیں یا تو جگہ بدل لے یا اپنے ساتھی سے کوئی بات چیت کر لے مثلاً: سلام کر کے اس کی خیریت دریافت کر لے یا اذکار مسنونہ کرنے کے بعد اسی جگہ پڑھ لے۔ یہ مضمون صحیح احادیث میں بھی بیان ہوا ہے، اسی لیے بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت بھی صحیح ہے۔

۱۴۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي مَقَامِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةُ، حَتَّى يَنْتَحِيَ عَنْهُ».

۱۴۲۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس جگہ (نفل یا سنت) نماز نہ پڑھے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی ہے حتیٰ کہ وہاں سے ایک طرف ہٹ جائے۔“

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد کثیر بن عبید محسی سے انھوں نے بقیہ سے انھوں نے ابو عبد الرحمن تمیمی سے بواسطہ عثمان بن عطاء حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا۔

(المعجم ۲۰۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوَطُّعِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلِّي فِيهِ (التحفة ۲۴۳)

باب: ۲۰۴- مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان

☞ قولہ: "من السنة"، فيه مدلس، وقد عنعن، وعباد بن عبد الله تقدم حاله، ح: ۱۲۰.

۱۴۲۸- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإمام يتطوع في مكانه، ح: ۱۶۶ من طريق آخر عن عطاء به، وقال: "عطاء الخراساني لم يدرك المغيرة بن شعبة"، فالسند منقطع، وله شواهد، فالحديث حسن.

۱۴۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ . ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَخْمُودٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبِلٍ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ : عَنْ نَقَرَةِ الْعُرَابِ ، وَعَنْ فَرْشَةِ السَّعْيِ ، وَأَنْ يُوطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ كَمَا يُوطِنُ النَّبِيرُ .

۱۳۲۹- حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے تین کاموں سے منع فرمایا ہے: کوئے کی طرح ٹھوٹکیں مارنے سے، درندے کی طرح بازو پھیلانے سے اور اس بات سے کہ آدمی نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لے جس طرح اونٹ (بازے میں اپنے لیے) جگہ مقرر کر لیتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئے کی طرح ٹھوٹکیں مارنے کا مطلب جلدی جلدی جگہ سے کرنا ہے۔ یہ عمل نماز میں توجہ اور شوق کے خلاف ہے اس لیے تمام ارکان اطمینان سے پورے اذکار اور دعائیں پڑھتے ہوئے ادا کرنے چاہئیں۔ ② مسجد کرتے وقت صرف ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں کہیںوں تک بازو زمین پر پھیلا دینا درست نہیں۔ ③ نماز کے لیے جگہ مقرر کرنا اور دوسروں کو وہاں نماز پڑھنے سے روکنا جائز نہیں کیونکہ مسجد سب کے لیے مشترک ہے ہاں اگر جگہ خالی دیکھ کر وہاں نماز پڑھتا ہے اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وہیں نماز پڑھے تو جائز ہے یا مثلاً: ایک شخص صف میں دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھایا نہ جائے۔

۱۴۳۰- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بَنٍ : حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي إِلَى سُبْحَةِ الضُّحَى فَيُعْمِدُ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ دُونَ

۱۳۳۰- حضرت یزید بن ابوعبید رضی اللہ عنہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ضحیٰ کے نفل پڑھنے کے لیے تشریف لاتے تو اس ستون کی طرف جاتے جو مصحف کے پاس ہے۔ اس کے قریب نماز پڑھتے۔ میں (یزید بن ابوعبید) مسجد کے کسی حصے کی طرف اشارہ

۱۴۲۹- [استادہ حسن] أخرجه أبوداد، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۸۶۲ من طريق آخر عن أبي عبد الحميد جعفر بن عبد الله الأنصاري به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي * تميم مؤث عند الجمهور وتعديله راجح.

۱۴۳۰- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، ح: ۵۰۲، ومسلم، الصلاة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ۵۰۹ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے دوران میں جوتے رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

[الْمُصْحَفُ]، فَيُصَلِّي قَرِيباً مِنْهَا. فَأَقُولُ كَرَكَةَ كَهَاتَا: أَتُحِبُّ أَنْ يَكُونَ نِصْفُ نَمَازٍ يُطَهَّرُ لَيْتَ؟ وَهُوَ لَمْ: أَلَا تُصَلِّي هَهُنَا؟ وَأَشِيرُ إِلَى بَعْضِ نَوَاجِي الْمَسْجِدِ. فَيَقُولُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْحَرِي هَذَا الْمَقَامَ.

🌞 فائدہ: افضل مقام پر نماز پڑھنے کی کوشش کرنا درست ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو اور پہلے پہنچنے والے کو وہاں سے ہٹایا نہ جائے۔

(المعجم ۲۰۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ تَوْضُعِ النَّعْلِ إِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلَاةِ
باب: ۲۰۵۔ نماز پڑھتے وقت اگر جوتے اتارے جائیں تو کہاں رکھے جائیں؟
(التحفة ۲۴۴)

۱۴۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُمْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ، فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جوتے اتار کر پڑھنا بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۰۳۸) ② جوتے اتار کر نماز پڑھیں تو انہیں بائیں طرف رکھیں۔

۱۴۳۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۱۴۳۱ - [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ۶۴۸ من حديث يحيى بن * وصرح ابن جريج بالسماع عنده، وصرحه ابن خزيمة، وابن حبان.

۱۴۳۲ - [إسناده ضعيف جدًا] وانظر، ح: ۲۶۰ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبدالله بن سعيد متفق على تضعيفه".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے دوران میں جوتے رکھنے سے متعلق احکام ومسائل

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلْزَمُ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ. فَإِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ. وَلَا تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِ صَاحِبِكَ، وَلَا وَرَاءَكَ، فَتُؤْذِيَ مَنْ خَلَقَكَ».

ساتھی کے دائیں طرف رکھنا نہ اپنے پیچھے رکھنا کہ اپنے پیچھے والے (نمازی) کو تکلیف دو۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① اس سند کے ساتھ تو یہ روایت ضعیف ہے تاہم صحیح ابن خزيمة میں یہ حدیث ان الفاظ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے جوتے اپنے دائیں طرف نہ رکھے نہ اپنے بائیں طرف رکھے سوائے اس حال کے کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ (نمازی کو) چاہیے کہ انھیں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے۔“ (صحیح ابن خزيمة، الصلاة، جماع أبواب الصلاة على البسط، باب ذكر الزجر عن وضع المصلي نعليه عن يساره إذا كان عن يساره مصلي.....) اس پر علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اس کی سند حسن ہے جیسے کہ میں نے صحیح ابوداؤد حدیث: (۶۶۱) میں بیان کیا ہے اور اس سے پہلے والی روایت: (۱۰۰۹) کی سند کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔“ (صحیح ابن خزيمة حاشیہ حدیث: ۱۰۱۶) یعنی شیخ البانی رحمہ اللہ نے وہاں اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ ② جوتے بائیں طرف رکھنا اس وقت منع ہیں جب بائیں طرف کوئی نمازی موجود ہو۔ اس صورت میں وہ اس نمازی کی دائیں طرف ہو جائیں گے۔ ③ جوتے پیچھے رکھنا جائز ہے لیکن اگر پیچھے کوئی اور شخص نماز پڑھ رہا ہو تو یہ جوتے اس کے لیے اذیت کا باعث ہوں گے اس صورت میں اپنے پیچھے نہ رکھے ہاں ایسی جگہ رکھ سکتا ہے جہاں وہ کسی دوسرے نمازی کے دائیں طرف نہ ہوں، یعنی بالکل پیچھے یا بالکل بائیں طرف رکھے۔ ④ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب دائیں طرف جوتے رکھنا ممنوع ہے تو نمازی کا اپنے آگے جوتا رکھنا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ جب ایک شخص جوتوں سمیت نماز پڑھے گا (جو کہ ایک جائز امر ہے) تو اس صورت میں بھی تو جوتے دوسرے نمازی کے آگے ہی ہوں گے اس لیے شخص جوتوں کے آگے ہونے کو تو ممنوع نہیں سمجھا جاسکتا۔ ممانعت کی واضح نص ہونی چاہیے جو کہ ہمارے علم کی حد تک نہیں ہے۔ دوسرا استدلال عجم صغیر طبرانی کی اس روایت سے کیا جاتا ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تمہارا کوئی شخص جوتے اتارے تو انھیں اپنے سامنے نہ رکھے تاکہ جوتوں کی اقتدا لازم نہ آئے.....“ (الحدیث) لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف ہی نہیں سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الضعيفة، حدیث: ۹۸۶) اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ اس اعتبار سے نمازی کے آگے جوتے ہونے یا رکھنے کی ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ نمازی کے آگے جوتے رکھنے کو خلاف ادب تصور کر کے اس سے بچنے کو بہتر قرار دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۶) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (التحفة ۴)

جنازے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ (التحفة ۱)

باب ۱- مریض کی عیادت کا بیان

۱۴۳۳ - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ بِالْمَعْرُوفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ. وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ. وَيُسَمِّئُهُ إِذَا عَطَسَ. وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرَضَ. وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ. وَيُجِبُ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

۱۳۳۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دستور کے مطابق مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب اس سے ملے تو سلام کہے جب وہ اسے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے جب اسے چھیٹک آئے تو اسے دعا دے جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① مسلمان معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو صحیح رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں جن میں یہ چھ چیزیں بھی شامل ہیں۔ ان کی اہمیت کی وجہ سے انھیں ”مسلمان کا حق“ قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان دوسرے بھائی کے بارے میں ان امور کا خیال رکھے جس کے نتیجے میں باہمی محبت قائم ہوگی اور لڑائیاں جھگڑے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے گا۔ ② سلام ایک دعا ہے۔ جب مسلمان اپنے بھائی سے ملتا ہے تو اسے سلامتی کی دعا دیتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں اس بھائی کے لیے نفرت یا

۱۴۳۳ - [صحیح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء في تشييت العاطس، ح: ۲۷۳۶ عن هناد بن رقال: "حسن" * الحارث ضعيف كما تقدم، ح: ۹۵، وفي السند علة أخرى، وله شواهد عند مسلم، ح: ۲۱۶۲ وغيره، دون قوله: "ويحب له ما يحب لنفسه"، ولهذا اللفظ أيضًا شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز۔ مریض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

بغض نہیں ہے، یعنی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لیے برائے سوئے، تیمی وہ سلام کا حق ادا کر سکے گا۔ جس کو سلام کیا جائے اس کا بھی فرض ہے کہ انہی جذبات کے ساتھ سلام کا جواب دے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۳۳۵) ① سلام کے آداب میں یہ بھی ہے کہ چھوٹا بڑے کو سوار پیدل کو چلنے والا دیکھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الاستئذان، باب تسلیم القلیل علی الکثیر، حدیث: ۶۲۳۱، و باب یسلم الراکب علی الماشی، حدیث: ۶۲۳۲) ② دعوت سے مراد کھانے کی دعوت ہے۔ یہ دعوت کسی امیر آدمی کی طرف سے دی جائے یا غریب آدمی کی طرف سے، اسے قبول کرنا چاہیے، خواہ وہ معمولی کھانا ہی پیش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے بکری کے ایک پائے کی دعوت دی جائے تو میں اس (دعوت) کو قبول کروں گا اور اگر مجھے تھکے طور پر بکری کا ایک پایا دیا جائے تو اسے قبول کروں گا۔“ (صحیح البخاری، النکاح، باب من أحاب إلّی کراع، حدیث: ۵۱۴۸) ③ (و یُحببہ إِذَا دَعَا) کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو پکارے تو وہ اس کی بات سننے یعنی سنی ان سنی نہ کر دے، ممکن ہے اسے کسی مدد یا مشورے کی ضرورت ہو۔ اگر مدد کرنا یا مشورہ دینا ممکن ہو تو اس کا بھلا ہو جائے گا اور مدد کرنے یا مشورہ دینے والے کو ثواب مل جائے گا۔ ④ چھینک پر دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے وہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ] کہے تو دوسرے کو چاہیے کہ ضرور [یَرْحَمُکَ اللّٰہ] کہے، یعنی اللہ تعالیٰ پر رحمت فرمائے۔ یہ مسلمان کی مسلمان کے لیے دعا ہے۔ جب [یَرْحَمُکَ اللّٰہ] کہا جائے تو چھینکنے والے کو چاہیے کہ یوں کہے: [یَهْدِیْکُمُ اللّٰہ وَ یُصْلِحْ بَالِکُمْ] ”اللہ تمہاری رہنمائی فرمائے اور تمہارے کام سنوارے۔“ (صحیح البخاری، الأدب، باب: إِذَا عَطَسَ کَیْفَ یُسَمِّتُ؟، حدیث: ۶۲۳۳) ⑤ اگر چھینکنے والا [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ] نہ کہے تو اسے [یَرْحَمُکَ اللّٰہ] نہ کہا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الزهد والرفاق، باب تسمیت العاطس، و کراهة التثاؤب، حدیث: ۳۹۹۱) ⑥ بیماری کی خیریت معلوم کرنے کے لیے جانا بھی بیمار مسلمان کا دوسروں پر حق ہے۔ اس موقع پر مریض کو تسلی بخشی دینا اور اس کے لیے دعا کرنا مستنون ہے، مثلاً یہ کہنا: [لَا تَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی] ”کوئی حرج نہیں اللہ نے چاہا تو (یہ بیماری گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔“ (صحیح البخاری، المرض، باب عیادة الاعراب، حدیث: ۵۶۵۲) اور یہ دعا بھی دینی چاہیے: [أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ أَشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِی، لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِکَ، شِفَاءٌ لَا یُعَادِرُ سَقَمًا] ”اے انسانوں کے رب! بیماری دور فرما دے، شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔“ (صحیح البخاری، المرض، باب دعاء العائد للمریض، حدیث: ۵۶۴۵) ⑦ میت کے ساتھ جانا اور اس کا جنازہ پڑھنا بھی لازمی حق ہے۔ جنازہ پڑھ کر واپس آ جانا جائز ہے۔ لیکن قبر تیار کرنے اور دفن کرنے میں مدد دینا اور دفن سے فارغ ہو کر آنا دگنے ثواب کا باعث ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۳۹) ⑧ مومن کے لیے اچھی چیز چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ

اس کی خیر خواہی کرے اور اس سے اس قسم کا سلوک کرے جس قسم کے سلوک کی وہ خود دوسروں سے توقع رکھتا ہے مثلاً: جس طرح ایک آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور بے عزتی نہ کی جائے اسی طرح اسے دوسروں کا احترام کرنا اور دوسروں کی بے عزتی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتا ہے کہ مشکل میں دوسرے اس کی مدد کریں اسے چاہیے کہ خود بھی دوسروں کی مدد کرے۔

۱۴۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٌ، بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَلْفَحْ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعٌ خِلَالٍ: يُسَمُّهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرَضَ».

۱۳۳۴- حضرت ابو مسعود عقیدہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے ذمے مسلمان کے چار کام ہیں: جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے جب وہ اسے دعوت دے تو قبول کرے جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے جنازے میں) حاضر ہو اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔“

۱۴۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّجْبَةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَتَشْيِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ».

۱۳۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ چیزیں مسلمان کے مسلمان پر حقوق میں شامل ہیں: سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا جنازے میں حاضر ہونا بیمار کی عیادت کرنا اور جب چھینکے والا اللہ کی تعریف کرے (الحمد للہ کہے) تو اسے دعا دینا (يَرْحِمُكَ اللَّهُ کہنا)۔“

۱۴۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۱۳۳۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۴۳۶- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۳/۵ عن يحيى بن سعيد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ۶۴/۴، والذهبي.

۱۴۳۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۳۲/۲ عن محمد بن بشر به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله

۱۴۳۶- أخرجه البخاري، المرض، باب عبادة المغمى عليه، ح: ۵۶۵۱، ومسلم، الفرائض، باب ميراث الكلاله، ح: ۱۶۱۶ من حديث سفيان به مطولاً.

الصَّنْعَانِي: حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُكَدِّرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَاشِيًا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَأَنَا فِي بَنِي سَلَمَةَ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بنو سلمہ کے محلے میں تھا۔

۱۴۳۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعُودُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۱۳۳۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ تین دن کے بعد ہی بیمار کی عیادت فرماتے تھے۔

۱۴۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ، عَنْ مُوسَى ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَتَنَفَّسُوا لَهُ فِي الْأَجْلِ. فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَزِدُّ شَيْئًا. وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ».

۱۳۳۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے زندگی کی امید دلاؤ اس سے (تقدیر کا فیصلہ تو) کچھ نہیں ملتا لیکن بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے۔“

۱۴۳۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۳۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اس سے فرمایا: ”تمہارا کس چیز کو پی چاہتا



۱۴۳۷۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۳۵۱ لعلته، وفيه علل أخرى، وقال أبو حاتم: "لهذا حديث باطل موضوع"، وله شاهد موضوع. لا يستشهد به. عند الطبراني في الأوسط * فيه نصر بن حماد وهو كذاب كما قال ابن معين رحمه الله.

۱۴۳۸۔ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الطب، باب تطيب نفس المريض، ح: ۲۰۸۷ من حديث عقبة، وقال: "غريب" * موسى بن محمد التيمي منكر الحديث كما في التقريب وغيره.

۱۴۳۹۔ [إسناده ضعيف] * صفوان بن هيرة لين الحديث كما في التقريب، وانظر، ح: ۳۴۴۰.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - مريض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

ہے؟“ اس نے کہا: گندم کی روٹی کو جی چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے پاس بھیجے۔“ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو وہ اسے کھلا دے۔“

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ: «مَا تَشْتَهِي؟» قَالَ: أَشْتَهِي خُبْزَ بَرْ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزَ بَرْ فَلْيَبْعَثْ إِلَيَّ أَخِيهِ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أَشْتَهَى مَرِيضٌ أَحَدَكُمْ شَيْئًا، فَلْيُطْعِمْهُ».

۱۴۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک بیمار کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ”تمھارا کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ کیا کھک کی خواہش ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں! چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے کھک (ایک خاص قسم کی روٹی) منگوا دی۔

۱۴۴۰- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْجَمَّانِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ بَزِيدِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَرِيضٍ يَعُوذُهُ. فَقَالَ: «أَتَشْتَهِي شَيْئًا؟ أَتَشْتَهِي كَعْكًا؟» قَالَ: نَعَمْ. فَطَلَّبُوا لَهُ.

۱۴۴۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اسے کہہ کہ تیرے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔“

۱۴۴۱- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحُطَّابِ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ. فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ».

باب ۳- بیمار کی عیادت کرنے والے کے ثواب کا بیان

(المعجم ۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا (التحفة ۲)

۱۴۴۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف"، وانظر، ح: ۳۴۴۱ * يزيد بن أبان تقدم، ح: ۱۸۸۰، وفيه علل أخرى.

۱۴۴۱- [إسناده ضعيف] وقال المنذري: "رواته ثقات مشهورون، إلا أن ميمون بن مهران لم يسمع من عمر"، ورواه الحسن بن عرفة عن كثير عن عيسى بن إبراهيم الهاشمي عن جعفر به، ولهذا من المزيد في متصل الاسانيد ولكن طريق ابن ماجه أيضًا محفوظ بدليل تصريح سماع كثير من جعفر، وأشار الحافظ في التهذيب إلى خطأه في ذكر تصريح السماع بين كثير وجعفر، فيصير الحديث ضعيفًا جدًا، لأن الهاشمي لهذا منكر الحديث.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

مریض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۴۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۳۳۲۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے انھوں نے

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے

الْحَكَم، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى،

فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

کے لیے آتا ہے تو وہ مریض کے پاس آ کر بیٹھنے تک

يَقُولُ: «مَنْ أَتَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا،

جنت کے پھل چٹا آتا ہے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس

مَشَى فِي خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسَ. فَإِذَا

پر رحمت سایہ لگن ہو جاتی ہے۔ اگر (عیادت) صبح کے

جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ. فَإِنْ كَانَ غَدْوَةً

وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے

صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى

رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار

يُصْبِي. وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ

فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں۔“

أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ.



فوائد و مسائل: ① مسلمان بھائی کی عیادت اتنا ثواب کا کام ہے کہ اس مقصد کے لیے چلنا جنت کے باغ

میں چلے اور جنت کے پھل چٹنے کے برابر ہے۔ اتنے زیادہ ثواب کے عمل کی وجہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ

تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ ② عیادت کے لیے مریض کے پاس بیٹھنا اللہ کی رحمت کا باعث

ہے۔ ③ فرشتوں کا رحمت کی دعا کرنا بھی اس شخص کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی خوش

خبری ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے کسی کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

۱۴۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَيَّانٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مریض کی

الْقَسَمَلِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ

عیادت کرتا ہے تو اسے آسمان سے ایک آواز دینے والا

۱۴۴۲۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، ح: ۳۰۹۸ عن عثمان به، وصححه

الحاكم، والذهبي * الأعمش عن، تقدم، ح: ۱۷۸، وعن كشيخة الحكم بن عتيبة، كما في ح: ۱۱۹۲، وله

شواهد عند ابن حبان، ح: ۷۱۰ وغيره.

۱۴۴۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في زيارة الإخوان، ح: ۲۰۰۸ عن محمد بن

بشار وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وقال الإمام المباركفوري رحمه الله ليس في النسخ الموجودة عندنا لفظ

حسن بل فيها: "حديث غريب" (تحفة الأحوذی)، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۷۱۲، وقال: أبو سنان لهذا هو

الشياني، "اسمه سعيد بن سنان" (الإحسان)، ح: ۲۹۶۱، ولهذا وهم منه، راجع تحفة الأشراف وغيره، وقال

الترمذي: "أبو سنان اسمه عيسى بن سنان"، والشاهد الذي ذكره الترمذي، أخرجه مسلم، ح: ۲۵۶۷، وليس فيه ما

يشهد له.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المشكاة للعلیانی، حدیث: ۵۰۱۵۱۵۵۵، التحقیق الثانی) ② یہ فرشتوں کی طرف سے عیادت کرنے والے کے لیے خوش خبری ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دعا ہو اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا: ”تو پاک رہے“ (تیری زندگی پاک اعمال اور نیک سیرت کے ساتھ گزرے) تیرا چلنا بھی پاک ہو (آخرت میں تو جنت میں پہنچے) اور تجھے جنت میں گھر نصیب ہو۔“

۱۴۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ
 كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَقَدْ مَوْتَانَا
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» .

۱۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے میرے مرنے والوں کو! (لا الہ
 الا اللہ) کی تلقین کرو۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ①: اس حدیث میں مرنے والے سے مراد قریب الوقات شخص ہے۔ ②: عقین سے عام طور پر علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ قریب الوقات شخص کے پاس (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) پڑھا جائے تاکہ وہ بھی جن کر پڑھ لے۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے حاشیہ میں یہی فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحناظر، باب تلقین المؤمن لا إله إلا الله) نواب وحید الزمان خاں نے سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں اس مقام پر فرمایا: ”مستحب ہے کہ میت، یعنی جو مر رہا ہو، اس کو زبانی یہ کلمہ یاد لائیں اور زیادہ اصرار نہ کریں، ایسا نہ ہو کہ انکار کر بیٹھے۔“ البتہ علامہ ناصر الدین الباقی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عقین سے مراد کلمہ توحید پڑھ کر اسے صرف سنانا ہی نہیں بلکہ اس سے کہا جائے کہ وہ بھی پڑھے۔ اس کی دلیل میں انھوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لے گئے تو فرمایا: ”ما من حان إلا إله إلا الله“ کہے۔ ”اس نے کہا: ”میں ماموں ہوں یا چچا؟“ آپ نے فرمایا: ”بلکہ“

١٤٤٦- [إسناده ضعيف] * إسحاق بن عبد الله مستور (تقريب)، لم يوثقه أحد فيما أعلم.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - قریب الوفات مفصّل سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ،
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمْ
الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ، فَقُولُوا خَيْرًا. فَإِنَّ
الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ».

۱۳۴۷- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیمار کے پاس
جاؤ۔“ یا فرمایا: ”مرنے والے کے پاس جاؤ تو اچھی
بات کہو کیونکہ تم جو کچھ (اس وقت) کہتے ہو فرشتے اس
پر آمین کہتے ہیں۔“

(ام المؤمنین نے فرمایا) جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات
ہوئی تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کہو: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِئِي
وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عَقَبَى حَسَنَةً] ”اے اللہ! مجھے اور اسے
بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔“ ام المؤمنین
نے فرمایا: میں نے یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان
سے بہتر (خاوند) عطا فرمادیا یعنی اللہ کے رسول حضرت
محمد ﷺ۔

فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ
قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ.
قَالَ: «قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي
مِنْهُ عَقَبَى حَسَنَةً». قَالَتْ: فَفَعَلْتُ.
فَأَعْقَبَنِي اللَّهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ. مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① قریب الوفات بیمار آدمی کی عیادت بھی ضروری ہے۔ ② وفات کے بعد اہل علم و فضل
حضرات کو بھی چاہیے کہ میت والوں کے گھر میں جا کر میت کے لیے مغفرت کی اور متعلقین کے لیے صبر جمیل کی
دعا کریں۔ ③ ہمارے ملک میں جو رواج ہے کہ باہر درمی یا صفیں بچھا کر تین دن تک بیٹھے رہتے ہیں لوگ آتے
ہیں اور بار بار ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں اور اس موقع پر فاتحہ پڑھنے کا بھی جواز
نہیں۔ ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے دعا کی جاسکتی ہے۔ ④ میت کے درطاء کو
چاہیے کہ وہ مرنے والے کے خلا کو پر کرنے کے لیے یہ مسنون دعا پڑھیں تاکہ انھیں اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا
فرمائے۔ ⑤ کسی بھی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: [إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ
أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا] (صحیح مسلم الجنائز، باب: ما يقال عند
المصيبة؟) حدیث: ۹۱۸ ”ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری

٦- أبواب ما جاء في الجنائز قریب الوفات شخص سے متعلق احکام و مسائل

مصیبت میں اجر عطا فرما اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔ (صحیح مسلم الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة؟، حدیث: ۹۱۸)

۱۴۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۳۸- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «افْرُؤُوهَا عِنْدَ مَوْتَانِكُمْ» يَعْنِي يَسَ.

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے اس لیے قریب المرگ شخص پر سورہ یس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے اس کی بجائے اس کے لیے دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس دشوار مرحلہ کو آسان فرما دے۔



۱۴۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۳۳۹- حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک اپنے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبُ الْوَفَاةِ، أَتَتْهُ أُمُّ بَشِيرَ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ. فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ لَقِيتُ فَلَانًا فَأَقْرَأُ عَلَيْهِ

۱۴۴۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب القراءة عند الميت، ح: ۳۱۲۱ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، وضعفه الدارقطني * أبو عثمان هذا مجهول كما قال ابن المديني وغيره، وله شاهد ضعيف موقوف.

۱۴۴۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير ۱۹/ ۶۴، ۶۵، ح: ۱۲۲ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه، وانظر، ح: ۱۲۰۹، وللحديث عدة أخرى، أخرجه الترمذي، ح: ۱۶۴۱ وغيره من طريق آخر عن الزهري به مختصراً، وقال: "حسن صحيح"، والحديث الآتي (۴۲۷۱) يعني عنه.

حالت نزع کا بیان

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

ام بشر ﷺ نے کہا: ابوعبدالرحمن! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک نہیں سنا: ”مومنوں کی رو جس سبز پرندوں میں ہیں جنت کے درختوں سے (پھل) کھاتی ہیں۔“ انھوں نے کہا: ہاں (یہ تو سنا ہے۔) انھوں نے کہا: میرا بھی یہی مطلب ہے۔

قَالَ: قَالَ: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا أُمَّ بَشِيرٍ حَتَّى أَشْغَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ خَضِرٍ، تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ» قَالَ: بَلَى. قَالَتْ: فَهَوَ ذَاكَ.

🌞 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے آئندہ آنے والی حدیث: (۳۷۷) اس سے کفایت کرتی ہے، لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② میت کو جنت میں اس کے درجے کے مطابق نیا جسم مل جاتا ہے۔ ③ جنت کی راحت اور جہنم کا عذاب مرنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ④ ان معاملات کا تعلق عالم غیب سے ہے جو اس دنیا سے بالکل مختلف جہان ہے۔ اس کے حالات کو دنیا کے حالات کی روشنی میں سمجھنا ممکن نہیں اس لیے جتنی بات قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہو اس پر ایمان رکھنا چاہیے اس کی کیفیت کی بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔

۱۳۵۰- حضرت محمد بن مکرر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ وفات کا وقت تھا تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو سلام کہہ دیجیے گا۔

۱۴۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْمَاجْشُونِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يُمُوتُ. فَقُلْتُ: اقْرَأْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ السَّلَامَ.

باب: ۵- مومن کو نزع کی سختی پر ثواب ملتا ہے

(المعجم ۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ (التحفة ۵)

۱۳۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۱۴۵۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۴۵۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۹۱/۴ عن محمد بن مقاتل المروزي عن يوسف بن يعقوب الماجشون به، وأخرجه: ۶۹/۳ عن أبي إبراهيم إسماعيل بن محمد عن الماجشون به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات إلا أنه موقوف".

۱۴۵۱- [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * الوليد بدلس تدليس التوبة ولم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز

حالت نزع کا بیان

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْتُمُّ الْمَوْتُ. فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ مَا بِهَا قَالَ لَهَا: «لَا تَبْتَسِي عَلَى حَمِيمِكَ. فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ».

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جب کہ ان کے پاس ان کا ایک رشتہ دار تھا جس پر موت کی سختی طاری تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رخ دیکھا تو فرمایا: ”عائشہ! اپنے رشتہ دار پر غم نہ کرو یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے ہے۔“

۱۴۵۲۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

۱۳۵۲۔ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔“



🌞 فوائد ومسائل: ① [جبین] کا ترجمہ عام طور پر پیشانی کیا جاتا ہے لیکن حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے تفسیر ”حسن البیان“ میں سورہ صافات آیت: ۱۰۳ کی تفسیر میں لکھا ہے: ”ہر انسان کے چہرے پر دو جبینیں (دائیں اور بائیں) ہوتی ہیں اور درمیان میں پیشانی (جبہ) ہے۔“ ② جبین کے پسینے کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ مومن پر موت کی سختی کی وجہ سے اسے پسینہ آ جاتا ہے۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے بہت زیادہ سختی نہیں ہوتی بلکہ محض پسینہ آنے جیسی مشقت ہوتی ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مومن حلال کمائی کے لیے کوشش اور محنت کرتے ہوئے یا زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائی کی کوشش کرتے ہوئے دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا آخری وقت آ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۵۳۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا ۱۳۵۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

۴۴ فی ج: ۲۵۵.

۱۴۵۲۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن المؤمن يموت بعرق الجبين، ح: ۹۸۲ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳/۱، ووافقه الذهبي * قتادة لم يفرده به بل تابعه كهمس بن الحسن التميمي عند النسائي: ۶/۴، ح: ۱۸۳۰، وإسناده صحيح.

۱۴۵۳۔ [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "في إسناده نصر بن حماد، كذبه يحيى بن معين وغيره"، وشيخه مجهول (تقريب).

۶- أبواب ما جاء في الجنائز میت کی آنکھیں بند کرنے سے متعلق احکام و مسائل

نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ كَرْدَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، مَتَى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ؟ قَالَ: «إِذَا عَايَنَ».

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: بندہ لوگوں کو پہچاننا کب چھوڑ دیتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ (آخرت کی چیزوں یا موت کے فرشتوں کا) مشاہدہ کر لیتا ہے۔“

(المعجم ۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ (التحفة ۶)

باب: ۶- میت کی آنکھیں بند کرنا

۱۴۵۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُسَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ دُوَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ، وَقَدْ شَوَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ الْبَصَرُ».

۱۳۵۳- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (کی میت) کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں، آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا: ”جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ جب روح پرواز کرتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے لیکن نظر کہاں تک تعاقب کر سکتی ہے تعاقب کے تو صرف چند لمحات ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انسان کا ہر عضو بے حس ہو جاتا ہے اور آنکھیں بھی بے حس اور بے نور ہو جاتی ہیں۔ اب انھیں کھلے رہنے دینے کا کیا فائدہ؟ اب وہ ان آنکھوں سے دیکھ تو نہیں سکے گا۔ ② آنکھیں بند کر دینے میں یہ حکمت ہے کہ اگر میت کی آنکھیں کھلی رہیں تو یہ ایک ناپسندیدہ منظر ہوتا ہے اور بعض انسان اس سے خوف محسوس کر سکتے ہیں لیکن اگر آنکھیں بند ہوں تو اس کی ظاہری کیفیت نیند سے مشابہ ہوتی ہے جو ایک مانوس منظر ہے اس طرح دیکھنے والے کو میت ایک قابل احترام صورت میں نظر آتی ہے۔ مسلمان کے احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی میت اس انداز سے نہ رکھی جائے جو ناپسندیدہ منظر پیش کرے۔

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز میت کو بوسہ دینے سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، سُلَيْمَانُ بْنُ
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا قَزْعَةُ
ابْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنِ
الرَّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ شَدَّادِ
ابْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا
حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ، فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ. فَإِنَّ
الْبَصَرَ يَتَّبِعُ الرُّوحَ. وَقُولُوا خَيْرًا. فَإِنَّ
الْمَلَائِكَةَ تُوَمِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ».

۱۳۵۵۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے فوت ہونے
والوں کے پاس موجود ہو تو (ان کی) آنکھیں بند کر دیا
کرہ کیونکہ نظر بھی روح کے پیچھے پیچھے جاتی ہے اور اچھی
بات کہو کیونکہ (اس وقت) گھر والے جو کچھ کہتے ہیں
فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ
گزشتہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
(الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۶۰/۲۸) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر
شواہد کی وجہ سے قابلِ عمل اور قابلِ حجت ہے۔ ② وفات کے بعد میت کا ذکر اچھے انداز میں کرنا چاہیے اور اس
کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے مثلاً یوں کہے: اللہ اس پر رحمت کرے اللہ اسے معاف کرے اللہ اسے جنت
دے۔ اس کے بارے میں نامناسب باتیں کرنے اور اس کے عیب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسی
طرح پس ماندگان کے بارے میں بھی اچھی بات کہیں مثلاً: اللہ تمہیں صبر عطا فرمائے اللہ آپ لوگوں کی مدد
فرمائے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۱۳۷ اور اس کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْيِيلِ
الْمَيِّتِ (التحفة ۷)

باب: ۷۔ میت کو بوسہ دینے کا بیان

۱۴۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ
۱۳۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون

۱۴۵۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۲۵/۴ من حديث قزعة به، وصححه الحاكم: ۳۵۲/۱، والذهبي،
وحسنه البوصيري، والحديث السابق يعني عنه قزعة بن سويد ضعيف، ضعفه الجمهور.

۱۴۵۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في تقْيِيلِ المَيِّتِ، ح: ۳۱۶۳ من حديث سفيان به،
وصححه الترمذي، ح: ۹۸۹، والحاكم عاصم ضعيف كما تقدم، ح: ۹۰۷، وله شاهد عند الزار (مختصر زوائد
اليزار، ح: ۵۴۹) عن العمري عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه به، الخ، وقال الحافظ ابن
حجر: "إسناده لين".

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ
الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَبَّلَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ.
فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف تیرہ افراد اسلام لائے تھے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نواب وحید الزمان خان رحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ② غم کی وجہ سے رونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں بلکہ رحمت اور نرم ولی کی علامت ہے۔ ③ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے رسول اللہ ﷺ سے میت کو بوسہ دینا ثابت نہیں، البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔

۱۴۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ،
وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَسَهْلُ بْنُ
أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ،
عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ
أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

(المعجم ۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ
النَّبِيِّ (التحفة ۸)

۱۴۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ
قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ

۱۴۵۸۔ حضرت ام عطیہ (نسبہ بنت کعب انصاریہ)
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ
کی صاحب زادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی
تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے

۱۴۵۷۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ۴۴۵۵-۴۴۵۷ من حديث يحيى به.

۱۴۵۸۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يستحب أن يغسل وترًا، ح: ۱۲۵۴ من حديث الثَّقَفِيِّ، ومسلم،
الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۲۹ من حديث أيوب به.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام ومسائل

تُغَسَّلُ ابْتَهَ أَمَّ كُثْلُومٍ. فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَبَسْدِيرٍ. وَاجْعَلْنَ فِي الْأَجْرَةِ كَأَفُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَأَفُورٍ. فَإِذَا فَرَعْتَنَ فَأَذْنِبِي» فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ. فَأَلْفَى إِلَيْنَا حَقُّهُ. وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

آپ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے چٹوں کے ساتھ تین بار یا پانچ بار غسل دو۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے زیادہ بار غسل دے دینا اور آخری بار غسل دینے وقت پانی میں کافور یا فرمایا: تھوڑا سا کافور ڈال لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔“ ہم نے (غسل دینے سے) فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے جسم سے متصل پہنادو۔“



فوائد ومسائل: ① عورت کو عورتیں غسل دیں اور مرد فوت ہو جائے تو اسے مرد ہی غسل دیں البتہ خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۳۶۳، ۱۳۶۵) ② بیری کے چٹوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے، اس طرح صفائی بہتر ہوتی ہے یا آج کل صابن سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ ③ میت کے جسم پر ایک سے زیادہ بار پانی بہایا جائے لیکن تعداد طاق ہو۔ ④ کافور کی خوشبو کبڑے کوڑوں کو دور رکھتی ہے۔ میت کے جسم پر آخری بار جو پانی بہایا جائے اس میں کافور ڈال لینا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے لباس سے اور دوسری ایسی اشیاء سے جو نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوئی ہوں برکت لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے یقینی ہو صحابہ تابعین نے کسی اور شخصیت سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ نہیں کیا۔



۱۴۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي حَفْصَةُ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ. وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ: «اغْسِلْنَهَا وَتَرًّا» وَكَانَ فِيهِ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا» وَكَانَ فِيهِ: «ابْدَأُوا بِمَيِّمِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا» وَكَانَ فِيهِ: «أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَسَّطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ».

۱۴۵۹- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے طاق بار غسل دو۔“ اور یہ الفاظ بھی ہیں: ”اسے تین بار یا پانچ بار غسل دو۔“ اور یہ الفاظ بھی ہیں: ”اس کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے غسل دینا شروع کرو۔“ اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ہم نے ان کے بالوں کو کنگھی کر کے تین لٹیں بنادیں۔“

۶- أبواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل دیتے وقت پہلے جسم کے دائیں حصے کو غسل دیا جائے، پھر بائیں حصے کو اور اس سے پہلے اعضائے وضو کو دھویا جائے اس میں دائیں ہاتھ دائیں بازو اور دائیں پاؤں کو بائیں جانب والے مذکورہ اعضاء پر اولیت دی جائے۔ ② عورت کے بالوں کو کنگھی کرنا اور بالوں کے تین حصے کر کے پیچھے ڈالنا چاہیے۔ ایک روایت میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بھی ہے: [فَصَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَالْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا] (صحیح البخاری، الجنائز، باب یلقى شعر المرأة خلفها، حدیث: ۱۲۶۳) ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی (رضی اللہ عنہا) کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنائیں اور وہ ان کے پیچھے ڈال دیں۔“ ممکن ہے بالوں کو گوندھ کر مینڈھیں یا چوٹیوں کی شکل دی گئی ہو اور ممکن ہے کہ بالوں کی لٹوں کو کشیدہ کے طور پر مینڈھیاں کہہ دیا ہو لیکن ”صَفَرْنَا“ کے لفظ سے بظاہر پہلے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۶۰- حَدَّثَنَا يَسْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُبْرِزْ فَخْذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخْذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۱۳۶۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنی ران ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو نہ دیکھو۔“

فوائد و مسائل: ٹانگ کا گھٹنے سے اوپر کا حصہ ”فَخْذُ“ (ران) کہلاتا ہے۔ اور اس سے متعلق یہ (۱۳۶۰) روایت ضعیف ہے اسی لیے اس کے متعلق علماء میں اختلاف ہے کہ یہ ستر میں شامل ہے یا نہیں اور کسی کی ران کو دیکھنا شرعاً جائز ہے یا ممنوع۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر میں شامل تو نہیں تاہم اسے چھپانا افضل ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: ”ابن عباسؓ جبرہ اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ران ستر ہے۔“ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی ران سے کپڑا ہٹا دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور حضرت جبرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط ہے تاکہ علماء کے اختلاف سے نکل جائیں.....“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب ما یذکر فی الفخذ، قبل حدیث: ۳۷۱) علامہ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز میں ران کے ستر ہونے کو ترجیح دی ہے امام ترمذی نے [إِنَّ الْفَخْذَ عَوْرَةٌ] ”ران ستر ہے۔“

۱۴۶۰- [إسناده ضعیف جداً] أخرجه أبو داود، الحما، باب النهي عن التعري، ح: ۴۰۱۵، وضعفه بقوله: ”هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ“ * حبيب عنعن وتقدم ذكره في، ح: ۳۸۳، ولم يسمع من شيخه هذا الحديث بل سمعه من عمرو بن خالد الواسطي، وهو كذاب كما تقدم، ح: ۹۶۶.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

والی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذی، الأدب، باب ما جاء أن الفخذ عورة، حدیث: ۲۷۹۵)

۱۴۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجُمَيْصِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُشْرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيُغَسَّلَ مَوْتَاكُمُ الْمَأْمُونُونَ».

۱۳۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو قابل اعتماد ہوں۔“ (تا کہ اگر میت کے بارے میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جس کا ظاہر کرنا مناسب نہیں تو وہ اسے راز رکھ سکیں۔)

۱۴۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ، وَلَمْ يُفَشِّ عَلَيْهِ مَا رَأَى، خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۱۳۶۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میت کو غسل دیا، کفن دیا، خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا (قبرستان کو لے جاتے ہوئے اس کی چارپائی کو کندھا دیا) اس کا جنازہ پڑھا، اس کی جو چیز نظر آئی (جو ظاہر کرنے کے قابل نہ ہو) اسے ظاہر نہ کیا، وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح اپنی ماں کے ہاں پیدا ہونے کے دن (گناہوں سے پاک صاف) تھا۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت تو صحیح نہیں ہے تاہم دوسرے دلائل سے واضح ہے کہ میت کے بارے میں معلوم ہونے والی نامناسب باتوں کو راز میں رکھنا ثواب ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرماتا ہے۔“ (المستدرک للحاکم، الجنائز: ۳۶۲/۱) اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح الترغیب، حدیث: ۳۳۹۳)

۱۴۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ۱۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۴۶۱- [إسناده موضوع] أخرجه ابن عدي: ۲۴۱۱/۶ من حديث بقة ثنا مبشر بن عبيد به، وانظر، ح: ۱۱۲۹ لعلته.

۱۴۶۲- [إسناده موضوع] أخرجه ابن عدي: ۱۷۷۷/۵ من حديث المحاربي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۴۶۰ لعلته * عمرو هو الواسطي، وعباد بن كثير البصري 'متروك' قال أحمد: روى أحاديث كذب (تقريب).

۱۴۶۳- [صحیح] أخرجه الترمذی، الجنائز، باب ما جاء في الغسل من غسل الميت، ح: ۹۹۳ عن محمد بن عبد الملك به، وقال: "حسن"، وله طريق آخر حسن عند أبي داود، ح: ۳۱۶۲ وغيره، وله شواهد كثيرة، منها ما

۶- أبواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

بْنِ أَبِي الشَّوَّازِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مِثْلِهِ: "جَوْشَخُصِ مِثْلَ كَوَسْلِ دَعَا وَهُ
لُمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ».

فائدہ: یہ حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں، یعنی غسل دینے کے بعد غسل کرنا افضل ہے، واجب نہیں۔ حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے تو کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔" دیکھیے:

(سنن الدارقطني، حدیث: ۲۱۷۹۲/۲۲۲)

باب ۹- خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا
خاوند کو غسل دینا

(المعجم ۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ
الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا
(التحفة ۹)

۱۳۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں
نے فرمایا: اگر مجھے پہلے وہ خیال آ جاتا جو بعد میں آیا تو
نبی ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔

۱۴۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَهْرِي مَا
اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَيْرُ نِسَائِهِ.

فائدہ: خاوند اور بیوی کا باہمی تعلق ایسا ہے جو کسی اور کا نہیں اور ان کا ایک دوسرے سے جسم کے کسی حصہ کا
پردہ بھی نہیں اس لیے سب سے زیادہ انہی کا حق ہے کہ ایک دوسرے کو غسل دیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد بھی
ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے کا نہ چہرہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو غسل
دے سکتے ہیں۔

۱۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۳۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں

❖ أخرجه البيهقي، وإسناده حسن.

۱۴۶۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في سنن الميت عند غسله، ح: ۳۱۴۱، وأحمد: ۲۶۷/۶
من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم به.

۱۴۶۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۲۸/۷، ومن طريقه الدارقطني: ۷۴/۲، وصححه ابن حبان

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بقیع سے آئے تو دیکھا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور میں کہہ رہی ہوں: ہائے میرا سرا نجی ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ عائشہ! میں (کہتا ہوں): ہائے میرا سرا“ پھر فرمایا: ”تمہارا کیا نقصان ہے اگر تمہاری وفات مجھ سے پہلے ہوگئی؟ (اس صورت میں) میں خود تمہارے لیے (کفن و دفن کا) اہتمام کروں گا، تمہیں خود غسل دوں گا، خود کفن پہناؤں گا، خود تمہارا جنازہ پڑھوں گا اور خود دفن کروں گا۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ عَثْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْبَقِيعِ. فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صَدَاعًا فِي رَأْسِي. وَأَنَا أَقُولُ: وَارَأْسَاهُ. فَقَالَ: «بَلْ أَنَا، يَا عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ» ثُمَّ قَالَ: «مَا ضَرَّكَ لَوْ مِتَّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكَ فَغَسَلْتُكَ وَكَفَّنْتُكَ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَدَفَنْتُكَ».



فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل متفق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث کے بعض حصے کے شواہد صحیح بخاری میں ہیں جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۸۲۸۱/۳۳ و الإرواء، حدیث: ۷۰۰) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② یہ واقعہ ۲۹ صفر ۱۱ھ بروز پیر کا ہے۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: ۶۲۳) یہ اس مرض کی ابتدا تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ③ جسمانی تکلیف کا اظہار تو کل اور رضا بالقضاء کے منافی نہیں۔ ④ خاندان اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور کفن پہنا سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن تخصیص کی کوئی دلیل نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کی عمومیت ثابت ہے جیسا کہ موطا اور بیہقی کی روایات میں ہے: [أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتُ عُمَيْسٍ غَسَلَتْ أَبَا بَكْرٍ حِينَ تُوُفِّيَ] ”ابو بکر کی وفات پر اسماء بنت عمیس نے انھیں غسل دیا۔ (موطا امام مالک، الجنائز، باب غسل الميت، والسنن الكبرى للبيهقي: ۳/۳۹۷) ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ انھوں نے اپنی زوجہ محترمہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات پر غسل دیا تھا۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني، الجنائز، باب الصلاة على القبر والسنن الكبرى للبيهقي: ۳/۳۹۶) اس لیے باقی امت کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دینا صحیح نہیں ہے۔



۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ

بَاب: ۱۰۔ نبی ﷺ کو غسل دینے جانے

النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۱۰)

کامیان

۱۳۶۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو (گھر کے) اندر سے ایک (نامعلوم) آواز دینے والے نے آواز دی: رسول اللہ ﷺ کی قمیص نہ اتارو۔ (چنانچہ قمیص سمیت غسل دیا گیا۔)

۱۴۶۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ الْأَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرَيْدَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ بِنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَخَذُوا فِي غَسْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَادَاهُمْ مَنَادٌ مِنَ الدَّخْلِ: لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَمِيصَهُ.

۱۳۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب نبی ﷺ کو غسل دیا تو انھوں نے وہ چیز معلوم کرنی چاہی جو میت سے ظاہر ہوا کرتی ہے لیکن ایسی کوئی چیز محسوس نہ ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اس پاک ہستی پر میرا باپ قربان ہوا! (اے نبی!) آپ زندگی میں بھی پاک تھے وفات کے بعد بھی پاک ہیں۔

۱۴۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خِزَامٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: أَتَيْنَا مَعْمَرًا، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا غَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَيِّتِ، فَلَمْ يَجِدْهُ. فَقَالَ: يَا بِي، الطَّيِّبُ، طَيِّبٌ حَيًّا وَطَيِّبٌ مَيِّتًا.

🌟 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تخریج المختارہ: رقم ۳۵۳ و سنن ابن ماجہ للذکور

۱۴۶۶۔ [حسن] أخرجه المزي في تهذيبه ۳۰۰/۲۲ من حديث أبي معاوية به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف أبي بردة واسمه عمرو بن يزيد . . ."، وأخرجه الحاكم: ۳۵۴/۱ عن أبي قتيبة سالم (وفي نسخة: سلمة) بن الفضل الأدمي بمكة عن إبراهيم بن هاشم البغوي ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا أبو معاوية ثنا أبو بردة مريد بن عبدالله به، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي، وله شاهد عند أبي داود وغيره، وقد تقدم، ح: ۱۴۶۴.

۱۴۶۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۸۸/۳ وغيره من طرق عن معمر به، وصححه البوصيري، والحاكم: ۵۹/۳ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ۴۷۶۲/۲، ورواه ابن المبارك وغيره عن معمر به مرسلًا، ورجحه الدارقطني في العلل: (السؤال: ۳۷۱)، وروى صالح بن كيسان عن الزهري حدثني سعيد بن المسيب به مرسلًا (ابن سعد: ۲/۲۸۱)، وله شاهد عن الشعبي نحوه، قال الذهبي: مرسل جيد (المسيرة النبوية، ص: ۵۷۶).

۶- ابواب ما جاء في الجنائز کفن سے متعلق احکام و مسائل

بشار عواد، حدیث: (۱۳۶۷) ⑤ غسل دینے سے قبل میت کا پیٹ آہستہ سے ملنا چاہیے۔ اگر کوئی نجاست ظاہر ہو تو اسے دھویا جائے۔ ⑥ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ عام طور اس موقع پر میت سے ایسی چیز نظر آ جاتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے والے حضرات یہ تھے: حضرت عباس، حضرت علی، حضرت عباس کے دو صاحبزادے فضل اور قثم، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران، حضرت اسامہ بن زید اور حضرت اوس بن خویلیہ، حضرت عباس، حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی (الرحیق المختوم، ص: ۲۳۳)

۱۴۶۸- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ: ۱۳۶۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے میرے کنوئیں بزرگرس کے پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔“
حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ
ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَغْسِلُونِي
بِسَبْعِ قَرَبٍ، مِنْ بَرِّي بِرِّ عَرَسٍ».

🌞 نو آمد و مسائل: ① بزرگرس مدینہ میں اس طرف ایک کنواں تھا جہاں قبیلہ بنو نضیر کی رہائش ہوا کرتی تھی یہ کنواں اپنے پانی کی عمدگی کی وجہ سے مشہور تھا۔ (معجم البلدان: ۱۹۳/۳) ② مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفْنِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۱۱)

۱۴۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

۱۴۶۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في التهذيب: ۳۷۸/۶ من حديث أبي بكر بن أبي عاصم عن عباد، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف" * عباد وثقه جماعة، وضعفه جماعة، وكان يشتم عثمان رضي الله عنه، ويقول: "الله أعدل من أن يدخل طلحة والزبير الجنة لأنهما بايعا علياً ثم قاتلاه"، فمثلته لا يحتج به أبداً، ولم يخرج عنه البخاري إلا مقروناً.

۱۴۶۹- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الثياب البيض للكفن، ح: ۱۲۶۴، ۱۲۷۱، ۱۲۷۳، ومسلم، الجنائز،

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز کفن سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَنْوَاجٍ بِبَيْضِ يَمَانِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ. فَقِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفَّنَ فِي جَبْرَةٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ جَاءُوا بِبُرْدٍ جَبْرَةٍ، فَلَمْ يَكْفُونَهُ.

ﷺ کو تین سفید یعنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو دھاری دار چادروں میں کفن دیا گیا تھا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ دھاری دار چادریں لائے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان میں کفن نہیں دیا گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① کفن کا سفید ہونا بہتر ہے جیسے آگے حدیث: (۱۳۷۳) میں بھی آرہا ہے۔ ② رنگ داریا دھاری دار کپڑے کا کفن بتانا بھی جائز ہے۔ اگر جائز نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے لیے ایسا کفن تیار نہ کرتے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ مرد و عورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

۱۴۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: هَذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي مُعَيْدٍ، حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثٍ رِيَاطٍ بِبَيْضِ سُحُولِيَّةٍ.

۱۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی چادروں میں کفن دیا گیا۔

🌞 فائدہ: ”سحول“ یمن کا ایک شہر ہے وہاں کے بنے ہوئے کپڑے سحولی کہلاتے ہیں۔

۱۴۷۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۳۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

باب فی کفن الميت، ح: ۹۴۱ من طرق عن هشام به مطولاً ومختصراً، ولفظ ابن ماجه أتم.

۱۴۷۰۔ [إسناده حسن] وحسنه البوصيري.

۱۴۷۱۔ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۵۰۴ لعلته، وفيه علة أخرى، وله طريق آخر ضعيف عند أبي داود، ح: ۳۱۵۳، وقال النووي: "هذا الحديث ضعيف، لا يصح الاحتجاج به، لأن يزيد بن أبي زياد مجمع على ضعفه"، يعني استقر الإجماع على ضعفه في عهد النووي رحمه الله، وانظر، ح: ۲۱۱۶، ۵۰۴.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - کفن سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: قَمِيصُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک نبی ﷺ کی وہ قمیص جسے آپ وفات کے وقت پہنے ہوئے تھے اور نجرانی چادروں کا ایک جوڑا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكُفْنِ (التحفة ۱۲)

باب: ۱۲- کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے؟

۱۴۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ. فَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ، وَابْسُوهَا».

۱۳۷۲- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے بہترین کپڑے سفید ہیں لہذا اپنے مردوں کو ان میں کفن دیا کرو اور خود بھی پہنو۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سفید لباس کی تعریف ہے اور اسے بہترین قرار دیا گیا ہے۔ اس لباس میں وقار اور رعنائی ہے جو مردانہ جلال کے مطابق ہے تاہم رنگ دار لباس پہننا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ رنگ ایسا نہ ہو جو عرف عام میں عورتوں کے لباس کا رنگ تصور کیا جاتا ہو کیونکہ مردوں کے لیے عورتوں سے مشابہت حرام ہے۔ ② کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے تاہم ہلکے رنگ کا کوئی کپڑا بھی استعمال ہو سکتا ہے ارشاد نبوی ہے: ”جب تمھارا کوئی فرد فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔“ (سنن ابی داؤد الجنائز باب: فی الکفن، ۳۱۵۰)

۱۴۷۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَنَبَانَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ

۱۳۷۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن جوڑا ہے۔“

۱۴۷۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، اللباس، باب في البياض، ح: ۴۰۶۱ من حديث ابن خثيم به، وصححه الترمذي، ح: ۹۹۴، وابن حبان، ح: ۱۴۳۹-۱۴۴۱.

۱۴۷۳- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب كراهية المغلاة في الكفن، ح: ۳۱۵۶ من حديث ابن وهب به، وصححه الحاكم، والذهبي، وله شاهد عند الترمذي وغيره.

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز - میت کے آخری دیدار کی اجازت کا بیان

یہ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ».

فائدہ: [حُلَّة] ایک ہی طرح کی دو چادروں کو کہتے ہیں۔

۱۴۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۳۷۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی اپنے بھائی کے معاملات کا نگران بنے تو اسے اچھا کفن دے۔“

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ مَعْمَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ لِيُخْسِنَ كَفَنَهُ».

فائدہ: اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرا ہوا اتا موٹا ہو کہ بدن کو چھپالے اتنا بڑا ہو کہ پورا جسم چھپ جائے اور درمیانی قسم کا ہو۔ بہت زیادہ نفیس اور قیمتی مراد نہیں ہے۔

المعجم (۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظْرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ (التحفة ۱۳) باب: ۱۳- کفن پہنا کر میت کا آخری دیدار کرنا

۱۴۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۱۳۷۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے اس کے کفن میں (پوری طرح) نہ لپیٹنا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں۔“ پھر آپ ﷺ ان کے پاس آ کر ان پر جھک گئے اور رو پڑے۔

حَدَّثَنَا سُمَرَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ إِبْرَاهِيمُ، ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُدْرِجُوهُ فِي أَكْفَانِهِ حَتَّى نُنْظُرَ إِلَيْهِ» فَأَتَاهَا فَأَنْكَبَ عَلَيْهِ، وَبَكَى.

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کا چہرہ بھی دیکھنا جائز ہے اور غم اور مدد کے وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہو جانا بھی قابل ملامت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے فرزند

۱۴۷۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب أمر المؤمن بإحسان كفن أخيه، ح: ۹۹۵ عن ابن بشار به، قال: "حسن غريب"، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ۹۴۳ وغيره.

۱۴۷۷- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * أبو شبة يوسف بن إبراهيم ضعيف (تقريب).

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - وفات کا اعلان کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر رونا ایک اور روایت میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۸۹) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر زیارت کی اور بوسہ دیا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۳۵۷) یہ واقعہ غسل اور کفن سے پہلے کا ہے تاہم یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ میت کی زیارت غسل اور کفن سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی کیونکہ بظاہر فرق کی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ (التحفة ۱۴)

۱۴۷۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سُلَيْمٍ ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى قَالَ : كَانَ حَدِيثُهُ ، إِذَا مَاتَ لَهُ أَلَمِيَّتٌ قَالَ : لَا تُؤْذِنُوا بِهِ أَحَدًا . إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعْيًا . إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ ، يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ .

۱۳۷۶- حضرت بلال بن یحیی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے اقارب میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو وہ فرماتے: کسی کو اس کی اطلاع نہ کرنا میں ڈرتا ہوں کہ یہ بھی نعی (اعلان) میں شامل نہ ہو۔ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کے موت کے اعلان سے منع کرتے سنا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کیا جاتا کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم پھر کر اس کی وفات کا رور و کر اعلان کریں۔ مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا حامل ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اسے ”نعی“ کہتے تھے۔ ② سادہ طریقے سے ایک دوسرے کو اطلاع دینا جائز ہے تاکہ لوگ اس کے کفن و دفن کا اہتمام اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ جب حبشہ میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی اور نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی۔ علاوہ ازیں جنگ موتہ میں حضرت زیدؓ حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے خبر ہوئی آپ نے اسی وقت مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان حضرات کی شہادت کی خبر دی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری)

۱۴۷۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية النعي، ح: ۹۸۶ من حديث حبيب العيسوي به، وقال: "حسن صحيح" # حبيب بن سليم وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الذهبي في الكاشف: صالح الحديث، وشيخه بلال بن يحيى وثقه ابن القطان، وابن معين وغيرهما، ولكن قال ابن معين: "روايته عن حذيفة مرسله"، وبه ضعف الحديث.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

الحنائز، باب الرجل ينعي إلى أهل الميت بنفسه، حديث: (۱۲۳۶، ۱۲۳۵) اس جنگ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کی اور کامیابی سے واپس لوٹے۔ اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ”اللہ کی کمرا“ کے نام سے یاد فرمایا تھا چنانچہ ان کا لقب ”سیف اللہ“ مشہور ہو گیا۔ (۵) یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے اور اس میں بھی ممانعت سے مراد اعلان کا وہ جاہلی انداز ہے جس کی وضاحت بطور بالا میں کی گئی ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ

باب: ۱۵۔ جنازے کے ساتھ جانا

الجنائز (التحفة ۱۵)

۱۴۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدُمُونَهَا إِلَيْهِ. وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَصْعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

۱۳۷۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے جایا کرو اگر میت نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو اگر دوسری صورت ہے تو ایک بری چیز کا جو بھلائی گردنوں سے اتار رہے ہو۔“

☆ فوائد و مسائل: ① میت کو غسل اور کفن دینے کے بعد دفن کرنے میں بلا وجہ تاخیر کرنا درست نہیں۔ ② بعض لوگ دفن کرنے میں اس لیے دیر کر دیتے ہیں کہ متوفی کے بعض قریبی رشتہ دار دوسرے شہر یا ملک سے آئیں گے تب دفن کیا جائے گا۔ یہ رواج غلط ہے۔ بعد میں آنے والے قبر پر جا کر میت کے حق میں دعا کریں اور چاہیں تو قبر پر نماز جنازہ ادا کر لیں، اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے کہ ایک خاتون مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی ایک رات اس کی وفات ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا جب رسول اللہ ﷺ کو اس خاتون کی وفات کا علم ہوا تو اس کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما دفن، حديث: ۱۳۷۷) ③ جلدی دفن کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نیک مومن جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے کیونکہ اس کے لیے اس جہان میں خیر ہی خیر ہے اور برا آدمی جتنی جلدی گھر سے نکلے اتنا ہی بہتر ہے تاکہ دفن کرنے والے اپنے فرض سے جلد سبک دوش ہو جائیں۔

۱۴۷۷ - أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۳۱۵، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، ح: ۹۴۴ من حديث سفیان به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

۱۴۷۸- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَتَّصُورٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا. فَإِنَّهُ مِنَ الشُّنَّةِ. ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ. وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدْعُ.

۱۳۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جو شخص جنازہ اٹھائے (کندھا دے) اسے چاہیے کہ چار پائی چاروں طرف سے (باری باری) اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے۔ اس کے بعد اگر چاہے تو مزید ثواب حاصل کر لے چاہے تو رہنے دے۔

۱۴۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى جَنَازَةً يُسْرِعُونَ بِهَا. فَقَالَ: «لِتَكُنْ عَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ».

۱۳۷۹- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ایک جنازہ دیکھا جسے بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اطمینان سے چلو۔“



۱۴۸۰- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحُمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ، فِي جَنَازَةٍ. فَقَالَ: «أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنْ مَلَائِكَةَ اللَّهِ يَمْشُونَ عَلَى أَفْدَانِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ؟».

۱۳۸۰- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جنازے کے ساتھ کچھ لوگوں کو جانوروں پر سوار ہو کر جاتے دیکھا تو فرمایا: ”کیا تم لوگ حیائیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو؟“

۱۴۷۸- [إسناده ضعيف لانقطاعه] وقال البوصيري: "منقطع فإن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه، قاله أبو حاتم، وأبو زرعة وغيرهما"، وانظر، ح: ۱۶۰۶.

۱۴۷۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴۰۳، ۴۱۲ من حديث شعبة * ليث هو ابن أبي سليم كما في المسند، وتقدم حاله، ح: ۲۰۸، وضعفه البوصيري.

۱۴۸۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في كراهية الركوب خلف الجنائز، ح: ۱۰۱۲ من حديث أبي بكر بن أبي مريم * أبو بكر هذا ضعيف، وكان قد سرق بيته فاختلف * (تقريب).

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

جنائز کے آگے چلنے کا بیان

🕌 فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں اس لیے ان سے کسی بھی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ باری باری چارپائی کے چاروں کونوں کو کندھا دینا ضروری ہے نہ سواری پر سوار ہو کر جنازے میں شریک ہونے میں کوئی قباحہ ہے البتہ سواری پر ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلے تاہم واپسی پر یہ پابندی از خود ختم ہو جاتی ہے۔

۱۴۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۳۸۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اُنْھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَبَّيَّةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ فرما رہے تھے: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل
جُبَيْرِ بْنِ حَبَّيَّةَ. سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ جہاں چاہے (آگے پیچھے) دائیں یا بائیں۔“
يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:
«الرَّائِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي مِثْهَا خَيْرٌ شَاءَ».

🕌 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے بھی سوار ہو کر جانا جائز ہے اگرچہ افضل نہیں البتہ سوار کو جنازے کے پیچھے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ باب: ۱۶- جنازے کے آگے چلنا
أَمَامَ الْجَنَازَةِ (التحفة ۱۶)

۱۴۸۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ۱۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
وَمَشَّامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ اُنْھوں نے فرمایا: ”میں نے نبی ﷺ، ابوبکر اور حضرت
قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔“

۱۴۸۱- [مسند حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الأطفال، ح: ۱۰۳۱ وغيره من طريق سعيد عن زياد عن أبيه عن المغيرة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وراجع "نيل المقصود في تخریج سنن لمي داود"، ح: ۳۱۸۰، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ۱۵۰۷، وفي مسنده زيادة.

۱۴۸۲- [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب المشي أمام الجنائز، ح: ۳۱۷۹ من حديث شفيان بن عيينة به، وأخرجه الترمذي، ح: ۱۰۰۷ به، وأخرجه مرسلاً، وقال: "أهل الحديث كلهم يرون أن الحديث المرسل في ذلك أصح"، وضعفه السانني، وأحمد وغيرهما، وحقق الحافظ في التلخيص وغيره بأنه مدرج (والحديث الآتي شاهد له، والله أعلم).

۶- أبواب ما جاء في الجنائز جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے سوگ اور ماتمی لباس پہننے کی ممانعت کا بیان
سالم، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ وَأَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.

☀ فائدہ: [أَتْبَاعُ الْجَنَائِزِ] ”جنازوں کے پیچھے جانا“ اس لفظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے
ساتھ جانے والے کبھی افراد کو پیچھے چلنا چاہیے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ”پیچھے جانے“ کے لفظ سے
”ساتھ جانا“ مراد ہے اس لیے ساتھ جانے والے جس طرح میت کی چارپائی کے پیچھے چل سکتے ہیں اسی طرح
آگے بھی چل سکتے ہیں لہذا دائیں یا بائیں چلنا تو بلاوہی جائز ہے۔

۱۴۸۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَّالُ
قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ:
أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ زَيْدٍ الْأَيْلِيُّ، عَنِ
الرُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ
يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.

۱۳۸۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ
ﷺ جنازے کے آگے چلتے تھے۔

۱۴۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
الْتِّمِّيِّ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ الْحَنْفِيِّ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الْجِنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ. لَيْسَ مَعَهَا
مَنْ تَقَدَّمَهَا».

۱۳۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنازے کے پیچھے چلنا
جاتا ہے جنازہ کسی کے پیچھے نہیں چلتا، جو اس سے آگے
چلے وہ اس کے ساتھ نہیں۔“

باب: ۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّلَبُّبِ مَعَ الْجِنَازَةِ (التحفة ۱۷)
باب: ۱۷- جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے
سوگ اور ماتمی کپڑے پہننا منع ہے

۱۴۸۳- [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في المشي أمام الجنائز، ح: ۱۰۱۰ من حديث محمد بن
بكر به، ونقل عن البخاري قال: 'لهذا حديث خطأ، أخطأ فيه محمد بن بكر' وفيه علة أخرى، انظر، ح: ۷۰۷،
وانظر الحديث السابق فهو شاهد له.

۱۴۸۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، ح: ۳۱۸۴ من حديث يحيى التيمي
به، واستغفره الترمذي، ح: ۱۰۱۱، وضعفه البخاري * يحيى لين الحديث، وأبو ماجدة مجهول (تقريب).

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - جنازے کی ادائیگی میں تاخیر کرنے اور اسکے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت کا بیان

۱۴۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: ۱۳۸۵- حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابوہریرہ
أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْعُمَانِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ
الْحَزْوَرِ، عَنْ نَفْعٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ
الْحُصَيْنِ وَ أَبِي بَرزَةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ. فَرَأَى قَوْمًا قَدْ
طَرَحُوا أَرْدِيَّتَهُمْ يَمْسُونَ فِي قُمْصٍ. فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبِفَعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ
تَأْخُذُونَ؟ أَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُونَ؟
لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدْعُو عَلَيْكُمْ دَعْوَةَ تَرْجَعُونَ
فِي غَيْرِ صُورِكُمْ» قَالَ: فَأَخَذُوا أَرْدِيَّتَهُمْ
وَلَمْ يَعُودُوا لِذَلِكَ.

اسلمی جہنمی سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ایک
جنازے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔
آپ نے دیکھا کہ کچھ افراد نے (اوڑھنے والی)
چادریں اتار پھینکی ہیں اور صرف قمیص پہن کر چل رہے
ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جاہلیت کا عمل
اختیار کر رہے ہو؟ کیا تم جاہلیت کے کام سے مشابہت
اختیار کرتے ہو؟ میرا جی چاہا تھا کہ تمہیں ایسی بددعا
دوں کہ تمہاری صورتیں تبدیل ہو جائیں۔“ چنانچہ انھوں
نے اپنی چادریں اوڑھ لیں اور دوبارہ یہ غلطی نہیں کی۔

فائدہ: جو کام غیر مسلموں میں رائج ہیں مسلمانوں کو انھیں اختیار کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے غیر
مسلموں سے مشابہت حرام ہونے کے دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں اس لیے خوشی کا موقع ہو یا غمی کا
یہودی نصاریٰ اور ہندوؤں کے رسم و رواج سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَازَةِ لَا
تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تَتَّبَعُ بِنَارٍ (التحفة ۱۸)
باب: ۱۸- جب جنازہ تیار ہو جائے تو نماز جنازہ
کی ادائیگی اور دفن میں (دیر نہ کی جائے اور جنازے
کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے)

۱۴۸۶- حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى: ۱۳۸۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۱۴۸۵- [إسناده موضوع] أخرجه الطبراني: ۱۸/۲۳۹، ۲۴۰، ح: ۶۰۱ من حديث أحمد بن عبد (في الأصل
عبد) به، وضعفه البوصيري * نفع بن الحارث هو أبوداود الأعمى كذب ابن معين والساجي وغيرهما، وقال ابن
عبد البر: "أجمعوا على ضعفه، وكذب بعضهم، وأجمعوا على ترك الرواية عنه" (تهذيب التهذيب)، وعلي بن
الحزور متروك الحديث كما قال النسائي.

۱۴۸۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ۱۷۱، ۱۰۷۵ من
حديث ابن وهب به مطولاً، وقال في الرواية الثانية: "هذا حديث غريب، وما أرى إسناده متصلاً"، وصححه
الحاكم: ۱۶۲/۲، ۱۶۳، والذهبي * سعيد ثقة وثقه العجلي، وابن حبان وغيرهما، ولا عبرة بمن جهله، ولأصل
الحديث شواهد.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

جنائز میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

ﷺ نے فرمایا: ”جب جنازہ تیار ہو جائے تو تاخیر نہ کرو۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنَ عَلِيٍّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُؤَخِّرُوا الْجِنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ».

۱۳۸۷- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انہوں نے کہا: جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میرے ساتھ (خوشبو سلگانے والی) انگلیٹھی نہ لے جانا۔ حاضرین نے کہا: کیا آپ نے اس مسئلہ میں کوئی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: ہاں اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے۔

۱۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ: أَنبَأَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَرْبٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَنِي قَالَ: أَوْطَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، جِئَنَ حَضْرَهُ الْمَوْتُ، فَقَالَ: لَا تَتَّبِعُونِي بِمَجْمَرٍ. قَالُوا لَهُ: أَوْ سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ. مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ہندو اور بجوسی آگ کو مقدس سمجھتے ہیں اس لیے ان کے ہاں خوشی اور غمی کی رسوں میں آگ کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندو مردے کو دفن کرنے کے بجائے آگ میں جلاتے ہیں۔ میت کے ساتھ آگ لے جانے میں ان غیر مسلموں سے ایک طرح مشابہت ہوتی ہے۔ ② اس سے قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جب جنازے کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے تو دفن کے بعد قبر پر آگ رکھنا بالاولیٰ منع ہوگا اس کے علاوہ چراغ جلانے میں مال کا ضیاع ہے جو حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة باب ما جاء فی کراهیة أن یتخذ علی القبر مسجداً، حدیث: ۳۲۰) امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ علامہ احمد محمد شاہ رحمہ اللہ نے بھی یہی حکم لگایا ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِيَمَنْ صَلَّى

جماعت پڑھے

عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ۱۹)

۱۴۸۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۹۷/۴ عن معتمر به، وحسنه البوصيري * أبو حريز ضعفه أحمد والجمهور، وانظر، ح: ۲۴۳۰، وللحديث شواهد موقوفة عند مالك: (۱/۲۲۶) وغيره.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

۱۴۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا جنازہ سو مسلمان پڑھیں، اسے بخش دیا جائے گا۔“

عَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ».

۱۴۸۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَرَّامِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ زَيَْادٍ الْخَرَّاطُ، [عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ] عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هَلَكَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي: يَا كُرَيْبُ قُمْ فَانْظُرْ هَلْ اجْتَمَعَ لِابْنِي أَحَدٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: وَيَحَكَ كَمْ تَرَاهُمْ؟ أَرْبَعِينَ؟ قُلْتُ: لَا. بَلْ هُمْ أَكْثَرُ. قَالَ: فَأَخْرَجُوا بِابْنِي. فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْفَعُونَ لِمُؤْمِنٍ إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ».

۱۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت کریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ انھوں نے مجھے فرمایا: کریم! اٹھ کر دیکھو! کیا میرے بیٹے (کا جنازہ پڑھنے) کے لیے کوئی آیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تیرا بھلا بڑا تیرے خیال میں کتنے افراد ہیں؟ چالیس تو ہوں گے؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ فرمایا: تو میرے بیٹے کو (نماز جنازہ کے لیے) لے چلو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو چالیس مومن کسی مومن کے حق میں دعا کریں اللہ ان کی سفارش قبول فرماتا ہے۔“

۱۴۸۸- [صحیح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله رجال الصحيحين" * الأعمش عنن، وقد تقدم، ح: ۱۷۸، وروى حجاج بن نصير (وهو ضعيف وكان يقبل التلقين)، (تقریب) عن شعبة عن الأعمش به، حلية الأولياء: ۲۰۸/۷، وله طريق آخر ضعيف عند أبي نعيم: ۲۲۸/۷ عن سعد عن أبي هريرة به، وأخرج الطبراني في الكبير، ومن طريقه صاحب الحلية: ۳۹۱/۸ من حديث ابن عمر به، وفيه بشر بن أبي المليلج ترجمه البخاري في التاريخ الكبير، وقال: "روى عنه شعبة، يعد في البصريين" وشعبة لا يروي إلا عن ثقة عنده، مقدمة لسان الميزان، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ۹۴۷، وبه صح الحديث.

۱۴۸۹- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۴۰۸/۱۱، ح: ۱۲۱۵۸ من حديث إبراهيم بن المنذر به، وأخرجه مسلم، ح: ۹۴۸ من طريق آخر عن حميد بن زياد أبي صخر عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن كريب مولى ابن عباس به، باختلاف يسير ولفظه: "ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً، لا يشركون بالله شيئاً إلا شفعهم الله فيه".

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز۔ جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز باجماعت جنازہ کی ہو یا کوئی دوسری نماز، اس میں جتنے زیادہ افراد شریک ہوں اسی قدر افضل ہوتی ہے اس لیے مسلمانوں کو جنازہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونا چاہیے تاکہ ہر نمازی کو زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ ② پہلی حدیث میں سو افراد کے جنازہ پڑھنے پر میت کی مغفرت کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں چالیس افراد کا ذکر ہے۔ ممکن ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے سو افراد کی دعا سے میت کی مغفرت کا وعدہ فرمایا، بعد میں امت محمدیہ پر مزید احسان فرماتے ہوئے چالیس افراد کی دعا سے مغفرت کی بشارت دے دی ہو۔ ③ یہ وعدہ ایسے مسلمان افراد کے جنازہ پڑھنے پر ہے جو شرک کے مرتکب نہ ہوں کیونکہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔“ (صحیح مسلم الجنائز، باب من صلی علیہ أربعون، شفّعوا فیہ، حدیث: ۹۳۸)

۱۳۹۰۔ حضرت مالک بن مہیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ (ان کی موجودگی میں) جب کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ محسوس کرتے کہ اس کے ساتھ آنے والوں کی تعداد کم ہے تو انھیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے، پھر جنازہ پڑھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس میت کا جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں ادا کریں اس کے لیے (مغفرت یا جنت) واجب ہو جاتی ہے۔“

۱۴۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ الشَّامِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: كَانَ إِذَا أُتِيَ بِجِنَازَةٍ، فَتَمَّالَ مَنْ تَبِعَهَا، جَزَاءَهُمْ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا صَفَّ صُفُوفٌ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے تاہم بعض حضرات نے مالک بن مہیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے نیز مذکورہ روایت سے امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: ۲۲/۳)

۱۴۹۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الصف على الجنائز، ح: ۳۱۶۶ من حديث ابن إسحاق بن، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۲۸، والنووي، وصححه، والحاكم، والذهبي * ابن إسحاق عن، وفيه علة أخرى قاذحة.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز فوت شدہ کو اچھے الفاظ میں یاد کرنے کا بیان

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۲۰)

۱۴۹۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَنْتَحَى عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: «وَجَبَتْ». ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ، فَأَنْتَحَى عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: «وَجَبَتْ» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لِهَذِهِ وَجَبَتْ. وَلِهَذِهِ وَجَبَتْ. فَقَالَ: «شَهَادَةُ الْقَوْمِ. وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ».

۱۳۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ پھر ایک اور جنازہ گزرا اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگئی اور اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگئی۔ (اس کا کیا مطلب ہے؟) فرمایا: ”لوگوں کی گواہی (اور اس کے نتیجے میں جنت ہے یا جہنم) مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① نیک مومن اسی کی تعریف کرتے ہیں جو اپنی زندگی نیکی پر قائم رہ کر گزرا گیا ہو اور اسی کو برا کہتے ہیں جس میں وقتی برائی موجود ہو اس لیے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مرنے والا اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی ہوگا یا بدکرداری کی وجہ سے اللہ کی ناراضی کا سامنا کرے گا۔ ② اس تعریف اور مذمت سے وہ تعریف اور مذمت مراد ہے جو میت کے بارے میں ایک مومن کی وقتی رائے ہو۔ اگر کسی ذاتی رجحان کی وجہ سے کسی کی خامی کا ذکر کیا جاتا ہے یا کسی کی برائی ذکر کرنے سے اس لیے اجتناب کیا جاتا ہے کہ اب وہ اپنے اعمال کا بدلہ پانے کے لیے اپنے رب کے حضور پہنچ چکا ہے تو اس کی برائیاں ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ تو اس قسم کے اظہار رائے سے فرق نہیں پڑتا۔ ③ اچھائیاں اور برائیاں خوبیاں اور خامیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں اس لیے اکثر حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور اکثر لوگوں کی رائے کی اہمیت ہوگی۔ ④ زندگی میں اچھے اخلاق اختیار کرنے اور دوسروں کے کام آنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مرنے کے بعد لوگ اچھی رائے کا اظہار کریں اور نماز جنازہ میں دل سے دعائیں کریں۔

۱۴۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۴۹۱- أخرجه البخاري، الشهادات، باب تعديل كم يجوز؟، ح: ۲۶۴۲، ومسلم، الجنائز، باب فيمن ينسب عليه خير أو شر من الموتى، ح: ۹۴۹ من حديث حماد بن زيد به.

۱۴۹۲- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۹۸، ۴۹۹ وغيره من حديث محمد بن عمرو اللبني به، وصححه

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

امامت جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا اس کی اچھی عادتوں کی وجہ سے اس کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگی۔“ پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو اس کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگی“ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔“

باب: ۲۱- جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟

۱۳۹۳- حضرت سرہ بن جندب فرماری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کا جنازہ پڑھا جو نفاس کے ایام میں فوت ہوئی تھی تو نبی ﷺ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے۔

۱۳۹۳- حضرت ابوغالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک مرد کا جنازہ پڑھایا تو اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے پھر ایک عورت کا جنازہ لایا گیا حاضرین نے کہا: ابو حمزہ! (انس بن مالک) اس

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرُّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فِي مَنَاقِبِ الْخَيْرِ. فَقَالَ: «وَجِبَتْ». ثُمَّ مَرُّوا عَلَيْهِ بِأُخْرَى. فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ. فَقَالَ: «وَجِبَتْ». إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ».

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ۲۱)

۱۴۹۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ أَخْبَرَنِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا. فَقَامَ وَسَطَهَا.

۱۴۹۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهَنَّمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ. فَقَامَ حَيْثَ رَأْسُهُ. فَجِئَ بِجَنَازَةِ أُخْرَى، بِامْرَأَةٍ.

۴۴ البوصيري.

۱۴۹۳- أخرجه البخاري، الحيض، باب الصلاة على النساء وستها، ح: ۳۳۲، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ومسلم الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، ح: ۹۶۴ من حديث حسين بن ذكوان المعلم به. ۱۴۹۴- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت إذا صلى عليه، ح: ۳۱۹۴ من حديث نافع أبي غالب به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۳۴.



۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی قراءت کا بیان

فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ جِيَالٌ وَسَطُ السَّرِيرِ. فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ هَكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجَنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ. وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: اخْفَظُوا.

کا جنازہ پڑھا دیجیے تو آپ چار پائی کے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے (اور جنازہ پڑھایا۔) حضرت علاء بن زیاد (عدوی) رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ابو حمزہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرد کے جنازہ میں اس طرح (سر کے برابر) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں اور عورت کے جنازہ میں اس طرح (سر کے مقابل) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت علاء رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: (یہ مسئلہ) یاد کر لو۔

فوائد ومسائل: ① نماز جنازہ ادا کرتے وقت امام کو مرد کے سر کے قریب اور عورت کی سر کے قریب کھڑے ہونا چاہیے۔ ② امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما سے بھی ایک روایت میں یہی قول منقول ہے البتہ حنفی مذہب کا مشہور قول یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت امام کو اس کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ
عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ۲۲)

۱۴۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِقَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۱۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معنای صحیح ہے کیونکہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کی

۱۴۹۵- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في القراءة على الجنائز بقاتحة الكتاب، ح: ۱۰۲۶ عن أحمد بن منيع به، وقال: "ليس إسناده بذلك القوي، إبراهيم بن عثمان هو أبو شيعة الواسطي منكر الحديث" انتهى، وكذبه شعبة كما في عمدة القاري وغيره، وقال الحافظ: متروك الحديث (تقريب).

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

بابت صحیح بخاری میں حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انھوں نے... فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔ (صحیح البخاری، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنائز، حدیث: ۱۳۳۵) اور صحابی کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا صحابی کے قیاس اور اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول ”یہ سنت ہے“ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ سنن النسائي کی روایت میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء حدیث: ۱۹۹۱) بخاری میں مذکور روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر احادیث کی روشنی میں قابل عمل اور قابل حجت ہے نیز آئندہ آنے والی حدیث سے بھی اسی مسئلے کا اثبات ہوتا ہے۔

۱۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَاصِمٍ،
النَّبِيلُ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِيرِ قَالَا:
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ جَعْفَرِ
الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ:
حَدَّثَنِي أُمُّ شَرِيكٍ الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: أَمَرَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ
بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

باب: ۲۳۔ نماز جنازہ کی دعائیں

(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ
فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ۲۳)

۱۴۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ
ابْنِ مَيْمُونٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ

۱۳۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ
آپ نے فرمایا: ”جب تم میت کی نماز (جنازہ) پڑھو تو
اس کے لیے غلوس سے دعا کرو“

۱۴۹۶۔ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير ۹۷/۲۵، ح: ۲۵۲ من طريق حماد بن بشير (الجهضمي) عن أبي
عبد الله الشامي (مرزوق) عن شهر بن حوشب به * وشهر حسن الحديث كما حققته في نيل المصنوع في تخریج سنن
أبي داود، وانظر، ح: ۲۷۰۴، وللحديث شواهد عند الطبراني وغيره، انظر مجمع الزوائد ۳/۳۲ [ن شنت].
۱۴۹۷۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ۳۱۹۹ من حديث محمد بن سلمة به،
وصححه ابن حبان، وصرح ابن إسحاق بالسمع عنده.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعائے مغفرت ہے اور دعا کی قبولیت کے لیے خلوص قلب شرط ہے اس لیے ہر مسلمان کو جنازہ کی دعائیں یاد کرنی چاہئیں۔ ان میں سے تین دعائیں آگے آ رہی ہیں۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا سمجھا ہے یہ غلط فہمی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حدیث میں یہ مروی نہیں کہ آپ نے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی ہو! البتہ میت کو دفن کرنے کے بعد میت کی استقامت کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ (سنن ابی داود 'الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف' حدیث: ۳۲۲۱)

۱۴۹۸ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا» وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ [اے اللہ! ہمارے زندوں، مردوں، حاضر، غائب، چھوٹوں، بڑوں، مذکر اور مؤنث (سب) کی مغفرت فرما دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے فوت کرے اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ اے اللہ! اس (جانے والے) کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر دینا۔]

۱۴۹۸ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا» وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصد تو میت کے لیے دعا کرنا ہے لیکن اس موقع پر رضنا دوسرے

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

مسلمانوں کے لیے بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ حدیث میں مذکور دعا ایک ایسی ہی دعا ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ⑤ اسلام اور ایمان ہم معنی الفاظ کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف معانی میں بھی۔ جب یہ دونوں الفاظ اکٹھے استعمال ہوں تو اسلام سے مراد ظاہری اعمال اور ایمان سے مراد باطنی اور قلبی اعمال ہوتے ہیں۔ زندگی میں دل کے ایمان اور یقین کے ساتھ ظاہری اعمال کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ معاشرے میں ظاہری اعمال کی بنیاد ہی پر مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے۔ وفات کے وقت دل میں یقین اور ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں نجات کا دار و مدار اسی پر ہے اس لیے دعائے جنازہ میں اسلام پر زندگی اور ایمان پر وفات کی درخواست ہے۔ ⑥ ”ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا“ اس سے مراد رشتہ دار عزیز یا دوست کی وفات پر صبر اور دوسرے متعلقہ اعمال سے حاصل ہونے والا ثواب ہے مثلاً: نماز جنازہ میں شرکت، کفن، دفن کا اہتمام اور فوت ہونے والے کے اقارب کو تسلی بخشی اور ان کے غم میں تخفیف کی کوشش، میت کے اقارب کے لیے کھانا تیار کرنا وغیرہ۔ ان اعمال سے حاصل ہونے والے ثواب کو میت کا ثواب کہا گیا ہے یعنی وفات کی وجہ سے زندوں کو حاصل ہونے والا ثواب۔ اس ثواب کی دعا کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں یہ اعمال خلوص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے کرنے کی توفیق ملے۔ ⑦ ”اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی وفات کے غم میں نفس امارہ کے اکسانے سے یا شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ناجائز اعمال کا ارتکاب نہ ہو جائے جو گمراہی ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مرنے والا اپنی زندگی میں نیکی کی تائید کرتا تھا، برائی سے منع کرتا تھا، صحیح اور غلط کے امتیاز میں رہنمائی کرتا تھا اس کے دنیا چھوڑ جانے کے بعد اس کی رہنمائی باقی نہیں رہی اب ہمیں اللہ کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ وہ ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں گمراہی سے محفوظ رکھے۔



۱۴۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ
مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ: حَدَّثَنِي
يُونُسُ بْنُ مَسْرَةَ بْنِ حَلَسٍ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ
الْأَسْقَعِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى
رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَسْمَعُهُ يَقُولُ «اللَّهُمَّ
إِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلٍ

۱۳۹۹۔ حضرت واعلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کا جنازہ پڑھا تو
میں نے آپ کو یوں فرماتے سنا: «اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانًا بَنَ
فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلٍ جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ
الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ
‘فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفْوُ الرَّحِيمُ’
”اے اللہ! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز۔ نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

جَوَارِكُ. فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، حفاظت میں ہے اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا، تو وفا اور حق والا ہے اس کی وَارَحْمَةُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. بخشش فرما دے اور اس پر رحمت فرما، بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عذاب قبر حق ہے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے میت کے لیے عذاب قبر سے پناہ کی دعا فرمائی لیکن اس کا تعلق عالم غیب سے ہے جس طرح ہم اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی دوسری بہت سی چیزوں پر بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اسی طرح عذاب قبر پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ زندہ لوگوں کے حواس کی گرفت سے باہر ہے۔ ② قبر کا عذاب کفر و شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے مثلاً: جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ پھانا اور چٹلی کھانا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب قبروں میں مدفون دو شخصوں کو عذاب ہوتے سنا تو فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا (ایسا گناہ نہیں تھا جس سے پچنا بہت دشوار ہو) ہاں ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں پچتا تھا دوسرا لگائی بجھائی کرتا پھرتا تھا۔ (ایک کی بات دوسرے کو بتا کر آپس میں لڑا دیتا تھا۔)“ (صحیح البخاری، الوضوء، باب من الکبائر أن لا یستتر من بولہ، حدیث: ۲۱۶) ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذکورہ دعا جنازے میں بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔

۱۵۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: ۱۵۰۰۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک انصاری آدمی کا جنازہ پڑھایا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَاعْسِلْهُ بِمَاءٍ وَتَلْجُ وَ بَرْدٍ وَ نَقِّهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْبَيْضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ بَدَارَهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَ أَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَ قِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ

۱۵۰۰۔ [صحیح] أخرجه الطبرانی: ۵۹/۱۸، ح: ۱۰۸ من طریق آخر عن عصمة بن راشد وغيره به، أخرجه سلم، ح: ۹۶۲ من حديث حبيب بن عبيد عن جبیر بن نفیر عن عوف به نحوه، وهو المحفوظ.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

النَّارُ "اے اللہ! اس پر رحمت فرما" اس کی مغفرت فرما" اس پر رحم کر" اسے عافیت دے" اسے معاف کر دے" اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال" اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے" جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسے اس کے گھر کے بدلے اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے کنبے سے بہتر کنبہ عطا فرما اور اسے قبر کی آزمائش سے اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔"

قَالَ عَوْفٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي مَقَامِي ذَلِكَ أَتَمَّنِي أَنْ أَكُونَ مَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلِ.

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس مقام پر میرا جی چاہا کہ کاش میں اس (فوت شدہ) آدمی کی جگہ ہوتا (تو رسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ دعا فرماتے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ دعا بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صرف میت کے لیے دعا ہے جو نماز جنازہ کا اصل مقصود ہے۔ ② پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھونے سے اس کی کامل صفائی اور طہارت مراد ہے چونکہ گناہوں کا شیطان سے اور جہنم کی آگ سے تعلق ہے اس لیے گناہوں کا اثر ختم کرنے کے لیے ٹھنڈی چیزوں کا ذکر کیا گیا۔ ③ دنیا کے گھر سے بہتر گھر جنت کا گھر ہے اور دنیا کے اہل و عیال سے بہتر اہل و عیال جنت کی حوریں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اس کے لیے دخول جنت کی دعا ہے۔ ④ اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے۔ ⑤ اس میں نماز جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کا بھی ثبوت ہے۔

۱۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں کسی چیز میں اتنی جھوٹ نہیں دی، جتنی نماز جنازہ میں دی ہے۔ "یعنی اس کے لیے وقت کی حد مقرر نہیں کی۔

۱۵۰۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَا أَبَاحَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمرُ فِي شَيْءٍ مَا أَبَاحُوا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ. يَعْنِي لَمْ يُؤَقَّتْ.

نماز جنازہ کی تکبیرات کا بیان

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز

باب ۲۳۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں

(المعجم ۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ

کہنے کا بیان

عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا (التحفة ۲۴)

۱۵۰۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۰۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ

ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی

قَالَيْسِبَ: حَدَّثَنَا الْمُعْبِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ:

نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْيَاسِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عُثْمَانَ

ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى

عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ درست ہے کیونکہ دوسری صحیح احادیث

سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ (شاہ جثہ) کی

غائبانہ نماز جنازہ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی تھیں۔ دیکھیے:

(صحیح البخاری، الجنائز، باب التکبیر علی الجنائز، حدیث: ۱۳۳۳) سنن ابن ماجہ کی حدیث:

۱۵۰۳۔ سبھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۱۵۰۳۔ حضرت ابوبکر ابراہیم بن مسلم ہجری رحمہ اللہ

۱۵۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ

عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَجَرِيُّ

رضی اللہ عنہ کے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی

قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

اقتدا میں ان کی ایک بیٹی کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے اس

الْأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى

کے جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد

جَنَازَةُ ابْنَتِهِ لَهُ. فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا. فَمَكَثَ

وہ کچھ عرصہ ٹھہرے۔ فرماتے ہیں: میں نے صفوں کے

بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا. قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ

اطراف سے لوگوں کو سبحان اللہ کہتے سنا۔ انھوں نے

يُسَبِّحُونَ بِهِ مِنْ تَوَاجِيهِ الصُّفُوفِ. فَسَلَّمْتُ ثُمَّ

سلام پھیر کر کہا: کیا تمہارا خیال تھا کہ میں پانچ تکبیریں

قَالَ: أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنِّي مُكَبِّرٌ خَمْسًا؟ قَالُوا:

۱۵۰۲۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۷۶۰ لعلته.

۱۵۰۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۵۶/۴، ۳۸۳ من حديث إبراهيم بن مسلم الهجري به مطولاً، وانظر،

ح: ۷۷۷ لعلته، وأخرج البيهقي: ۳۵/۴ بإسناد قوي عن أبي يعفور وقدان عن ابن أبي أوفى به نحوه مختصراً.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی تکبیرات کا بیان

تَخَوَّفْنَا ذَلِكَ. قَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلْ. وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا. ثُمَّ يَمْكُثُ سَاعَةً. فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ.

کہہ دوں گا؟ حاضرین نے کہا: ہمیں تو یہی خطرہ محسوس ہوا تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں تو ایسے نہیں کرنے لگا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ چار تکبیریں کہہ کر تھوڑی دیر بٹھرتے تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا وہ کہتے (مناسب دعا پڑھتے) پھر سلام پھیرتے تھے۔

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل چوتھی تکبیر کے فوراً بعد سلام پھیرنے کا بھی تھا اور چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھ کر سلام پھیرنے کا بھی اس لیے دونوں ہی طریقہ درست ہیں۔ مذکورہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔

۱۵۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامَ الرَّقَاعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۵۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کیں۔

🌞 فائدہ: احادیث میں تکبیرات جنازہ کی بابت مروی ہے کہ تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک ہیں مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے اور اکثر روایات بھی اسی کی بابت ہیں نیز صحیح بخاری میں بھی تکبیرات جنازہ چار ہی مروی ہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۲۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ كَبَّرَ

باب: ۲۵- نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہنا

خَمْسًا (التحفة ۲۵)

۱۵۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: ح: وَحَدَّثَنَا

۱۵۰۵- حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

۱۵۰۴- [صحیح] أخرجه البيهقي: ۵۵/۴ من حديث يحيى بن اليمان به مطولاً، وقال: 'هذا إسناده ضعيف' * حججاج هو ابن أرقط (۹۶، ۱۱۲۹)، والمنهال بن خليفة ضعيف (تقريب) قلت: أما التكبير على الجنائز أربعا فثابت بأسانيد صحيحة، أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر، ح: ۱۵۳۴ وغيره من هذا الكتاب، وكأن الإمام ابن ماجه جمع الغرائب فقط في هذا الباب.

۱۵۰۵- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۹۵۷ عن ابن بشار وغيره به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - بچے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

لوگوں کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازہ میں انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے (اس کے متعلق) سوال کیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (پانچ) تکبیریں کہا کرتے تھے۔

يَعْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَأَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ يَكْبُرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا. وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خَمْسًا. فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْبُرُهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پانچ تکبیریں بھی جائز ہیں اس صورت میں میت کے لیے کچھ دعائیں تیسری تکبیر کے بعد پڑھ لی جائیں کچھ چوتھی تکبیر کے بعد۔ اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

۱۵۰۶- حضرت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز جنازہ میں) پانچ تکبیریں کہیں۔

۱۵۰۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّافِعِيُّ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ خَمْسًا.

باب: ۲۶- بچے کی نماز جنازہ کا بیان

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ۲۶)

۱۵۰۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔“

۱۵۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ بْنُ جُبَيْرٍ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي عَمِّي زَيَْادُ بْنُ جُبَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي جُبَيْرُ بْنُ حَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ».

فوائد و مسائل: ① سنن ابوداؤد کی روایت میں یہ حدیث ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: ”نا تمام بچے کی نماز

۱۵۰۶- [صحیح] ۵ [ابراہیم بن علی ضعیف (تقریب)، وکثیر تقدم حاله، ح: ۱۶۵، والحديث السابق شاهد له. ۱۵۰۷- [إسناده صحيح] انظر، ح: ۱۴۸۱ لتخريجه.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

بچے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

جنازہ ادا کی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔“ (سنن ابی داؤد الجنائز، باب المشی امام الجنائز، حدیث: ۳۱۸۰) ① مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ اس صورت میں پڑھنی چاہیے جبکہ وہ حمل کے چار ماہ پورے ہونے پر یا اس کے بعد پیدا ہوا ہو کیونکہ جنین میں اسی وقت روح ڈالی جاتی ہے لہذا اس کے بعد پیدا ہونے والے ہی کو ”میت“ قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۵۰۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۵۰۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَكْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بچہ (پیدائش کے
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ وقت) روئے تو (اس کے فوت ہونے پر) اس کا جنازہ
ﷺ: «إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صَلَّيْ عَلَيْهِ پڑھا جائے اور اس کی وراثت تقسیم کی جائے۔“
وَوُورِتْ»۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ روایت میں دو مسئلے بیان ہوئے ہیں ایک بچے کی نماز جنازہ کا جس کا ذکر گزشتہ روایت میں بھی ہے اور ہمارے فاضل محقق نے اسے صحیح قرار دیا ہے دوسرا مسئلہ بچے کے وارث ہونے کا ہے یہ مسئلہ سنن ابن ماجہ کی ایک دوسری روایت: ۲۷۵۱ میں بھی مروی ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے سنداً حسن قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر روایات کی رو سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه، رقم: ۱۵۳۱۵۳) ① پیدائش کے وقت بچے کا رونا اس کے زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے اس لیے جب وہ زندہ پیدا ہونے کے تھوڑی دیر بعد فوت ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو طویل عرصہ زندہ رہ کر فوت ہونے والے کا ہوگا۔ گزشتہ حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکا ہے کہ جنازہ نامتام بچے کا بھی پڑھا جائے گا البتہ وراثت کے لیے شرط ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یعنی مردہ پیدا ہونے والا بچہ وراثت نہیں ہوگا اس لیے اس کی وراثت بھی تقسیم نہیں ہوگی اگرچہ تخلیق مکمل ہونے پر پیدا ہوا ہو۔

۱۵۰۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۵۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۱۵۰۸- [ضعيف] انظر، ح: ۲۶۹، وفيه علة أخرى، وله شواهد كلها ضعيفة، منها ما رواه إسحاق بن يوسف الأزرق عن سفیان الثوري عن أبي الزبير عن جابر به نحوه، أخرجه البيهقي: ۸/۴، ۹، من طريق سليمان بن أحمد اللخمي (الطبراني صاحب المعجم الكبير والأوسط)، وقال الطبراني: لم يروه عن سفیان إلا إسحاق به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۲۳، والحاكم: ۳۴۸/۴، ۳۴۹، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وتعقبه الحافظ في التلخيص: ۱۱۳/۲، الثوري تقدم (۱۶۲) وقد عمن، وكذا شيخه.

۱۵۰۹- [إسناده ضعيف جداً] وضعفه البوصيري، والحافظ ابن حجر في التلخيص: ۱۱۴/۲، ح: ۷۵۳ *



۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے کا بیان

حَدَّثَنَا الْبُخْتَرِيُّ بْنُ عَبْدِ عَمْرِو بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى أَطْفَالِكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْ أَفْرَاطِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں کا جنازہ پڑھا کرو وہ تمہارے پیش رو ہیں۔“

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَ وَفَاتِهِ

باب: ۲۷۔ رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات

اور جنازے کا بیان

(التحفة ۲۷)

۱۵۱۰۔ حضرت اسماعیل بن ابی خالد رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ تو بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اگر تقدیر یہ ہوتی کہ حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی اور نبی ہو تو آپ کے (یہ) فرزند زندہ رہتے۔ لیکن نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۵۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ. وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ. وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

فوائد ومسائل: ① اس میں اشارہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت سے نہیں نوازا گیا نہ آئندہ کسی کو نبوت ملے گی۔ اگر امت محمدیہ میں سے کسی کے لیے نبوت ہوتی تو ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے ہوتی۔ جب ان کو نہیں ملی تو کسی اور کو کیسے مل سکتی ہے۔ ② ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ الفاظ وارد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔“ دیکھیے: (مسند احمد: ۱۵۳/۴) اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو نبوت نہیں ملی جن میں اتنی خوبیاں تھیں کہ اگر انہیں نبوت ملتی تو اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکتے تھے پھر کسی اور کو نبوت کیسے مل سکتی ہے؟

۱۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ

۱۵۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا

البختر بن عیید: "ضعیف متروک"، وأبوہ عیید بن سلمان الطابخی مجهول (تقریب).

۱۵۱۰۔ أخرجه البخاري، الأدب، باب من سمي بأسماء الأنبياء، ح: ۶۱۹۴ عن ابن نمير به.

۱۵۱۱۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۱۴۹۵ لعلته المدمرة.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنان

رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے کا بیان

ابْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ. وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا. وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقْتُ أَخَوَاتِهِ الْفَيْطُ، وَمَا اسْتَرْقَ قَيْطِي».

اور فرمایا: ”اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے اور اگر وہ زندہ رہتا تو نبی صدیق ہوتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے ماموں قیٹی آزاد ہو جاتے پھر کسی قیٹی کو غلام نہ بنایا جاتا۔“

سُؤَالُ وَمَسْأَلُ ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ جملہ: ”اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔“ مرفوع حدیث کے طور پر ثابت نہیں البتہ صحابہ کرام رحمہم اللہ کے قول کے طور پر صحیح ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت اس جملے [ولو عاش..... وما استرق قیٹی] کے سوا صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحادیث الضعيفة والموضوعة: ۲۸۸/۲۸۷ حدیث: ۲۳۰ و صحیح سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۳۳۶، و سنن ابن ماجہ للذکور بشار عواد، حدیث: ۱۵۱۱) ② حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی دودھ پینے کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ شرف بخشا کہ انھوں نے جنت کی حوروں کا دودھ پیا۔ ممکن ہے کہ یہ شرف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص ہو اور ممکن ہے کہ اہل ایمان کے جو شیر خوار بچے فوت ہو جاتے ہیں ان سب کے لیے ایسا ہو۔ بہر حال یہ فیسی امور ہیں اس لیے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔

۱۵۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ خَدِيجَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَرَّتْ ثَبِيَّتُهُ الْقَاسِمِ. فَلَوْ كَانَ اللَّهُ أَبْقَاهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِضَاعَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ إِيْتَامَ رِضَاعِهِ فِي الْجَنَّةِ» قَالَتْ: لَوْ أَعْلَمُ

۱۵۱۲۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (میری چھاتیوں میں) قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے کاش اللہ تعالیٰ اسے اتنی زندگی دیتا کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی دودھ پینے کی مدت جنت میں پوری ہوگی۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول!

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز ... شہداء کی نماز جنازہ اور ان کی تدفین سے متعلق احکام و مسائل

ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهَوْنَ عَلَيَّ أَمْرُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى فَأَسْمَعَكَ صَوْتَهُ» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلْ أَصْدَقُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے تو اس پر میرا غم کچھ ہلکا ہو جائے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس کی آواز سنا دے۔“ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی بات پر یقین رکھتی ہوں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهْدَاءِ وَدَفْنِهِمْ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸۔ شہداء کے جنازے اور تدفین کا بیان

۱۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُنْبِيَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. فَبَعَثَ يُصَلِّي عَلَى عَشْرَةِ عَشْرَةٍ. وَحَمْرُهُ هُوَ كَمَا هُوَ. يُزَنَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ.

۱۵۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: غزوہ احد کے دن شہداء کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ان میں سے دس دس افراد کا جنازہ ادا کرنے لگے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جہاں تھے وہیں رہے (ان کی میت سامنے رہی) دوسروں کی میتیں اٹھالی جاتی تھیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت جیسے تھی ویسے ہی (سامنے) پڑی رہتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① وہ شہید جو کفار کے ساتھ معرکہ میں جام شہادت نوش کرتا ہے اسے غسل نہیں دیا جاتا اگرچہ اس پر جنابت کی وجہ سے غسل واجب بھی ہو بلکہ اسے اس کے جنگی لباس ہی میں دفن کرنے کا حکم ہے جیسا کہ جنگ احد میں حضرت حمزہ اور حضرت حظلہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہ صورت حال پیش آئی تھی کہ وہ جنگ سے پہلے جنبی تھے پھر جنگ میں شہید ہو گئے تو نبی ﷺ نے انھیں بغیر غسل دیے دفن کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ فرشتے ان دونوں کو غسل دے رہے ہیں۔“ دیکھیے: (الطبرانی، ۳۹۱/۱۱ حدیث: ۱۲۰۹۳) ان کے علاوہ دیگر شہداء کو بھی بغیر غسل دیے دفن کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (أحكام الجنائز، للألبانی، ص: ۷۳) ② شہید معرکہ کی نماز جنازہ کے بارے میں علماء کی دو آراء ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”شہید معرکہ کی نماز جنازہ میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے کیونکہ اس بارے میں دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔“ شیخ البانی رحمہ اللہ دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”شہید معرکہ کی نماز

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز شہداء کی نماز جنازہ اور ان کی تدفین سے متعلق احکام و مسائل

جنازہ پڑھنا واجب تو نہیں البتہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ جنازہ دعا اور عبادت ہے۔ “تفصیل کے لیے دیکھیے:

(أحكام الجنائز، ص: ۱۰۶)

۱۵۱۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے پھر فرماتے: ”ان میں سے کسی کو قرآن زیادہ یاد ہے؟“ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو لد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ”میں ان کے حق میں گواہ ہوں۔“ نبی ﷺ نے انھیں ان کے خون میں غلطاں ہی دفن کرنے کا حکم دیا نہ ان کا جنازہ پڑھنا نہ انھیں غسل دیا گیا۔

۱۵۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَلَاثَةِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: «إِيَّاهُمْ أَكْثَرُ أَخَذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ» وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغْسَلُوا.



🌞 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت ان لوگوں کی دلیل ہے جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں لیکن

بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ روایات میں مذکور ہے اس لیے اس مسئلے میں توسع ہے تاہم نماز جنازہ پڑھنا بھی علماء کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کیونکہ نماز جنازہ دعا اور عبادت ہے لیکن اس استحباب کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور دنیاوی اغراض و مقاصد کا ذریعہ بنالینا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے اس طریقے سے تو اس کا جواز اور استحباب بھی گل نظر ہو جاتا ہے۔ ② خاص حالات میں ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔ ③ حفظ قرآن ایک شرف ہے جس کا خیال دفن کرتے ہوئے بھی رکھا جانا چاہیے۔

۱۵۱۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے لوہا (جتھیار مثلاً: زرہ

۱۵۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

۱۵۱۴۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، ح: ۱۳۴۳ وغيره من حديث الليث به.

۱۵۱۵۔ [مسندہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الشهيد يغسل، ح: ۳۱۳۴ من حديث علي بن عاصم

به * عطاء اختلط، وتقدم، ح: ۷۰۳، وعلي بن عاصم تكلموا فيه.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز . مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل
عَبَّاسُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أَحَدٍ
أَنْ يُنَزَّعَ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأَنْ
يُذْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ بِدِمَائِهِمْ.

۱۵۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،
وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْبُ بْنُ
أَبْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، سَمِعَ
سُهَيْبًا الْعَنْزَرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى
أَحَدٍ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ. وَكَانُوا
يَقُولُوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

فوائد و مسائل: ① شہیدوں کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔ ② خاص
ضرورت کے بغیر میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا مناسب نہیں۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۹)

۱۵۱۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى
النُّؤْمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ،
فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ».

۱۵۱۶- [صحيح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك، ح: ۳۱۶۵
من حديث الأسود بن قيس به، وصححه الترمذي، ح: ۱۷۱۷، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

۱۵۱۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ۳۱۹۱ من حديث
ابن أبي ذئب به، وحسنه ابن القيم، ولم أر لمضعفه حجة، وروى البيهقي: ۵۲/۴ عن صالح: "فرايت الجنازة
توضع في المسجد، فرايت أباهريه إذا لم يجد موضعاً إلا في المسجد انصرف ولم يصل عليها"، وفي رواية
الطائسي: ۲۳۱۰ عن ابن أبي ذئب عن صالح قال: "وأدرت رجلاً ممن أدرکوا النبي ﷺ وأبا بكر إذا جاؤوا فلم
يجدوا إلا أن يصلوا في المسجد رجعوا فلم يصلوا".

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ کی بابت اختلاف ہے۔ کسی میں ”فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ“ کسی میں ”فَلَا شَيْءَ لَهُ“ کسی میں ”فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ“ اور کسی میں ”لَيْسَ لَهُ أَجْرٌ“ کے الفاظ ہیں ان الفاظ کی بابت امام ابن قیم رحمہ اللہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ شیخ البانی اور الموسویٰ الحدادیہ کے محققین لکھتے ہیں کہ ان میں سب سے صحیح ”فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ“ کے الفاظ ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اسے خاص اجر نہیں ملے گا، صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل سے مسجد میں نماز جنازہ کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: یہ سنت ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا، اسی طرح حضرت صہیب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی کبار صحابہ کی موجودگی میں مسجد ہی میں پڑھایا تو کسی نے اختلاف نہ کیا اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔

۱۵۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۵۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بیضاء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت سمیل رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ : وَحَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى سَهْلٍ ابْنِ يَتِصَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ .

قَالَ ابْنُ مَاجَهَ : حَدِيثُ عَائِشَةَ أَقْوَى . امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث زیادہ قوی ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ کا جواز زیادہ صحیح ہے کیونکہ مع والی حدیث: (۱۵۱۷) کی نسبت جواز والی حدیث: (۱۵۱۸) زیادہ صحیح ہے۔ ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ بعض افراد کا جنازہ مسجد میں ادا کیا ہے تاہم عام طور پر جنازہ باہر میدان میں ادا کیا جاتا تھا جہاں عید وغیرہ بھی پڑھتے تھے یہ جگہ مصلی کہلاتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری) الجنائز، باب الصلاة على الجنائز

۱۵۱۸۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد، ح: ۳۱۸۹ من حديث فليح بن صالح مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال البخاري: "صالح عن عباد مرسل"، وتابعه محمد بن عبد الله بن عباد عند أبي داود، ح: ۳۱۸۹، وهو مجهول (تقريب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ۹۷۳ وغيره، ولا تعارض بين الحديثين، لهذا يدل بجواز الصلاة على الميت في المسجد لعذر، والأول محمول على غالب الأحوال.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کے ثواب کا بیان بالمصلیٰ والمسجد حدیث (۱۳۲۸) ⑤ اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ
الَّتِي لَا يُصَلِّي فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَذْفَنُ
(التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- ان اوقات کا بیان جن میں میت کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اور اسے دفن نہیں کیا جاتا

۱۵۱۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان (اوقات) میں نماز پڑھیں یا ان میں اپنے فوت شدگان کو دفن کریں: جب سورج طلوع ہو رہا ہو اور عین دوپہر (زوال) کے وقت حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو حتیٰ کہ (پوری طرح) غروب ہو جائے۔

۱۵۱۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، جَمِيعًا، عَنْ مُوسَى ابْنِ عَلِيٍّ بْنِ رِبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ غَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: ثَلَاثٌ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِعَةً، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيِّقُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

🌅 فوائد و مسائل: ① مکروہ اوقات میں جس طرح عام نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح نماز جنازہ بھی مکروہ ہے۔
② ان اوقات میں میت کو دفن کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔

۱۵۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ ابْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خَلِيفَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۱۵۲۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو رات کے وقت قبر میں اتارا اور اس کی قبر میں چراغ لے گئے۔

۱۵۱۹- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ۸۳۱ من حديث موسى بن عليّ به.

۱۵۲۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في الدفن بالليل، ح: ۱۰۵۷ من حديث يحيى بن اليمان عن الخليفة عن الحجاج بن أرطاة عن عطاء عن ابن عباس به، وقال: "حسن"، وضعفه البيهقي، وانظر، ح: ۱۵۰۴ لعلته.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کے ثواب کا بیان
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَذْخَلَ رَجُلًا قَبْرَهُ نَيْلًا،
وَأَسْرَجَ فِي قَبْرِهِ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور شیخ
البانی رحمہما نے حسن قرار دیا ہے نیز شیخ البانی رحمہما نے اس کے دیگر شواہد بھی بیان کیے ہیں دیکھیے: (احکام
الجنائز: ص: ۱۰۸) لہذا رات کو دفن کرنا مجبوری کے وقت جائز ہے۔ جیسا کہ آئندہ آنے والی حدیث سے بھی
یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے جسے ہمارے شیخ نے صحیح مسلم کی حدیث: (۹۳۴) کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل قرار دیا
ہے دیکھیے آئندہ حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② رات کو دفن کرتے وقت روشنی کے لیے چراغ وغیرہ جلا نا درست
ہے خواہ چراغ قبر کے اندر تک لے جانا پڑے۔ ممنوع کام دفن کے بعد قبر کے اوپر چراغ جلانا ہے۔

۱۵۲۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
يَزِيدَ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا
تَذْفُونَا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَّا أَنْ تَضْطَرُّوا»۔

۱۵۲۲- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ
الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ
ابْنِ لَهْيَعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ
مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ»۔

🌞 فائدہ: حدیث (۱۵۱۹) میں جو کمزور اوقات ذکر ہوئے ہیں ان کے علاوہ کسی بھی وقت نماز جنازہ ادا کی

۱۵۲۱- [ضعیف] * إبراهيم بن يزيد الخوزي المكي متروك الحديث (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله طرق ضعيفة
عن ابن الجوزي في الملل المتناهية: ۴/ ۴۲۷، ح: ۱۵۱۹، ۱۵۲۰ وغيره، وراجع للدفن بالليل معاني الآثار
للطحاوي: ۱/ ۵۱۳، ۵۱۵ وغيره، وحديث مسلم: (۹۴۳) يعني عنه.

۱۵۲۲- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۶ بإسناد صحيح عن يحيى بن إسحاق السليحي أن أبا ابن لهيعة عن
أبي الزبير به، وزاد في الأخير: "أربع تكبيرات سواء" انظر، ح: ۳۳۰ لعلنه * وأبو الزبير تقدم، ح: ۳۹۵، وعن،
إن صح الإسناد إليه، يحيى بن إسحاق من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في تهذيب التهذيب: ۲/ ۳۶۱، انظر ترجمة
حفص بن هاشم.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کا بیان

جاسکتی ہے لیکن رات کو جنازہ پڑھنے میں حاضری کم ہوگی۔ بہت سے مسلمانوں کو اطلاع نہیں ہو سکے گی یا اطلاع کے باوجود ان کو حاضر ہونے میں مشقت ہوگی اس لیے بہتر ہے کہ ایسے وقت جنازہ پڑھا جائے جب زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہو سکیں۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى

أَهْلِ الْقَبِيلَةِ (التحفة ۳۱)

۱۵۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انہوں نے فرمایا: جب عبداللہ بن ابی مرثد اس کے بیٹے نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اپنی قیص عنایت فرمائیے میں اس (قیص) میں اسے کفناؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس (کا جنازہ تیار ہونے) کی اطلاع دینا۔“ جب نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے لائق نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے دو چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ ”آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (برابر ہے۔“ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تَصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ ”(اے نبی!) ان میں سے جو مر جائے آپ اس کی نماز (جنازہ) ہرگز نہ پڑھیں اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“

۱۵۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَسْحَرَ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تُوْفِيَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي، جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أَكْفُنُهُ فِيهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَذْنُونِي بِهِ» فَلَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا ذَاكَ لَكَ. فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ: ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾». [التوبة: ۸۰] فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾. [التوبة: ۸۴]

۱۵۲۳۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ح: ۱۲۶۹ من حديث يحيى ابن سعيد به وغيره، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ۲۷۷۴ من حديث عبيد الله بن عمر به.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کا بیان

[قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ] امام ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ کسی زندہ شخص کا قبر پر کھڑے ہونا (اور میت کے لیے دعا کرنا) نیکی ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا جو زندگی بھر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور مسلمان کہلانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو مختلف انداز سے تکلیفیں پہنچاتا رہا لیکن اس کا بیٹا سچا مسلمان تھا اس کا نام بھی عبد اللہ تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کے لیے ان کے منافق باپ عبد اللہ بن ابی کو پہنچانے کے لیے اپنی قمیص عطا فرمائی۔ ③ کفن کے پڑے بن سلے ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی خاص صورت حال پیش آجائے تو سلا ہوا کپڑا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ اس منافق کی بخشش نہیں ہوگی اس کے باوجود نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ اللہ سے دعا کرنا ایک نیکی ہے اس کے لیے قبولیت شرط نہیں۔ ⑤ نفاق ایک قلبی کیفیت ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا رسول اللہ ﷺ کو بھی یقینی علم حاصل نہیں ہوا۔ جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبة: ۱۰۱) ”مدینہ والوں میں سے کچھ ایسے (منافق) ہیں جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔“ بعد میں نبی اکرم ﷺ کو بتا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ ⑥ ہم ظاہر کے مطابق عمل کے مکلف ہیں جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا اقرار کرتا ہے اسے مسلمان سمجھا جائے گا جب تک وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا کافر ہونا ظاہر ہو جائے اس لیے جب تک کسی کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس کے مرنے پر اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اس کے مسلمان رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے جب کہ غیر مسلم یا مرتد کے احکام اس کے برعکس ہوں گے۔ ⑦ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو کسی برکت والی چیز کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے ظاہری اشیاء سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کے بجائے دل کی اصلاح ضروری ہے۔ ⑧ جس کا کفر معلوم ہو اس کے حق میں دعائے مغفرت جائز نہیں مثلاً: کوئی عیسائی، ہندو یا قادیانی مسیحا یا رشتہ دار ہو تو اس کی وفات پر جس طرح اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اس کے حق میں دعا کرنا بھی درست نہیں۔

ویکھئے: (التوبة: ۱۱۳)

۱۰۵۲۴۔ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مدینہ میں منافقوں کا سردار (عبد اللہ بن ابی) الْوَاسِطِيُّ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَ:

مرگیا۔ اس نے (مرنے سے پہلے) وصیت کی کہ نبی ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اپنی قمیص مبارک کا کفن پہنائیں چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اپنی قمیص میں اسے کفنا یا اور اس کی قبر پر (اس کے حق میں دعا کرنے کے لیے) کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ۸۴) ”(اے نبی!) ان میں سے جو مر جائے آپ ہرگز اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھیں اور نہ (کبھی) اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنْ غَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَاتَ رَأْسُ الْمُتَأَفِّقِينَ بِالْمَدِينَةِ. وَأَوْصَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. وَأَنْ يُكْفَنَهُ فِي قَمِيصِهِ. فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَفَنَهُ فِي قَمِيصِهِ وَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾.

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ دیگر محققین نے اس کی بابت لکھا ہے کہ اس روایت میں وصیت کا تذکرہ منکر ہے اس کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للکتور بشار عواد: حدیث: ۱۵۲۳ و احکام الجنائز: ص: ۱۲۰)

۱۵۲۵۔ حضرت واہلہ بن اسحق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر میت کا جنازہ پڑھو اور ہر امیر کی قیامت میں جہاد کرو۔“

۱۵۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عُثْبَةُ بْنُ يَظْطَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى كُلِّ مَيِّتٍ. وَجَاهِدُوا مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ».

۱۵۲۶۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۵۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَامِرِ بْنِ

۱۵۲۵۔ [إسناده موضوع] انظر، ح: ۷۵۰ لعلته.

۱۵۲۶۔ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، ح: ۹۷۸، والترمذي، ح: ۱۰۶۸، وغيرهما من طرق عن سماك به مختصراً، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

رُزَارَةٌ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جُرِحَ، فَأَذَنَةُ الْجِرَاحَةِ. فَذَبَّ إِلَى مَشَاقِصَ، فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهُ. فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: وَكَانَ ذَلِكَ مِنْهُ أَدَبًا.

کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب زخمی ہو گئے۔ انھیں زخم سے تکلیف ہوئی وہ ریگ کر تیر کے پھل تک پہنچا، اور اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ کے طور پر ایسا کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خودکشی کبیرہ گناہ ہے۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھانے سے اگر معزز اور عالم لوگ اجتناب کریں تو اس سے دوسروں کو عبرت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کریں گے لیکن عوام کو ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا چاہیے بغیر جنازہ پڑھے دفن نہ کیا جائے۔ ③ ایسے موقع پر امام کو حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا چاہیے اگر اس کے انکار سے غیر مطلوب نتائج برآمد ہوں گے کا خطرہ ہو اور فائدہ سے نقصان بڑھ جائے گا اندیشہ ہو تو جنازہ پڑھانے سے انکار نہ کیا جائے۔ دوسرے موقع پر مناسب انداز سے نصیحت کی جائے۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲۔ قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۱۵۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ بَنَاتَا حَمَّادَ بْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُومُ الْمَسْجِدَ. فَقَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَنْهَا بَعْدَ أَتْيَامٍ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: «فَهَلَّا أَذْنُومُونِي» فَأَتَى قَبْرَهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا.

۱۵۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ قام خاتون مسجد کی صفائی کیا کرتی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آئیں تو چند دن بعد ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟“ پھر نبی ﷺ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خدام کی خبر گیری اور ان کے حالات معلوم کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ② چند دن بعد غالباً

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

اس لیے دریافت فرمایا کہ اس سے پہلے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کسی کام سے یا کسی رشتہ دار کو ملنے والی گلی ہوگی یا معمولی بیماری یا مصروفیت کی وجہ سے مسجد کی صفائی کے لیے نہیں آ سکی۔ ① جو شخص کسی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا ہو وہ قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے اس کی کیفیت وہی ہوگی جیسے میت چارپائی پر سنانے رکھ کر جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ ② نماز جنازہ کی مذکورہ بالا صورت کے سوا کوئی بھی نماز قبرستان میں ادا کرنا حرام ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”ساری زمین مسجد (عبادت کی جگہ) ہے۔ سوائے قبرستان اور حمام کے۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة، باب فی المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، حدیث: ۳۹۳، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام، حدیث: ۳۱۷) نیز ارشاد نبوی ہے: ”قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔“ (صحیح مسلم، الجنائز، باب النهی عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، حدیث: ۹۷۴) ③ سنن بیہقی میں اس خاتون کا نام ام محجنؓ مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۸/۴)

۱۵۲۸۔ حضرت زید بن ثابتؓ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ثابتؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ باہر گئے جب آپ ﷺ بقیع (کے قبرستان) میں پہنچے تو آپ کو ایک نئی قبر نظر آئی، نبی ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہؓ نے کہا: فلاں خاتون ہے (یہ ان کی قبر ہے۔) آپ نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: ”تم نے مجھے اس کی (وفات کی) اطلاع کیوں نہ دی؟“ انھوں نے کہا: آپ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔ آپ نے فرمایا: ”یوں نہ کیا کرو۔“ مجھے (تم سے دوبارہ ایسے عمل کی) ہرگز خبر نہ ملے۔ جب تک میں تمھارے درمیان (زندہ) موجود ہوں، تم میں سے جو

۱۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدِ ابْنِ ثَابِتٍ، وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ. قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيعَ فَإِذَا هُوَ بِقَبْرِ جَدِيدٍ. فَسَأَلَ عَنْهُ. فَقَالُوا: فَلَانَةٌ. قَالَ فَعَرَفَهَا وَقَالَ: «أَلَا أَذْنُومُنِي بِهَا» قَالُوا: كُنْتُ قَائِلًا صَائِمًا. فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِيكَ. قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا. لَا أَعْرِفُ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ، مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ، إِلَّا أَذْنُومُنِي بِهِ. فَإِنْ صَلَّاتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ» ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ، فَصَفَقْنَا خَلْفَهُ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

۱۵۲۸۔ [مسندہ صحیح] أخرجه النسائي: ۸۵، ۸۴، ۴/، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۲۰۲۴ من حديث عثمان بن حكيم أبي سهل به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۷۵۹-۷۶۱.

کوئی بھی فوت ہو مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میری دعا ان کے لیے رحمت کا باعث ہے۔“ پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی اور آپ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اپنے تمام صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے اگرچہ کوئی بظاہر معمولی حیثیت کا حامل ہو۔ لیڈر اور سربراہ کا اپنے کارکنوں سے اس طرح کا تعلق ہونا چاہیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے آرام کا خیال کیا اور تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ چھوٹوں کو بزرگوں کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ ③ قبر پر جنازہ پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو دفن سے پہلے میت کا جنازہ پڑھنے کا ہے۔



۱۵۲۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ تَابِثٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُتَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ. فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ. فَقَالَ: «هَلَّا أَذْنُتُمُونِي بِهَا» ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «صُفُّوا عَلَيْهَا» فَصَلُّوا عَلَيْهَا.

۱۵۲۹۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: ایک سیاہ فام خاتون کی وفات ہو گئی۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع نہ دی گئی۔ (بعد میں) آپ ﷺ کو اس (کی وفات) کا علم ہوا تو فرمایا: ”تم نے مجھے اس کی وفات کی اطلاع کیوں نہ دی؟“ پھر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اس (کی نماز جنازہ) کے لیے صفیں بناؤ۔“ تب آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

۱۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ. وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحُودُهُ. فَذَفَنُوهُ بِاللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ

۱۵۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ (وفات سے پہلے بیماری کے ایام میں) رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے اسے رات ہی کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ

۱۵۲۹۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۴۴ عن قتية بن سعيد عن الدراوردي به، وحسنه البوصيري.

۱۵۳۰۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنازة، ح: ۱۲۴۷ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۹۵۴ من حديث الشيباني به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

أَعْلَمُوهُ. فَقَالَ: «مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَعْلُمُونِي؟» قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ. وَكَانَتِ الظُّلُمَةُ. فَكَرِهْنَا أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ. فَأَتَى قَبْرَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۱۵۳۱- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْغُسَبَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَرُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ بَعْدَمَا قُبِرَ.

۱۵۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مِهْرَانُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ بَعْدَمَا دُفِنَ.

۱۵۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُ الْمَسْجِدَ. فَتَوَفِّيَتْ لَيْلًا. فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَ بِمَوْتِهَا. فَقَالَ: «أَلَا أَذْنُمُونِي بِهَا؟» فَخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ، فَوَقَفَ عَلَى قَبْرِهَا، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل
ﷺ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے خبر کرنے میں تمہیں کیا مانع تھا؟“ انھوں نے کہا: رات کا وقت تھا اور اندھیرا بھی تھا تو ہم نے آپ کو تکلیف دینا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

۱۵۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قبر پر میت کی تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔

۱۵۳۲- حضرت سلیمان بن بريدہ ؓ اپنے والد حضرت بريدہ بن حبیب ؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک میت کا جنازہ اس کے دفن کیے جانے کے بعد ادا کیا۔

۱۵۳۳- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہو گئی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ کو اس کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے (اس وقت) کیوں نہ اس کی وفات کی اطلاع دی؟“ پھر آپ صحابہ کو ساتھ لے کر نکلے اور اس کی قبر پر جا کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے پیچھے تمام لوگوں نے اس پر (نماز جنازہ کی) تکبیریں کہیں اور اس

۱۵۳۱- أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ۹۵۵، انظر الحديث السابق من حديث غندر به.

۱۵۳۲- [مصحح] وحسنه البوصيري * محمد بن حميد حافظ ضعيف، وكان ابن معين حسن الرأي فيه (تقريب)، ونبهه متكلم فيه، فالسند ضعيف، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

۱۵۳۳- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۳۰، لعلته.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کا بیان
خَلْفِهِ، وَدَعَا لَهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ. کے لیے دعائیں کیں (نماز جنازہ پڑھی) پھر واپس آگئے۔

☀ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن قناً و معناً صحیح ہے۔ دکتور بشار عواد مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے کیونکہ صحیح روایات مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان سے اس کی تائید ہوتی ہے نیز سنن ابن ماجہ (حدیث: ۱۵۲۸) میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن قناً و معناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، للدکتور بشار عواد، حدیث: ۱۵۳۳ و صحیح ابن ماجہ للالبانی، رقم: ۱۱۵۳)

(المعجم ۳۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
عَلَى النَّجَاشِيِّ (التحفة ۳۳)
باب: ۳۳- حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی
نماز جنازہ کا بیان

۱۵۳۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نجاشی فوت ہو گیا ہے۔“
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی بیعت
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ہماری صفیں
مَاتَ» فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ إِلَى بنائیں رسول اللہ ﷺ (خود) آگے بڑھے اور چار
الْبَيْعِ. فَصَفَّنَا خَلْفَهُ. وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تکبیریں کہیں۔
ﷺ، فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

☀ نواد و مسائل: ① حضرت نجاشی رحمہ اللہ جسٹہ کے بادشاہ تھے ان کا نام احمد تھا۔ (صحیح البخاری، مناقب الأنصار، باب موت النجاشي، حدیث: ۳۸۷۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ۸ یا ۹ ہجری لکھی ہے اور فرمایا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ان کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۲۳۷/۷، حدیث: ۳۸۷۷) ② مذکورہ حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تاہم یہ مسئلہ آج تک علماء کے مابین مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہر ایک میت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے حتیٰ کہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ہر شام کو نماز جنازہ پڑھے اور نہایت یہ کرے کہ ہر اس

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان

مسلمان کی نماز جنازہ ہے جو آج روئے زمین پر فوت ہوا ہے۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں، صرف اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہما نے اسی قول کو رائج قرار دیا ہے جبکہ ایک تیسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ہر اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس نے علم نافع وغیرہ کی صورت میں مسلمانوں پر احسان کیا ہو تاہم اس مسئلہ کی بابت ہمارے نزدیک رائج اور اقرب الی الصواب بات درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنا ہے:

① فوت ہونے والا اچھی شہرت اور سیاسی مذہبی اور علمی حیثیت کا حامل ہو۔ ہر چھوٹے بڑے کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر پڑھنا غیر مستحسن ہے۔

② غائبانہ نماز جنازہ کی ادائیگی میں سیاسی یا مالی مفادات وابستہ نہ ہوں، صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مطلوب ہو۔
③ اس کے لیے اعلانات کرنا، اشتہارات اور بیورو وغیرہ لگانا، مخصوص علمائے کرام یا مذہبی و سیاسی قائدین سے نماز جنازہ پڑھوانا، نیز انتظار اور اسی قسم کے دیگر ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں یہ وبا عام ہے، شرعی طور پر محل نظر ہے لہذا اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

④ غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر تقاریر یا خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ بصورت دیگر فوت ہونے والے شخص کے لیے صرف دعا کرنا ہی زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ⑤ غائبانہ نماز جنازہ کا طریقہ وہی ہے جو میت سامنے ہونے کی صورت میں ہے۔

۱۵۳۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْادٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمَقْضَلِ، ح: وَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، جَمِيعًا عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي فَلَانَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عَمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ، فَصَلُّوا عَلَيْهِ» قَالَ فَقَامَ فَصَلَّيْنَا

۱۵۳۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ پڑھ لو۔“ صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز (جنازہ) ادا کی۔ میں دوسری صف میں تھا۔ آپ نے دو صفیں بنا کر اس کا جنازہ پڑھایا۔

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز

خَلْفَهُ. وَإِنِّي لَفِي الصَّفِّ الثَّانِي. فَصَلَّى عَلَيْهِ صَفَيْنِ.

۱۵۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَغَيْنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمْ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ. فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ صَفَيْنِ.

۱۵۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ الْمُثَنَّى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى أَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ» قَالُوا: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: «النَّجَاشِيُّ».

۱۵۳۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ:

حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو السَّكَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان

۱۵۳۶- حضرت مجع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو اس کا جنازہ پڑھ لو۔“ تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنالیں۔

۱۵۳۷- حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے اور فرمایا: ”اپنے ایک بھائی کا جنازہ پڑھو جو تمہارے علاقے سے باہر فوت ہو گیا ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کون ہے؟ فرمایا: ”نجاشی۔“

۱۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ نبی ﷺ نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھا تو چار تکبیریں کہیں۔

۱۵۳۶- [صحیح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/ ۳۶۲ وغيره * حمران ضعيف، رمي بالرفض (تقريب)، وفيه علة أخرى، والحديث السابق شاهد له.

۱۵۳۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۷/ ۴ من حديث المثنى به، وتابعه جماعة * قتادة مدلس، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ۱۵۳۴، ۱۵۳۵.

۱۵۳۸- [إسناده صحيح] انفرد به ابن ماجه.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز۔۔۔۔۔ نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کے ثواب کا بیان

(المعجم ۳۴) - باب مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ

باب ۳۳۔ نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت

صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَمَنْ انْتَظَرَ دَفْنَهَا

کے دفن تک ٹھہرنے والے کا ثواب

(التحفة ۳۴)

۱۵۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۵۳۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : « مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ

قِيْرَاطٌ . وَمَنْ انْتَظَرَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ

قِيْرَاطَانِ » قَالُوا : وَمَا الْقِيْرَاطَانِ ؟ قَالَ :

« مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ » .

فوائد ومسائل : ① جس طرح مسلمان کا جنازہ پڑھا فرض ہے اسی طرح اسے دفن کرنا بھی ضروری ہے ان

دووں کاموں کے لیے عام مسلمانوں کے تعاون کی ضرورت ہے لہذا جس طرح ثواب کی نیت سے نماز جنازہ

میں شرکت کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح قبر کھودنے، میت کو دفن کرنے اور قبر کو برابر کرنے میں بھی زیادہ

سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② جس طرح نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کی جاتی ہے اسی

طرح دفن کے بعد بھی اس کی ثابت قدمی کے لیے اور سوالوں کے جواب کی توفیق کے لیے دعا کی جاتی

ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے : ”اپنے بھائی

کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اس سے اب سوال ہو رہا

ہے۔“ (سنن أبی داود الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، حدیث: ۳۲۲۱)

③ قیراط قدیم دور کا ایک سکہ اور ایک وزن ہے۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے قیراط کو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں

حصہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (النهاية، مادة قیراط) علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ نے قیراط کا وزن دوہم کا بار ہواں حصہ بتلایا

ہے جس کا اندازہ دوری بیان فرمایا ہے۔ آج کل گرام کے پانچویں حصے (۲۰۰ ملی گرام) کو قیراط یا کیرٹ کہتے

ہیں۔ حدیث میں اس سے مراد ثواب کی ایک خاص مقدار ہے جو پہاڑ کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ”اُحد

پہاڑ کے برابر“ کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۵۳۰) ④ شاگرد کو چاہیے کہ اگر کوئی

بات سمجھ میں نہ آئے تو استاد سے پوچھ لے اور استاد کو بھی دوبارہ وضاحت کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔

۱۵۳۹۔ أخرجه البخاري، ح: (۱۳۲۵، ۴۷)، النسخة الهندية: ۱/۱۷۷، وتحفة الأشراف: ۱۰/۴۸، ومسلم،

الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز وأتباعها، ح: ۹۴۵ من حديث معمر به.

۱۵۴۰- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۱۵۴۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو اس کے دفن تک حاضر رہا اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔“ نبی ﷺ سے قیراط کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”احد (پہاڑ) کے برابر۔“

۱۵۴۱- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۱۵۴۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو حاضر رہا حتیٰ کہ (میت کو) دفن کیا جائے اس کے لیے (ثواب) کے دو قیراط ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے (ثواب کا) قیراط اس احد سے بھی بڑا ہے۔“

۱۵۴۲- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۱۵۴۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے

۱۵۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: ۱۵۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَابِتٍ، عَنْ زُرَّارِ بْنِ حَبِشٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقِيرَاطُ أَكْثَرُ مِنْ أُحُدٍ هَذَا».

(المعجم ۳۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ

لِلْجَنَازَةِ (التحفة ۳۵)

۱۵۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَا النَّبْتِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ،

۱۵۴۰- أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ۹۴۶، انظر الحديث السابق من حديث قتادة به، وله شواهد، انظر الحديث السابق.

۱۵۴۱- [صحيح] وضعه البوصيري، وانظر، ح: ۱۱۲۹، ۴۹۶، لعلته.

۱۵۴۲- أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ۹۵۸ من حديث الليث وسفيان به.



۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز۔ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ غَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ
وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حتی کہ وہ آگے گزر جائے یا (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ غَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوَضَّعَ».

🌟 فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص راستے میں بیٹھا ہو اور جنازہ آجائے تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے۔ جب جنازہ گزر جائے تو بیٹھ جائے۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات کھڑے نہیں ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۴۳) لیکن ان دونوں احادیث کو اس طرح بھی جمع کیا جاسکتا ہے کہ کھڑا ہونا واجب قرار نہ دیا جائے بلکہ اسے مستحب (بہتر) کہا جائے۔ ③ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟ حدیث میں اس کے دو اسباب ذکر ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ موت ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان غمگین اور پریشان ہوتا ہے اور آخرت کی یاد سے دل پر خوف طاری ہوتا ہے اس کے اظہار کے لیے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۴۳) دوسری وجہ ان فرشتوں کا احترام ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو نبی ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”میں فرشتوں کی وجہ سے کھڑا ہوا ہوں۔“ (سنن النسائي، الجنائز، باب الرخصة في ترك القيام، حدیث: ۱۹۳۱) ④ جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب چار پائی زمین پر نہ رکھ دی جائے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ جو اس (جنازے) کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتی کہ (چار پائی کو زمین پر) رکھ دیا جائے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن مناكب الرجال فإن قعد أمر بالقيام، حدیث: ۱۳۶۰)

۱۵۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
وَعَزَّادُ بْنُ السَّرِيِّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا
مُتْلِمَان، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ موت
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ کی ایک گھبراہٹ (اور پریشانی) ہوتی ہے۔“

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز
النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ. فَقَامَ، وَقَالَ: «قُومُوا.
فَإِنَّ لِلْمَوْتِ فَرْعًا».

۱۵۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ
عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لِجَنَازَةٍ، فَقُمْنَا. حَتَّى جَلَسَ، فَجَلَسْنَا.

🌞 فائدہ: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا منسوخ ہے لیکن یہ اس صورت میں
ہے جب [قَامَ] اور [قُمْنَا] کے لفظ میں استمرار (ایک کام بار بار کرنے) کا مفہوم سمجھا جائے اور یوں ترجمہ کیا
جائے: ”نبی ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہوتے تھے، پھر نبی ﷺ بیٹھنے لگے تو ہم نے بھی
بیٹھنا شروع کر دیا۔“ لیکن اس کا ایک دوسرا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے، یعنی [قَامَ] اور [قُمْنَا] سے ایک دفعہ کا واقعہ
سمجھا جائے تو مطلب یہ ہوگا: ”رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ
نبی ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔“ یعنی جب تک نبی ﷺ کھڑے رہے ہم بھی کھڑے رہے جب جنازہ گزر
گیا تو نبی ﷺ بیٹھ گئے تب ہم بھی بیٹھ گئے اس صورت میں کھڑا ہونا منسوخ نہیں سمجھا جائے گا۔

۱۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ،
وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ
عِيسَى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اتَّبَعَ جَنَازَةً،
لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تَوْضَعَ فِي اللَّحْدِ. فَعَرَضَ لَهُ

۱۵۴۴۔ أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ۹۶۲ من حديث شعبة به.

۱۵۴۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ۳۱۷۶ من حديث أبي الأسباط بشر
ابن رافع به، وقال الترمذي، ح: ۱۰۲۰ "غريب وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * وعبد الله بن سليمان
ضعيف، وأبو هريرة الحديث (تقریب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

خَبَرُ فَقَالَ: هَكَذَا نَضَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «خَالِفُوهُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے واضح ہوتا ہے کہ میت کی تدفین تک کھڑے رہنا منسوخ ہے بلکہ جب میت کی چارپائی زمین پر رکھ دی جائے تو ساتھ آنے والے بیٹھ سکتے ہیں۔ ② غیر مسلموں سے امتیاز قائم کرنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ شریعت میں اس اصول کا لحاظ عبادات میں بھی رکھا گیا ہے اور دوسرے روزمرہ معاملات میں بھی لہذا مسلمانوں کا بڑا دن نیا سال (کم جنوری کو خوشی منانا) اور ہندوؤں کی بسنت، ہولی اور بوالی شادی غی کی رسمیں مثلاً: غم کے موقع پر سیاہ لباس پہننا یا پیوہ کی دوسری شادی کو معیوب سمجھنا یا شادی کے موقع پر دولہا کا دلہن کی رشتہ دار عورتوں سے بلا تکلف ملنا اور آپس میں ہنسی مذاق کرنا اور اس طرح کے دیگر معاملات اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور غیر مسلموں کے رواج ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جن سے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داؤد (حدیث: ۳۱۷۶) میں بھی مروی ہے وہاں پر بھی ہمارے شیخ نے اس کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت: (۹۶۲) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا مسئلہ اسی طرح ہے کہ بعض متقیین کے نزدیک میت کو دیکھ کر کھڑا ہونا منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک کھڑا ہونا مستحب ہے صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقَالُ إِذَا

دَخَلَ الْمَقَابِرَ (التحفة ۳۶)

۱۵۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: ایک رات نبی ﷺ مجھے (بستر پر) نظر نہ آئے۔ دیکھا تو آپ بقیع (قبرستان) میں تھے۔ (وہاں) آپ نے فرمایا: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ، وَإِنَّا بِكُمْ لَا حَقُّونَ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ] ”اے مومن لوگوں کی بستی والو! تم پر سلامتی ہو تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے آٹنے والے ہیں۔ اے اللہ!

۱۵۴۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ. فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ. أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَإِنَّا بِكُمْ لَا حَقُّونَ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ».

ہمیں ان (پر صبر) کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور ان (کی وفات) کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس

روایت سے آئندہ آنے والی روایت کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر روایات کی وجہ سے معناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۸۶/۲۸۷، وصحيح ابن ماجه، رقم: ۱۲۶۲)

② قبروں کی زیارت مسنون ہے تاکہ موت یاد آئے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو کر آخرت کی طرف توجہ ہو جائے۔ ③ قبروں کی زیارت جس طرح دن کے وقت کی جاسکتی ہے رات کو بھی جائز ہے۔ ④ قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہونے والوں کے لیے دعا ہے فوت شدگان سے کچھ مانگنا جائز نہیں کیونکہ وہ لوگ نہ ہماری باتیں سنتے ہیں نہ ہماری درخواست قبول کر سکتے ہیں۔ ⑤ السلام علیکم کہنے سے انھیں سنانا مقصود نہیں بلکہ ان کے لیے دعا اور ان کے حال سے عبرت حاصل کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ لوگ کل ہمارے ساتھ اٹھے بیٹھے تھے آج قبروں میں پڑے ہیں۔ ہم پر بھی عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم اسی طرح دفن ہو جائیں گے اور دوسروں کی دعاؤں کے محتاج ہوں گے۔ ⑥ دعا کا آخری جملہ نماز جنازہ کی دعاؤں میں شامل ہے۔ وہاں پڑھنا درست ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، حدیث: ۱۴۹۸)



۱۵۴۷۔ حضرت بریدہ بن حبیب السلمی رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ جب قبرستان میں جائیں (تو یہ دعا پڑھیں چنانچہ) ان میں سے جو شخص (قبرستان میں جا کر) دعا کرتا وہ یوں کہتا: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ۔ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ] ”تم پر سلامتی ہو اے مومنوں اور مسلمانوں کی بستی والو! ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آٹنے والے ہیں۔

۱۵۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ بِنِ
آدَمَ: حَدَّثَنَا [أَبُو] أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،
عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْقُبَايِرِ. كَانَ
قَائِلُهُمْ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَهْلَ الدِّيَارِ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ
بِكُمْ لَاحِقُونَ. نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ قبرستان میں بیٹھے سے متعلق احکام و مسائل

ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر ہم اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جائیں یا مسلمانوں کے قبرستان میں جائیں تو ہمیں چاہیے کہ ان مسنون الفاظ کے ساتھ ان کے حق میں دعائے خیر کریں۔ ② فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچانا سنت سے ثابت نہیں لہذا ایسے اعمال سے اجتناب بہتر ہے۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ (الشفعة ۳۷)

۱۵۴۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو آپ ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے۔

۱۵۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ حَبَّابٍ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ. فَقَعَدَ حَيْثَ الْفَيْلَةُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر پر پاؤں رکھ کر گزرنا منع ہے اور کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی منع ہے لیکن قبروں کے درمیان کسی ضرورت کے تحت بیٹھنا جائز ہے مثلاً: قبر ابھی تیار نہ ہوئی ہو تو انتظار میں بیٹھ جانا درست ہے۔ ② نماز کے علاوہ بھی قبیلے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا بہتر ہے۔

۱۵۴۹۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہم قبر تک پہنچے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی (بڑی خاموشی سے) بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔

۱۵۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ. فَأَتَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ. فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا، كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.

۱۵۴۸۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب كيف يجلس عند القبر، ح: ۳۲۱۲ من حديث المنهال به، أخرجه مطولاً، ح: ۴۷۵۳، ۴۷۵۴، وصححه البيهقي في إثبات عذاب القبر، وشعب الإيمان • يونس لم ينفده به.

۱۵۴۹۔ [حسن] انظر الحديث السابق.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز . میت کو قبر میں اتارنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نئی آکرم ﷺ کا انتہائی احترام کرتے تھے اس لیے آپ کی موجودگی میں بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ ② قبرستان میں فضول باتیں کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ سروں پر پرندے ہونے کا مطلب بہت زیادہ خاموشی سے بیٹھنا ہے، جیسے اگر کسی کے سر پر پرندہ بیٹھ جائے اور وہ اسے پکڑنا چاہتا ہو تو خاموش ہو کر بیٹھتا ہے اور غیر محسوس طریقے سے حرکت کرتا ہے تاکہ پرندہ اڑ نہ جائے۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ (التحفة ۳۸)

۱۵۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

انہوں نے فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا تو نبی ﷺ فرماتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ "اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کی ملت پر۔" راوی حدیث ابو خالد نے ایک روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: جب میت کو لحد میں رکھا جاتا تو آپ فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ "اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق۔" اور راوی حدیث ہشام نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: [بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ عَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] "اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔"

۱۵۵۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، قَالَ: "بِسْمِ اللَّهِ. وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ." وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً: إِذَا وَضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ: "بِسْمِ اللَّهِ. وَعَلَىٰ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ." وَقَالَ هِشَامُ فِي حَدِيثِهِ: "بِسْمِ اللَّهِ. وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ."

۱۵۵۰- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء ما يقول إذا أدخل الميت القبر، ح: ۱۰۶۶ عن عبد الله بن سعيد الأشج به، وقال: "حسن غريب"، وفيه حجاج بن أرطاة، وقد تقدم، ح: ۹۶۶، ۱۱۲۹، والطريق الأول فيه الليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ۲۰۸، فالسند ضعيف، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۳۲۱۳، وغيره، وأخرج الحاكم: ۳۶۶/۱ بإسناد صحيح عن البياضي رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: "إذا وضع الميت في قبره فليقل الذين يضعونه حين يوضع في اللحد: باسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله ﷺ"، وأخرج الحاكم وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر "أنه كان إذا وضع الميت في قبره (وفي رواية: وضع ميتا في قبره/ حق) قال: بسم الله وعلى سنة رسول الله"، وفي رواية: وعلى ملة رسول الله ﷺ (حق)، وأخرج البيهقي: ۵۶/۴ بإسناد قوي عن علي رضي الله عنه أدخل ميتا في قبره فقال: "اللهم عبدك وابن عبدك، نزل بك وأنت خير منزل به، ولا أعلم به إلا خيرا"، وأنت أعلم به كان يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ﷺ فاغفر له ذنبه ووسع له في مدخله".

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز میت کو قبر میں اتار جانے والوں کو چاہیے کہ مذکورہ بالا دعا پڑھیں۔

۱۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَّاشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مَيْدُلُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْمُحْصِنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَعْدًا وَرَشَّ عَلَى قَبْرِهِ مَاءً.

۱۵۵۱۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو سر کی طرف سے قبر میں اتارا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس مسئلہ کی بابت ایک روایت سنن ابی داؤد میں مروی ہے جسے محققین صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں ہے کہ عارث انور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن یزید حطمی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائیں چنانچہ انھوں نے جنازہ پڑھایا، پھر انہیں پائنتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا یہ سنت ہے۔ (سنن ابی داؤد، الجنائز، باب کیف بدخل الميت قبره، حدیث: ۳۲۱۱) اسے امام بیہقی شیخ البانی اور شیخ علی زئی نے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں صحابی کا کسی عمل کو سنت کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں، نیز پانی چھڑکنے کا ذکر ہمیں کسی صحیح حدیث سے نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم۔

۱۵۵۲۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ مِنْ قَبْلِ الْقَبْلَةِ، وَاسْتَقْبَلَ اسْتِقْبَالًا.

۱۵۵۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کو قبلے کی طرف سے لیا گیا اور اٹھا کر قبر میں داخل کر دیے گئے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم میت کو قبر میں داخل کرنے کا صحیح طریقہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث کے فوائد میں مذکور ہے۔ باقی رہا میت کا چہرہ اور جسم قبلے کی طرف کرنا تو اس کی بابت علمائے کرام یہی لکھتے ہیں کہ یہ عمل کسی صحیح حدیث سے تو ثابت نہیں ہے، البتہ چہرہ قبلے کی طرف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اسی پر عمل

۱۵۵۱۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۲۴۷ لضعف مندل وشيخه.

۱۵۵۲۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۷ لعلته، وفيه علة أخرى.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ قبر بنانے سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المحلی لابن حزم: ۱۴۳/۵، و احکام الجنائز: ص: ۱۹۲) ⑦ حدیث کے الفاظ [واستل استلاماً] کی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ امام مزنی نے تحفۃ الاشراف اور امام بوصری نے مصباح الرجاہ میں ان کو ذکر نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کی بجائے [واستقبل استقبالاً] کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للدکتور بشار عواد: حدیث: ۱۵۵۲)

۱۵۵۳۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ [الْكَلْبِيُّ] : حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ : حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ . فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ . وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ . وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ . فَلَمَّا أَخَذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّيْنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ : اللَّهُمَّ أَجْرِهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ . اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ حَبِيبِهَا وَصَعْدَ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا [اے اللہ! اسے شیطان سے اور قبر کے عذاب سے پناہ دے! اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے (قبر کی) زمین کو دور رکھ! اس کی روح کو بلند کر اور اسے اپنی خوشنودی نصیب فرما۔] (سعید بن مسیب نے فرمایا) میں نے کہا: ابن عمر! کیا آپ نے یہ چیز رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا اپنی رائے سے یہ الفاظ کہے ہیں؟ انھوں نے کہا: تب تو میں باتیں بنانے پر قادر ہوں (نہیں) بلکہ یہ چیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

باب: ۳۹۔ نقلی قبر (لحد) بنانا مستحب ہے

(المعجم ۳۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ (التحفة ۳۹)

۱۵۵۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۵/۴ من طريق ابن عدي، عن هشام به، قال البوصيري: "في إسناده حماد بن عبد الرحمن وهو متفق على تضعيفه" * وشيخه إدريس بن صبيح مجهول، (تقریب).

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز قبر بنائے سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلَمٍ الرَّازِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْلَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِعَيْرِنَا».

۱۵۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور شق (صندوقی قبر) ہمارے سوا دوسروں کے لیے ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ لحد بنانا مستحب ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد ہی کھودی گئی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم بشرح النووي، کتاب الجنائز، باب فی اللحد و نصب اللین علی الميت: ۴/۳۹۲۸، حدیث: ۹۶۶۱) لہذا جہاں لحد (بغلی قبر) بن سکتی ہو وہاں لحد بنانا مستحب اور افضل ہے البتہ شق (صندوقی قبر) بنانا بھی جائز ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ واللہ اعلم۔ ② لحد یعنی بغلی قبر سے مراد یہ ہے کہ پہلے گڑھا کھودا جائے پھر اس میں ایک طرف میت کے لیے جگہ بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور شق کا مطلب یہ ہے کہ بڑا گڑھا کھود کر اس کے درمیان میں میت کے لیے نہایت چھوٹا گڑھا کھودا جائے۔ ③ دونوں طرح قبر بنانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دونوں طریقوں پر عمل ہوتا تھا جیسے کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے۔ ④ شق (صندوقی قبر) دوسروں کے لیے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے لیے جائز نہیں۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں میں زیادہ شق (صندوقی قبر) کا رواج ہے اور مسلمان زیادہ لحد (بغلی قبر) بناتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۵۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَشْظَانَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْلَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِعَيْرِنَا».

۱۵۵۵۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لیے۔“

۱۵۵۴۔ [إسناده ضعيف] أخرجه [أبو داود، الجنائز، باب في اللحد، ح: ۳۲۰۸ من حديث حكام به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۴۵ * عبد الأعلى الثعلبي ضعيف، قال الهيثمي: في المجمع، ح: ۱۴۷۸، والأكثر على تضعيفه، وله شواهد كلها ضعيفة، والله أعلم.

۱۵۵۵۔ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ۱۵۶ لعلته.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز قبر بنانے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ روایت معنا صحیح ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک سند بھی صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

۱۵۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور مجھ پر کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔ قَالَ: اِلْحَدُوا لِي لَحْدًا، وَانْصُبُوا عَلَيَّ اللَّيْنَ نَضْبًا، كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فائدہ: بغلی (لحد والی) قبر کو بند کرنے کے لیے اینٹیں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں لیکن کچی اینٹ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے قبر کو کچی اینٹوں سے بند کرنا چاہیے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ (الشفقة ۴۰)

۱۵۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ فوت ہوئے اس وقت مدینے میں ایک آدمی لحد والی قبر بنایا کرتا تھا اور ایک آدمی سیدھی (شق والی) قبر بناتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں (بہتر چیز کی دعا کرتے ہیں) اور دونوں کو بلا بھیجتے ہیں جو پیچھے رہ گیا اسے چھوڑ دیں گے۔ (اور جو پہلے آ گیا) وہ اپنے طریقے پر قبر تیار کر دے گا) چنانچہ ان دونوں کو پیغام بھیجا گیا تو لحد بنانے والا پہلے آ گیا چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کروائی۔

۱۵۵۶- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللين على الميت، ح: ۹۶۶ من حديث عبد الله بن جعفر به .
۱۵۵۷- [حسن] أخرجه أحمد ۱۳۹/۳ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به، وصححه البوصيري، وقال: 'مبارك ابن فضالة وثقه الجمهور، وصرح بالتحديث فزال تهمة تدليس'، ولكنه متهم بتدليس النسوية، راجع التقريب، ولم أجد تصريح سماع حميد فيه، والحديث الآتي شاهد له.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز قبر بنائے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں طرح قبر بنانا جائز سمجھتے تھے اس لیے دونوں کو بلایا گیا اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی فوت ہونے والوں کے لیے اپنے اپنے طریقے سے قبر تیار کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی طریقہ شرعاً ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ منع فرما دیتے، مثلاً صندوق (شق والی) قبر بنانے والے کو حکم دے دیتے کہ وہ آئندہ بغلی (لحد والی) قبر بنایا کرے۔ ② بغلی قبر افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے اسی انداز کی قبر پسند فرمائی ہے۔

۱۵۵۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُثَيْدَةَ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقَرِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ. حَتَّى تَكَلَّمُوا فِي ذَلِكَ. وَارْتَمَعَتْ أَصْوَانُهُمْ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصْحَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا. فَجَاءَ اللَّاحِدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ثُمَّ دُفِنَ ﷺ.

۱۵۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں بغلی (لحد والی) یا سیدی (شق والی) قبر کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ انھوں نے اس بارے میں بحث کی حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس زور سے نہ بولو خواہ آپ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں یا ایسے ہی دیگر الفاظ فرمائے، چنانچہ انھوں نے سیدی (شق والی) قبر بنانے والے اور بغلی (لحد والی) قبر بنانے والے دونوں کو بلا بھیجا۔ بغلی (لحد والی) قبر بنانے والا (پہلے) آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی، پھر رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بحث مباحثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں دونوں طریقے درست تھے۔ قابل غور مسئلہ صرف یہ تھا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ② جب کسی معاملہ میں دونوں پہلو قریب قریب برابر ہوں تو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس پر فریقین رضامند ہو جائیں اور اختلاف ختم ہو جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے پاس زور

۱۵۵۸- [حسن] وصححه البوصيري * عبيد بن طفيل مجهول وشيخه ضعيف (تقریب)، وأخرج الترمذي، حديثاً آخر في وفاة النبي ﷺ، ح: ۱۰۱۸ من طريق آخر عن عبد الرحمن بن أبي بكر عن ابن أبي مليكة به، وضعف عبد الرحمن لهذا، وروى محمد بن سهل التميمي بإسناد صحيح، عن عائشة قالت: كان بالمدينة حفاراً فلما مات النبي ﷺ قالوا: أين ندفنه؟ فقال أبو بكر: في المكان الذي مات فيه، وكان أحدهما يلحد والآخر يشق، فجاء الذي يلحد فلحد للنبي ﷺ، رواه ابن أبي الدنيا عنه، وأرسله مالك عن هشام عن أبيه به، (البداية والنهاية: ۵/ ۲۵۲)، وللحديث شواهد أخرى.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ قبر بنانے سے متعلق احکام و مسائل

سے نہ بولا جائے۔ یہ احترام وفات کے بعد بھی قائم ہے، لہذا قبر مبارک کے قریب بلند آواز سے بات چیت یا بحث و تکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں مسجد نبوی سے باہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ میں بنائی گئی تھیں۔ بعد میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجرے بھی مسجد میں شامل ہو گئے۔ اب مسجد کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہاں بلند آواز سے بات چیت نہ کی جائے لہذا قبر نبوی (علی صاحبہا الصلاة والسلام) کی زیارت کرنے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہاں بلند آواز سے سلام وغیرہ نہ پڑھیں بلکہ زیارت قبور کی مسنون دعائیں ہلکی آواز سے پڑھیں۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ

(التحفة ۴۱)

۱۵۵۹- حضرت ادرع سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی پہرہ داری کی نیت سے حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص ریا کار ہے۔ (بعد میں) جب مدینہ میں وہ شخص فوت ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو تیار کرنے سے (غسل اور کفن وغیرہ سے) فارغ ہوئے اور اس کی چارپائی اٹھائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس سے نرمی کرو اللہ تعالیٰ اس پر نرمی کرے یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔“ راوی کہتے ہیں۔ آپ نے اس کی قبر تیار کروائی تو فرمایا: ”اس کی قبر کشادہ کرو اللہ اس پر کشادگی فرمائے۔“ ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو اس (کی وفات) کا بہت غم ہوا ہے۔ فرمایا:

۱۵۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ الْأَدْرِعِ السَّلَمِيِّ قَالَ: جِئْتُ لَيْلَةً أَخْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِذَا رَجُلٌ قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مُرَاءٍ. قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ. فَفَرَعُوا مِنْ جِهَارِهِ. فَحَمَلُوا نَعْشَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْفُقُوا بِهِ، رَفَقَ اللَّهُ بِهِ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ». قَالَ وَحَفَرُ حُفْرَتِهِ فَقَالَ: «أَوْسِعُوا لَهُ. أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْهِ» فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «أَجَلْ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ».

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

قبر پر علامت رکھنے کا بیان

”ہاں وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔“

۱۵۶۰۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدُّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اخْفَرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا».

۱۵۶۰۔ حضرت ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(قبریں) کشادہ اور اچھی کھودو۔“

فائدہ: یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے شہیدوں کی تدفین کے موقع پر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ”قبریں کشادہ گہری اور اچھی کھودو اور دو تین تین (افراد) کو ایک قبر میں دفن کر دو اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو اسے آگے (قبلے کی طرف) رکھو۔“ (سنن النسائي، الجنائز، باب ما يستحب من توسيع القبر، حديث: ۲۰۱۳)

(المعجم ۴۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ (التحفة ۴۲)

باب ۳۲۔ قبر پر علامت رکھنے کا بیان

۱۵۶۱۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْوَسِيطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَ نَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ بِصُخْرَةٍ.

۱۵۶۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر (اس کے سر ہانے) علامت کے طور پر ایک بڑا پتھر رکھا۔

فائدہ: قبر کے سر ہانے نشانی کے لیے ایک پتھر لگا دینا کافی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ قبر ہے تاکہ کوئی اس پر پاؤں رکھ کر نہ گزرے اور کسی دوسری میت کو دفن کرنے کے لیے غلطی سے اس قبر کا کچھ حصہ نہ کھل جائے۔ اس پتھر پر کچھ لکھنا یا کتبہ لگانا منع ہے جیسے کہ حدیث: (۱۵۶۳) میں آ رہا ہے۔

۱۵۶۱۔ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ما جاء في دفن الشهداء، ح: ۱۷۱۳، عن أزهر بن مروان، وقال: "حسن صحيح".

۱۵۶۱۔ [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن، وله شاهد من حديث المطلب بن أبي وداعة، رواه أبو داود، ح: ۳۲۰۶، والله أعلم".

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - قبر کو پختہ بنانے اور اس پر کتبہ وغیرہ لگانے کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۴۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ
الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ وَتَجْصِصِهَا وَالْكِتَابَةِ
عَلَيْهَا (التحفة ۴۳)

۱۵۶۲- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ،
عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ:
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَجْصِصِ الْقُبُورِ.

فائدہ: چونا گچ کرنا گزشتہ زمانے میں عمارت میں پختگی پیدا کرنے کا طریقہ تھا، آج کل اس مقصد کے لیے
سیمٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ قبر پر صرف قبر کے گڑھے سے نکلی ہوئی مٹی ڈالنا کافی ہے، مزید مٹی ڈالنا یا قبر کو پختہ
کرنا منع ہے۔ اس لحاظ سے اس پر کمرہ یا تہہ وغیرہ تعمیر کرنا بالادولی منع ہوگا۔

۱۵۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ:
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے والے کا نام اور تاریخ وفات بھی نہیں لکھنی چاہیے۔ نشانی کے لیے
کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا کافی ہے۔

۱۵۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا [وَهَبٌ]:

۱۵۶۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ نے قبر پر کوئی چیز تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

۱۵۶۲- أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ۹۷۰ من حديث أيوب به باختلاف
يسير في اللفظ.

۱۵۶۳- [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في البناء على القبر، ح: ۳۲۲۶ من حديث حفص به، وأخرج
الترمذي، ح: ۱۰۵۲ من حديث محمد بن ربيعة عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال: "نهى رسول الله ﷺ أن
تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبني عليها وأن توطأ"، وقال: "حسن صحيح".

۱۵۶۴- [صحیح] وصححه البوصيري، وقال ابن معين في القاسم بن مخيمرة: "لم يسمع أنه سمع من أحد من
الصحابه" (تهذيب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ۹۷۰ وغيره من حديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مَخْثُومَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْشَى عَلَى الْقَبْرِ.

☀ فائدہ: قبر پر تعمیر کرنا مطلقاً منع ہے۔ جتنی زیادہ تعمیر ہوگی اسی قدر اس ارشاد مبارک کی خلاف ورزی ہوگی اور اسی لحاظ سے تعمیر کرنے والوں کو گناہ بھی زیادہ ہوگا۔ اگر فوت ہونے والا زندگی میں اس عمل کو پسند کرتا تھا اور خواہش رکھتا تھا کہ اس کی قبر پر پختہ بنائی جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ہوگا۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَنْوِ الْقُرَابِ فِي الْقَبْرِ (التحفة ۴۴) باب: ۴۴- قبر پر ہاتھوں سے مٹی ڈالنے کا بیان

۱۵۶۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ. فَحَنَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا.

☀ فوائد و مسائل: ① جنازہ پڑھنے والا اگر دفن تک رکے تو اسے چاہیے کہ قبر پر کم از کم تین لہیں مٹی ڈالے۔ ② لپ سے مراد دونوں ہاتھ ملا کر مٹی ڈالنا ہے جسے پنجابی میں ”بٹک“ کہتے ہیں۔ ایک ہاتھ بھر کر کوئی چیز لینے کو اردو میں ”چلو“ کہتے ہیں حدیث میں یہ مراد نہیں۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا (التحفة ۴۵) باب: ۴۵- قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

۱۵۶۵- [إسناده حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۳۱۲/۱۱ من حديث العباس بن الوليد به، (انظر ترجمة سلمة بن كلثوم) وزاد: "فكبر عليها أربعا"، صححه ابن أبي داود، وقال أبو حاتم: "إنه باطل"، وصححه ابن الملقن، ح: ۸۲۱.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز

قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

١٥٦٦- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ تُعْرِفُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ».

١٥٦٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھ جانا اور آگ کا اسے جلا دینا اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

١٥٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُمْرَةَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزْزِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَقِيفٍ، أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرَجُلِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ. وَمَا أَتَالِي أَوْ سَطَ الْقُبُورَ فَضَيْتُ حَاجَتِي، أَوْ وَسَطَ الشُّوقِ».

١٥٦٧- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کی قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں انگارے پر یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنی ٹانگ سے سی لوں (اسی طرح) سر بازار قضائے حاجت کرنا اور قبروں کے درمیان قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک برابر ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس

کے شواہد ہیں اور یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۳۳۸-۳۳۹) میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے لیکن حکم مرفوع ہے جب کہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألبانی) رقم: ۶۳، و سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد، حدیث: ۱۵۶۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② قبروں میں قضائے حاجت کرنا بہت بری حرکت ہے۔ ③ بعض علماء نے قبر پر بیٹھنے سے بھی یہی مراد لیا ہے۔ بعض نے قبر پر چڑھ کر

١٥٦٦- أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ۹۷۱ من حديث سهيل به.

١٥٦٧- [إسناده ضعيف] من أجل عنقة المحاربى، وصححه البوصيرى في الزوائد، وقال المنذرى: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد" * عبدالرحمن بن محمد المحاربى تقدم حاله في التلخيص، ح: ٦٤٩، وللحديث شواهد، وأخرجه ابن أبي شيبة: ٣/٣٣٨، بإسناد صحيح عن عقبه به موقوفاً، وله حكم الرفع.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز قبروں پر پڑنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

بیٹھنا مردیا ہے جس طرح ہم کسی اونچی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ اس سے میت کی اہانت ہوتی ہے۔ ⑤ جس طرح آگ پر یا تلوار پر چلنا کوئی پسند نہیں کرتا اسی طرح مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کل مسلمان اس چیز کی بالکل پروا نہیں کرتے اور قبروں پر سے راستہ بنا لیتے ہیں۔ ⑤ قبروں پر بیٹھنے کا ایک مطلب مجاور بن کر بیٹھنا بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کام بھی دوسرے دلائل کی روشنی میں ممنوع ہے۔ ⑥ حدیث کے آخری جملے کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ”مجھے پروا نہیں کہ قبروں کے درمیان قضاے حاجت کروں یا بازار کے درمیان۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے مجبور کیا جائے کہ میں ان دو برے کاموں میں سے ایک کام ضرور کروں تو میری نظر میں دونوں کام برابر ہوں گے۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی قبرستان میں قضاے حاجت کرنے سے شرم نہیں کرتا تو اسے سر بازار قضاے حاجت کرنے سے بھی شرم نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ بازار میں سب کے سامنے ہنگا ہو کر نہیں بیٹھ سکتا تو قبروں میں بھی اسے اتنی ہی شرم کرنا ضروری ہے۔

باب: ۴۶- قبرستان میں جوتے اتار کر چلنا چاہیے

(المعجم ۴۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْعِ التَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ (النحفة ۴۶)

503

۱۵۶۸- حضرت بشیر ابن خصامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ”اے ابن خصامہ! تجھے اللہ سے کیا شکوہ ہے (حالانکہ تجھے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ) تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہیں۔ مجھے اللہ نے ہر بھلائی عنایت فرمائی ہے۔ (اسی اثناء میں) آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”انھیں بہت بھلائی مل گئی۔“ پھر مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”یہ بہت سی بھلائی سے محروم رہ گئے۔“ اچانک آپ کی نگاہ ایسے آدمی پر پڑی جو

۱۵۶۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شُبَّانٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمْيَرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَلٍ، عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْخَصَّاصِيَّةِ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا ابْنَ الْخَصَّاصِيَّةِ مَا تَنْقُمُ عَلَى اللَّهِ؟ أَصَبَحْتَ تُنَاشِي رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَنْقُمُ عَلَى اللَّهِ شَيْئًا. كُلُّ خَيْرٍ قَدْ آتَانِيهِ اللَّهُ. فَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَ: «أَذْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا». ثُمَّ مَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِينَ. فَقَالَ: «سَبَقَ هَؤُلَاءِ

۱۵۶۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب المشي بين القبور في النعل، ح: ۳۲۳۰ من حديث الأسود، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

خَيْرًا كَثِيرًا قَالَ: فَالْتَفَتَ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْقَمَائِرِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ: يَا صَاحِبَ السَّبْيَيْنِ أَلْفِهِمَا.

قبروں کے درمیان جوتوں سمیت چل رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے جوتوں والے! انھیں اتار دے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُولُ: حَدِيثٌ جَيِّدٌ، وَرَجُلٌ ثَقَّةٌ.

امام ابن ماجہ نے اپنے استاذ محمد بن بشار سے بیان کیا کہ ابن مہدی کہتے ہیں، عبد اللہ بن عثمان کہا کرتے تھے یہ حدیث عمدہ ہے اور اس کا راوی خالد بن سمیر ثقہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کو علامہ نواب وحید الراہن خاں رحمہ اللہ نے کرامت تخریج پر محمول کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں قبر میں ہونے والے سوالات کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ”بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (دفن کرنے والے افراد) واپس لوٹتے ہیں حتیٰ کہ وہ ابھی ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں.....“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب المیت یَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ، حدیث: ۱۳۳۸) ② مومن کے لیے موت خیر کا باعث ہے کیونکہ موت کے بعد ہی اسے اپنے نیک اعمال کی جزا اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں جب کہ کافر کے لیے موت اس کے برے اعمال کی سزا کی ابتدا ہے۔ ③ اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ④ غلطی پر تنبیہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلطی کرنے والے کو براہ راست اس کی غلطی سے آگاہ کر دیا جائے اور اسے غلطی کے ازالے کا حکم دیا جائے۔ یہ اس صورت میں زیادہ مؤثر ہے جب منع کرنے والا غلطی کرنے والے کی نگاہ میں قدر و منزلت کا حامل ہو۔ اس صورت میں اس کا احترام اور اس کی عظمت کا احساس نصیحت قبول کرنے کی ایک اہم وجہ بن جاتا ہے۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ

باب: ۴۷۔ قبروں کی زیارت کا بیان

الْقُبُورِ (التحفة ۴۷)

۱۵۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۵۶۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں کی زیارت کیا کرو یہ تمہیں آخرت کی یاد دہانی کراتی ہے۔“

۱۵۶۹۔ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ به۔ عز وجل۔ في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۶ عن أبي بكر ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً.

۶۔ ابواب ماجاء في الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زُورُوا الْقُبُورَ.
 فَإِنَّهَا تَذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قبروں کی زیارت سے مراد عام قبرستان میں جانا ہے جہاں اپنے دوستوں اور بزرگوں کی قبریں ہوں انھیں دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح یہ لوگ کبھی ہمارے ساتھ تھے لیکن آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں اسی طرح ہم بھی ایک دن یہ دنیا چھوڑ کر رب کے دربار میں حاضر ہو جائیں گے پھر ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ ② جن قبروں پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہوں وہاں جا کر آخرت کی یاد کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ توجہ دنیا کی بے ثباتی کی طرف نہیں ہوتی بلکہ عمارت کے نقش و نگار اور عمارت کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر کا انداز انسان کی توجہ کو مشغول کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ⑤ قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں جا کر مدفون مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کی جائے جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔ دیکھیے (مسنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۳۶/۱۵۳۷)

۱۵۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا بَسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّبَّاحِ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی اجازت دی۔

🌞 فائدہ: اجازت کا لفظ اس لیے فرمایا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا بعد میں اجازت دے دی جیسے کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

۱۵۷۱۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنَّ أَبَانَ ابْنَ جُرَيْجٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ

۱۵۷۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو (اب) ان کی زیارت کیا کرو

۱۵۷۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۷۸/۴ من حديث بسطام به مطولاً، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرک: ۳۷۶/۱.

۱۵۷۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷۷/۴، والحاكم: ۳۷۵/۱ من حديث ابن وهب به مطولاً، وصححه البوصيري * أيوب ضعيف كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره إلا قوله: "فإنها تزهد في الدنيا"، وله شاهد عند البيهقي، والحاكم من حديث أنس رضي الله عنه: "فإنها ترق القلب وتدمع العين"، وهو في المسند للإمام أحمد: ۲۵۰/۳ من حديث يحيى بن الحارث التيمي عن عمرو بن عامر عن أنس به.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ الْأَجْدَعِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا. فَإِنَّهَا تُزْهَدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكَّرُ الْآخِرَةُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ [فَإِنَّهَا تُزْهَدُ فِي الدُّنْيَا] کے سوا باقی حدیث کے شواہد صحیح مسلم میں ہیں جیسا کہ پہلا جملہ صحیح مسلم کی حدیث میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو ان کی زیارت کیا کرو اور میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا اب جب تک چاہو رکھ سکتے ہو..... الخ“ (صحیح مسلم، الأضاحی، باب بیان ما کان من النہی عن أکل لحوم الأضاحی بعد ثلاث فی أول الإسلام و بیان نسخہ و إباحته إلی متى شاء، حدیث: ۱۹۷۶) زیارت قبور کی حکمت بھی دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے، جیسے حدیث ۱۵۷۲ میں آ رہا ہے: ”قبروں کی زیارت کرو یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔“ یہ جملہ بھی صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ رہ عروجہ فی زیارۃ قبر امہ، حدیث: ۶۷۷۶) لہذا مذکورہ روایت [فَإِنَّهَا تُزْهَدُ فِي الدُّنْيَا] جملے کے سوا شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات سے پہلے سے نازل شدہ بعض آیات میں مذکور حکم منسوخ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک حدیث سے بھی سابقہ حدیث منسوخ ہو سکتی ہے جیسے کہ اس روایت میں صراحت موجود ہے۔ ③ دنیا میں جائز طریقے سے رزق کماتا اور فخر و تکبر کے بغیر فضول خرچی نہ کرتے ہوئے اپنی ذات پر اور اہل خانہ پر خرچ کرنا جائز ہے لیکن دولت کی ہوس اور عیش و آرام میں انہماک انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا علاج کرنے کے لیے قبرستان میں جانا چاہیے تاکہ اپنی موت یاد آئے اور اگلے جہان کے لیے تیاری کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ۴۸)

۱۵۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ خود بھی روئے اور نبی ﷺ کی کیفیت

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبَكَى مَنْ حَوْلَهُ. فَقَالَ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي. وَاسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذَنْ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ. فَإِنَّهَا تَذَكَّرُكُمْ الْمَوْتَ».

دیکھ کر جو (حضرات آپ کے ہمراہ) آپ کے ارد گرد تھے وہ بھی اشک بار ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ان کے لیے (والدہ ماجدہ کے لیے) دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے اپنے رب سے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی اس لیے قبروں کی زیارت کیا کرو یہ تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔“

🌞 فائدہ و مسائل: ① غیر مسلموں کے قبرستان میں جانا جائز ہے لیکن وہاں جا کر وہ دعائے پڑھیں جو مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر پڑھی جاتی ہے کیونکہ غیر مسلم کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ ② غیر مسلموں کی قبروں کی زیارت سے بھی موت کی یاد اور دنیا سے بے رشتگی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ وہاں وہ زیب و زینت اور سچ دھج نہ ہو جو توجہ کو اپنی طرف مبذول کر کے آخرت اور موت کی یاد سے غافل کر دے۔ ③ شفاعت وہی قبول ہو سکتی ہے جو اللہ کی اجازت سے ہو۔ مشرکین کے حق میں شفاعت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ دیکھیے: (التوبة: ۱۱۳) قیامت کے دن بھی گناہ گار مومنوں کے حق میں شفاعت ہوگی شرک اکبر کے مرتکب لوگوں کے حق میں نہیں۔

۱۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ الْخَثَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّجَمَ، وَكَانَ وَكَانَ. فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: «فِي النَّارِ» قَالَ فَكَأَنَّهُ

۱۵۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اور اس میں فلاں فلاں خوبیاں تھیں وہ کہاں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں ہے۔“ اس کو یہ جواب گویا ناگوار گزرا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے والد کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو جہاں بھی کسی

۱۵۷۳۔ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وأورده الضياء في المختارة، وأخرج البزار (البحر الزخار)، ح: ۱۰۸۹، والطبراني وغيرهما من طريقين (يزيد بن هارون وغيره) عن الزهري عن عامر بن سعد عن أبيه به... الخ، وانظر، ح: ۷۰۷ لعلته، وطريق البزار أرجح من رواية ابن ماجه، ورواه زيد بن أخزم ومحمد بن عثمان بن مخلد كلاهما عن يزيد به من حديث عامر بن سعد عن أبيه.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان
وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيْنَ
أَبُوكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَيْثُمَا
مَرَزْتُ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ» قَالَ
فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ. وَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَبًا. مَا مَرَزْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ
إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ.

مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی خوش
خبری دے دے۔“ بعد میں اس اعرابی نے اسلام قبول
کر لیا۔ (بعد میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے) اس نے
کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مشکل کام میرے
ذمے لگا دیا ہے جب بھی میرا گزر کسی کافر کی قبر کے
پاس سے ہوتا ہے میں اسے جہنم کی خوشخبری دیتا ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے

ہیں۔ دیکھیے: (الصحيحۃ للالبانی‘ رقم: ۱۸‘ و سنن ابن ماجہ للذککون بشار عواد‘ حدیث: ۱۵۷۳)
② اسلام قبول کیے بغیر بڑی سے بڑی نیکیاں بھی جہنم سے نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔ ③ نبی ﷺ کی نبوت کا
یقین ہونے کے باوجود جب تک باقاعدہ اسلام قبول کر کے نبی ﷺ کی اطاعت اور احکام شریعت پر عمل کرنے
کا وعدہ نہ کیا جائے نجات نہیں ہوتی جیسے فرعون کو یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں لیکن ایمان و اطاعت کے بغیر
اس یقین کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ
إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَافِرٍ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَغْبُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۲)
”مجھے معلوم ہے کہ یہ (معجزات و دلائل) آسمان اور زمین کے مالک ہی نے بصیرت بنا کر (غور کرنے کے
لیے) نازل کیے ہیں اور اے فرعون! میں تو سمجھتا ہوں کہ تو یقیناً تباہ ہونے والا ہے۔“ اسی طرح ابوطالب بھی
اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کا دین سچا ہے لیکن اسے قبول نہیں کیا لہذا نبی ﷺ کی قرابت بھی اسے
جہنم سے نہ بچا سکی۔ ④ اگر کوئی ایسا سوال پوچھ لیا جائے جس کا صریح جواب دینا حکمت کے منافی ہو تو مناسب
انداز سے سائل کو کسی بہتر چیز کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے۔ ⑤ ہر مشرک کو جہنم کی خوشخبری دینے کا حکم ایک
نفیاتی علاج تھا۔ اسے اپنے والد کے جہنمی ہونے کا سن کر جو صدمہ ہوا تھا اس کا یہ علاج کیا گیا کہ صرف
تمھارے باپ کے لیے نہیں بلکہ ہر کافر کے لیے یہی حکم ہے داعی اور عالم کو چاہیے کہ لوگوں کی نفیات کا خیال
رکھے لیکن صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح نہ کہے۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ (التحفة ۴۹)
باب: ۴۹- عورتوں کے لیے قبروں کی (بکثرت)
زیارت کرنا منع ہے

۱۵۷۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۷۴ - [حسن] أخرجه أحمد: ۴۴۲/۳ من حديث سفيان الثوري به، وصححه البوصيري، والحديث
الآتي: (۱۵۷۶) شاهد له.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

وَأَبُو بَشِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ؛ ح: هُنَّ نَحْنُ أَبُو ثَرْيَبٍ: حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَرَّيَابِيُّ وَقَبِيصَةُ كُلُّهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۵۔ حَدَّثَنَا أَرْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ [الْعَسْقَلَانِيُّ] أَبُو نَصْرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ.

فائدہ: اس سے مراد یار باز زیارت کرنے والیاں ہیں۔ ”زوارات“ مبالغے کا صیغہ ہے، یعنی ”کثرت سے یار باز زیارت کرنے والی عورتیں“، کبھی کبھار جانے کا جواز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ قبرستان میں جا کر موفونین کے لیے کس طرح دعا کروں تو رسول اللہ

۱۵۷۵۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ح: ۳۲۳۶، والترمذي، الصلاة، باب ما جاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجداً، ح: ۳۲۰ من حديث ابن جحادة به، بلفظ: "لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج"، وحسنه.

۱۵۷۶۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء، ح: ۱۰۵۶ من حديث أبي عوانة به، وقال: "حسن صحيح"، واصله ابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۱۷۸.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا: ”تم جایابی نہ کرو بلکہ فرمایا: یوں کہ: [السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین..... الخ] دیکھیے: (صحیح مسلم الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، حدیث: ۹۷۴)

(المعجم ۵۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزِ (التحفة ۵۰)

۱۵۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۵۷۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن پختہ نہیں دیا گیا۔

فائدہ: پختہ حکم کا مطلب حرمت کی صراحت ہے، یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے منع تو فرمایا لیکن زیادہ سختی سے نہیں۔ گویا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق جنازے کے ساتھ عورتوں کا جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور مکروہ سے اجتناب ہی افضل ہوتا ہے۔ نماز جنازہ میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے پیغام بھیجا کہ جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جنازہ امہات المؤمنین کے حجروں کے پاس رکھا گیا تاکہ وہ جنازہ پڑھ لیں پھر اسے مقاعد کی طرف باب الجنائز سے نکال کر قبرستان میں لے جایا گیا۔ (بعد میں) انھیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے اس عمل پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں) جنازہ مسجد میں نہیں لے جایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ”لوگوں کو جس بات کا علم نہیں ہوتا اس پر کتنی جلدی تنقید کرنے لگتے ہیں۔ ہم پر یہ تنقید کرتے ہیں کہ جنازہ مسجد میں لے جایا گیا“ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی کے اندر ادا کیا تھا۔ (صحیح مسلم الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، حدیث: ۹۷۴)

۱۵۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: ۱۵۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کچھ

۱۵۷۷- أخرجه البخاري، الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من الحيض، ح: ۳۱۳، ومسلم، الجنائز، باب نهي النساء عن اتباع الجنائز، ح: ۹۲۸ من حديث حفصة به، أخرجه مسلم عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به. ۱۵۷۸- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷۷/۴ من حديث إسرائيل به * إسماعيل بن سلمان بن أبي المغيرة الكوفي ضعيف (تقريب).

خواتین بیٹھی ہیں۔ فرمایا: ”تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟“ انھوں نے کہا: جنازے کا انتظار کر رہی ہیں۔ فرمایا: ”کیا غسل دوگی؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”میت کی چار پائی کو کدھا دوگی؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”میت کو قبر میں اتارنے والوں کے ساتھ تم بھی اتار دوگی؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”گناہ لے کر ثواب سے محروم ہو کر واپس چلی جاؤ۔“

إِسْمَاعِيلُ بْنُ [سَلْمَانَ]، عَنْ دِينَارِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ ابْنِ الْحَنَمِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوسٌ. فَقَالَ: «مَا يُجْلِسُكُمْ؟» قُلْنَ: نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ. قَالَ: «هَلْ تُغْسِلْنَ؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «هَلْ تُحْمِلْنَ؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «هَلْ تُذَلِّلْنَ فِيمَنْ يُذَلِّي؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «فَارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ، غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ».

باب: ۵۱۔ نوحہ اور یمن کرنے کی ممانعت

(المعجم ۵۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ

النَّيَاحَةِ (التحفة ۵۱)

۱۵۷۹-۱۵۷۸-ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِی مَعْرُوفٍ﴾ ”تجسّی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”نوحہ کے بارے میں ہے۔“

۱۵۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى الصُّهْبَاءِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَلَا يَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ» [الممتحنة: ۱۲] قَالَ: «النُّوحُ».

🌟 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے وہ یوں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِهْتَانٍ يَقْتَرِبْنَ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعُهُنَّ وَاسْتَفْعِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنة: ۱۲) ”اے نبی! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں (اور) وہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے۔“

② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نوح سے پرہیز بھی ان نیک کاموں میں شامل ہے جن احکام کی تعمیل کا وعدہ مسلمان عورتوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے کیا ہے۔ ⑤ نوح سے مراد ہے مرنے والے کی خوبیاں ذکر کر کے اور اپنے غم کے اظہار کے لیے مختلف فقرے بول بول کر بلند آواز سے رونا۔ اسلام سے پہلے عورتیں مرنے والوں پر اظہار غم کے لیے اسی طرح روتی تھیں اور اسے مرنے والے سے محبت کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس غلط رسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے یا کوئی ایک آدھ جملہ کہہ دیا جائے جو نوح کے انداز سے نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ اٹک بار تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا تو نبی ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”اُمّ کھ سے آنسو بہتے ہیں دل ٹمگین ہے لیکن ہم زبان سے وہی کچھ کہیں گے جس سے اللہ راضی ہو۔ ابراہیم! ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے۔“ (صحیح البخاری الجنائز باب قول النبی ﷺ إنا بك لمحزونون)

حدیث: (۱۳۰۳)

۱۵۸۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ، مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحُمْصٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّوحِ.

۱۵۸۰۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص شہر میں خطبہ دیا تو اس خطبے کے دوران میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نوح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۵۸۱۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَبْرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أُنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ ابْنِ مُعَاذٍ أَوْ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۵۸۱۔ حضرت ابوالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نوح (بین) جاہلیت کا رواج ہے۔ نوح کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول کے پڑے اور آگ کے شعلے کی قمیص تیار کرے گا۔“

۱۵۸۰۔ [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۷۳/۱۹، ح: ۸۷۶ من حديث إسماعيل بن عدي * عبدالله بن دينار الحمصي (الشامي) ضعيف (تقريب)، ضعفه الجمهور، وتابعه الثقة محمد بن مهاجر الانصاري، وشبههما حرير بالحاء مجهول (تقريب)، فالسند ضعيف، والحديث حسن، له شواهد عند البخاري، ح: ۱۳۰۶، ومسلم، ح: ۹۳۶، وغيرهما.

۱۵۸۱۔ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۶۶۸۶، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۹۳۴، وغيره.



۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز۔ نوہ اور بین کرنے کی ممانعت کا بیان

﴿النَّبَاةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. وَإِنَّ النَّبَاةَ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تُنَبَّ قَطَعَ اللَّهُ لَهَا نَبَاً مِنْ قَطْرَانٍ، وَدِرْعَاً مِنْ لَهَبِ النَّارِ﴾.

🌟 فوائد و مسائل: ① جاہلیت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جب کسی کام کو جاہلیت کا کام قرار دیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کام مسلمانوں کو ذریعہ نہیں دیتا، اسے کافر ہی کرتے ہیں، انہی کے لائق ہے۔ ② کافروں کے رسم و رواج اختیار کرنے سے اور ان کی نقل کرنے سے اجتناب اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ زندگی کے ہر معاملے میں یہ اصول مسلمانوں کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ ③ توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ ④ نوہ کرنے والی کو یہ عذاب قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا، جیسے آئندہ حدیث سے واضح ہے۔ ممکن ہے جہنم میں بھی ہو۔

۱۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْقِمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «النَّبَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ النَّبَاةَ إِنْ لَمْ تُنَبَّ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ، فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلٌ مِنْ قَطْرَانٍ. ثُمَّ يُغْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ».

۱۵۸۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت پر نوہ کرنا جاہلیت کا رواج ہے۔ نوہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم پر تار کول کی قمیصیں ہوں گی، پھر ان پر آگ کے شعلوں کی قمیص پہنائی جائے گی۔“

🌟 فائدہ: یہ حکم عورت کے لیے خاص نہیں بلکہ مرد بھی اگر اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو قیامت کو اسے بھی یہی سزا ملے گی۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عرب میں عورتیں ہی نوہ کرتی تھیں۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو شخص رخصتوں پر تھپڑ مارے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی طرح پکارے (نوہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب: ليس منّا من ضرب الحدود، حدیث: ۱۲۹۷ و سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۸۳) اس میں مرد بھی شامل ہیں۔

۶- أبواب ما جاء في الجنائز مصیبت کے وقت منہ پر طمانچہ مارنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۵۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: ۱۵۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ: ۱۵۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ۱۵۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُشَبَّعَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَأَةٌ. ساتھ نوحدہ کرنے والی عورت ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعة الحديثية کے محققین اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ موسوعة الحديثية کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجموع طرق اور شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۸۰/۹ و احکام الجنائز: ص: ۷۰) ② جنازہ کے ساتھ جانا مسلمان کا مسلمان پر ایک اہم حق ہے لیکن گناہ کے ارتکاب کی صورت میں یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دعوت قبول کرنا بھی مسلمان کا مسلمان پر حق ہے لیکن اگر تقریب میں گناہ کے کام ہو رہے ہوں مثلاً: بے پردگی، تصویر کشی، ویڈیو فلم بنانا، ہندو دائرہ رواج پر عمل تو ایسی تقریب میں شریک نہ ہونا درست ہے۔ خاص طور پر جب حاضر نہ ہونے سے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ ہونے کی توقع ہو۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ (الصفحة ۵۲)

۱۵۸۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ. ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ابْنُ مُحَمَّدٍ وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَ: ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۸۳- [إسناده ضعيف] * أبو يحيى القنات تكلموا فيه، وقال أحمد: "روى عنه إسرائيل أحداث كثيرة مناكير جداً" (الروائد للبوصيري)، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۵۸۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، ح: ۱۲۹۴ من حديث سفیان الثوري عن زيد به، والبخاري، ح: ۳۵۱۹، ومسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ۱۰۳ من حديث الأعمش به.

٦۔ ابواب ما جاء في الجنائز مصیبت کے وقت منہ پر طمانچہ مارنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت کا بیان

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَرْثَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُبُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُودَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① دل کا غم اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا صبر کے منافی نہیں البتہ اس کے علاوہ لوگ بے صبری کی وجہ سے جو مختلف قسم کی نامناسب حرکات کرتے ہیں وہ شرعاً ممنوع ہیں۔ ② اسلام سے پہلے لوگوں میں یہ عادت تھی کہ مرنے والے پر اظہار غم کے لیے بلند آواز سے میت کی تعریفیں کر کے روتے تھے اور گریبان چاک کر دیتے تھے اسلام میں ان چیزوں سے منع کر دیا گیا ہے۔ ③ «لَيْسَ مِنَّا» وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسی حرکات کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں، مسلمانوں کا یہ طریقہ نہیں کیونکہ یہ اہل جاہلیت کی غلط عادتوں میں سے ہے۔ ہمیں اس سے اعتنا بک کرنا چاہیے۔

515

۱۵۸۵۔ حضرت ابوامامہ (اسعد بن ہبل بن حنیف)

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اظہار غم کے لیے) چہرہ نوچنے والی پر گریبان چاک کرنے والی پر اور بربادی اور ہلاکت پکارنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

۱۵۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْمُخَارِبِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ كَرَامَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، وَ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِسَةَ وَجْهَهَا، وَالشَّاقَّةَ جَبَّيْهَا، وَالْدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالْثُبُورِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① بربادی اور ہلاکت پکارنے کا مطلب ایسے جملے بولنا ہے جیسے ”میں تباہ ہوگئی۔“ ”میں برباد ہوگئی۔“ وغیرہ۔ ② یہ حکم صرف عورتوں کے لیے نہیں بلکہ مردوں کے لیے بھی اس قسم کی حرکات کرنا منع ہے۔ ③ لعنت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ یکبرہ گناہ ہے جو توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

۱۵۸۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۱۵۸۶۔ حضرت عبدالرحمن بن یزید اور حضرت

۱۵۸۵۔ [حسن] وصححه البوصيري، وسنده ضعيف من أجل عبدالرحمن بن يزيد بن عليم وهو بهز بن جابر، ولحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۰۰۵ وغيره.

۱۵۸۶۔ أخرجه مسلم، بالإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب، والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ۱۰۴

٦- أبواب ما جاء في الجنائز میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

حَكِيم الْأَوْدِيِّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي أُمَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي بُرْدَةَ. قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ تَصْبِغُ بَرْنَةً. فَأَفَاقَ، فَقَالَ لَهَا: أَوْ مَا عَلِمْتَ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيٌّ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا بَرِيٌّ مِمَّنْ خَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ».

ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ زیادہ بیمار ہو گئے تو ان کی بیوی حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا بلند آواز سے رونے لگیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کچھ افادہ ہوا تو فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں بھی اس سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیماری کا اظہار فرمایا ہے؟ (اس بیماری سے پہلے) وہ انھیں حدیث سنایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص سے بے زار ہوں جو (اظہار غم کے لیے) بال منڈوائے یا بین کرے یا کپڑے پھاڑے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ کا یہ کمال ہے کہ انھیں سخت بیماری کی حالت میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رہتا تھا۔ ② گھر میں اگر کوئی غلط کام ہو تو فوراً لوگ دینا چاہیے۔ ③ جاہلیت میں اظہار غم کے لیے لوگ سر کے بال منڈوا دیا کرتے تھے۔ آج کل بعض لوگ جو ڈاڑھی منڈوانے کے عادی ہوتے ہیں، غم کے موقع پر شیو کرنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک لحاظ سے اہل جاہلیت سے مشابہت ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ سنت رسول ﷺ، یعنی ڈاڑھی رکھنے کا تعلق غم سے جوڑ دیا گیا ہے جب کہ ڈاڑھی صرف حضرت محمد ﷺ ہی کی سنت نہیں بلکہ تمام انبیائے کرام کی سنت ہے اس لیے اسے ان امور فطرت میں شمار کیا گیا ہے جن کا تمام شریعتوں میں حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۹۳) اسی طرح اظہار غم کے لیے سیاہ لباس پہننا بھی کفار کی نقل ہے جب کہ دین اسلام میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ
عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۵۳)

۱۵۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
۱۵۸۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

❧ من حديث جعفر بن عون به .

۱۵۸۷ - [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۱۹/۴، الجنائز، باب الرخصة في البكاء على الميت، ح: ۱۸۵۹ من حديث محمد بن عمرو عن سلمة به ❧ سلمة مستور لم أجده من وثقه، وقال السدي: "قال (الحافظ) في الفتح: رجاله ثقات".

نبی ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا (جو رو رہی تھی) تو اسے بلند آواز سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عمر! اسے رونے دو آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں، دل کو غم پہنچا ہے اور وقت زیادہ نہیں گزرا (غم تازہ ہے)۔“

وَعَلَيْهِ بْنِ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي جَنَازَةٍ. فَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعَهَا يَا عُمَرُ. فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ، وَالتَّفْسَ مُصَابَةٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابو بکر بن ابی شیبہ نے عفان سے، انھوں نے حماد بن سلمہ سے، انھوں نے ہشام بن عروہ سے، انھوں نے وہب بن کیسان سے، انھوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے، انھوں نے سلمہ بن ازرق سے، انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانٌ، عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَزْرَقِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

۱۵۸۸۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا ایک بیٹا (علی بن ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ) حالت نزاع میں تھا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ تشریف لائیں۔ نبی ﷺ نے پیغام بھیجا (کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کہہ دیں): ”اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ دے دے اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے اس لیے

۱۵۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ لَيْعُضَ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَغْضِي. فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنْ «إِلَهُ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ. وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى. فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ». فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ،

۶- آیوب ما جاء في الجنائز

فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ . فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ . وَمَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ . فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا الصَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، وَرَوْحُهُ تَقَلُّقٌ فِي صَدْرِهِ . قَالَ حَسِبْتُهُ قَالَ : كَأَنَّهَا شَيْئَةٌ . قَالَ : فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ : مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : «الرَّحْمَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ فِي بَنِي آدَمَ . وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ» .

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

(زینبؓ کو چاہیے کہ) وہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔ انھوں نے قسم دی (کہ نبی ﷺ ضرور تشریف لائیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ میں بھی تھا اور حضرت معاذ بن جبلؓ ابی بن کعبؓ اور عبادہ بن صامتؓ بھی روانہ ہوئے جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا گیا جبکہ بچے کی جان اس کے سینے میں تھی (سانس اکھڑ چکا تھا معلوم ہوتا تھا آخری وقت ہے) راوی نے غالباً یہ بھی کہا: یوں لگتا تھا کہ جیسے پرانی مٹک ہے (جس طرح اس میں پانی حرکت کرتا ہے۔ اس طرح سانس مشکل سے آ رہا تھا) رسول اللہ ﷺ اشک بار ہو گئے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے (تعجب سے) کہا: اللہ کے رسول! یہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مصیبت کے وقت صبر اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے۔ ② انسان کو مصیبت کے وقت یہ سوچنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے ہم سے لیا ہے وہ ہمارا نہیں تھا بلکہ اللہ ہی کا تھا لہذا ہم نے اللہ کی ایک امانت واپس کی ہے۔ ③ یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ اپنی نعمت ایک مدت تک ہمارے پاس رہنے دیتا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھاتے اور دل خوش کرتے ہیں اور جب وہ اپنی امانت واپس لیتا ہے تو پھر صبر کرنے پر بھی ہمیں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے یہ بھی اس کا ایک احسان ہے۔ ④ دل کا غم اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں۔ ⑤ کسی کو قسم دے کر کوئی مطالبہ کرنا جائز ہے۔ ⑥ جس کام کے لیے قسم دی جائے اگر وہ شرعاً ممنوع نہ ہو تو اسے پورا کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ ⑦ غم کا موقع ہو یا خوشی کا اگر مسئلہ پوچھا جائے تو وضاحت کر دینی چاہیے۔ ⑧ اپنی یا کسی کی مصیبت پر دل کا غمگین ہونا نرم دلی کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے سے بندے کو اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ ⑩ وفات کے

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

وقت تمام رشتہ داروں کا حاضر ہونا ضروری نہیں، تاہم گھر والوں کی یہ خواہش جائز ہے کہ ایسے وقت میں نیک لوگ قریب ہوں تاکہ ان کی دعا و برکت سے جان کنی کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے۔

۱۵۸۹۔ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، اُنھوں نے فرمایا: جب اللہ کے رسول ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے۔ تعزیت کرنے والے ایک صاحب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اللہ کے حق کی عظمت کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آ نکھوں سے آنسو بہتے ہیں دل غمگین ہے“ (لیکن) ہم وہ الفاظ نہیں کہیں گے جن سے اللہ ناراض ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ (موت) ایک سچا وعدہ ہے (جس سے مفر نہیں) اور اس وعدہ کی چیز (موت) کی وجہ سے سب (عالم آخرت میں) اکٹھے ہونے والے ہیں اور بعد والا بھی پہلے والے کے پیچھے جانے والا ہے تو اے ابراہیم! ہمیں (اب) جتنا غم ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ ہوتا اور ہم تیری وجہ سے یقیناً غمگین ہیں۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① کسی عزیز یا دوست کی وفات پر رونا جائز ہے بشرطیکہ جاہلیت کا انداز اختیار نہ کیا جائے۔ ② دوسرے افراد کو چاہیے کہ فوت ہونے والے کے اقارب کو مناسب انداز سے تسلی دیں جس سے ان کے غم میں تخفیف ہو۔ ③ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مرضی یہی تھی اب اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ یہ ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے صبر کی تلقین ہے۔ ④ اصل مبر یہ ہے کہ غم کے وقت بھی اپنی زبان اور ہاتھ وغیرہ کو ناجائز امور سے محفوظ رکھا جائے۔ ایسے الفاظ نہ کہے جائیں جن سے اللہ پر ناراضی کا اظہار ہوتا ہو۔ ⑤ اللہ کے رسول ﷺ نے وفات سے ہونے والے غم کے سلسلے میں ایک اہم اصولی

۱۵۸۹۔ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۴/ ۱۷۱، ۱۷۰، ح: ۴۳۲، ۴۳۳، وابن سعد: ۱/ ۱۴۳ من طرق عن يحيى بن سليم به، وحسنه البوصيري، وله شاهد في الصحيح من حديث أنس، البخاري: ح: ۱۳۰۴، ومسلم: ح: ۲۳۱۵، وللحديث شواهد أخری۔

حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ کہ موت کا وعدہ سچا ہے اس سے کسی کو مغر نہیں اگر فوت ہونے والا آج نہ جاتا تو کل چلا جاتا آخر جاننا ہی تھا اور دوسری بات یہ کہ موت سے حاصل ہونے والی جدائی ایک عارضی جدائی ہے اگر ایک فرد ہم سے پہلے فوت ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ہے تو پیچھے رہ جانے والے کو بھی فوت ہو کر وہیں پہنچنا ہے پھر یہ جدائی ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد جدائی نہیں ہوگی۔ اگر ان دو امور کی طرف توجہ کی جائے تو موت کا کم یقینا ہلکا ہو جاتا ہے۔

۱۵۹۰- محمد بن عبد اللہ بن جحش نے (اپنی پھوپھی)

حضرت حمنہ بنت جحش ؓ کے بارے میں بیان فرمایا کہ (غزوہ احد کے موقع پر) انھیں کہا گیا: آپ کے بھائی جان (حضرت عبد اللہ بن جحش ؓ) شہید ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ]۔ (کچھ دیر بعد) لوگوں نے انھیں کہا آپ کے خاوند (حضرت مصعب بن عمیر ؓ) شہید ہو گئے۔ ان کے منہ سے نکلا ہائے میرا غم! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو خاوند سے جو قلبی تعلق ہوتا ہے وہ اور کسی سے نہیں ہوتا۔“

۱۵۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّه قِيلَ لَهَا: قُتِلَ أَخُوكَ. فَقَالَتْ: رَجَمَهُ اللَّهُ، وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا: قُتِلَ زَوْجُكَ. قَالَتْ: وَاحْزَنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً، مَا هِيَ لِشَيْءٍ».

۱۵۹۱- حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عبد الاشمل کی عورتوں کے پاس سے گزرے وہ جنگ احد میں ہلاک ہونے والے اپنے اقارب پر رورہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لیکن حمزہ ؓ پر رونے والیاں کوئی نہیں۔“ (یہ سن

۱۵۹۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ

الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنَّ بَنَاتَنَا أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِنِسَاءٍ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِينَ هَلَكَاَهُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۱۵۹۰- [استادہ ضعیف] * عبد اللہ بن عمر العمری ضعیف عابد (تقریب) قوی فیما برویہ عن نافع کما تقدم، ح: ۱۲۹۹، ۳۶۶، وأخرج البيهقي ۶۶/۴، وشيخه الحاكم: ۶۲، ۶۱/۴ من طريق الفروي لنا عبد الله بن عمر العمری عن أخيه عبد الله عن إبراهيم به * والفروي أيضًا متكلم فيه.

۱۵۹۱- [استادہ حسن] أخرجه أحمد: ۹۲، ۸۴، ۴۰/۲ من طرق عن أسامة به، وهو حسن الحديث كما تقدم، ح: ۱۰۷۲، ورواه أسامة عن الزهري عن أنس به نحوه، أخرجه الحاكم: ۳۸۱/۱، وصححه 'على شرط مسلم'، ووافقه الذهبي، وأصله في سنن أبي داود، ح: ۳۱۳۶ وغيره.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز
 «لَكِنَّ حَمْرَةَ لَا بَوَاقِي لَهَا» فَجَاءَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ
 (انصار کی خواتین آ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے
 لگیں۔ رسول اللہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو فرمایا: ”افسوس!
 یہ ابھی واپس نہیں گئیں۔ انھیں حکم دو کہ واپس چلی جائیں
 اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔“
 وَلَا يَبْكِينَ عَلَيَّ هَالِكٌ بَعْدَ الْيَوْمِ»

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ ان کے گھرانے کی خواتین ابھی ہجرت کر کے مدینے نہیں آئی تھیں اس لیے نبی ﷺ نے انھیں ترحم کے لیے فرمایا: ”حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔“ اس کا مقصد رونے والیوں کے عمل کی تعریف کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی بے کسی کا اظہار تھا کہ اس موقع پر ان کے اہل خانہ بھی موجود نہیں ہیں جن کو فطری طور پر سب سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے اشاروں پر فدا ہونے والے تھے۔ یہ ان کی محبت کا کمال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات فرمائی جس سے انھیں محسوس ہوا کہ نبی ﷺ چاہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رو جایاں تو ان کی خواتین فوراً تیار ہو کر آ گئیں کیونکہ ان کے لیے نبی ﷺ کا دلگیر ہونا اپنے غم و حزن سے زیادہ تکلیف دہ تھا اس لیے انھوں نے اس غم کی وجہ سے آواز سے رونا شروع کر دیا۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ میرا مقصد یہ نہیں تھا اس لیے ان خواتین کو واپس چلے جانے کا حکم دے دیا۔ ④ میت کے گھر جمع ہو کر رونا پیشنا اور نوحہ کرنا منع ہے بلکہ نوحہ کے بغیر بھی میت والوں کے گھر جمع ہونا منع ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۱۴) جو شخص تعزیت کے لیے آئے تو وہ تعزیت کر کے چلا جائے۔

۱۵۹۲۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۵۹۲۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ
 ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 عَنِ الْمَرَاتِي.

(المعجم ۵۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ
 يُعَذَّبُ بِمَا نَبِيحَ عَلَيْهِ (التحفة ۵۴)
 عذاب ہوتا ہے

۱۵۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۵۹۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۹۲۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۷۷۷ لعلته، أخرجه أحمد: ۳۵۶/۴، ۳۸۳ من حديث الهجري به مطولاً.

۱۵۹۳۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح: ۱۲۹۲، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ۹۲۷ من حديث شعبة به، ورواه مسلم عن ابن بشار به.

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میت پر نوحہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔“

حَدَّثَنَا شَاذَانُ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ . قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
جَعْفَرٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ . قَالُوا : حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ،
عَنِ ابْنِ عَمَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نَبَحَ
عَلَيْهِ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی ہو کہ میرے مرنے پر نوحہ کیا جائے تو وہ نوحہ کرنے والیوں کے گناہ میں شریک ہے اس لیے سزا کا مستحق ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خاندان میں بین کرنے والے نوپنے گر بیان چاک کرنے اور اس طرح کی حرکات کا رواج ہو اور وہ انہیں منع نہ کرے بلکہ اپنے قول و فعل سے اس کی حوصلہ افزائی کرے تب بھی زندوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے اس مردے کو عذاب ہوگا البتہ اگر فوت ہونے والا شخص ان کاموں کو پسند نہیں کرتا تھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا بلکہ منع کیا کرتا تھا تو اب دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں اس لیے اسے عذاب نہیں ہوگا۔ ② ممکن ہے حدیث کا یہ مطلب ہو کہ نوحہ کرنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے اسے اس بات پر دکھ ہوتا ہے کہ اس کی وفات پر ناجائز کام کیے جا رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔



۱۵۹۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ
كَاسِبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الدَّرَّازِيُّ : حَدَّثَنَا أُسَيْدُ بْنُ أَبِي أُسَيْدٍ ، عَنْ
مُوسَى بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِكَلَامِ الْخَلْقِ ،
إِذَا قَالُوا : وَاعْضُدَاهُ . وَكَاسِيَاهُ .
۱۵۹۴- حضرت اسید بن ابواسید رضی اللہ عنہ نے حضرت
موسیٰ بن ابوموسیٰ اشعری سے انھوں نے اپنے والد
(حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کی کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”زندہ کے رونے سے فوت شدہ کو
عذاب ہوتا ہے جب وہ (رونے والے) کہتے ہیں:
ہائے میرا بازو! ہائے مجھے لباس دینے والا! ہائے میری

۱۵۹۴- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في كراهية البكاء على الميت، ح: ۱۰۰۳،
وأحمد: ۴/ ۴۱۴ من طريقين عن أسيد به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وأشار المنذري إلى أنه حسن * موسى
ابن أبي موسى وثقه ابن معين، الدوري: ۵۹۶/۲، وابن حبان وغيرهما.

وَأَنَا صِرَاهُ. وَاجْبِلَاهُ. وَنَحْوُ هَذَا. يُتَعْتَعُ وَيُقَالُ: أَنْتَ كَذْلِكَ؟ أَنْتَ كَذْلِكَ؟»
 مدد کرنے والا ہائے وہ پہاڑ (جیسی عظیم شخصیت) اور
 اس طرح کے الفاظ کہتے ہیں تو اسے جھڑکا اور جھنجھوڑا
 جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ”کیا تو (واقعی) ایسا ہی ہے؟
 کیا تو ایسا ہی ہے؟“

حضرت اسید رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے کہا: سبحان
 اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ
 أُخْرَى﴾ ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ
 نہیں اٹھائے گا۔“ حضرت موسیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا: تیرا بھلا
 ہوا! میں تو تجھے یہ بتا رہا ہوں کہ ابو موسیٰ رحمہ اللہ نے مجھے اللہ
 کے رسول ﷺ کی یہ حدیث سنائی ہے (لیکن تجھے یقین
 نہیں آتا) کیا تیرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ رحمہ اللہ نے نبی ﷺ
 پر جھوٹ باندھا ہے؟ یا تیرا یہ خیال ہے کہ میں نے
 ابو موسیٰ رحمہ اللہ پر جھوٹ باندھا ہے؟

قَالَ أَسِيدٌ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ. إِنَّ اللَّهَ
 يَقُولُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [فاطر: ۱۸]
 قَالَ: وَيَحْكُ أَحَدُكَ أَنَّ أَبَا مُوسَى حَدَّثَنِي
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَتَرَى أَنَّ أَبَا مُوسَى كَذَبَ
 عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ أَوْ تَرَى أَنِّي كَذَبْتُ عَلَى أَبِي
 مُوسَى؟

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اس عذاب کی وضاحت ہو گئی ہے جو رونے والوں کے رونے کی وجہ
 سے مرنے والے کو ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث میں رونے سے مراد محض آنسو بہانا نہیں بلکہ زبان
 سے نامناسب الفاظ کا لانا میت کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ ② حضرت موسیٰ رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد کے اشکال
 کے جواب میں سند کی صحت کی طرف توجہ دلائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح حدیث کبھی قرآن مجید کے خلاف
 نہیں ہوتی، البتہ بعض اوقات ظاہری طور پر اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر آیت اور حدیث میں اسی
 طرح موافقت پیدا کی جاتی ہے جس طرح قرآن مجید کی دو آیات اگر باہم متعارض محسوس ہوں تو علمائے کرام
 ان کی اس انداز سے وضاحت فرما دیتے ہیں کہ دونوں میں اختلاف نہیں رہتا۔ ③ قرآن مجید کی آیت کا
 مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس بات پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے کہ میرے آباء و اجداد میں سے فلاں صاحب بہت
 بزرگ اور نیک تھے لہذا قیامت میں مجھے بھی نجات مل جائے گی اور نہ کسی کو اس وجہ سے حقیر سمجھنا چاہیے کہ اس
 کے باپ دادا نیک نہیں تھے بلکہ جو شخص نیک اعمال کرتا ہے اسے ثواب ملے گا اور جو گناہ کرتا ہے اسے عذاب
 ہوگا۔ ④ جو شخص کسی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے تو نیکی کرنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ایک شخص
 کے عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں ملا بلکہ یہ خود اس کے اس عمل کا ثواب ہے جو کہ اس نے نیکی کی ترغیب دی تھی۔
 اس ترغیب کا ثواب دوسرے کے عمل کرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کی ترغیب دینے

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز

مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

کی وجہ سے سزا میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت اس حقیقت کی تردید نہیں کرتی۔

۱۵۹۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۵۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک یہودی عورت مر گئی۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو اس پر روتے ہوئے سنا تو فرمایا: ”اس کے گھر والے اس پر رورہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو ینگون علیہا۔ قَالَ: «فَإِنَّ أَهْلَهَا يَبْكُونَ رَهَا»۔ عَظْمًا وَلِأَنَّهَا تُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا»۔

🌞 فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ پس ماندگان کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ایک کے عمل کی سزا دوسرے کو نہیں دی جاسکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ایک قانون کے طور پر نہیں فرمائی تھی کہ ہر رونے والے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ یہودیوں کو اپنے مرنے والی پر روتے دیکھ کر فرمایا تھا کہ ان کے رونے کا اسے کیا فائدہ؟ وہ تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت ہی رہی ہے یہ روئیں گناہوں کی برابر ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی یہ رائے اپنی جگہ درست ہے کہ رونے پیٹنے کا میت کو کیا فائدہ؟ تاہم حدیث کا وہ مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رونے سے بھی اسے عذاب ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی میں اسے اچھا سمجھتا رہا ہو اس کی تلقین کرتا رہا ہو یا اس کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت حال نہ ہو تو پھر ان کے رونے پیٹنے اور بین کرنے سے اسے افسوس تو ہوتا ہے کہ جو موقع عبرت حاصل کرنے کا تھا، اس موقع پر بھی وہ گناہ میں ملوث ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں: [باب قول النبی ﷺ ”يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ“ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ (صحیح البخاری، الجنائز، باب ۳۲) ”نبی ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ میت کو اس کے بعض گھر والوں کے بعض رونے سے عذاب ہوتا ہے، یعنی جب رونا پینا اس (کے خاندان) کی رسم ہو۔“

باب ۵۵۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

عَلَى الْمَصِيبَةِ (التحفة ۵۵)

۱۵۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: ۱۵۹۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۹۵۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۳۸/۶ من حديث عبد الجبار بن الورد عن ابن أبي مليكة به، وفيه "إنما قال رسول الله ﷺ في رجل كافر إنه ليعذب وأهله يبكون عليه"، ولحديث هشام بن عمار شواهد عند البخاري، ح: ۱۲۸۹، ومسلم، ح: ۹۳۲ وغيرهما.

۱۵۹۶۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن الصبر في الصدمة الأولى، ح: ۹۸۷ من حديث

۶۔ ابواب ما جاء في الجنان مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

اللِّثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، "صبر ابتداء صدمه کے
عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وقت ہی ہوتا ہے۔"
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ
عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى».

🌟 فائدہ: وہ صبر جو شرعاً مطلوب ہے یہ ہے کہ جب مصیبت آئے یا غم پہنچے اس وقت اپنے آپ کو غلط حرکات و اقوال سے بچائے کیونکہ جذبات غم کی شدت کے موقع پر اپنے آپ پر قابو رکھنا اور جائز و ناجائز کے فرق کا خیال کرنا بہت مشکل ہے۔ جو شخص اس موقع پر احکام شریعت کو ملحوظ رکھتا ہے اصل صبر اسی کا ہے جس پر اسے وہ تمام انعامات خداوندی حاصل ہوں گے جن کا قرآن و حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے بعد میں جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے خود بخود صبر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جس پر کسی کی تعریف کی جائے یا اسے ثواب کی امید ہو۔

۱۵۹۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۵۹۷۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم
عَمَّارَانِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ کے بیٹے! اگر ابتداء صدمہ کے وقت تو صبر کرے اور
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ابْنُ آدَمَ حصول ثواب کی نیت کرے تو میں تیرے لیے جنت
إِنْ صَبِرْتَ وَاخْتَسَمْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ سے کم ثواب پسند نہیں کروں گا۔"
الْأُولَى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ».

🌟 فائدہ: اس میں صبر کی فضیلت اور اللہ کے ہاں اس نیکی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر احکام شریعت کے مطابق صبر کیا جائے تو یہی نیکی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۱۵۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۵۹۸۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

اللیث بہ، وقال: "غريب"، وهو متفق عليه من حديث أنس رضي الله عنه نحوه.
۱۵۹۷۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۵۸/۵، والطبراني في الكبير: ۲۲۵/۸، ح: ۷۷۸۸ من طرق عن
إسماعيل به، وحديثه عن الشاميين قوي، راجع التقريب وغيره * وثابت صدوق حمصي "شامي" راجع التقريب
وغيره * وصححه البوصيري، وأخرجه الطبراني من طريق آخر عن ثابت نحوه مختصراً.
۱۵۹۸۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في الاسترجاع عند المصيبة، ح: ۳۵۱۱ من طريق آخر عن عمر
ابن أبي سلمة به باختلاف يسير، وقال: "غريب"، وله طريق آخر عند أحمد: ۲۷/۶.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنَ قُدَامَةَ الْجَمْعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ
ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ
حَدَّثَهَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا
مِنْ مُسْلِمٍ يَصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَقْرَأَ إِلَى مَا أَمَرَ
اللَّهُ بِهِ، مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ اخْتَسَبْتُ
مُصِيبَتِي، فَأَجْرُنِي فِيهَا، وَعَوِّضْنِي مِنْهَا،
إِلَّا أَجَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهَا، وَعَاضَهُ خَيْرًا مِنْهَا».



قَالَتْ: فَلَمَّا تَوَفَّيَ أَبُو سَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي
حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ
وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ اخْتَسَبْتُ
مُصِيبَتِي هَذِهِ. فَأَجْرُنِي عَلَيْهَا. فَإِذَا أَرَدْتُ
أَنْ أَقُولَ: وَعَوِّضْنِي خَيْرًا مِنْهَا، قُلْتُ فِي
نَفْسِي: أَعَاضُ خَيْرًا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ ثُمَّ
قُلْتُهَا. فَعَاذَنِي اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ. وَأَجْرُنِي
فِي مُصِيبَتِي.

ہے، انھیں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ انھوں
نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جس مسلمان
کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پریشانی میں اللہ
کے حکم (کی تعمیل) کا سہارا لیتا ہے، یعنی کہتا ہے: [إِنَّا لِلَّهِ
وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ اخْتَسَبْتُ
مُصِيبَتِي، فَأَجْرُنِي فِيهَا، وَعَوِّضْنِي مِنْهَا] ”ہم
اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔
اے اللہ! میں تجھ سے اپنی مصیبت (پر صبر) کا ثواب
چاہتا ہوں مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما اور اس کا بدل
عطا فرما۔“ اللہ تعالیٰ اس (مسلمان) کو اس (مصیبت پر
صبر) کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور اسے اس (چمن
جانے والی نعمت) سے بہتر متبادل عطا فرماتا ہے۔“

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ
فوت ہو گئے تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انھوں نے
رسول اللہ ﷺ سے سن کر مجھے سنائی تھی۔ تب میں نے
کہا: [إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ
اخْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هَذِهِ فَأَجْرُنِي عَلَيْهَا] ”ہم
اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے
ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی اس مصیبت (پر صبر) کا
ثواب چاہتی ہوں تو مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما۔“
جب میں نے یہ کہنا چاہا: [وَعَوِّضْنِي خَيْرًا مِنْهَا]
”مجھے اس کا بہتر متبادل عطا فرما“ تو میں نے دل میں
سوچا: کیا مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر متبادل بھی مل
سکتا ہے؟ پھر میں نے (دعا کے) یہ الفاظ بھی پڑھ دیے
(اور حدیث کی تعمیل میں یہ دعا مانگ ہی لی) تو اللہ نے

مجھے ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے بدلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے دیے

اور میری مصیبت کا اجر بھی عطا فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مصیبت پر صبر کا ثواب آخرت میں بھی ملتا ہے اور دنیا میں بھی صبر کی وجہ سے اللہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ② اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد قرآن مجید میں اللہ کا یہ فرمان ہے: **هُوَ يَشْرُ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ ۖ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَخِرُونَ ۝** (البقرة: ۱۵۵)۔ ”اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“ ③ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ بظاہر اس دعا کی قبولیت کا امکان نہیں تھا لیکن پھر بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کرتے ہوئے دعا کی اور ارشاد نبوی کو حق سچ جانا۔ ④ جو لوگ اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہیں اللہ ان کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔

۱۵۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (آخری مرض کے ایام میں ایک دن) وہ دروازہ کھولا یا پردہ ہٹایا جو آپ کے اور (مسجد میں نماز پڑھنے والے) لوگوں کے درمیان حائل تھا۔ دیکھا تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انھیں اس اچھے حال میں دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا (کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں)۔ آپ کو یہ امید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ان کو ایسے ہی (اچھے) حال میں رکھے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا، پھر فرمایا: ”اے لوگو! جس شخص کو“ یا فرمایا: ”جس مومن کو کوئی مصیبت

۱۵۹۹۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا مُضْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَاباً بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ. أَوْ كَشَفَ سِتْرًا. فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ. فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا رَأَى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ، وَرَجَاءَ أَنْ يَخْلُقَهُ اللَّهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَأَاهُمْ. فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيْمَنَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلْيَتَمَرَّ بِمُصِيبَتِهِ

٦- ابواب ما جاء في الجنائز

مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان

بی، عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي تُصِيبُ بَغْضَرِي. فَإِنْ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي، أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيبَتِي. (وفات کی) دوجہ پہنچے تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کی (وفات کی) دوجہ سے پہنچنے والی مصیبت کا غم ہلکا کرنے کے لیے میری (وفات کی) دوجہ سے پہنچنے والی مصیبت کو یاد کر لے کیونکہ میری امت کے کسی فرد کو میری (وفات کی) مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بھی امت کا خیال تھا چنانچہ جب انھیں نیکی پر قائم دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ ② جب مصیبت پر صبر مشکل محسوس ہو رہا ہو تو سوچے کہ اگر میرا عزیز یا بزرگ فوت ہو گیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں یہاں جو بھی آیا اسے جانا ہے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم شخصیت کی بھی وفات ہو گئی تو پھر اور کون ہے جو ہمیشہ زندہ رہے۔ ③ حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب کوئی مصیبت آئے تو مسلمان رسول اللہ ﷺ پر آنے والی مصیبتوں اور مشکلات کو یاد کرے اور نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھ کر صبر کرے جس طرح نبی ﷺ نے ہر مشکل اور مصیبت کے موقع پر صبر کیا اور مصائب پر جزع فزع کا راستہ اختیار نہیں کیا اسی طرح ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

١٦٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ، فَذَكَرَ مُصِيبَتَهُ، فَأَخَذَتْ اسْتِزْجَاعًا، وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيبَ». ١٦٠٠- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے کوئی مصیبت آئی (بعد میں) پھر اسے وہ مصیبت (دوبارہ) یاد آئی تو اس نے منے سرے سے [إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھ لیا اگرچہ اس کو گزرے طویل عرصہ گزر گیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھے گا جتنا (اس دن ملا تھا) جس دن مصیبت آئی تھی۔“

(المعجم ٥٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَى مُصَابًا (التحفة ٥٦)

باب: ٥٦- مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے

ثواب کا بیان

١٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ١٦٠١- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی

١٦٠٠- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٩٥٩ لعلته، وفيه علة أخرى، انظر، ح: ١٥١٢، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف".

١٦٠١- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥٩/٤ من حديث قيس به * قيس ضعفه البخاري، والعقيلي وغيرهما، ٤٤

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ أَبُو عَمَّارَةَ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَعْزِي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكِرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت افزائی کا خلعت عطا فرمائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے تاہم تعزیت کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ انہیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن بھی قرار دیا ہے دیکھیے: (الصحیحہ رقم: ۱۹۵، الطبعۃ الحدیدہ) والإرداء رقم: ۷۶۳ ② تعزیت کا مطلب ہے مصیبت زدہ سے یامیت کے اقارب سے اظہار افسوس کرنا انھیں تسلی دینا، صبر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا جس سے ان کا غم ہلکا ہو مثلاً یوں کہے: اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے درجے بلند فرمائے اور آپ کو صبر پر اجر عظیم دے یا یہ کہنا کہ اللہ کی امانت تھی جو اس نے لے لی وغیرہ۔ ③ تعزیت کرنا مومن سے ہمدردی کا اظہار ہے اور مومن سے ہمدردی ایمان کا جزو ہے۔ ④ [حُلَّة] (خلعت) سے مراد عمدہ لباس ہے جو قیامت کے دن اللہ کی طرف سے بعض نیکوں کے بدلے میں دیا جائے گا جس سے سب لوگوں کے سامنے اس شخص کی عزت و عظمت اور اس کے بلند مقام کا اظہار ہوگا۔

۱۶۰۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ. قَالَ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْفَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ عَزَى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اسے بھی اس (مصیبت زدہ) کے برابر ثواب ملے گا۔“

❖ وقال الذهبي في المغني: لا يصح حديثه، ووثقه ابن حبان وغيره، والجرح مقدم، وللحديث شاهدان ضعيفان عن أنس وأبي برزة، وروي مقطوعاً من قول طلحة بن عبد الله بن كريب نحو المعنى.

۱۶۰۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في أجر من عزى مصاباً، ح: ۱۰۷۳ من حديث علي بن عاصم به، وقال: "غريب"، وقال البيهقي: "نفرد به علي بن عاصم، وهو أحد ما أنكر عليه، وقد روي عن غيره"، وله متابعات، لا يصح منها شيء * علي تقدم، ح: ۱۵۱۵.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز

جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان

(المعجم ٥٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ

باب: ٥٧- جس کی اولاد فوت ہو جائے

أَصِيبَ بَوْلَدِهِ (التحفة ٥٧)

اس کے ثواب کا بیان

١٦٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔“
وَعَنْ هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحَلَّةَ الْقَسَمِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان کو اپنی اولاد سے فطری طور پر زیادہ محبت ہوتی ہے اس لیے اولاد کی وفات پر صبر کرنے پر خصوصی ثواب ہے۔ ② الولد (اولاد) میں بچے اور بچیاں دونوں شامل ہیں۔ خواہ بچے فوت ہوں یا بچیاں ثواب برابر ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ قسم پوری کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ جہنم پر سے گزرے گا جہنم میں داخل نہیں ہوگا جیسے کہ ارشاد الہی ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّ مِنْكُمْ آلَاءٌ وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾ (مریم: ١٢) ”تم میں سے ہر ایک اس پر ضرور وارد ہونے والا ہے۔ یہ تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے۔“ ”یک مومن آسانی سے پار ہو جائیں گے گناہ گار مومن اور کافر جہنم میں گر جائیں گے۔ اس کے بعد مومن کو اپنے اپنے وقت پر جہنم سے نکال لیا جائے گا اور کافر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہ جائیں گے۔“

١٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

١٢٠٣- حضرت عقبہ بن عبد سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت

نُمَيْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ:

حَدَّثَنَا [حَرِيزُ] بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ

ابْنِ شُفْعَةَ قَالَ: لَقِيتُ عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ السَّلْمِيِّ

فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ

يَتَلُغُوا الْحِثَّ، إِلَّا تَلَقَّوهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

الَّتِي آتَتْهَا، مِنْ أَيْهَا شَاءَ دَخَلَ».

١٦٠٣- أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ١٢٥١، ومسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ٢٦٣٣ من حديث سفیان به.

١٦٠٤- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/١٢٥، ح: ٣٠٩ من حديث محمد بن عبد الله بن نمير وغيره به.

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان

۱۶۰۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَتَلْعُوا الْجَنَّةَ، إِلَّا أَدْخَلَهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللَّهِ إِيَّاهُمْ».

۱۶۰۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کر کے انھیں جنت میں داخل کر دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① گناہ کی عمر سے مراد بالغ ہونا ہے کیونکہ بالغ ہونے سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں جاتے جب بالغ ہو جاتا ہے پھر اس کے گناہ لکھے جاتے ہیں۔ ② بچوں کی وفات پر صبر کا ثواب جنت میں داخل ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ مسلمانوں کے فوت ہونے والے بچے جنتی ہیں۔ ⑤ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے سے خاص خاص لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔ بعض افراد کو ایک سے زیادہ دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی، بعض حضرات ایسے بھی ہوں گے جنہیں آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی وہ جس دروازے سے چاہیں گے جنت میں چلے جائیں گے۔

۱۶۰۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَتَلْعُوا الْجَنَّةَ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ» فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ. قَالَ: «وَاثْنَيْنِ»

۱۶۰۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تین بچے آگے بھیجے جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط رکاوٹ بن جائیں گے۔“ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دو بچے آگے بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اور دو بھی (جہنم سے حفاظت کا باعث بن جائیں گے۔“ قراء کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بچہ

۱۶۰۵۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ۱۲۴۸ من حديث عبدالوارث به.

۱۶۰۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في ثواب من قدم ولداً، ح: ۱۰۶۱ عن نصر به، وقال: "غريب، وأبو عبيدة لم يسمع من أبيه"، وانظر، ح: ۱۴۷۸ * وأبو محمد مولى عمر مجهول "تقريب".

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز تا تمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کے ثواب کا بیان
 فَقَالَ أَنَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ، سَيَدُّ الْقُرَاءُ: قَدَّمْتُ آگے بھیجا ہے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اور ایک بھی
 وَاحِدًا. قَالَ: «وَوَاحِدًا»۔ (جہنم سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔)

☀ فائدہ: صحیحین میں تین یا دو بچوں کی وفات پر جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) فرمایا: ”تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (وہ
 فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔“ ایک عورت نے کہا: اور دو بچے؟
 (کیا ان کی وفات پر صبر کی بھی یہی فضیلت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو بچے بھی (آگے بھیجنے والی کے
 لیے یہی بشارت ہے۔“ (صحیح البخاری الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحتسب حدیث:
 ۲۲۳۹ و صحیح مسلم البر الوصلة والأدب باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه حدیث: ۲۶۳۲)
 اور بعض حسن روایات میں ایک بچے پر بھی جنت کی بشارت ہے بشرطیکہ ایمان و احتساب ساتھ ہو۔ دیکھیے:
 (الصحيحة: ۳۹۸/۳ رقم: ۱۳۰۸) اس لیے یہ روایت بھی معنا صحیح ہے۔

(المعجم ۵۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أُصِيبَ
 بِسِقْطٍ (التحفة ۵۸)
 باب: ۵۸۔ تا تمام بچے کی پیدائش کا
 صدمہ اٹھانے کا ثواب

۱۶۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ التَّوْفَلِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ،
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ قَطُّ أَقْدَمُهُ بَيْنَ يَدَيَّ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ
 قَارِسٍ أَخْلَفَهُ خَلْفِي»۔
 ۱۶۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ساقط الحمل پر اپنے
 آگے بھیجنا ایک سوار اپنے پیچھے چھوڑنے سے زیادہ
 پسند ہے۔“

☀ فائدہ: آگے بھیجنے سے مراد بچے کا فوت ہونا ہے۔ وقت سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا یا فوت
 شدہ پیدا ہوتا ہے۔ اس پر صبر کا بھی ثواب ہے جیسے دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ سوار پیچھے چھوڑنے سے
 مراد یہ ہے کہ انسان فوت ہو تو اس کا جواں بیٹا موجود ہو جو گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد میں شریک ہو سکے۔ یہ
 روایت ضعیف ہے تاہم صحیح الثقلت بچے کی وفات کا اجر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کوئی بعید نہیں صبر و
 احتساب کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ تام الثقلت والا اجر عطا فرمادے۔ وما ذلك على الله بعزيز.

۱۶۰۷۔ [إسناده ضعيف] * يزيد بن عبد الملك ضعيف (تقريب)، وقال المزني في التهذيب والأطراف: "يزيد بن
 رومان لم يترك أباه هريرة" قاله البوصيري.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز ناتمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کے ثواب کا بیان

۱۶۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَبُو بَكْرِ الْبَكَّائِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ. قَالَ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ التَّخَمِي، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَابِسَ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهَا، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ السَّقَطَ لِيَرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أُدْخِلَ أَبُوهُ النَّارَ. فَيَقَالُ: أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أُدْخِلَ أَبُوؤُكَ الْجَنَّةَ. فَيَجْرُهُمَا بِسَرَرِهِ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ».

۱۶۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ناتمام بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا (اصرار کے ساتھ شفاعت کرے گا) جب اس کا رب اس کے والدین کو جہنم میں داخل کرے گا۔ (اس کی اس شفاعت کے نتیجے میں) اسے کہا جائے گا: اے اپنے رب سے جھگڑنے والے ناتمام بچہ! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا چنانچہ وہ انھیں اپنی آنول سے کھینچ کر جنت میں داخل کر دے گا۔"

قال أبو علي: يُرَاغِمُ رَبَّهُ، يُعَاضِبُ. قال أبو علي: يُرَاغِمُ رَبَّهُ، يُعَاضِبُ. ابوعلى نے کہا: "يُرَاغِمُ رَبَّهُ" کے معنی ہیں "يُعَاضِبُ" کہ وہ اپنے رب سے ناراضی کا اظہار کرے گا۔

۱۶۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ بْنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عُيَيْنَةَ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجْرُ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ، إِذَا اخْتَسَبَتْهُ».

۱۶۰۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ناتمام بچہ اپنی ماں کو آنول کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا جبکہ اس نے اس پر صبر کیا ہو۔"

🕌 فائدہ: قیامت کے دن شفاعت وہی کرے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اسی کے حق میں شفاعت کرے گا جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اسے اجازت ملے گی۔ جو بچہ اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں لے

۱۶۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/ ۳۵۴، ح: ۱۱۸۸۶ من حديث مندل به، وانظر، ح: ۱۲۴۷

لعله * وأسماء بنت عابس لا يعرف حالها (تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف".

۱۶۰۹- [إسناده ضعيف] * يحيى بن عبيد الله متروك، وأفحش الحاكم فرماه بالوضع (تقريب)، وقال البوصيري: "اتفقوا على ضعفه".

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز - میت والوں کے ہاں کھانا بھیجنے کا بیان

جائے گا، یہ اللہ کے فضل سے اور اس کی اجازت سے ہوگا، یعنی ایسے بچے کی وفات پر صبر کرنے والی عورت جنت میں جائے گی۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ
يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۵۹)

باب: ۵۹۔ میت والوں کے ہاں کھانا
بھیجنے کا بیان

۱۶۱۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اضْعُوا لِأَبِي جَعْفَرٍ طَعَامًا. فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، أَوْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».

۱۶۱۰۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو ان کے پاس وہ چیز آگئی ہے یا فرمایا: وہ معاملہ آگیا ہے جس نے انھیں مشغول کر دیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① غزوہ موہہ عیسائی رومی سلطنت کے خلاف جمادی الاولیٰ ۸ھ (اگست یا ستمبر ۶۲۹ء) میں پیش آیا۔ ② اس جنگ میں مسلمانوں کے تین عظیم قائد حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر طیار بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ آخر کار حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور خود مسلمان بھی بڑی حکمت سے کام لے کر سلامتی سے واپس آ گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: ۵۲۶) ③ میت کے اقارب اور ہمسایوں کا فرض ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں۔ یہ نہیں کہ میت والوں کے ہاں خود مہمان بن کر کھانے کے لیے جمع ہو جائیں۔ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کی ممانعت حدیث: (۱۶۱۲) میں آ رہی ہے۔

۱۶۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، أَبُو سَلَمَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اضْعُوا لِأَبِي جَعْفَرٍ طَعَامًا. فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، أَوْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».

۱۶۱۱۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے گئے۔

۱۶۱۰۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب صنع الطعام لأهل الميت، ح: ۳۱۳۲ من حديث سفیان ابن عیینة به، وصححه الترمذی، والحاكم، والذهبی، وابن السکون.

۱۶۱۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۳۷۰ من حديث ابن إسحاق به * أم عون مستورة الحال، وأم عيسى (الخزاعية) لا يعرف حالها (تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت کا بیان
 أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أُمِّ عَيْسَى الْجَزَّارِ قَالَتْ: **حَدَّثَنِي أُمُّ عَوْنُ ابْنَةُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: لَمَّا أَصِيبَ جَعْفَرُ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ: «إِنَّ آلَ جَعْفَرٍ قَدْ شَغِلُوا بِشَأْنٍ مِثْلِهِمْ، فَاصْنَعُوا لَهُمْ طَعَامًا».**
 گئے اور فرمایا: ”جعفر علیہ السلام کے گھر والے مرحوم کی وجہ سے مشغول ہیں (غم کی وجہ سے کھانا وغیرہ تیار کرنے کی طرف توجہ نہیں کر سکتے) تم لوگ ان کے لیے کھانا تیار کرو۔“

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَمَا زَالَتْ شَتَّى، حَتَّى كَانَ حَدِيثًا فَتَرِكَ.
 عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ طریقہ جاری رہا حتیٰ کہ وہ فخر و مباہات اور شہرت کا سبب بن گیا چنانچہ اسے ترک کر دیا گیا۔

نوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ② میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا اور انھیں کھانا چاہیے۔ ③ یہ کھانا درمیانے درجہ کا ہونا چاہیے۔ جیسا کھانا کوئی شخص اپنے ہاں معمول کے مطابق تیار کرتا ہے ویسا ہی تیار کرو اگر میت والوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے اس میں تکلف کرنے اور دوسروں سے مقابلہ اور فخر کی کیفیت پیدا کرنے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَةِ الطَّعَامِ (الحنفة ۶۰)
 باب: ۶۰- میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۶۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى . قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ ، [أَبُو الْفَضْلِ . قَالَ :] حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ
 ۱۶۱۳- حضرت جریر بن عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کو اور (جمع ہونے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔

۱۶۱۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۴، والطبراني في الكبير: ۲/ ۳۰۸، ۳۰۷، ح: ۲۲۷۸، ۲۲۷۹ من طرق عن إسماعيل به، وصححه النووي، والבוصري * إسماعيل بن أبي خالد وصفه النسائي بالتدليس، (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وباقي السند صحيح.

عَبْدُ اللَّهِ النَّجَلِيُّ قَالَ: كُنَّا نَرَى الْأَجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ، وَصَنَعَةَ الطَّعَامِ، مِنَ النِّيَاحَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۵۰۶/۱۱: ۵۰۶) وأحكام الجنائز: ص: ۱۶۷ و سنن ابن ماجہ للذکتور بشار عواد، حدیث: (۱۶۳) بہر حال اس حدیث کی بابت آخر الذکر محققین کی رائے ہی رائج معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ② تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس کسی کی جہاں کہیں میت کے کسی قریبی سے ملاقات ہو وہاں تعزیت کر لے یا اگر میت والے کے ہاں جائے تو تعزیت کر کے واپس آ جائے۔ وہاں بلا ضرورت بیٹھ رہنا اور رشتہ داروں اور ہمسایوں کا جمع رہنا خلاف سنت ہے۔ ③ میت کے گھر والوں کے لیے تو کھانا تیار کیا جانا چاہیے لیکن جب دور و نزدیک سے لوگ آ کر تعزیت کے نام پر مہمان بن بیٹھتے ہیں تو کھانا تیار کرنے والے کو ان سب کے لیے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے جو ایک ناروا بوجھ ہے۔ ④ اس طرح کے اجتماع کو نو حد سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ نو حد میں بھی عورتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس اکٹھا کا مقصد سوائے اظہار افسوس کے اور کچھ نہیں ہوتا جبکہ یہ مقصد اس طرح جمع ہوئے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی اظہار افسوس اور تعزیت کے لیے جمع ہو کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں، تعزیت اس کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔



(المعجم ۶۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ باب: ۶۱۔ پرویس میں موت کا بیان غَرِيْبًا (التحفة ۶۱)

۱۶۱۳- حَدَّثَنَا جَوَيْلُ بْنُ الْحَسَنِ . قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُؤَذَّرِ الْهَذَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَوْتُ عُزْرَةٍ شَهَادَةٌ».

۱۶۱۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے وطنی کی موت شہادت ہے۔“

۱۶۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۲۴۶/۱۱، ح: ۱۱۶۲۸، وأبو يعلى، ح: ۲۳۸۱ من حديث الهذلي به، وهو "لين الحديث" كما في التقریب، جرحه البخاري وغيره، وله شواهد كلها ضعيفة، راجع التلخيص الحبير: ۱۴۱/۲، ۱۴۲، وبعضها أوردها ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/۲۲۱.

۱۶۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مدینہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا اس کی ولادت بھی مدینہ میں ہوئی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا: ”کاش! وہ اپنے مقام پیدائش کے سوا (کسی اور مقام پر) فوت ہوتا۔“ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ یہ تمنا کیوں کر رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور مقام پر فوت ہوتا ہے تو اس کے لیے مقام پیدائش سے مقام وفات تک پیائش کر کے (اس کے برابر جگہ) جنت میں دی جاتی ہے۔“

🌞 فائدہ: اللہ کا یہ انعام اس مومن کے لیے ہے جو وطن سے دور فوت ہوتا ہے اور یہ محض اس کا احسان ہے جس میں بندے کی کسی کوشش یا ارادے کو دخل نہیں۔ اس کے نیک اعمال کی وجہ سے اس کے علاوہ بھی جنت میں بہت سی جگہ مل سکتی ہے لیکن یہ خصوصی انعام ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۶۲- بیماری میں وفات کا بیان

(المعجم ۶۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ

مَرِيضًا (التحفة ۶۲)

۱۶۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بیمار ہو کر مرا وہ شہید ہوا“ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا اور اسے صبح و شام جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔“

۱۶۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ . قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ . قَالَ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ . قَالَ : حَدَّثَنَا حَبَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ

۱۶۱۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي ۷/۴ ، الجنائز ، الموت بغير مولده ، ح : ۱۸۳۳ من حديث ابن وهب به ، وصححه ابن حبان (موارد) ، ح : ۷۲۹ .

۱۶۱۵- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات ۲/۳ من حديث ابن جريج به * إبراهيم ابن محمد الأسلمي متروك (تقريب) .

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز مردے کی ہڈیاں توڑنے کی ممانعت کا بیان

أَبِي عَطَاءٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا وَوُفِّيَ فِتْنَةُ الْقَبْرِ
وَعُدِّي وَرِيحٌ عَلَيْهِ يَرْزُقُهُ مِنَ الْجَنَّةِ».

☀ فائدہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی ”ابن جریج“ ہے۔ اس سے غلطی ہوئی ہے یا ”ابراہیم بن محمد بن ابوعطاء“ نے غلطی کی ہے اس لیے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اصل میں یہ فضیلت جہاد کے موقع پر سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کے لیے ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن رات سرحد پر ٹھہرنا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ (محاذ پر ٹھہرنے کے دوران میں) فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (اس عمل کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلسل ملتا رہے گا) اور اس کا رزق اسے ملتا رہے گا اور وہ آزمائش سے محفوظ رہے گا۔“ (صحیح مسلم، الإمامۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل، حدیث: ۱۶۳)



((المعجم ۶۳) - بَابُ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ (التحفة ۶۳) باب: ۶۳۔ مردے کی ہڈیاں توڑنا منع ہے

۱۶۱۶ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَسَرُ عِظَمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا».

۱۶۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے اس کی زندگی میں توڑنا۔“

☀ فوائد و مسائل: ① دین اسلام نے جس طرح انسان کی زندگی میں اس کے ساتھ بدسلوکی اور بے حرمتی کو ممنوع قرار دیا ہے اسی طرح اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کی عزت و تکریم اور حرمت کو برقرار رکھا ہے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردہ انسان کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ سعودی علمائے کرام نے اس مسئلے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۶۱۶۔ [سننہ حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الحفار يجد العظم هل يتكذب ذلك المكان؟ ح: ۳۲۰۷ من حديث عبد العزيز الدراوردي به، وصححه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما، وحسنه ابن القطان القاسي.

① کسی فوجداری دعویٰ کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔ ② وہابی امراض کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔
 ③ تعلیم و تعلم یعنی اعلیٰ تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم۔ پہلی اور دوسری صورت میں پوسٹ مارٹم جائز ہے کیونکہ ان صورتوں میں امن و امان اور معاشرے کو وہابی امراض سے بچانے کی بہت سی مصلحتیں کارفرما ہیں اور اس میں اس میت کی بے حرمتی کا جو پہلو ہے، جس کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہو وہ ان یقینی اور بہت سی مصلحتوں کے مقابلے میں چھپ جاتا ہے۔ باقی رہی تیسری قسم، یعنی تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم تو شریعت اسلامیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مصالح کو زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے اور مفاسد کو کم سے کم کیا جائے، خواہ اس کے لیے دوسرے مسائل چیزوں میں سے اس کا ارتکاب کرنا پڑے جس کا ضرر کم ہو اور اسے ختم کیا جاسکے جس کا نقصان زیادہ ہو اور جب مصالح میں تعارض ہو تو اسے اختیار کر لیا جائے گا جو راجح ہو حیوانی لاشوں کا پوسٹ مارٹم انسانی لاشوں کے پوسٹ مارٹم کا بدل نہیں ہو سکتا اور پوسٹ مارٹم میں چونکہ بہت سی مصلحتیں ہیں جو آج کی علمی ترقی کے باعث طبی مقاصد کے لیے بہت کارآمد ہیں، لہذا انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم جائز ہے لیکن شریعت نے چونکہ مسلمان کو موت کے بعد بھی اسی طرح عزت و تکریم سے نوازا ہے جس طرح زندگی میں اسے عزت و شرف سے سرفراز کیا ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ اور پوسٹ مارٹم چونکہ عزت و تکریم کے منافی ہے اور اس میں انسانی لاش کی بے حرمتی ہے اور پوسٹ مارٹم کی ضرورت چونکہ غیر معصوم یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کے آسانی سے میسر آ جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے، لہذا اس مقصد کے لیے غیر معصوم یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کو استعمال کرنے پر اکتفا کیا جائے اور ان کے علاوہ دیگر لاشوں کو استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اردو) ۲/ ۹۸، ۹۷ مطبوعہ دارالسلام لاہور۔)



۱۶۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُسِرَ عَظْمُ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ».

۱۶۱۸- حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مردے کی ہڈی توڑنا گناہ کے لحاظ سے ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔“

باب ۶۳- رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کا بیان

(المعجم ۶۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۶۴)

۱۶۱۷- [إسناده ضعيف] والحديث السابق يغني عنه * عبدالله بن زياد مجهول (تقریب)، وقال الذهبي: "لا يُدرى من هو؟" .

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

۱۶۱۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُمَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ
فَقُلْتُ: أَيُّ أُمَّةٍ أَخْبَرَنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ. قَالَتْ: اسْتَكْبَى فَعَلَّقَ يَنْفُثُ. فَجَعَلْنَا
نُسَبُّهُ نَفْثَهُ يَنْفُثُهُ أَكِلَ الرَّيْبِ. وَكَانَ يَدُورُ
عَلَى نِسَائِهِ. فَلَمَّا ثَقُلَ اسْتَأْذَنَهُنَّ أَنْ يَكُونَ
فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَأَنْ يَدْرُنَ عَلَيْهِ.

قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرَجُلَاهُ تَحْطِآنِ بِالْأَرْضِ.
أَحْذَهُمَا الْعَبَّاسُ.

فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَتَدْرِي
مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ؟ هُوَ
عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

۱۶۱۸- حضرت عُمید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ رضی اللہ

سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کرتے ہوئے کہا: امی جان! مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے (قرب و فوات) مرض کے متعلق بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ پھونک مارنے لگے۔ ہم آپ کی پھونک کو منقہ کھانے والے کی پھونک سے تشبیہ دیتے تھے۔ آپ باری باری ازواج مطہرات کے ہاں اقامت فرماتے تھے۔ جب آپ زیادہ بیمار ہو گئے تو امہات المؤمنین سے اجازت طلب کی کہ نبی ﷺ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہرے رہیں اور ازواج مطہرات اپنی اپنی باری پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہیں۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (ان کے سہارے سے چلتے ہوئے) میرے گھر میں داخل ہوئے اور (ضعف کی وجہ سے) آپ کے قدم مبارک زمین پر لکیر بناتے آرہے تھے۔ ان دو حضرات میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

(عمید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کی۔ انھوں نے فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ دوسرے صاحب کون تھے جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

۱۶۱۸- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخبض والقذح والخشب والحجارة، ح: ۱۹۸، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض أو سفر وغيرهما من يصلي بالناس... الخ، ح: ۴۱۸ من حديث الزهري به مطولاً ومختصراً.

❶ "منقی کھانے والے کی پھوک" کا مطلب یہ ہے کہ منقی یا ایسی کوئی اور چیز کھانے والا آدمی بیجوں کو منہ سے نکالتا ہے تو اس انداز سے پھینکتا ہے کہ ہاتھ سے مدد لیے بغیر بیج دور چلے جاتے ہیں۔ اس پھوک کا مطلب یا تو دعائیں اور سورتیں پڑھ کر بدن پر دم کرنا ہے جیسے کہ پہلے بھی آپ طبیعت کی ناسازی کے موقع پر اپنے آپ کو دم کر لیا کرتے تھے یا سوتے وقت قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر پھوک مار کر پورے جسم پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ منقی یا انگور زمین پر گر کر اسے غبار لگ جائے تو ہلکی سی پھوک مار کر اسے صاف کر لیا جاتا ہے بخار کی شدت کی وجہ سے آپ کو سانس زور سے آ رہا تھا جیسے کسی چیز پر پھوک ماری جائے۔ اس صورت میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا مقصد مرض کی شدت کا اظہار ہوگا۔ ❷ رسول اللہ ﷺ نے مرض کی شدت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات کا اعلیٰ معیار پیش نظر رکھا تا کہ تمام خواتین مطمئن رہیں اور کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کے حق کی ادائیگی میں معمولی سی بھی کمی رہ گئی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم نازل فرما دیا تھا چنانچہ نبی ﷺ پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری کا ہتہام فرض نہیں تھا۔ دیکھیے: (الاحزاب: ۵۱) اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ بیویوں میں یا اولاد میں انصاف کا زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک خیال رکھا جائے۔ ❸ مساوات ہی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ جب شدت مرض کی وجہ سے نبی ﷺ کا روزانہ گھر تبدیل کرنا مشکل ہو گیا تو سب کی اجازت سے ایک گھر میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو برابر خدمت کا موقع دیا۔ ❹ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا اظہار ہے کہ ان کے حجرہ شریف کو نبی ﷺ کی آرام گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور وفات کے بعد آپ و بیٹن دفن ہوئے۔ ❺ رسول اللہ ﷺ کے افضل ترین بندے ہونے کے باوجود ایک انسان ہی تھے اس لیے دوسرے انسانوں کی طرح آپ کا جسم اطہر بھی بیماری سے متاثر ہوا اور جسمانی طور پر اس قدر ضعف لاحق ہوا کہ بغیر سہارے کے قدم اٹھانا بھی مشکل ہو گیا۔ ❶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دینے والے دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا۔ بعض لوگوں نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراضی پر محمول کیا ہے۔ یہ ان حضرات کی غلط فہمی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والی جنگ (جنگ جمل) میں ان دونوں مقدس ہستیوں کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ یہ منافقین کی سازش تھی۔ جنگ کے دوران میں جو نبی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے جنگ بند ہو گئی۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں شرکت کو نہ صرف اپنی غلطی تسلیم کیا بلکہ اس کے کفارہ کے طور پر بار بار غلام آزاد کرتی رہیں۔ اس صورت میں یہ تصور کرنا ممکن نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینا پسند نہیں کیا کہ جنگ جمل میں یہ ان کے مقابل کیوں ہوئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ کے دوران میں ایک طرف تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سہارا دیا تھا دوسری طرف تھوڑی دور تک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تھوڑی دور تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سہارا دیا تھا۔ ❷ حضرات تابعین رضی اللہ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا تو حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ اگر ام المومنین رضی اللہ عنہا کسی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتیں تو کوئی بات نہیں کسی اور صحابی سے اس چیز کا علم ہو جائے گا، اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ استاد کے جذبات کا زیادہ سے زیادہ احترام کرے۔ اگر استاد کسی وقت کسی وجہ سے ایک مسئلہ کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہ کرے، پھر کبھی اس کی وضاحت ہو جائے گی یا کوئی دوسرا عالم یہ بات بتا دے گا۔

۱۶۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرتے تھے: أَذْهَبَ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءٌ لَا يُعَادِرُ سَقَمًا [اے انسانوں کے رب! بیماری دور کر دے اور شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے، میری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔] جس بیماری میں نبی ﷺ کی وفات ہوئی اس کے دوران میں جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو میں یہ دعا پڑھتی اور نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی تھی۔ (حیات مبارکہ کے آخری دن جب میں نے دم کرنا چاہا) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ سے نکال لیا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاجْعَلْنِيْ بِالرَّفِيقِ الْاَعْلٰی [اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے بلند مرتبہ ساتھیوں سے ملا دے۔] ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آخری الفاظ ہیں جو میں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے۔



۶- أبواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① دعا کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے حفاظت یا نجات کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ ② بیماری کے موقع پر مسنون الفاظ کے ساتھ دعا اور دم کرنا چاہیے تاکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ ③ مشکلات کو حل کرنے اور بیماری سے شفا دینے کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خود نبی ﷺ نے بھی اللہ ہی سے شفا مانگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا: ﴿وَإِذَا مَرَضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي﴾ (الشعراء: ۸۰/۲۶) ”اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔“ اس لیے صحت و عافیت کا سوال صرف اللہ سے کرنا چاہیے۔ ④ (الرفیق الأعلى) سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے پہلے رحلت فرما کر جنت میں پہنچ گئے۔ جیسے کہ اگلی حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ کو موت کی تمنا قرار نہیں دینا چاہیے بلکہ یہ اللہ کے فیصلے پر رضامندی (رضا بالقضا) کا اظہار ہے۔ موت کی تمنا اس وقت منع ہے جب اس کا سبب دنیا کی مشکلات سے پریشانی ہو۔ شہادت کی تمنا بھی منوع نہیں۔

۱۶۲۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو بھی نبی بیمار ہوتا ہے اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا ہے۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر وہ بیماری آئی جس میں آپ کی وفات ہوئی (اس دوران میں ایک دفعہ) نبی ﷺ کی آواز بھاری ہو گئی۔ میں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ ”ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعامات نازل کیے ہیں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں میں سے۔“ تب مجھے یقین ہو گیا کہ نبی ﷺ کو وہ اختیار دے دیا گیا ہے۔

۱۶۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خِيرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» . قَالَتْ : فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بَحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ [النساء : ۶۹] فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ .

۱۶۲۰- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "فاولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين"، ح: ۴۵۸۶ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ۲۴۴۴ من حديث سعد به .

☀️ فوائد و مسائل: ① نبیوں کو دنیا میں رہنے یا اللہ کے پاس جانے کا اختیار دیا جانا ان کے مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت کے اظہار کے لیے ہے لیکن انبیائے کرام رضا بالقضا کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لیے وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی وفات بھی اسی وقت پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے۔ اس مقررہ وقت میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ ② اس بیماری سے مراد مرض و وفات ہے۔ ہر بیماری کے موقع پر اختیار دیا جانا مراد نہیں۔ ③ اس موقع پر نبی ﷺ نے جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اس سے ارشاد مبارک [الْحَقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى] کی وضاحت ہوگئی۔ ④ بندوں کے یہ چار گروہ انعام یافتہ ہیں۔ ان میں سے نبوت کا منصب تو محض اللہ کی مشیت کے مطابق اس کے منتخب بندوں کو تفویض ہوا اس میں بندے کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ باقی تینوں درجات (صدیق، شہید، صالح) ایسے ہیں کہ بندہ کوشش کرے تو اللہ کی توفیق سے انھیں حاصل کر سکتا ہے۔ مومن کو کوشش کرنی چاہیے کہ ان میں سے کوئی درجہ اسے حاصل ہو جائے۔

۱۶۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ غَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اجْتَمَعْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَعْدِزْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً. فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ كَأَنَّ مِثْلَهَا مِثْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا. فَبَكَتْ فَاطِمَةُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَهَا. فَفَصَحَحَتْ أَيْضًا. فَقُلْتُ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُنْشِئَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ. فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ: أَخَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَدِيثٍ

۱۶۲۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: (ایک بار) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (ایک جگہ) جمع تھیں ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ (اسنے میں) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے انتہائی مشابہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری بیٹی کو خوش آمدید۔“ پھر انھیں اپنی بائیں طرف بٹھالیا اور چپکے سے انھیں کوئی بات بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پھر چپکے سے کوئی بات بتائی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ رو کیوں رہی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا: میں نے بھی اس طرح غم کے فوراً بعد خوشی حاصل ہوتے نہیں دیکھی

جس طرح آج دیکھی ہے۔ جب وہ روٹی تھیں، تو میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ سے خاص طور پر بات کی ہے (یہ تو ایک شرف اور خوشی کی بات ہے) پھر بھی آپ رو رہی ہیں؟ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو اس کے بعد (کسی مناسب موقع پر) میں نے ان سے (پھر) پوچھ لیا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ حضرت فاطمہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے بتا رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اس سال دو بار دور کیا ہے۔ (اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہی خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمہارا بہتر پیش رو ہوں۔“ (یہ سن کر) مجھے رونا آ گیا“ پھر نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں فرمایا: ”کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو؟ یا فرمایا: کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟“ اس (خوشخبری) کی وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی۔

دُونَا ثُمَّ تَبْكِينَ؟ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأَقْبِسِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِي أَنَّ جِبْرَائِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً. وَأَنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ «وَلَا أَرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي. وَأَنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوفًا بِي. وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكَ» فَبَكَيتُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَنِي فَقَالَ: «أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟» فَضَجَّكَتُ لِذَلِكَ.

❦ فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کے دوران میں پیش آیا جب تمام اہمات المومنین رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے ”الرحیق المختوم“ میں اسے حیات مبارکہ کے آخری دن کا واقعہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آخری دن نہیں بلکہ آخری ہفتے میں کسی دن پیش آیا تھا۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم اردو، طبع مکتبہ سلفیہ ص: ۶۲۸) ② اس حدیث میں حضرت فاطمہ ؓ کے شرف اور فضیلت کا اظہار ہے جنہیں رسول ﷺ نے خصوصی راز عطا فرمایا۔ ③ راز کے طور پر بتائی ہوئی بات ظاہر کرنا مناسب نہیں کیونکہ راز ایک

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و فات کا بیان

۱۶۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُضْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا شُفَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۶۲۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر تکلیف کی شدت نہیں دیکھی۔

۱۶۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ
 سَعْدٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ مُوسَى

۱۶۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں
 نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ
 کا آخری وقت تھا۔ آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ

١٦٢٣- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنايز، باب ماجاء في التشديد عند الموت، ح: ٩٧٨ من حديث الليث بن سعد، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤٦٥/٢ و٥٦/٣، ٥٧، والذهبي، وعند الترمذي وغيره: يزيد بن عبد الله بن الهاد عن موسى بن * وموسى وثقه الترمذي، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا يتزل عن درجة الحسن.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

ابْنِ سَرَجَسَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَمُوتُ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيهِ مَاءٌ. فَيَذْخُلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى سَكْرَاتِ الْمَوْتِ».

تھا۔ نبی ﷺ پیالے میں ہاتھ ڈالتے، پھر پانی (والا ہاتھ) چرے پر پھیر لیتے، پھر فرماتے: ”اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① یہی واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ یقیناً موت کی سختیاں ہوتی ہیں۔“ (صحیح البخاری، المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث: ۴۳۳۹) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری وقت میں چہرے پر پانی والا ہاتھ پھیرا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آخری ایام میں سخت بخار تھا اس لیے وفات سے چار دن پہلے (جمعرات اور جمعے کی درمیانی رات) عشاء کے وقت نبی ﷺ نے غسل فرمایا تھا تاکہ بخار کی شدت کم ہو تو نماز باجماعت ادا فرمائیں لیکن ضعف کی شدت کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لے سکے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے آخری وقت بھی اللہ کی طرف توجہ فرمائی اور اسی کا ذکر فرمایا اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ سخت سے سخت حالات میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کرے۔

۱۶۲۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: آخِرُ نَظَرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَشَفُ السَّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ. فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةٌ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ. فَأَرَادَ أَنْ يَتَحَرَّكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ ائْبُثْ. وَأَلْفَى السَّجْفَ. وَمَاتَ فِي آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

۱۶۲۳ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے آخری بار رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت اس وقت کی جب سوموار کے دن نبی ﷺ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ کا) پردہ ہٹایا میری نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا قرآن مجید کا ایک ورق ہو۔ (اس وقت) لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز (نجم) ادا کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنی جگہ سے) ہٹنا چاہا تو نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ (وہیں) کھڑے رہو اور پردہ گرادیا۔ اسی دن کے آخری

۱۶۲۴ - أخرجه البخاري، الأذان، باب: أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ح: ۶۸۰، ومسلم، الصلاة، باب اختلاف الإمام... الخ، ح: ۴۱۹ من طرق عن الزهري به مطولاً ومختصراً.

حدیث: (۸۲) ”بے شک انسان کے درمیان اور شرک و کفر کے درمیان ترک نماز کا معاملہ ہے۔“ یعنی ترک نماز کفر سے ملا دیتا ہے۔ ⑩ حقوق العباد میں غلاموں کا ذکر فرمایا کیونکہ غلام معاشرے کا مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے بہت سے حقوق دے کر ان کا درجہ بلند کر دیا۔ انھیں آقاؤں کے بھائی قرار دیا۔ ارشاد نبوی ہے: ”تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں۔ جس کا بھائی اس کے زیر دست ہو تو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے اسے کھلائے جو خود پہنے اسے پہنائے۔“ (صحیح البخاری، الإيمان، باب: المعاصی من أمر الجاهلیۃ، حدیث: ۳۰) آج کل کے ذاتی ملازم اور زمینداروں کے مزارع اگرچہ شرعاً اور عرفاً غلام نہیں تاہم جس طرح وہ حالات کی وجہ سے اپنے آقاؤں کی سختیاں برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت ان کے بارے میں بھی سمجھی جاسکتی ہے۔

۱۶۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: کچھ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں یہ ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صبی تھے (نبی ﷺ نے ان کے حق میں وصیت کی تھی)۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں کس وقت وصیت کی؟ (جبکہ وفات کے وقت) رسول اللہ کا سر مبارک میرے سینے پر یا (فرمایا) میری گود میں تھا (میں نے ان کو سینے یا گود کا سہارا دیا ہوا تھا) آپ نے برتن طلب فرمایا۔ (اچانک) میری گود ہی میں آپ کا جسم مبارک ڈھیل پڑ گیا اور مجھے (روح اقدس کے پرواز کر جانے کا) احساس بھی نہ ہوا۔ پھر آپ نے وصیت کس وقت کی؟

فوائد و مسائل: ① شیعہ فرقہ کے خو ساختہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین نامزد فرمادیا تھا لیکن اس دعویٰ کی کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی کا تعین فرمایا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی جانشینی کے زیادہ لائق تھے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مفقہ بنو ساعدہ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے نامزد کیا جا چکا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

دور حکومت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی انہیں خلافت کی ذمہ داری اٹھانے میں تامل تھا۔ بعض لوگوں کے اصرار پر انھوں نے یہ منصب قبول فرمایا تھا۔ تفصیلات تاریخ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ① موت کی سختی کا ایک جسمانی اثر ہے جو نیک لوگوں پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایک روحانی سختی ہے جس کا تعلق فرشتوں کے روح قبض کرنے سے ہے یہ نیک مومن افراد پر نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے روح پرواز کرنے سے پہلے کچھ گھبراہٹ محسوس کی لیکن جسم سے روح کی جدائی اس قدر غیر محسوس طریقہ پر عمل میں آئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احساس تب ہوا جب روح اقدس عالم بالا کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ ② رسول اللہ ﷺ شدت ضعف کی وجہ سے پیشاب کی حاجت کے لیے بستر سے اترنے میں مشکل محسوس کر رہے تھے اس لیے برتن طلب فرمایا تاکہ اس حاجت سے فارغ ہو جائیں اور جسم اطہر اور لباس مبارک بھی قطرات سے محفوظ رہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی نظر میں جسمانی طہارت و صفائی کی اہمیت کس قدر زیادہ تھی۔ ③ نبی ﷺ نے برتن طلب فرمایا لیکن یہ حاجت پوری کرنے کی نوبت نہ آئی۔ اس سے علم غیب کے عقیدہ کی نفی ہوتی ہے۔ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ برتن کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑے گی تو طلب نہ فرماتے۔

(المعجم ۶۵) - بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ
(التحفة ۶۵)

باب ۶۵۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

۱۶۲۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ امْرَأَتِهِ ، ابْنَةُ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِي . فَجَعَلُوا يَقُولُونَ : لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ ﷺ . إِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ عِنْدَ الْوُحْيِ . فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ، وَقَبَلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ : أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُمِيتَكَ مَرَّتَيْنِ . قَدْ ، وَاللَّهِ مَاتَ

۱۶۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عوالیٰ میں اپنی زوجہ محترمہؓ کی بیٹی کے ہاں تشریف فرما تھے۔ بعض افراد نے کہا: نبی ﷺ فوت نہیں ہوئے یہ تو اس سے ملتی جلتی کیفیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کے موقع پر طاری ہوا کرتی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی مبارک پر) بوسہ دیا

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَعُمِرُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ
يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَلَا
يَمُوتُ حَتَّى يَفْطَعَ أَيْدِي أَنَاسٍ مِنَ
الْمُتَنَافِقِينَ، كَثِيرٍ، وَأَزْجُلَهُمْ. فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ
فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ
اللَّهَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ. وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ
مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ
شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾. (آل عمران:

[۱۴۴]

اور فرمایا: اللہ کے ہاں آپ کی شان اتنی بلند ہے کہ وہ
آپ پر دو بار موت طاری نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! اللہ
کے رسول ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ (اس وقت) حضرت
عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک حصے میں فرما رہے تھے: قسم ہے
اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے اور آپ
اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک بہت سے
منافقوں کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ دیئے۔ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر پڑھے اور فرمایا: جو کوئی اللہ کی
عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے فوت نہیں ہوا اور
جو کوئی حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کے
معبود) حضرت محمد ﷺ کی تو وفات ہو گئی۔ (اور یہ آیت
پڑھی:) ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ
اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ ”اور محمد
(ﷺ) صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی رسول
گزر چکے ہیں۔ تو اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں
تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں
پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا۔ اور شکر
گزاروں کو اللہ جزا دے گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بعد میں) فرمایا: مجھے تو (حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر) یوں محسوس ہوا تھا، گویا
میں نے (یہ آیت) اسی دن پڑھی ہے۔ (گویا پہلے کبھی
پڑھی یا سنی ہی نہیں۔“)

فَالْعُمَرُ: فَلَمَّا نَبِي لَمْ أَقْرَأَهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری کی حدیث: (۱۳۴۱/۱۳۴۲) میں ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت دجی کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۵۱/۳۵۵) و صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، رقم: ۱۳۲۹، و سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد، حدیث: (۱۱۲۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل حاضر خدمت رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے ایام میں نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے تھے حتیٰ کہ سووار کے دن فجر کی نماز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کام سے اپنے گھر تشریف لے گئے جو عوامی میں مقام رخ پر واقع تھا۔ وہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ملی۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو موت نہیں آ سکتی لیکن وہ حضرات اچانک صدمے کی وجہ سے اوسان کھو بیٹھے تھے۔ وفات نبوی ﷺ کا سامان ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اس ذہنی کیفیت میں بعض حضرات کی زبان سے اس قسم کی باتیں نکل گئیں۔ ④ اس واقعہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علوشان اور عظیم مرتبے کا اظہار ہوتا ہے کہ اس عظیم سامعہ کے وقت انھوں نے امت کی قیادت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جس کے لیے ان حالات میں انتہائی قوت برداشت، صبر، حوصلہ اور تدبیر کی ضرورت تھی۔ ⑤ یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکمت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے الجھنے کے بجائے ایک طرف ہو کر اپنی بات شروع کر دی جس سے حاضرین کی توجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہٹ گئی اور اس معاملہ پر آسانی سے قابو پالیا گیا۔ ⑥ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تمہید کے اصل بات شروع کر دی کیونکہ حالات کا تقاضا یہی تھا۔ ساتھ ہی قرآن مجید کی وہ آیت تلاوت کی جو اس موقع کے لیے مناسب ترین تھی۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ کسی بھی وقتی معاملے میں غور و فکر کے بعد صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کریں اگرچہ وہ رائے عوام الناس کی سوچ کے خلاف ہو اور اسے دلائل سے واضح کریں۔ علماء کا فرض عوام کی رہنمائی اور قیادت کرنا ہے ان کے پیچھے چلنا نہیں۔ ⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اپنی جذباتی کیفیت کی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے فوراً صحیح بات کو قبول کر لیا۔ علماء کا صرف یہی فرض نہیں کہ حکام کی ہر بات اور غلط بات کی مخالفت کریں بلکہ صحیح بات کی تائید کرنا اور اس پر عمل کے سلسلے میں ممکن عملی تعاون پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ ⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم عن الخطا نہیں تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ جب انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا تو فوراً اپنے موقف سے رجوع فرما لیتے تھے۔ مسلمانوں اور خصوصاً علمائے کرام کی بھی یہی عادت ہونی چاہیے۔

۱۶۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا وہ مکہ والوں کے رواج کے مطابق صندوقی (شق والی) قبر بناتے تھے۔ اور حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجا وہ مدینہ والوں کی قبریں تیار کیا کرتے تھے اور بغلی (لحد والی) قبر بناتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان دونوں حضرات کی طرف دو (الگ الگ) آدمیوں کو بھیجا اور کہا: اے اللہ! اپنے رسول ﷺ کے لیے بہتر صورت مہیا فرما۔ حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ مل گئے انھیں (قبر تیار کرنے کے لیے) لے آیا گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ (گھر پر) نہ ملے۔ چنانچہ ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی۔

۱۶۲۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْصَمِيُّ: أَنَّ أَبَا وَهْبٍ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفَرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُيَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ. وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفَرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَكَانَ يَلْحَدُ. فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ. فَقَالُوا: اللَّهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ. فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ. فَجِئَ بِهِ. وَلَمْ يَوْجَدْ أَبُو عُيَيْدَةَ. فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

منگل کے دن جب رسول اللہ ﷺ کی جمعیہ و بھین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ (کے جسد مبارک) کو آپ کے حجرہ مبارک میں آپ کی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ لوگ گروہ درگروہ اندر داخل ہوتے تھے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ جب ان سے فراغت ہوئی تو بچوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کی۔

قَالَ، فَلَمَّا فَرَعُوا مِنْ جِهَارِهِ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَالًا. يُصَلُّونَ عَلَيْهِ. حَتَّى إِذَا فَرَعُوا أَذْخَلُوا النِّسَاءَ. حَتَّى إِذَا فَرَعُوا أَذْخَلُوا الصِّبْيَانَ. وَلَمْ يَوْمِ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ.

۱۶۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۲۹۲ من حديث جرير بن حازم به مختصراً • الحسين بن عبد الله ضعيف (تقريب)، ودفن الأنبياء حيث قبضوا صحيح، له شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ۱۰۱۸ وغيره، وأخرج ابن سعد بإسناد صحيح: ۲/۲۹۲ قالوا: أين يدفن؟ فقال أبو بكر: في المكان الذي مات فيه، وصححه الحافظ ابن حجر رحمه الله.

(اس کے بعد) مسلمانوں میں اس معاملے میں اختلاف رائے پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کہاں تیار کی جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو اپنے صحابہ کے ساتھ (بلق کے قبرستان میں) دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ”جو بھی نبی فوت ہوا، وہ جہاں فوت ہوا وہیں دفن ہوا۔“ چنانچہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی اور (اس مقام پر) نبی ﷺ کی قبر مبارک تیار کی پھر بدھ کی رات، آدھی رات کے وقت آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ حضرت ابولہٰل اوس بن خوی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو اللہ کا واسطہ اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کا واسطہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ بھی (قبر میں) اتر آئیں۔ حضرت شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ چادر تھی جو رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے وہ چادر بھی قبر میں دفن کر دی اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد یہ چادر کبھی کوئی دوسرا شخص استعمال نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ چادر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوئی۔

لَقَدْ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ. فَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ فِي مَنْجِدِهِ. وَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ». قَالَ، فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ. فَحَفَرُوا لَهُ، ثُمَّ دُفِنَ ﷺ وَشَطَّ اللَّيْلُ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبَعَاءِ. وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَقُتْمُ أَخُوهُ، وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلَيْ، وَهُوَ أَبُو لَيْلَى، لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أُنْشِدُكَ اللَّهَ وَحَظَنًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: انْزِلْ. وَكَانَ شُقْرَانُ، مَوْلَاهُ، أَخَذَ قَاطِئَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا. فَذَنَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا. فَذَفِنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت میں صرف یہ جملہ [مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ] ”جو بھی نبی فوت ہوا، وہ جہاں فوت ہوا، وہیں دفن

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

ہوا۔ صحیح ہے کیونکہ جامع الترمذی (۱۰۱۸) اور ابن سعد (۲۹۲/۲) وغیرہ میں اس کے بہت سے شواہد ہیں جنہیں محققین نے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت میں صرف یہی جملہ صحیح ہے تاہم نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کا صحیح واقعہ حدیث: ۱۵۵۸، ۱۵۵۹ میں گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۲۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَبُو الزُّبَيْرِ : حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ وَكَرَبَ أَبْنَاهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ. إِنَّهُ قَدْ خَضَرَ مِنْ أَبِيكَ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا. الْمَوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۱۶۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت گھبراہٹ (یا تکلیف) محسوس ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان کی تکلیف! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی! تیرے والد کو وہ چیز (موت) پیش آگئی ہے جس سے کسی کو چھڑکا نہیں۔ قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جب کسی کا آخری وقت ہو تو اس کے پاس موجود افراد کو روکنا منع نہیں بشرطیکہ وہ طبعی ہو زمانہ جاہلیت کی طرح مصنوعی نہ ہو۔ ② مومن کے لیے یہ چیز تسلی کا باعث ہے کہ موت کی شدت کے بعد ہمیشہ کی راحت ہے۔ ③ جب بیمار کی حالت دیکھ کر احباب و اقارب پریشانی محسوس کریں تو مریض کو چاہیے کہ انھیں تسلی دے۔ اسی طرح اگر مریض پریشان ہو تو عیادت کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے تسلی دیں۔ ④ موت ایک ایسا مرحلہ ہے جس سے ہر شخص کو لازماً گزرنا ہے لیکن احباب سے یہ جدائی عارضی ہے کیونکہ اللہ کے پاس ملاقات ہو جائے گی۔ ⑤ قیامت سے پہلے بھی فوت ہونے والوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو سکتی ہے لیکن اصل ملاپ جس کے بعد جدائی کا خطرہ نہیں وہ تو قیامت ہی کو حاصل ہوگا۔ ⑥ نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کی واضح صراحتوں کے بعد بھی آپ کی بابت یہ دعویٰ کرنا کہ آپ قبر میں بالکل اسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ حقیقی زندگی آپ کو حاصل ہے بڑی ہی عجیب بات ہے۔ ہاں آپ کو برزخی زندگی یقیناً حاصل ہے لیکن وہ کیسی ہے؟ اس کی نوعیت و کیفیت کو ہم جانتے ہیں نہ جان ہی سکتے ہیں۔

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

۱۶۳۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انس! تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تم اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈال دو؟

۱۶۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْتُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے اباجان! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ ہائے اباجان! آپ کو اپنے رب کا کتنا قرب حاصل ہے۔ ہائے اباجان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا ہے! ہائے اباجان! رب نے آپ کو بلایا اور آپ نے اس کے بلاوے پر لبیک کہہ دیا۔

وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ، حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَالْأَبْتَاءُ. إِلَى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهُ. وَالْأَبْتَاءُ. مِنْ رَبِّهِ مَا أَذْنَاهُ. وَالْأَبْتَاءُ. جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاوَاهُ. وَالْأَبْتَاءُ. أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ.

حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) جناب ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب انہوں نے یہ حدیث بیان فرمائی تو بہت روئے حتیٰ کہ مجھے آپ کی پسلیاں اوپر نیچے ہوتی نظر آتیں۔

قَالَ حَمَّادٌ: فَرَأَيْتُ ثَابِتًا، حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ تھا جس پر ان کے غم کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی ان کے حزن و غم کا اظہار ہیں۔ ② فرشتوں کو کسی کی موت کی خبر دینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ یہ غم صرف انسانوں کا غم نہیں اس غم میں تو فرشتے بھی شریک ہیں۔ ③ رب کا قرب حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے روحانی درجات کی بلندی کا شرف حاصل تھا۔ اب تو آپ کی روح مبارک بھی اللہ کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئی ہے۔ ④ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو مین یا مرثیہ نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ انھوں نے اہل جاہلیت کی طرح

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دن کا بیان

سید کو بی نہیں کی مگر بیان چاک نہیں کیا بلکہ تنہائی میں یا چند قریبی افراد کی موجودگی میں آہستہ آواز سے اپنے غم کا اظہار کیا ہے۔ ⑤ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بھی جب یہ غم ناک واقعہ بیان فرماتے تھے تو شدید متاثر ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر پر غمگین ہو جاتے تھے کیونکہ انھیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ⑥ وفات نبوی انتہائی حزن و ملال کا باعث واقعہ ہے لہذا ۱۲/ربیع الاول کو خوشی منانا انتہائی نامناسب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت تھی پھر بھی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور وفات کے دن کو عید یا سوگ کے دن کے طور پر نہیں منایا۔ مشہور لوگوں کی سالگرہ اور برسی منانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ رواج ہمارے معاشرے میں ہندوؤں اور یورپی عیسائیوں سے آیا ہے۔ غیر مسلموں کے اس قسم کے رسم و رواج سے سختی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۶۳۱۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبْعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. وَمَا نَقَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْأَيْدِي حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

۱۶۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اس کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ کی وفات ہوئی مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ ہم نے نبی ﷺ کو دفن کر کے اپنے ہاتھ جھڑے تو اسی وقت ہمیں اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔

🌟 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس روحانی اور مادی برکات کا باعث تھی۔ ② پاک صاف دل و روحانی برکات کو محسوس کرتا ہے دل کی توجہ اللہ کی طرف ہو موت کو یاد کیا جائے قرآن مجید کی تلاوت، نفل نماز اور روزے کا اہتمام کیا جائے رزق حلال اور بچ بولنے کی پابندی اختیار کی جائے تو دل روشن ہو جاتا ہے جیسے کہ مختلف احادیث میں وارد ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل صحبت نبوی اور تعلیم و تزکیہ کی وجہ سے اس قدر منور ہو چکے تھے کہ وہ روحانی انوار و برکات کے نزول یا ان میں کمی کو اسی طرح محسوس فرما لیتے تھے جس طرح عام انسان ظاہری روشنی اور تاریکی کو محسوس کرتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے درو دیوار کا روشن ہو جانا ایک تو اس خوشی کی وجہ سے ہے جو اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور ہمسائیگی کے حصول سے ہوئی۔ دوسرے ان برکات اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے جو آپ ﷺ کی وجہ سے اہل مدینہ کو

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

حاصل ہوئیں۔ اسی طرح وفات نبوی سے تاریکی کا احساس بھی یہ دونوں پہلو رکھتا ہے۔ غم کی حالت میں کوئی چیز اچھی نہیں لگتی، کہیں دل نہیں لگتا۔ اور نبی ﷺ کی رحلت سے نبوت و رسالت کے انوار و برکات سے براہ راست فیض حاصل کرنا بھی ممکن نہ رہا۔ ⑤ دلوں کی کیفیت تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں اضافے کا ایک اہم ذریعہ یعنی صحبت و تعلیم نبوی ختم ہو جانے کی وجہ سے قلبی احوال کا وہ مقام حاصل کرنا ممکن نہ رہا جو پہلے حاصل تھا اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان امت میں سب سے کامل اور مضبوط تھا۔

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم
سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ اپنی عورتوں سے بات کرتے ہوئے اور بے تکلفی کا اظہار
عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَّبِعِي الْكَلَامَ وَالْإِنْسَاءَ إِلَى کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے اس ڈر سے کہ قرآن
نَسَائِنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَخَافَةَ أَنْ (میں ہماری کسی غلطی پر تعبیر والا فرمان) نازل ہو جائے
يُنْزَلَ فِيْنَا الْقُرْآنُ. فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم (ہر قسم
تَكَلَّمْنَا. کی) باتیں کرنے لگے۔ (اس درجے کی احتیاط نہ رہی۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں نبی اکرم ﷺ کے احترام اور محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ بات کرتے ہوئے بھی احتیاط کرتے تھے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اس قدر قوی تھا کہ آپ ﷺ کی مجلس ہی میں نہیں بلکہ گھروں میں اور تنہائی میں بھی اپنے اقوال و افعال میں اسی طرح محتاط رہتے تھے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ نبی ﷺ براہ راست ہماری باتیں سن رہے ہیں اور ہمارے اعمال دیکھ رہے ہیں بلکہ یہ عقیدہ تھا کہ آپ کو وحی کے ذریعے سے ہمارے اعمال کی اطلاع ہو سکتی ہے۔

۱۶۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
أَبْنَانَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْعَجَلِيُّ، عَنِ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم
ابْنِ عَزْوَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبِ لوگوں کی توجہ ایک ہی (آخرت کی) طرف ہوتی تھی
قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّمَا وَجْهُنَا جب آپ فوت ہو گئے تو ادھر ادھر (کوئی دنیا کو اور کوئی
وَاجِدٌ. فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هَكَذَا وَهَكَذَا. آخرت کو) دیکھنے لگے۔

۱۶۳۲۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب الوصاة بالنساء، ح: ۵۱۸۷ من حديث سفیان الثوري به .

۱۶۳۳۔ [إسناده ضعيف] * الحسن لم يسمع من أبي رضي الله عنه كما في تحفة الأشراف: ۱۲/۱ وغيره .

۱۶۳۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَائِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ الشَّائِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنِي مُضْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِذَا قَامَ الْمُصَلِّي يُصَلِّي لَمْ يَغْدُ بَصْرَ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ. فَلَمَّا تَوَفَّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَغْدُ بَصْرَ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَنْبِيهِ. فَتَوَفَّي أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عَمْرُ. فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَغْدُ بَصْرَ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ. وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَكَانَتْ الْفِتْنَةُ. فَتَلَفَّتِ النَّاسُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

۱۶۳۳- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر قدموں سے آگے نہ بڑھتی جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر اس کی پیشانی رکھنے کی جگہ (جگہ کے لیے) سے آگے نہیں بڑھتی تھی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) مقرر ہو گئے تو لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ قبلے کی طرف سے نہیں ہٹتی تھی پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (خلیفہ) مقرر ہوئے تو (ان کے دور حکومت میں) فتنہ برپا ہوا اور (فتنہ کے اس دور میں) لوگ (نماز میں) دائیں بائیں جھانکنے لگے۔

۱۶۳۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورْهَا كَمَا

۱۶۳۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد (ایک بار) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: چلیے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں اور ان سے ملاقات کر آئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات

۱۶۳۴- [إسناده ضعيف] * موسى بن عبدالله مجهول (تقريب التهذيب، ص: ۹۸۲ تحقيق أبي الأشبال)، وقال البوصيري: لم أر من جرحه ولا وثقه.

۱۶۳۵- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أم أيمن رضي الله عنها، ح: ۲۴۵۴ من حديث عمرو بن عاصم به، وقال البزار: لا نعلم رواه عن سليمان إلا عمرو، ولا يروى عن أبي بكر إلا بهذا الإسناد، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين".

۶- ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا. قَالَ، فَلَمَّا
اُنْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ. فَقَالَا لَهَا: مَا يَبْكُكِ؟
فَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّرَسُولِهِ. قَالَتْ: إِنِّي
لَأَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّرَسُولِهِ. وَلَكِنْ
أُبْكِي لِأَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ.
قَالَ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَمَجَعَلَا
يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ (رسول اللہ ﷺ کو یاد کر کے) اشک بار ہو گئیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا: آپ کیوں رورہتی ہیں؟ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے (دنیا کی متاع اور آسائشوں سے کہیں) بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے بہتر ہے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کی وفات سے) آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔ ان کی اس بات سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی رونایا گیا اور وہ بھی رونے لگے۔



فوائد و مسائل: ① حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق حبشہ سے تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کی خدمت گارتھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے ایام میں آپ کی پرورش اور نگہداشت میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی بڑا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین کے فوائد از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ، حدیث: ۳۶۱) ② نیک لوگوں سے ملاقات کے لیے جانا مستحب ہے۔ ③ جن حضرات سے بزرگوں کے خوش گوار تعلقات رہے ہوں، اولاد اور دوسرے متعلقین کو بھی یہ تعلقات قائم رکھنے چاہئیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پیاروں سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت میں شامل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے جو محبت تھی، اس کی وجہ سے ان کے دل میں آپ کے متعلقین کی بھی محبت پائی جاتی تھی۔ ⑤ عرصہ دراز کے بعد بھی فوت شدہ کی یاد آنے پر رونا آجائے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ ⑥ غم زدہ کو تسلی دینا مسنون ہے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں دینا سے بہتر ہیں۔ ⑦ وحی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے جس کی وجہ سے انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ جہنم کے عذابوں سے بچ کر جنت کی گونا گوں نعمتوں اور بلند درجات سے سرفراز ہوئے۔

۱۶۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۳۶- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۶۳۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة و ليلة الجمعة، ح: ۱۰۴۷ من حديث الحسين بن علي به، وانظر، ح: ۱۰۸۵ لعلته القادحة، ومع ذلك صححه غير واحد من العلماء كابن حبان وغيره.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کا دن تمہارے افضل ایام میں سے ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن (قیامت کی) بے ہوشی ہوگی لہذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسد اطہر خاک ہو جائے گا تب ہمارا درود کیسے آپ پر پیش کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔“

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَزِيدٍ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَاتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ يَغْنِي بَلِيَّت. قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

🌟 فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اس لیے حدیث: ۱۰۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۳۷- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا رہے گا۔“ میں نے عرض کیا: اور وفات کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور وفات کے بعد بھی (ایسے ہی ہوگا) اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق ملتا ہے۔“

۱۶۳۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمُسَرِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ. وَإِنْ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عَرَضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا» قَالَ قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ. إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. فَيَبْقَى اللَّهُ حَيًّا يُرْزَقُ».

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

روزوں کی اہمیت و فضیلت

* روزے کی لغوی تعریف: لغت میں صوم کے معنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: [فُلَانٌ صَامَ عَنِ الْكَلَامِ] ”فلاں شخص گفتگو سے رُک گیا۔“ قرآن مجید میں حضرت مریم ؑ کے متعلق ارشاد ہے: ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا﴾ (مریم: ۲۶) ”میں نے رَحْمَن کے لیے روزے کی نذرمانی ہے۔“ یعنی خاموشی اختیار کی۔ اسی طرح جب سورج دوپہر کے وقت آسمان کے وسط میں ٹھہرا اور رکا ہوا دکھائی دیتا ہے تو اس وقت عرب کہتے ہیں: [صَامَ النَّهَارُ] ”دن رک گیا ہے۔“

* روزے کی اصطلاحی تعریف: شرع میں مکلف شخص کا طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکننا روزہ کہلاتا ہے۔

* روزوں کی فرضیت: روزے ۱۰ شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) ”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔“ سنت نبوی میں روزے کی فرضیت کے متعدد دلائل ہیں، مثلاً: حضرت

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام روزوں کی اہمیت و فضیلت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کا بیت اللہ کا حج کرنا۔“ (صحیح البخاری، الإیمان، باب دعاؤکم ایمانکم حدیث: ۸۰) امت کا روزوں کی فرضیت پر اجماع ہے۔

* روزوں کی فضیلت: نبی اکرم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الصَّيَّامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ﴾ (صحیح البخاری، باب فضل الصوم، حدیث: ۱۸۹۳) و صحیح مسلم، الصیام، باب فضل الصیام، حدیث: ۱۱۵۱) ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔“

* روزوں کی اقسام: روزوں کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں: ① واجب روزے، جیسے: رمضان المبارک، نذر اور کفارات کی ادائیگی کے روزے۔ ② مستحب اور مندوب روزے، جیسے: حضرت داؤد ﷺ کے روزے، یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا، ہر قمری مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شوال کے چھ روزے، یوم عرفہ کا روزہ، ذوالحجہ کے ۸ دنوں میں روزے، یوم عاشورہ کا روزہ، حرمت والے مہینوں اور ماہ شعبان کے روزے وغیرہ۔ ③ حرام اور ممنوع روزے، جیسے: عورت کا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا، رمضان المبارک سے پہلے شک کی بنا پر روزہ رکھنا، عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے، حاکمہ اور نفاس والی عورت کا روزہ۔ ④ مکروہ روزے، جیسے: ہمیشہ روزہ رکھنا، صرف جمعے یا صرف ہفتے کے دن کا روزہ وغیرہ۔



(المعجم ۷) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّيَامِ (التحفة ۵)

روزوں کے احکام و مسائل

باب ۱- روزے کے فضائل

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ

الصَّيَامِ (التحفة ۱)

۱۶۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يَصْأَعُفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ. يَقُولُ اللَّهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ».

۱۶۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم کے ہر عمل (کے ثواب) میں اضافہ کیا جاتا ہے نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا بلکہ (اس سے بھی زیادہ) جتنا اللہ چاہے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزہ (اس قانون سے مستثنیٰ ہے) کیونکہ وہ (خالفتنا) میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری خاطر اپنی خواہشات اور کھانا ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی روزہ کھولتے وقت (حاصل ہوتی ہے) اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت (حاصل ہوگی)۔ اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی مہک سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① یہ بندوں پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ بندہ اس کی توفیق سے جو نیکی کرتا ہے اس کا ثواب صرف ایک نیکی کے برابر دینے کے بجائے بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَنْ جَاءَ

۱۶۳۸- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: 'يريدون أن يبدلوا كلام الله'، ح: ۷۴۹۲ من حديث الأعمش به مطولاً ومختصراً، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ۱۶۴/۱۱۵۱، عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وله طرق كثيرة عندهما.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالٍ (الأنعام: ۱۶۰) ”جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا اس کے لیے اس کا دس گنا ہے۔“ حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بیان کردہ یہ مقدار کم از کم ہے۔ ثواب اس سے کہیں زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ ⑤ ثواب کی کثرت کا دار و مدار حسن نیت، اخلاص اور اتباع سنت پر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اس قدر عظیم الشان تھا کہ ان کا اللہ کی راہ میں دیا ہوا آدھ سیر غلہ بعد والوں کے احد پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۱) اس لیے ہر شخص کے حالات و کیفیات کے مطابق نیکی کا ثواب سیکڑوں گنا تک پہنچ سکتا ہے۔ ⑥ عمل وہی قبول ہوتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو، ریا اور دکھاوے کی غرض سے کیا جانے والا عمل اللہ کے ہاں ناقابل قبول ہے۔ چونکہ روزے کا تعلق نیت سے ہوتا ہے اور دوسرے ظاہری اعمال مثلاً: نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی نسبت روزہ پوشیدہ ہوتا ہے اور اس میں ریا کا شائبہ بھی کم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کے اجر کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ⑦ روزے کا اصل فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے جب انسان دل کی غلط خواہشات پوری کرنے سے پرہیز کرے، یعنی جس طرح کھانا کھانے سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے بھی اجتناب کرے۔ ⑧ روزہ کھولنے وقت اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ کے فضل سے ایک نیک کام مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ ⑨ قیامت کو خوشی اس لیے ہوگی کہ روزے کا ثواب اس کی توقع سے بڑھ کر ملے گا اور اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔ ⑩ منہ کی بو سے وہ بومراہ ہے جو پیٹ خالی رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ اللہ کی اطاعت کا ایک کام کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اس لیے اللہ کو بہت محبوب ہے۔ ⑪ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روزے کی حالت میں شام کے وقت مسواک کرنے سے بچنا چاہیے تاکہ اللہ کی پسندیدہ بو ختم نہ ہو جائے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ مسواک سے وہ بو ختم ہوتی ہے جو منہ کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بو دوسری ہے اس کا مسواک کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ
الْمِصْرِيُّ: أَنَّ النَّبِيَّ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ
ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ
مُطَرِّفًا، مِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ صَعَصَعَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ
۱۶۳۹۔ حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ
بنو عامر بن صعصعہ سے تھے ان سے روایت ہے کہ
حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے انھیں پلانے
کے لیے دودھ طلب فرمایا۔ مطرف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں

۱۶۳۹۔ [سنادہ صحیح] أخرجه النسائي: ۱۶۷/۴، الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم، ح: ۲۲۳۲ من حديث الليث به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۲۵، وزاد: "وصيام حسن، صيام ثلاثة أيام من كل شهر"، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۳۱، وللحديث طريق آخرى عند النسائي: ۱۶۷/۴.

عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيُّ دَعَا لَهُ يَلْبَسُ يَسْقِيهِ. فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي صَائِمٌ. فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الصَّيَامُ جَنَّةٌ مِنَ النَّارِ، كَحِجَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

روزے سے ہوں۔ حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”روزہ جہنم سے بچانے والی ڈھال ہے جس طرح لڑائی میں تم میں سے کسی کی ڈھال ہوتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مہمان کو کھانے پینے کی چیز پیش کرنا اخلاق عالیہ میں شامل ہے۔ ② اگر کھانے پینے کی دعوت دی جائے تو نفلی روزہ کھول کر دعوت قبول کرنا ضروری نہیں۔ ③ اگر کسی موقع پر اپنی کوئی نیکی ظاہر کرنا پڑ جائے تو یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ روزہ دوزخ سے بچاتا ہے ایک تو اس لیے کہ یہ ایک بڑی نیکی ہے جس کی وجہ سے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں دوسرے اس لیے کہ روزے کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے جن کے ارتکاب کی صورت میں وہ جہنم میں جا سکتا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور نیک عمل کی انجام دہی دونوں چیزیں جنت میں لے جانے والی اور جہنم سے بچانے والی ہیں۔

١٦٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ أَبَا يُقَالُ لَهُ الرِّيَّانُ. يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ، وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا».

۱۶۴۰- حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہا جائے گا: روزے رکھنے والے کہاں ہیں؟ چنانچہ جو شخص روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا وہ اس (دروازے) میں داخل ہو جائے گا۔ اور جو اس میں داخل ہوگا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو مختلف نیکیوں کی طرف منسوب ہیں مثلاً: باب الصلاة (نماز کا دروازہ) باب الجہاد (جہاد کا دروازہ) باب الصدقة (صدقہ کا دروازہ) دیکھیے: (صحیح البخاری) الصوم، باب الريان للصائمين، حدیث: (۱۸۹۷) ② ایک شخص جس نیکی کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی ادائیگی کی زیادہ کوشش کرتا ہے وہ اس نیکی سے منسوب دروازے سے جنت میں داخل ہوگا۔ اگر زیادہ صفات کا حامل ہو تو ایک سے زیادہ دروازوں سے بلایا جائے گا مثلاً: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آٹھوں دروازوں سے بلایا

۷- أبواب ما جاء في الصيام..... ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

جائے گا (صحیح البخاری، الصوم، باب الريان للصائمين، حدیث: ۱۸۹۷) ⑤ ”ریان“ کا مطلب ”سیراب“ ہے۔ روزہ دار بھوک پیاس برداشت کرتا ہے۔ اور پیاس کا برداشت کرنا بھوک کی نسبت مشکل ہوتا ہے اس لیے روزہ داروں کے لیے جو دروازہ مقرر ہے اسے بھی ”سیرابی کا دروازہ“ قرار دیا گیا ہے۔ ⑥ فرض عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسنون نفل عبادات بھی ممکن حد تک ادا کرتے رہنا چاہیے۔ نفل عبادات کا اہتمام جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۲)

باب: ۲- ماہ رمضان کی فضیلت

۱۶۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

🌞 فائدہ: اس سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک انھیں ادا نہ کر دیا جائے الا یہ کہ صاحب حق معاف کر دے۔

۱۶۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْأَعْلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمَّاشٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ۱۶۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔“

۱۶۴۱- أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتساباً من الإيمان، ح: ۳۸ من حديث محمد بن فضيل، ومسلم، صلاة المسافرين، باب التَّغْيِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّزَاوِيعُ، ح: ۷۶۰ من حديث يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة به.

۱۶۴۲- [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، ح: ۶۸۲ عن أبي كريب به، وقال: "غريب"، وصححه ابن خزيمة: ۱۸۸۳/۳، ح: ۱۸۸۳، والأعمش عن عمن، وتقدم، ح: ۱۷۸، وتلميذه ضعيف، وتقدم، ح: ۸۵۵، ولكن للحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وانظر سنن النسائي: ۱۲۹/۴، ح: ۱۲۰۷، بتحقيق.

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَكَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ. وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ. وَنَادَى مُنَادٌ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ. وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ. وَلِلَّهِ عِتَقَاءُ [مِنْ النَّارِ]. وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا منادی کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار رک جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے (بعض) لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ (رمضان میں) ہر رات اسی طرح ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ماہ رمضان نیکوں کا مہینہ ہے اس مہینے میں اللہ کی طرف سے نیکیوں کے راستے میں حائل بڑی رکاوٹیں دور کر دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص نیکیوں سے محروم رہتا ہے یا برائیوں سے اجتناب کر کے اللہ کی رحمت حاصل نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ② شیطانوں اور سرکش جنوں کے قید ہو جانے کے باوجود ماہ رمضان میں انسانوں سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان گیارہ مہینوں میں گناہوں کا مسلسل ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان کے عادی ہو جاتے ہیں پھر رمضان میں نفس کی اصلاح کے لیے کوشش بھی نہیں کرتے، یعنی روزے نہیں رکھتے، کثرت سے تلاوت نہیں کرتے، تراویح نہیں پڑھتے، اس لیے ان کے نفس کی تربیت اور اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ گناہوں سے اجتناب نہیں کر سکتے۔ ③ جنت کے دروازے کھل جانے اور جہنم کے دروازے بند ہو جانے سے حقیقتاً ان دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا بھی مراد ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمان معاشرے میں ماہ رمضان کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اس لیے نیکیوں کی طرف عام رجحان پیدا ہوتا ہے اور مسلمان ہر قسم کی نیکی کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ گویا یہ نیکیاں جنت کے دروازے ہیں اور گناہ جہنم کے دروازے۔ ④ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور گناہوں سے باز آنے کا اعلان بھی اس لیے ہے کہ مسلمان نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ ⑤ ہر رات بعض لوگوں کی جہنم سے آزادی بھی ماہ رمضان کا خصوصی شرف ہے۔ گناہوں سے توبہ کر کے شخص اس شرف کو حاصل کر سکتا ہے۔

۱۶۴۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ۱۶۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں

۱۶۴۳- [حسن] انظر الحديث السابق * أبو بكر بن عياش تابعه أبو إسحاق الفزاري عند صاحب الحلية: ۸/ ۲۵۷، ۳۱۹، وقال: 'غريب'، وتابعهما أبو معاوية عند أحمد: ۲/ ۲۵۴ إلا أنه قال: 'عن أبي هريرة أو عن أبي سعيد'، شك الأعمش، وللحديث شواهد كثيرة، راجع الترغيب والترهيب وغيره.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

أَبِي سُبَيْحَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عَتَقَاءَ. وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

🌞 فائدہ: جہنم سے آزادی کا یہ شرف غلوں کے ساتھ سنت کے مطابق روزہ رکھ کر اور گناہوں سے توبہ کر کے حاصل ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقُطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَ كُمْ. وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرُ كُلَّهُ. وَلَا يُحْرَمُ خَيْرُهَا إِلَّا بِمَحْرُومٍ».

۱۶۴۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے پاس یہ مہینہ آگیا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے جو اس رات (کا ثواب حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ اس کے خیر سے وہی محروم رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① وعظ و نصیحت میں موقع محل کا لحاظ رکھنا چاہیے علمائے کرام عموماً خاص خاص ایام میں خاص موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہیں مثلاً: ماہ محرم میں بدعات محرم کی تردید اور ماہ ربیع الاول میں اس ماہ کی بدعات کا رد لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ پورا مہینہ ایک ہی موضوع پر تقریریں کرنا ضروری سمجھ لیا جائے جیسے محرم میں حادثہ کربلا کی جھوٹی سچی تفصیلات اور ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور بچپن کی تفصیلات بلکہ ان موضوعات کے ساتھ ساتھ دوسرے عملی مسائل بھی بیان کرنے چاہئیں۔ ② اس مہینے کی افضل ترین رات لیلة القدر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی سورۃ القدر میں ہے۔ ③ شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان کے آخری عشرے کا احکاف مسنون ہے تاہم اگر کوئی شخص احکاف نہ کر سکے تب بھی راتوں کی عبادت خصوصاً طاق راتوں کی عبادت میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ ④ ایک رات عبادت میں گزارنے سے تیس ہزار سے زیادہ راتوں کی عبادت کا ثواب مل رہا ہو پھر بھی کوئی شخص محض سستی کی وجہ سے یہ ثواب حاصل نہ کر سکے تو یہ واقعی بہت بڑی محرومی ہے۔ ⑤ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن صحیح ہے۔

۱۶۴۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ۱۴۶۷ من حديث محمد بن بلال به، وقطادة عنمن، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولحديثه شاهد منقطع في سنن النسائي: ۱۶۹/۴، ح: ۲۱۰۸، ومرسل في المصنف لعبد الرزاق، ح: ۷۳۸۳، وضعيف الطبراني في الكبير، انظر مجمع الزوائد: ۱۴۲/۳.

دیکھیے: (صحیح الترغیب، للذکبانی، رقم: ۹۸۹، ۹۹۰)

(المعجم ۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ

الشَّكِّ (التحفة ۳)

باب ۳- شک کے دن روزہ

رکھنا منع ہے

۱۶۴۵- حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور دن وہ تھا جس میں شک کیا جاتا ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک (پکائی ہوئی) بکری پیش کی گئی۔ بعض لوگ (کھانے سے اجتناب کرتے ہوئے) ایک طرف ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اس دن روزہ رکھا، اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔

۱۶۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَلَّةِ بْنِ زُفَرٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ. فَأَتَيْتُ بِشَاةٍ. فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ. فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هَذَا الْيَوْمَ فَقَدْ غَضَى أَبَا الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ.

نوائد و مسائل: ① شک کے دن سے مراد اتیس شعبان کے بعد والا دن ہے جب کہ چاند نظر آنے کی تصدیق نہ ہوئی ہو۔ یہ دن حقیقت میں شعبان کا تیسواں دن ہے۔ ② بعض لوگ تیس شعبان کو اس لیے روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو اور ہمیں معلوم نہ ہوا ہو۔ اب اگر رمضان شروع ہو چکا ہو تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل روزہ ہی۔ اس طرح کا شک والا روزہ رکھنا شرعاً منع ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے فرض عبادات کی مقدار اور اوقات کا تعین کر دیا ہے۔ نفلی اور فرض عبادات کے اس امتیاز کو ختم کرنا درست نہیں۔ ④ نیکی کا عمل اگر سنت کے خلاف ہو تو وہ نیکی کا عمل ہی نہیں رہتا۔ ⑤ یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ بعض صحابہ کے روزہ نہ توڑنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انھوں نے معمول کے مطابق روزہ رکھا ہو، جس کی اجازت ہے۔

۱۶۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ، الصَّيَّامُ، بَابُ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ، ح: ۲۳۳۴ عَنْ ابْنِ نُمَيْرٍ بِهِ، وَأَعْلَهُ الْبَخَارِيُّ، وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ خَزِيمَةَ، وَابْنُ حِبَّانَ، وَالْحَاكِمُ، وَالدَّهْلَبِيُّ، وَالدَّارِقُطَنِيُّ وَغَيْرُهُمْ *

۱۶۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصَّيَّامُ، بَابُ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ، ح: ۲۳۳۴ عَنْ ابْنِ نُمَيْرٍ بِهِ، وَأَعْلَهُ الْبَخَارِيُّ، وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ خَزِيمَةَ، وَابْنُ حِبَّانَ، وَالْحَاكِمُ، وَالدَّهْلَبِيُّ، وَالدَّارِقُطَنِيُّ وَغَيْرُهُمْ *

۱۶۴۶- [إسناده ضعيف جداً] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۶۰ لعلته.

۷- أبواب ما جاء في الصيام کثرت سے روزے رکھ کر شعبان کو رمضان سے ملا دینے کا بیان

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَعْجِيلِ صَوْمِ يَوْمِ قَبْلِ الرُّؤْيَةِ .

۱۶۴۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ
الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ:
حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ
الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى
الْمِنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
عَلَى الْمِنْبَرِ، قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ: «الصَّيَّامُ
يَوْمٌ كَذَا وَكَذَا. وَنَحْنُ مُتَقَدِّمُونَ. فَمَنْ
شَاءَ فَلْيَتَقَدَّمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَأَخَّرْ».

🌞 فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے جو آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے (حدیث: ۱۶۵۰)

(المعجم ۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ (التحفة ۴)

باب: ۴- (کثرت سے روزے رکھ کر شعبان کو رمضان سے ملا دینا)

۱۶۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ
مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۱۶۴۸- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

۱۶۴۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۷۵/۱۹، ح: ۸۸۰ من حديث مروان بن محمد به، وزاد: "كان يقوم على المنبر قبل رمضان بيوم ويقول " قال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثوقون لكن قيل إن القاسم أبا عبد الرحمن لم يسمع من أحد من الصحابة سوى أبي أمامة" قلت: الصواب خلافه، انظر تهذيب الكمال والمعجم الكبير وغيرهما، والحديث شاذ مخالف للأحاديث الصحيحة، انظر، ح: ۱۶۵۰.

۱۶۴۸- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان، ح: ۷۳۶ من حديث منصور به، وقال: "حسن"، وله شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ۲۳۳۶ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

۷- أبواب ما جاء في الصيام کثرت سے روزے رکھ کر شعبان کو رمضان سے ملا دینے کا بیان

۱۶۴۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ : حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْأَعَارِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ : كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ .

۱۶۴۹- حضرت ربیعہ بن عازر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ پورا شعبان روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ اسے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سارا شعبان روزے رکھنے سے مراد شعبان میں کثرت سے نقلی روزے رکھنا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو رمضان کے سوا کسی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ اور میں نے نبی ﷺ کو کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب صوم شعبان، حدیث: ۱۹۶۹) ② بہتر یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد نقلی روزے نہ رکھے جائیں۔ (دیکھیے حدیث: ۱۶۵۱)

(المعجم ۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يَتَقَدَّمَ رَمَضَانُ بِصَوْمٍ، إِلَّا مَنْ صَامَ صَوْمًا فَوَاقِفَهُ (التحفة ۵)

باب: ۵- رمضان شروع ہونے سے (ایک دن) پہلے روزہ رکھنا منع ہے، سوائے اس شخص کے جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو

۱۶۵۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ، وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْدُمُوا صِيَامَ رَمَضَانَ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ. إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَيُصُومُهُ».

۱۶۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان (شروع ہونے) سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ سوائے اس شخص کے جو پہلے سے وہ روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو تو اس دن بھی رکھ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی ایک صورت ”تک کاروزہ“ ہے

۱۶۴۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ۷۴۵ من حديث ثوربه، وقال: "حسن غريب"، والحديث السابق شاهد له.

۱۶۵۰- أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا تقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ۱۹۱۴، ومسلم، الصيام، باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ۱۰۸۲ من حديث يحيى به بالفاظ متقاربة.

۷- ابواب ما جاء في الصيام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

جس کی تفصیل گزشتہ باب میں بیان ہوئی، یعنی جس دن مطلع ابر آلود ہونے یا کسی اور وجہ سے چاند نظر آنے کی شرعی گواہی نہ مل سکی ہو اور لوگوں کو اس کی بابت شک ہو کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان تو اس دن اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر بعد میں ثابت ہو گیا کہ رمضان شروع ہو چکا تھا تو یہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا ورنہ نفلی روزہ ہو جائے گا، یہ صورت جائز نہیں۔ ⑤ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ رمضان شروع نہ ہونے کا یقینی علم ہونے کے باوجود روزہ رکھا جائے۔ اس طرح نفل اور فرض کو باہم ملا دیا جائے تو یہ بھی جائز نہیں بلکہ یہ عمل ظاہری طور پر فرض عبادت میں اضافے سے مشابہ ہے۔ ⑥ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی تیسری صورت یہ ہے مثلاً: ایک شخص کا معمول سنت کے مطابق سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا ہے۔ اتفاقاً ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو سوموار یا جمعرات کا دن تھا اور اس سے اگلے دن یکم رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان سے پہلے اس سے متصل ہے یا کسی کے ذمے قضا وغیرہ کے روزے تھے وہ ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو ختم ہوئے۔ ان صورتوں میں یا ایسی ہی کسی اور صورت میں اس کا ارادہ رمضان کے ساتھ دوسرے روزے ملانے کا نہیں تھا بلکہ اتفاقاً یہ روزے رمضان کے روزوں سے آئے تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۶۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ : ۱۶۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ : ح : وَحَدَّثَنَا
هَيْشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ .
قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَعْلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ
أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ : «إِذَا كَانَ النُّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ ، فَلَا
صَوْمَ حَتَّى يَجِيءَ رَمَضَانُ» .

🌞 فائدہ: گزشتہ حدیث سے رمضان سے پہلے بعض روزے رکھنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے، لہذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ رمضان قریب آ جانے پر نفلی روزوں سے اجتناب بہتر ہے تاکہ نفل اور فرض روزوں میں امتیاز ہو جائے اور کوئی شخص اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ رمضان کے روزوں میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔

(المعجم ۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ
عَلَى رُؤْيِي الْهَيْلَالِ (التحفة ۶)
باب: ۶- چاند دیکھنے کی گواہی

۱۶۵۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في كراهية ذلك، ح: ۲۳۳۷ من حديث الدراوردي
عبد العزيز بن محمد به، وقال الترمذي، ح: ۷۳۸ "حسن صحيح".

۱۶۵۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهَلَالَ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَ يَا بِلَالُ فَأَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا».

۱۶۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال! اٹھو لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔“

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: هَكَذَا رِوَايَةُ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، فَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ. وَقَالَ: فَتَأْدَى أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

ایک روایت میں ہے: بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ وہ قیام کریں اور روزہ رکھیں۔

🌟 نوآمد مسائل: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے چاند نظر آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس خبر کے مطابق) خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابی داؤد الصیام، باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان، حدیث: ۲۳۳۲) محققین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے لہذا معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی گواہی رمضان شروع ہونے کا یقین کرنے کے لیے کافی ہے۔ ① روایت ہلال کے مسئلے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی بھی جگہ رمضان کے چاند کی شرعی طریقے سے روایت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے اور اگر اسی طرح کسی بھی جگہ شوال کے چاند کی روایت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ چھوڑنا لازم ہو جاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان کے روزے اور شوال کی عید کے احکام ان لوگوں کے لیے واجب ہوں گے جو خود چاند دیکھ لیں یا چاند دیکھنے والوں کا مطلع ایک ہو کیونکہ اہل معرفت یعنی ماہرین فلکیات کا اتفاق ہے کہ ہلال کے مطاع مختلف ہیں لہذا ضروری ہے کہ ہر

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

ملک اپنی رویت کے مطابق عمل کرے اور اس رویت کے مطابق عمل ان ملکوں کے لیے واجب ہوگا جن کا مطلع اس کے مطابق ہو اور جن ممالک کا مطلع اس کے مطابق نہ ہوگا وہ اس کے تابع نہ ہوں گے۔ یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے۔ شیخ ابن قیمین رحمہ اللہ شیخ الاسلام کے موقف کی بابت لکھتے ہیں کہ مطالع مختلف ہونے کی صورت میں محض عموم کی وجہ سے احکام ہلال ثابت نہ ہوں گے۔ بلاشبہ استدلال کے اعتبار سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اور موقف قوی ہے اور نظر و قیاس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ) (أردو) ۲/۱۶۱ مطبوعہ دارالسلام

آج کل ہمارے ہاں بھی بعض لوگ روزے، عیدین اور دیگر عبادات جو چاند سے متعلق ہیں سعودی عرب کی رویت ہلال کے مطابق ادا کرتے ہیں اور اسی رویت کو اپنے لیے قابل عمل قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلے کی بابت سعودی علماء اور مفتیان سے بھی استفسار کیا گیا، لہذا سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: ”یہ مسئلہ سعودی عرب کے کبار علماء کی مجلس میں بھی پیش کیا گیا تو ان علماء کی رائے یہ تھی کہ اس مسئلے میں راجح بات یہ ہے کہ اس میں کافی گنجائش ہے، اپنے ملک کے علماء کی رائے کے مطابق عمل کر لیا جائے تو یہ جائز ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری رائے میں یہ ایک معتدل رائے ہے اور اس سے اہل علم کے مختلف اقوال و دلائل میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آگے چل کر انھوں نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اہل علم پر واجب ہے کہ ماہ کے آغاز و اختتام کے موقع پر اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ مبذول کریں اور ایک بات پر متفق ہو جائیں جو ان کے اجتہاد کے مطابق حق کے زیادہ قریب ہو پھر اسی کے مطابق عمل کریں اور لوگوں تک بھی اپنی بات پہنچا دیں ان کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس سلسلے میں اپنے علماء کی پیروی کریں اور اس مسئلہ میں اختلاف نہ کریں کیونکہ اس سے لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور کثرت سے قتل و قاتل ہونے لگے گی۔“ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ) (أردو) ۲/۱۵۸، ۱۵۹ مطبوعہ دارالسلام) سعودی مفتیان کے فتاویٰ اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر ملک اپنی رویت اور اپنے علماء کے متفقہ فیصلے کے مطابق ہی روزے، عیدین اور دیگر عبادات بجالائے، ان شاء اللہ اسی میں خیر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو یوسف عبداللہ بن انس بن مالک
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ: سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے میرے چچاؤں
ابْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمُوْمَتِي مِنَ نے حدیث سنائی جو انصاری صحابی تھے، انھوں نے فرمایا:
الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا: ہمیں شوال کا چاند (باول وغیرہ کی وجہ سے) نظر نہ آیا تو

۱۶۵۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد، ح ۱۱۵۷ من حديث أبي بشر جعفر بن، وصححه ابن حبان، والبيهقي، وابن حزم وغيرهم.



۷۔ ابواب ما جاء في الصيام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

أَغْمَيْتُ عَلَيْنَا هِلَالَ شَوَّالٍ. فَأَصْبَحْنَا صِيَامًا. فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، فَشَهِدُوا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ. فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَفْطَرُوا، وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلَى عِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ.

ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا۔ دن کے آخری حصے میں ایک قافلہ آیا۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ چھوڑ دیں اور اگلے دن عید کے لیے (عید گاہ کی طرف) نکلیں۔

🌅 **فوائد و مسائل:** ① شوال کے چاند کے لیے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے۔ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ چاند دیکھ کر عبادت کریں (روزہ رکھیں اور عید کریں) اگر ہمیں چاند نظر نہ آئے اور دو قابل اعتماد گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی کی بنیاد پر عبادت کریں گے۔ (سنن أبی داود، الصیام، باب شهادة رجلین علی رؤیة هلال شوال، حدیث: ۲۳۳۸) اس حدیث کو امام دارقطنی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ② اگر چاند کی خبر دو پہر کے بعد ملے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کی جائے گی لیکن روزہ اسی وقت چھوڑ دیا جائے گا۔ ③ قریب کے شہر کی رویت مقبول ہے۔ قافلہ دن بھر کے سفر کے بعد شام کو مدینے پہنچا تھا۔ اسنے فاصلے پر دیکھے ہوئے چاند کی بنیاد پر مدینے میں روزہ کھول دیا گیا۔

(المعجم ۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي «صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطَرُوا لِرُؤْيَيْهِ» (التحفة ۷)

باب: ۷۔ چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا ختم کرو

١٦٥٤ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطَرُوا. فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ» وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصُومُ قَبْلَ الْهِلَالِ يَتَوَمَّ.

١٦٥٣ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب چاند دیکھو تو روزے چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو اس کا اندازہ کر لو“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چاند سے ایک دن پہلے روزہ رکھتے تھے۔

١٦٥٤ - أخرجه البخاري، الصوم، باب: هل يقال: رمضان، أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واسعًا، ح: ١٩٠٠ من حديث ابن شهاب الزهري به المرفوع فقط، وأخرج مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والافطر . . . الخ، ح: ١٠٨١ من حديث إبراهيم بن سعد عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به .



فوائد و مسائل: ① چاند نظر آنے پر قمری مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ رات اپنے بعد والے دن کے ساتھ گنی جاتی ہے۔ ② چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا مطلب رات ہی کو روزہ رکھنا نہیں کیونکہ روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ ③ چاند دیکھ کر روزہ چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جب شوال کا چاند نظر آ جائے تو وہ رات شوال کی پہلی رات ہوگی۔ رمضان کے احکام ختم ہو جائیں گے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے چاند نظر آ جائے جیسے: بعض اوقات تیس کا مہینہ ہونے کی صورت میں ہو جاتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پہلے روزہ افطار نہ کیا جائے کیونکہ روزہ غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ أَتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ (البقرة: ۱۸۷) ”پھر رات تک روزہ پورا کرو۔“ ④ بادل ہونے کی صورت میں اندازہ کرنے کا مطلب تیس روزے پورے کرنا ہے کیونکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ﴿فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتَمُّوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ﴾ ”اگر بادل ہو جائیں تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔“ (صحیح البخاری: الصوم، باب قول النبی ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا حدیث: ۱۹۰۷) ⑤ تیسواں روزہ رکھنے کا اندازہ اس لیے کہا گیا ہے کہ مذکورہ صورت میں چاند نہ ہونا یقینی نہیں لیکن چاند ہونے کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے رمضان کے باقی رہنے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اگر یقینی خبر سے چاند ہونا ثابت ہو جائے تو روزہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ⑥ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رمضان سے پہلے ایک روزہ رکھا، ممکن ہے وہ ان کی عادت کے مطابق روزہ ہو جو اتفاقاً اس روز واقع ہو گیا ہو۔ دیکھیے (حدیث: ۱۶۵۰، فائدہ: ۳) یا ممکن ہے انھوں نے نبی کو فضیلت کے معنی میں لیا ہو۔ واللہ اعلم۔ بہر حال صحابی کے قول و عمل پر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو ترجیح دیتے ہوئے یہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے نیز شیخ البانی رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل کی بابت لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل صرف ابن ماجہ میں ہے اور یہ اضافہ منکر ہے تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۱۰/۳، رقم: ۹۰۳)



۱۶۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: ۱۶۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا».

(المعجم ۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي «الشَّهْرِ تِسْعَ وَعِشْرُونَ» (التحفة ۸)

باب: ۸- مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے

۷- أبواب ما جاء في الصيام - رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ کا کتنا حصہ گزر گیا ہے؟“ ہم نے کہا: بائیس (دن گزر گئے ہیں) اور باقی آٹھ دن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے۔“ آپ نے تین بار یہ الفاظ فرمائے اور (تیسری بار) ایک انگلی بند فرمائی۔

مَرَاتٍ، وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً.

🌞 فائدہ: دو بار دس انگلیوں سے اشارہ فرما کر تیسری بار نو انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور واضح کیا کہ مہینہ اٹیس دن کا بھی ہوتا ہے ضروری نہیں کہ تیس دن ہی کا ہو۔ اٹیس کا چاند ہو جانے کی صورت میں ایک مہینے کے روزوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

۱۶۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔“ آپ ﷺ نے تیسری بار کے اشارے سے اٹیس کا اشارہ مکمل کیا۔

ثَلَاثَ الشَّهْرِ هَكَذَا، [وَالشَّهْرُ هَكَذَا] ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تیس روزوں کی نسبت اٹیس روزے زیادہ دفعہ رکھے۔

ثَلَاثَ الشَّهْرِ هَكَذَا، [وَالشَّهْرُ هَكَذَا] ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۶- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۵۱/۲ عن أبي معاوية وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۲۳، والبيهقي «الأعمش عن، وتقديم، ح: ۱۷۸، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

۱۶۵۷- أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعاً وعشرين، ح: ۱۰۸۶ من حديث محمد بن بشر به.

۱۶۵۸- [صحیح] وله شاهد صحيح عند أبي داود، الصيام، باب الشهر يكون تسعاً وعشرين، ح: ۲۳۲۲ وغيره.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام عید کے مہینوں کا بیان
تِسْعًا وَعَشْرِينَ، أَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا ثَلَاثِينَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① روزے فرض ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نو بار ماہ رمضان آیا کیونکہ روزے کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی اور ۱۱ھ کا رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الاول میں نبی ﷺ رحلت فرما گئے۔ اس دوران میں کم از کم پانچ بار رمضان کے انتیس روزے ہوئے۔ ② حدیث ۱۶۵۶ اور ۱۶۵۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس کا ہونا ضروری نہیں، کبھی انتیس کا ہوتا ہے کبھی تیس دن کا۔

(المعجم ۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهْرِ

باب: ۹۔ عید کے دو مہینے

الْعِيدِ (التحفة ۹)

۱۶۵۹ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۱۶۵۹ - حضرت ابو بکرہ (نفع بن حارث ثقفی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے، یعنی رمضان اور ذوالحجہ۔“
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ: رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ».



🌞 فائدہ: اس فرمان نبوی کی وضاحت مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ ایک قول کے مطابق حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینے انتیس کے بھی ہوں تو عظمت و ثواب کے لحاظ سے بڑے ہی ہیں انھیں چھوٹا نہ سمجھو۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک سال میں دونوں انتیس کے نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے ایک مہینہ انتیس دن کا ہوگا تو دوسرا ضرور تیس کا ہوگا۔ یہ مطلب بھی ایک حد تک صحیح ہے کیونکہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ پہلا مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ رمضان میں روزوں کی عبادت کی جاتی ہے اور ذوالحجہ میں حج کی عبادت ہوتی ہے اور یہ دونوں اسلام کے ارکان میں سے ہیں جب کہ اسلام کے دوسرے ارکان کسی خاص مہینے سے تعلق نہیں رکھتے۔

۱۶۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ ۱۶۶۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
الْمُقَرِّي: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عید الفطر اس دن ہے جس

۱۶۵۹ - أخرجه البخاري، الصوم، باب شهر عید لا ينقصان، ح: ۱۹۱۲ من حديث خالد به، ومسلم، الصيام، باب بيان معنى قوله ﷺ: شهر عید لا ينقصان، ح: ۱۰۸۹ من حديث يزيد به.

۱۶۶۰ - [صحيح] * محمد بن عمر بن أبي عمر المقرئ لا يعرف، ولعله محمد بن أبي عمر الدوري (تقريب)، وشيحه إسحاق بن عيسى بن نجيع، أبو يعقوب ابن الطبايع صدوق مشهور، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ۲۳۲۴، والترمذي، ح: ۶۹۷ وغيرهما.

۷- أبواب ما جاء في الصيام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْفِطْرُ يَوْمٌ تُفْطِرُونَ، وَالْأَضْحَى يَوْمٌ تُضَحُّونَ».

فائدہ: عید اجتماعی عبادت ہے اس لیے اگر کسی شخص کو چاند ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو تب بھی اسے عام مسلمانوں کے ساتھ ہی عید منانی چاہیے اسی لیے چاند کے ثبوت کے لیے کثیر تعداد کی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ دو قابل اعتماد افراد کی گواہی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ (الصفحة ۱۰)

باب: ۱۰- سفر میں روزہ رکھنا

۱۶۶۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں (کبھی) روزہ رکھا اور (کبھی) چھوڑ دیا۔

عَنْ شُعْبَانَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ.

فائدہ: جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو کیونکہ شریعت نے سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلق اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة: ۲۱۸) ”تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ (رمضان کے علاوہ) دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے۔“ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی محصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند أحمد: ۱۰۸/۲) البتہ اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

۱۶۶۱- [صحیح] أخرجه النسائي: ۱۸۴/۴، الصيام، ذكر الاختلاف على منصور، ح: ۲۲۹۲ من طريق شعبة عن منصور به، أخرجه البخاري، ح: ۱۹۴۸، ومسلم، ح: ۱۱۱۳ وغيرهما من طريق منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس به مطولاً، وهو المحفوظ.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

۱۶۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ حَمْرَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصُومُ. [أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟] فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۱۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَّالُ. قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ جَمِيعًا، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ حَيَّانَ الدَّمَشَقِيِّ: حَدَّثَنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ. الشَّدِيدِ الْحَرِّ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ. وَمَا فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی برداشت کر سکتا ہو تو سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے اگرچہ اس میں مشقت ہی ہو۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۱)

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میں (فقی) روزے رکھا کرتا ہوں کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے چاہے تو چھوڑ دے۔“

۱۶۶۳- حضرت ابوورداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اس دن شدید گرمی تھی حتیٰ کہ آدمی گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیتا تھا۔ (اس دن قافلے کے) لوگوں میں کہ کا روزہ نہیں تھا سوائے رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے۔

۱۶۶۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، ح: ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ومسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والافتار في السفر، ح: ۱۱۲۱ من حديث هشام به.

۱۶۶۳- أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۲۲ من حديث هشام بن سعد به.

باب: ۱۱- سفر میں روزہ چھوڑنا

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجُمَيْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۴۔ حضرت کعب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

۱۶۶۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

583

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ چاہے کتنی بھی مشقت ہو سفر میں روزہ ضرور رکھنا ہے۔ یہ سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا کوئی نیکی نہیں ہے کیونکہ دین میں آسانی ہے مشقت نہیں ہے اس لیے شریعت کی عطا کردہ آسانی کو قبول کرنے کی بجائے مشقت ہی کو اختیار کرنا نیکی نہیں ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب شدید مشقت ہو اور روزہ پورا کرنے کی صورت میں بیماری کا خوف ہو۔

۱۶۶۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَائِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى النَّيْمِيُّ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

۱۶۶۶۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسے ہی ہے جیسے گھر میں ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنے والا۔ ابواسحاق نے فرمایا: یہ حدیث کسی

۱۶۶۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۱۷۴/۴، ۱۷۵، الصيام، باب ما يكره الصيام في السفر، ح: ۲۲۵۷ من حديث سفیان به، و صححه الحاكم: ۴۳۳/۱، والذهبي، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۹۴۶، ومسلم، ح: ۱۱۱۵ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

۱۶۶۵۔ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۶۳/۲ من حديث محمد بن المصنف به، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۱۲ من حديث محمد بن المصنف، والبوصيري.

۱۶۶۶۔ [إسناده ضعيف] * أبو سلمة لم يسمع من أبيه كما قال علي بن المديني، وأحمد، وابن معين وغيرهم، والزهرى نعمن، وفيه علة أخرى، وأخرج النسائي: ۱۸۳/۴، ح: ۲۲۸۶-۲۲۸۸ عن الزهري به موقوفاً نحوه.

۷- أبواب ما جاء في الصيام حاملہ اور مرضہ کے روزے سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَائِمٌ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ».

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِشَيْءٍ.

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ (التحفة ۱۲)

باب ۱۲- حاملہ اور دودھ پلانے والی کا روزہ چھوڑنا

۱۶۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ صحابی قبیلہ بنو عبد الاشمل کی شاخ بنو عبد اللہ بن کعب سے ہیں۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار دستے نے ہمارے قبیلے پر حملہ کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”آ جاؤ کھانا کھا لو“ میں نے کہا: میرا روزہ ہے۔ فرمایا: ”بیٹھ جاؤ! میں تمہیں روزے کی بات بتاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کر دی ہے اور مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ یا روزے معاف کر دیے ہیں۔“ اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے یہ دونوں لفظ فرمائے یا ان میں سے ایک لفظ فرمایا۔ مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں شریک نہ ہوا۔

۱۶۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ: «إِذْنُ فَكُلْ» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: «اجْلِسْ أُحَدِّثُكَ عَنِ الصَّوْمِ أَوْ الصَّيَامِ. إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ. وَعَنِ الْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ، الصَّوْمَ، أَوْ الصَّيَامَ». وَاللَّهُ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، كِلْتَا هُمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا. فَيَا لَهْفٍ نَفْسِي فَهَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۷- أبواب ما جاء في الصيام - رمضان کے روزوں کی قضا سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① جس وقت یہ واقعہ پیش آیا اس وقت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے جب کہ ان کا قبیلہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ ② مسافر کو آدھی نماز معاف ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جن نمازوں میں چار رکعت فرض ہیں ان میں دو رکعت فرض نماز ادا کی جائے۔ فجر اور مغرب کی نماز سفر میں بھی پوری پڑھی جاتی ہے۔ ③ روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اپنے روزے کا اظہار کر سکتا ہے یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ مسافر بچے کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں بیان ہوئی ہے مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے مگر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ اور مرضہ اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے بعد میں قضا نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان پر قضا ہے نہ فدیہ۔ یہ رائے حافظ ابن حزم کی ہے جو انھوں نے "المحلی" (مسئلہ نمبر: ۷۷۰) میں بیان کی ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیہ طعام کے علاوہ بعد میں وہ قضا بھی دیں۔ چوتھی رائے یہ ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں وہ روزہ چھوڑ دیں انھیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں اور بعد میں قضا دیں۔ مولانا محمد علی جانان رحمہ اللہ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (إنحاز الحاجة شرح ابن ماجہ: ۵۶۱/۵) نیز سعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (أردو) ۲۰۵/۲۰۳/۲۰۵ مطبوعہ دارالسلام)

585

۱۶۶۸ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ
الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنِ
الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْحَبْلَى النَّبِيَّةِ
تَخَافُ عَلَى نَفْسِهَا، أَنْ تَفْطِرَ. وَلِلْمَرْضَةِ النَّبِيَّةِ
تَخَافُ عَلَى وَلَدِهَا.

۱۶۶۸ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس حاملہ کو جسے اپنی جان کا خطرہ ہو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے اور دودھ پلانے والی اس عورت کو بھی (رخصت دی ہے) جسے اپنے بچے کے بارے میں نقصان پہنچنے کا خوف ہو۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ (التحفة ۱۲)

باب: ۱۳ - رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا

۱۶۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

۱۶۶۹ - ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے ذمے رمضان کے روزے

۱۶۶۸ - [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۲۶۹ لعلته، وفيه علل أخرى.

۱۶۶۹ - أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ۱۹۵۰، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ما لم يحن رمضان آخر... الخ، ح: ۱۱۴۶ من حديث يحيى بن سعيد به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل

[وَأَعْنِ بِخَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصَّيَامُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَمَا أَقْضِيهِ حَتَّى يَجِيءَ شَعْبَانُ.]

ہوتے تھے تو میں ان کی قضا نہیں دیتی تھی حتیٰ کہ شعبان آجاتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان میں عذر شرعی کی بنا پر جو روزے چھوٹ جائیں ان کی قضا سال بھر میں کسی وقت بھی دی جاسکتی ہے ضروری نہیں کہ وہ روزے شوال ہی میں رکھے جائیں۔ ② ام المومنین رضی اللہ عنہا نے چھوٹے روزوں کی قضا میں اس لیے تاخیر فرمائی تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو مقاربت کی خواہش ہو اور وہ روزے کی وجہ سے نبی ﷺ کی خدمت سے محروم رہ جائیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا شعبان میں اس لیے روزے رکھ لیتی تھیں کہ نبی ﷺ اس مہینے میں نفلی روزے کثرت سے رکھتے تھے چنانچہ تاخیر کی وہ وجہ باقی نہیں رہتی تھی جو دوسرے مہینوں میں ہوتی تھی۔ ③ عورت کو چاہیے کہ خاوند کو خوش رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے بشرطیکہ شرعی طور پر ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے۔

۱۶۷۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ.

۱۶۷۰- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے ہاں رہتے ہوئے ہمیں حیض آتا تھا تو آپ ﷺ ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حیض روزے کے منافی ہے اس لیے ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے۔ ② اگر روزہ رکھا ہوا ہو اور دن کے وقت حیض شروع ہو جائے تو روزہ ختم ہو جائے گا وہ روزہ شمار نہیں ہوگا۔ ③ حیض و نفاس کے عذر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزے بعد میں رکھے جاتے ہیں۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴- رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ

۱۶۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۶۷۰- [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في قضاء الحائض الصيام دون الصلاة، ح: ۷۸۷ من حديث عبيدة به، وقال: "حسن... وعبيدة هو ابن معتب الضبي الكوفي"، وتقدم حاله، ح: ۱۱۵۷.

۱۶۷۱- أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب متى تجب الكفارة على الغني والفقر... الخ، ح: ۶۷۰۹، ۶۷۰۸، ۶۷۰۷، ۶۷۰۶، ۶۷۰۵، ۶۷۰۴، ۶۷۰۳، ۶۷۰۲، ۶۷۰۱، ۶۷۰۰، ۶۶۹۹، ۶۶۹۸، ۶۶۹۷، ۶۶۹۶، ۶۶۹۵، ۶۶۹۴، ۶۶۹۳، ۶۶۹۲، ۶۶۹۱، ۶۶۹۰، ۶۶۸۹، ۶۶۸۸، ۶۶۸۷، ۶۶۸۶، ۶۶۸۵، ۶۶۸۴، ۶۶۸۳، ۶۶۸۲، ۶۶۸۱، ۶۶۸۰، ۶۶۷۹، ۶۶۷۸، ۶۶۷۷، ۶۶۷۶، ۶۶۷۵، ۶۶۷۴، ۶۶۷۳، ۶۶۷۲، ۶۶۷۱، ۶۶۷۰، ۶۶۶۹، ۶۶۶۸، ۶۶۶۷، ۶۶۶۶، ۶۶۶۵، ۶۶۶۴، ۶۶۶۳، ۶۶۶۲، ۶۶۶۱، ۶۶۶۰، ۶۶۵۹، ۶۶۵۸، ۶۶۵۷، ۶۶۵۶، ۶۶۵۵، ۶۶۵۴، ۶۶۵۳، ۶۶۵۲، ۶۶۵۱، ۶۶۵۰، ۶۶۴۹، ۶۶۴۸، ۶۶۴۷، ۶۶۴۶، ۶۶۴۵، ۶۶۴۴، ۶۶۴۳، ۶۶۴۲، ۶۶۴۱، ۶۶۴۰، ۶۶۳۹، ۶۶۳۸، ۶۶۳۷، ۶۶۳۶، ۶۶۳۵، ۶۶۳۴، ۶۶۳۳، ۶۶۳۲، ۶۶۳۱، ۶۶۳۰، ۶۶۲۹، ۶۶۲۸، ۶۶۲۷، ۶۶۲۶، ۶۶۲۵، ۶۶۲۴، ۶۶۲۳، ۶۶۲۲، ۶۶۲۱، ۶۶۲۰، ۶۶۱۹، ۶۶۱۸، ۶۶۱۷، ۶۶۱۶، ۶۶۱۵، ۶۶۱۴، ۶۶۱۳، ۶۶۱۲، ۶۶۱۱، ۶۶۱۰، ۶۶۰۹، ۶۶۰۸، ۶۶۰۷، ۶۶۰۶، ۶۶۰۵، ۶۶۰۴، ۶۶۰۳، ۶۶۰۲، ۶۶۰۱، ۶۶۰۰، ۶۵۹۹، ۶۵۹۸، ۶۵۹۷، ۶۵۹۶، ۶۵۹۵، ۶۵۹۴، ۶۵۹۳، ۶۵۹۲، ۶۵۹۱، ۶۵۹۰، ۶۵۸۹، ۶۵۸۸، ۶۵۸۷، ۶۵۸۶، ۶۵۸۵، ۶۵۸۴، ۶۵۸۳، ۶۵۸۲، ۶۵۸۱، ۶۵۸۰، ۶۵۷۹، ۶۵۷۸، ۶۵۷۷، ۶۵۷۶، ۶۵۷۵، ۶۵۷۴، ۶۵۷۳، ۶۵۷۲، ۶۵۷۱، ۶۵۷۰، ۶۵۶۹، ۶۵۶۸، ۶۵۶۷، ۶۵۶۶، ۶۵۶۵، ۶۵۶۴، ۶۵۶۳، ۶۵۶۲، ۶۵۶۱، ۶۵۶۰، ۶۵۵۹، ۶۵۵۸، ۶۵۵۷، ۶۵۵۶، ۶۵۵۵، ۶۵۵۴، ۶۵۵۳، ۶۵۵۲، ۶۵۵۱، ۶۵۵۰، ۶۵۴۹، ۶۵۴۸، ۶۵۴۷، ۶۵۴۶، ۶۵۴۵، ۶۵۴۴، ۶۵۴۳، ۶۵۴۲، ۶۵۴۱، ۶۵۴۰، ۶۵۳۹، ۶۵۳۸، ۶۵۳۷، ۶۵۳۶، ۶۵۳۵، ۶۵۳۴، ۶۵۳۳، ۶۵۳۲، ۶۵۳۱، ۶۵۳۰، ۶۵۲۹، ۶۵۲۸، ۶۵۲۷، ۶۵۲۶، ۶۵۲۵، ۶۵۲۴، ۶۵۲۳، ۶۵۲۲، ۶۵۲۱، ۶۵۲۰، ۶۵۱۹، ۶۵۱۸، ۶۵۱۷، ۶۵۱۶، ۶۵۱۵، ۶۵۱۴، ۶۵۱۳، ۶۵۱۲، ۶۵۱۱، ۶۵۱۰، ۶۵۰۹، ۶۵۰۸، ۶۵۰۷، ۶۵۰۶، ۶۵۰۵، ۶۵۰۴، ۶۵۰۳، ۶۵۰۲، ۶۵۰۱، ۶۵۰۰، ۶۴۹۹، ۶۴۹۸، ۶۴۹۷، ۶۴۹۶، ۶۴۹۵، ۶۴۹۴، ۶۴۹۳، ۶۴۹۲، ۶۴۹۱، ۶۴۹۰، ۶۴۸۹، ۶۴۸۸، ۶۴۸۷، ۶۴۸۶، ۶۴۸۵، ۶۴۸۴، ۶۴۸۳، ۶۴۸۲، ۶۴۸۱، ۶۴۸۰، ۶۴۷۹، ۶۴۷۸، ۶۴۷۷، ۶۴۷۶، ۶۴۷۵، ۶۴۷۴، ۶۴۷۳، ۶۴۷۲، ۶۴۷۱، ۶۴۷۰، ۶۴۶۹، ۶۴۶۸، ۶۴۶۷، ۶۴۶۶، ۶۴۶۵، ۶۴۶۴، ۶۴۶۳، ۶۴۶۲، ۶۴۶۱، ۶۴۶۰، ۶۴۵۹، ۶۴۵۸، ۶۴۵۷، ۶۴۵۶، ۶۴۵۵، ۶۴۵۴، ۶۴۵۳، ۶۴۵۲، ۶۴۵۱، ۶۴۵۰، ۶۴۴۹، ۶۴۴۸، ۶۴۴۷، ۶۴۴۶، ۶۴۴۵، ۶۴۴۴، ۶۴۴۳، ۶۴۴۲، ۶۴۴۱، ۶۴۴۰، ۶۴۳۹، ۶۴۳۸، ۶۴۳۷، ۶۴۳۶، ۶۴۳۵، ۶۴۳۴، ۶۴۳۳، ۶۴۳۲، ۶۴۳۱، ۶۴۳۰، ۶۴۲۹، ۶۴۲۸، ۶۴۲۷، ۶۴۲۶، ۶۴۲۵، ۶۴۲۴، ۶۴۲۳، ۶۴۲۲، ۶۴۲۱، ۶۴۲۰، ۶۴۱۹، ۶۴۱۸، ۶۴۱۷، ۶۴۱۶، ۶۴۱۵، ۶۴۱۴، ۶۴۱۳، ۶۴۱۲، ۶۴۱۱، ۶۴۱۰، ۶۴۰۹، ۶۴۰۸، ۶۴۰۷، ۶۴۰۶، ۶۴۰۵، ۶۴۰۴، ۶۴۰۳، ۶۴۰۲، ۶۴۰۱، ۶۴۰۰، ۶۳۹۹، ۶۳۹۸، ۶۳۹۷، ۶۳۹۶، ۶۳۹۵، ۶۳۹۴، ۶۳۹۳، ۶۳۹۲، ۶۳۹۱، ۶۳۹۰، ۶۳۸۹، ۶۳۸۸، ۶۳۸۷، ۶۳۸۶، ۶۳۸۵، ۶۳۸۴، ۶۳۸۳، ۶۳۸۲، ۶۳۸۱، ۶۳۸۰، ۶۳۷۹، ۶۳۷۸، ۶۳۷۷، ۶۳۷۶، ۶۳۷۵، ۶۳۷۴، ۶۳۷۳، ۶۳۷۲، ۶۳۷۱، ۶۳۷۰، ۶۳۶۹، ۶۳۶۸، ۶۳۶۷، ۶۳۶۶، ۶۳۶۵، ۶۳۶۴، ۶۳۶۳، ۶۳۶۲، ۶۳۶۱، ۶۳۶۰، ۶۳۵۹، ۶۳۵۸، ۶۳۵۷، ۶۳۵۶، ۶۳۵۵، ۶۳۵۴، ۶۳۵۳، ۶۳۵۲، ۶۳۵۱، ۶۳۵۰، ۶۳۴۹، ۶۳۴۸، ۶۳۴۷، ۶۳۴۶، ۶۳۴۵، ۶۳۴۴، ۶۳۴۳، ۶۳۴۲، ۶۳۴۱، ۶۳۴۰، ۶۳۳۹، ۶۳۳۸، ۶۳۳۷، ۶۳۳۶، ۶۳۳۵، ۶۳۳۴، ۶۳۳۳، ۶۳۳۲، ۶۳۳۱، ۶۳۳۰، ۶۳۲۹، ۶۳۲۸، ۶۳۲۷، ۶۳۲۶، ۶۳۲۵، ۶۳۲۴، ۶۳۲۳، ۶۳۲۲، ۶۳۲۱، ۶۳۲۰، ۶۳۱۹، ۶۳۱۸، ۶۳۱۷، ۶۳۱۶، ۶۳۱۵، ۶۳۱۴، ۶۳۱۳، ۶۳۱۲، ۶۳۱۱، ۶۳۱۰، ۶۳۰۹، ۶۳۰۸، ۶۳۰۷، ۶۳۰۶، ۶۳۰۵، ۶۳۰۴، ۶۳۰۳، ۶۳۰۲، ۶۳۰۱، ۶۳۰۰، ۶۲۹۹، ۶۲۹۸، ۶۲۹۷، ۶۲۹۶، ۶۲۹۵، ۶۲۹۴، ۶۲۹۳، ۶۲۹۲، ۶۲۹۱، ۶۲۹۰، ۶۲۸۹، ۶۲۸۸، ۶۲۸۷، ۶۲۸۶، ۶۲۸۵، ۶۲۸۴، ۶۲۸۳، ۶۲۸۲، ۶۲۸۱، ۶۲۸۰، ۶۲۷۹، ۶۲۷۸، ۶۲۷۷، ۶۲۷۶، ۶۲۷۵، ۶۲۷۴، ۶۲۷۳، ۶۲۷۲، ۶۲۷۱، ۶۲۷۰، ۶۲۶۹، ۶۲۶۸، ۶۲۶۷، ۶۲۶۶، ۶۲۶۵، ۶۲۶۴، ۶۲۶۳، ۶۲۶۲، ۶۲۶۱، ۶۲۶۰، ۶۲۵۹، ۶۲۵۸، ۶۲۵۷، ۶۲۵۶، ۶۲۵۵، ۶۲۵۴، ۶۲۵۳، ۶۲۵۲، ۶۲۵۱، ۶۲۵۰، ۶۲۴۹، ۶۲۴۸، ۶۲۴۷، ۶۲۴۶، ۶۲۴۵، ۶۲۴۴، ۶۲۴۳، ۶۲۴۲، ۶۲۴۱، ۶۲۴۰، ۶۲۳۹، ۶۲۳۸، ۶۲۳۷، ۶۲۳۶، ۶۲۳۵، ۶۲۳۴، ۶۲۳۳، ۶۲۳۲، ۶۲۳۱، ۶۲۳۰، ۶۲۲۹، ۶۲۲۸، ۶۲۲۷، ۶۲۲۶، ۶۲۲۵، ۶۲۲۴، ۶۲۲۳، ۶۲۲۲، ۶۲۲۱، ۶۲۲۰، ۶۲۱۹، ۶۲۱۸، ۶۲۱۷، ۶۲۱۶، ۶۲۱۵، ۶۲۱۴، ۶۲۱۳، ۶۲۱۲، ۶۲۱۱، ۶۲۱۰، ۶۲۰۹، ۶۲۰۸، ۶۲۰۷، ۶۲۰۶، ۶۲۰۵، ۶۲۰۴، ۶۲۰۳، ۶۲۰۲، ۶۲۰۱، ۶۲۰۰، ۶۱۹۹، ۶۱۹۸، ۶۱۹۷، ۶۱۹۶، ۶۱۹۵، ۶۱۹۴، ۶۱۹۳، ۶۱۹۲، ۶۱۹۱، ۶۱۹۰، ۶۱۸۹، ۶۱۸۸، ۶۱۸۷، ۶۱۸۶، ۶۱۸۵، ۶۱۸۴، ۶۱۸۳، ۶۱۸۲، ۶۱۸۱، ۶۱۸۰، ۶۱۷۹، ۶۱۷۸، ۶۱۷۷، ۶۱۷۶، ۶۱۷۵، ۶۱۷۴، ۶۱۷۳، ۶۱۷۲، ۶۱۷۱، ۶۱۷۰، ۶۱۶۹، ۶۱۶۸، ۶۱۶۷، ۶۱۶۶، ۶۱۶۵، ۶۱۶۴، ۶۱۶۳، ۶۱۶۲، ۶۱۶۱، ۶۱۶۰، ۶۱۵۹، ۶۱۵۸، ۶۱۵۷، ۶۱۵۶، ۶۱۵۵، ۶۱۵۴، ۶۱۵۳، ۶۱۵۲، ۶۱۵۱، ۶۱۵۰، ۶۱۴۹، ۶۱۴۸، ۶۱۴۷، ۶۱۴۶، ۶۱۴۵، ۶۱۴۴، ۶۱۴۳، ۶۱۴۲، ۶۱۴۱، ۶۱۴۰، ۶۱۳۹، ۶۱۳۸، ۶۱۳۷، ۶۱۳۶، ۶۱۳۵، ۶۱۳۴، ۶۱۳۳، ۶۱۳۲، ۶۱۳۱، ۶۱۳۰، ۶۱۲۹، ۶۱۲۸، ۶۱۲۷، ۶۱۲۶، ۶۱۲۵، ۶۱۲۴، ۶۱۲۳، ۶۱۲۲، ۶۱۲۱، ۶۱۲۰، ۶۱۱۹، ۶۱۱۸، ۶۱۱۷، ۶۱۱۶، ۶۱۱۵، ۶۱۱۴، ۶۱۱۳، ۶۱۱۲، ۶۱۱۱، ۶۱۱۰، ۶۱۰۹، ۶۱۰۸، ۶۱۰۷، ۶۱۰۶، ۶۱۰۵، ۶۱۰۴، ۶۱۰۳، ۶۱۰۲، ۶۱۰۱، ۶۱۰۰، ۶۰۹۹، ۶۰۹۸، ۶۰۹۷، ۶۰۹۶، ۶۰۹۵، ۶۰۹۴، ۶۰۹۳، ۶۰۹۲، ۶۰۹۱، ۶۰۹۰، ۶۰۸۹، ۶۰۸۸، ۶۰۸۷، ۶۰۸۶، ۶۰۸۵، ۶۰۸۴، ۶۰۸۳، ۶۰۸۲، ۶۰۸۱، ۶۰۸۰، ۶۰۷۹، ۶۰۷۸، ۶۰۷۷، ۶۰۷۶، ۶۰۷۵، ۶۰۷۴، ۶۰۷۳، ۶۰۷۲، ۶۰۷۱، ۶۰۷۰، ۶۰۶۹، ۶۰۶۸، ۶۰۶۷، ۶۰۶۶، ۶۰۶۵، ۶۰۶۴، ۶۰۶۳، ۶۰۶۲، ۶۰۶۱، ۶۰۶۰، ۶۰۵۹، ۶۰۵۸، ۶۰۵۷، ۶۰۵۶، ۶۰۵۵، ۶۰۵۴، ۶۰۵۳، ۶۰۵۲، ۶۰۵۱، ۶۰۵۰، ۶۰۴۹، ۶۰۴۸، ۶۰۴۷، ۶۰۴۶، ۶۰۴۵، ۶۰۴۴، ۶۰۴۳، ۶۰۴۲، ۶۰۴۱، ۶۰۴۰، ۶۰۳۹، ۶۰۳۸، ۶۰۳۷، ۶۰۳۶، ۶۰۳۵، ۶۰۳۴، ۶۰۳۳، ۶۰۳۲، ۶۰۳۱، ۶۰۳۰، ۶۰۲۹، ۶۰۲۸، ۶۰۲۷، ۶۰۲۶، ۶۰۲۵، ۶۰۲۴، ۶۰۲۳، ۶۰۲۲، ۶۰۲۱، ۶۰۲۰، ۶۰۱۹، ۶۰۱۸، ۶۰۱۷، ۶۰۱۶، ۶۰۱۵، ۶۰۱۴، ۶۰۱۳، ۶۰۱۲، ۶۰۱۱، ۶۰۱۰، ۶۰۰۹، ۶۰۰۸، ۶۰۰۷، ۶۰۰۶، ۶۰۰۵، ۶۰۰۴، ۶۰۰۳، ۶۰۰۲، ۶۰۰۱، ۶۰۰۰، ۵۹۹۹، ۵۹۹۸، ۵۹۹۷، ۵۹۹۶، ۵۹۹۵، ۵۹۹۴، ۵۹۹۳، ۵۹۹۲، ۵۹۹۱، ۵۹۹۰، ۵۹۸۹، ۵۹۸۸، ۵۹۸۷، ۵۹۸۶، ۵۹۸۵، ۵۹۸۴، ۵۹۸۳، ۵۹۸۲، ۵۹۸۱، ۵۹۸۰، ۵۹۷۹، ۵۹۷۸، ۵۹۷۷، ۵۹۷۶، ۵۹۷۵، ۵۹۷۴، ۵۹۷۳، ۵۹۷۲، ۵۹۷۱، ۵۹۷۰، ۵۹۶۹، ۵۹۶۸، ۵۹۶۷، ۵۹۶۶، ۵۹۶۵، ۵۹۶۴، ۵۹۶۳، ۵۹۶۲، ۵۹۶۱، ۵۹۶۰، ۵۹۵۹، ۵۹۵۸، ۵۹۵۷، ۵۹۵۶، ۵۹۵۵، ۵۹۵۴، ۵۹۵۳، ۵۹۵۲، ۵۹۵۱، ۵۹۵۰، ۵۹۴۹، ۵۹۴۸، ۵۹۴۷، ۵۹۴۶، ۵۹۴۵، ۵۹۴۴، ۵۹۴۳، ۵۹۴۲، ۵۹۴۱، ۵۹۴۰، ۵۹۳۹، ۵۹۳۸، ۵۹۳۷، ۵۹۳۶، ۵۹۳۵، ۵۹۳۴، ۵۹۳۳، ۵۹۳۲، ۵۹۳۱، ۵۹۳۰، ۵۹۲۹، ۵۹۲۸، ۵۹۲۷، ۵۹۲۶، ۵۹۲۵، ۵۹۲۴، ۵۹۲۳، ۵۹۲۲، ۵۹۲۱، ۵۹۲۰، ۵۹۱۹، ۵۹۱۸، ۵۹۱۷، ۵۹۱۶، ۵۹۱۵، ۵۹۱۴، ۵۹۱۳، ۵۹۱۲، ۵۹۱۱، ۵۹۱۰، ۵۹۰۹، ۵۹۰۸، ۵۹۰۷، ۵۹۰۶، ۵۹۰۵، ۵۹۰۴، ۵۹۰۳، ۵۹۰۲، ۵۹۰۱، ۵۹۰۰، ۵۸۹۹، ۵۸۹۸، ۵۸۹۷، ۵۸۹۶، ۵۸۹۵، ۵۸۹۴، ۵۸۹۳، ۵۸۹۲، ۵۸۹۱، ۵۸۹۰، ۵۸۸۹، ۵۸۸۸، ۵۸۸۷، ۵۸۸۶، ۵۸۸۵، ۵۸۸۴، ۵۸۸۳، ۵۸۸۲، ۵۸۸۱، ۵۸۸۰، ۵۸۷۹، ۵۸۷۸، ۵۸۷۷، ۵۸۷۶، ۵۸۷۵، ۵۸۷۴، ۵۸۷۳، ۵۸۷۲، ۵۸۷۱، ۵۸۷۰، ۵۸۶۹، ۵۸۶۸، ۵۸۶۷، ۵۸۶۶، ۵۸۶۵، ۵۸۶۴، ۵۸۶۳، ۵۸۶۲، ۵۸۶۱، ۵۸۶۰، ۵۸۵۹، ۵۸۵۸، ۵۸۵۷، ۵۸۵۶، ۵۸۵۵، ۵۸۵۴، ۵۸۵۳، ۵۸۵۲، ۵۸۵۱، ۵۸۵۰، ۵۸۴۹، ۵۸۴۸، ۵۸۴۷، ۵۸۴۶، ۵۸۴۵، ۵۸۴۴، ۵۸۴۳، ۵۸۴۲، ۵۸۴۱، ۵۸۴۰، ۵۸۳۹، ۵۸۳۸، ۵۸۳۷، ۵۸۳۶، ۵۸۳۵، ۵۸۳۴، ۵۸۳۳، ۵۸۳۲، ۵۸۳۱، ۵۸۳۰، ۵۸۲۹، ۵۸۲۸، ۵۸۲۷، ۵۸۲۶، ۵۸۲۵، ۵۸۲۴، ۵۸۲۳، ۵۸۲۲، ۵۸۲۱، ۵۸۲۰، ۵۸۱۹، ۵۸۱۸، ۵۸۱۷، ۵۸۱۶، ۵۸۱۵، ۵۸۱۴، ۵۸۱۳، ۵۸۱۲، ۵۸۱۱، ۵۸۱۰، ۵۸۰۹، ۵۸۰۸، ۵۸۰۷، ۵۸۰۶، ۵۸۰۵، ۵۸۰۴، ۵۸۰۳، ۵۸۰۲، ۵۸۰۱، ۵۸۰۰، ۵۷۹۹، ۵۷۹۸، ۵۷۹۷، ۵۷۹۶، ۵۷۹۵، ۵۷۹۴، ۵۷۹۳، ۵۷۹۲، ۵۷۹۱، ۵۷۹۰، ۵۷۸۹، ۵۷۸۸، ۵۷۸۷، ۵۷۸۶، ۵۷۸۵، ۵۷۸۴، ۵۷۸۳، ۵۷۸۲، ۵۷۸۱، ۵۷۸۰، ۵۷۷۹، ۵۷۷۸، ۵۷۷۷، ۵۷۷۶، ۵۷۷۵، ۵۷۷۴، ۵۷۷۳، ۵۷۷۲، ۵۷۷۱، ۵۷۷۰، ۵۷۶۹، ۵۷۶۸، ۵۷۶۷، ۵۷۶۶، ۵۷۶۵، ۵۷۶۴، ۵۷۶۳، ۵۷۶۲، ۵۷۶۱، ۵۷۶۰، ۵۷۵۹، ۵۷۵۸، ۵۷۵۷، ۵۷۵۶، ۵۷۵۵، ۵۷۵۴، ۵۷۵۳، ۵۷۵۲، ۵۷۵۱، ۵۷۵۰، ۵۷۴۹، ۵۷۴۸، ۵۷۴۷، ۵۷۴۶، ۵۷۴۵، ۵۷۴۴، ۵۷۴۳، ۵۷۴۲، ۵۷۴۱، ۵۷۴۰، ۵۷۳۹، ۵۷۳۸، ۵۷۳۷، ۵۷۳۶، ۵۷۳۵، ۵۷۳۴، ۵۷۳۳، ۵۷۳۲، ۵۷۳۱، ۵۷۳۰، ۵۷۲۹، ۵۷۲۸، ۵۷۲۷، ۵۷۲۶، ۵۷۲۵، ۵۷۲۴، ۵۷۲۳، ۵۷۲۲، ۵۷۲۱، ۵۷۲۰، ۵۷۱۹، ۵۷۱۸، ۵۷۱۷، ۵۷۱۶، ۵۷۱۵، ۵۷۱۴، ۵۷۱۳، ۵۷۱۲، ۵۷۱۱، ۵۷۱۰، ۵۷۰۹، ۵۷۰۸، ۵۷۰۷، ۵۷۰۶، ۵۷۰۵، ۵۷۰۴، ۵۷۰۳، ۵۷۰۲، ۵۷۰۱، ۵۷۰۰، ۵۶۹۹، ۵۶۹۸، ۵۶۹۷، ۵۶۹۶، ۵۶۹۵، ۵۶۹۴، ۵۶۹۳، ۵۶۹۲، ۵۶۹۱، ۵۶۹۰، ۵۶۸۹، ۵۶۸۸، ۵۶۸۷، ۵۶۸۶، ۵۶۸۵، ۵۶۸۴، ۵۶۸۳، ۵۶۸۲، ۵۶۸۱، ۵۶۸۰، ۵۶۷۹، ۵۶۷۸، ۵۶۷۷، ۵۶۷۶، ۵۶۷۵، ۵۶۷۴، ۵۶۷۳، ۵۶۷۲، ۵۶۷۱، ۵۶۷۰، ۵۶۶۹، ۵۶۶۸، ۵۶۶۷، ۵۶۶۶، ۵۶۶۵، ۵۶۶۴، ۵۶۶۳، ۵۶۶۲، ۵۶۶۱، ۵۶۶۰، ۵۶۵۹، ۵۶۵۸، ۵۶۵۷، ۵۶۵۶، ۵۶۵۵، ۵۶۵۴، ۵۶۵۳، ۵۶۵۲، ۵۶۵۱، ۵۶۵۰، ۵۶۴۹، ۵۶۴۸، ۵۶۴۷، ۵۶۴۶، ۵۶۴۵، ۵۶۴۴، ۵۶۴۳، ۵۶۴۲، ۵۶۴۱، ۵۶۴۰، ۵۶۳۹، ۵۶۳۸، ۵۶۳۷، ۵۶۳۶، ۵۶۳۵، ۵۶۳۴، ۵۶۳۳، ۵۶۳۲، ۵۶۳۱، ۵۶۳۰، ۵۶۲۹، ۵۶۲۸، ۵۶۲۷، ۵۶۲۶، ۵۶۲۵، ۵۶۲۴، ۵۶۲۳، ۵۶۲۲، ۵۶۲۱، ۵۶۲۰، ۵۶۱۹، ۵۶۱۸، ۵۶۱۷، ۵۶۱۶، ۵۶۱۵، ۵۶۱۴، ۵۶۱۳، ۵۶۱۲، ۵۶۱۱، ۵۶۱۰، ۵۶۰۹، ۵۶۰۸، ۵۶۰۷، ۵۶۰۶، ۵۶۰۵، ۵۶۰۴، ۵۶۰۳، ۵۶۰۲، ۵۶۰۱، ۵۶۰

نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو کیسے تباہ ہو گیا؟“ اس نے کہا: ”میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک انسان (غلام یا لونڈی) آزاد کرو۔“ اس نے کہا: میرے پاس (غلام خریدنے کے لیے مال) نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلل دو ماہ روزے رکھ لو۔“ اس نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔“ اس نے کہا: میرے پاس (اتنا مال بھی) نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ تو وہ بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ کی خدمت میں (کھجوروں کا) ایک ٹوکرا لایا گیا جسے عرق کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ یہ صدقہ کر دو۔“ اس نے کہا: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا، مدینے میں دونوں پتھر لیے علاقوں کے درمیان کوئی گھرانا ہم سے زیادہ اس کا ضرورت مند نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور یہ اپنے اہل و عیال کو کھلا دو۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعَيْتَ رَقَبَةً؟» قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: «صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ» قَالَ: لَا أَطِيقُ. قَالَ: «أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا» قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ. فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى بِمِكَتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ. فَقَالَ: «أَذْهَبَ فَتَصَدَّقْ بِهِ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلٌ يَبْتَئِ أَخْوَجُ إِلَيْهِ مَنَّا. قَالَ: «فَانْطَلِقْ فَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ».

ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (روزے) کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔“

حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ. فَقَالَ: «وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ».

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① روزے کی حالت میں جان بوجھ کر مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم ہو جاتا ہے۔ ② کفارے کی مقدار ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو یا غلام دست یاب نہ ہو تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ③ جو شخص کسی طرح بھی کفارہ ادا نہ کر سکتا ہو اس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اس صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ فی الحال یہ کھجوریں تم خود کھا لو بعد میں کفارہ ادا کروینا۔ ④ اگر کسی مفلس آدمی پر کسی شرعی غلطی کی وجہ سے کفارہ لازم آجائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے مالی تعاون کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑤ جو شخص اپنی غلطی پر پشیمان ہوئے مزید شرمندہ کرنے کے بجائے اس پر شفقت کا اظہار کرنا چاہیے اور اس کے مسئلے کا شرعی حل پیش کرنا چاہیے۔ حدیث میں مذکور شخص کی پریشانی تو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس نے کہا: ہلک گٹ

”میں تو برباد ہو گیا ہوں“ اس کی کیفیت ایک اور روایت میں زیادہ واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی آیا وہ چہرہ پیٹ رہا تھا اور بال کھسوٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: میں تو برباد ہی ہو گیا ہوں.....“ (مسند أحمد: ۵۱۶/۲) ⑥ اس ٹوکے میں کتنی کھجوریں تھیں؟ اس کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی مقدار پندرہ اور بیس صاع کے درمیان تھی۔ (موطأ الإمام مالك، الصيام، باب كفارة من أفطر في رمضان: ۲۷۴/۱، حدیث: ۲۷۴۳) سنن ابوداؤد میں بھی ایک روایت میں ”پندرہ صاع“ اور دوسری روایت میں ”بیس صاع“ مروی ہے۔ (سنن أبي داود، الصيام، باب: كفارة من أتى أهله في رمضان، حدیث: ۲۳۹۵) اس کی مقدار اندازاً ایک من بنتی ہے۔ ⑦ [وَصُمُّ يَوْمًا مَكَانَهُ] ”اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لینا۔“ اس جملے کے بارے میں محمد نواد عبد الباقی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبد الجبار بن عمر ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس جملے کی بابت ارواء الغلیل میں تفصیلاً بحث کی ہے اور آخر میں یوں لکھا ہے: [و بمجموع هذه الطرق تعرف أن لهذه الزيادة أصلاً] یعنی اس روایت کے تمام طرق کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جملے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۸۸/۳-۹۳، رقم: ۹۳۰) لہذا احتیاطاً اور تقویٰ اسی میں ہے کہ جو روزہ توڑا گیا ہے اس کے بدلے روزہ رکھ کر ہی مہینے کے روزوں کی تعداد پوری کی جاسکتی ہے۔ ⑧ مذکورہ کفارہ صرف جماع کی صورت میں ہی لازم آتا اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں یہ لازم نہیں آتا۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں اور یہی موقف زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ کفارے کے ساتھ اسے اس روزے کی قضا بھی دینا ہوگی۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (أورد) ۱۹۱/۳ مطبوعہ دارالسلام)



۷۔ ابواب ما جاء في الصيام ————— رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ ابْنِ الْمُطَوَّسِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُطَوَّسِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ، لَمْ يُجْزِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ».

۱۶۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بغیر عذر کے رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا اس کے بدلے زمانے بھر کے روزے بھی کافی نہیں ہوں گے۔“

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَفْطَرَ نَاسِيًا (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- جس نے بھول کر روزہ کھول دیا (اس کے لیے کیا حکم ہے؟)

۱۶۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خَلَّاسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَيْسَ صَوْمُهُ. فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ».

۱۶۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھالیا اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام کے احکام میں انسانی فطرت کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بھول جانا انسان کی فطرت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھول کر کیے ہوئے کام کو گناہوں میں شمار نہیں کیا۔ روزے کے بارے میں مزید رحمت فرمائی کہ کھانے پینے کے باوجود روزے کو قائم قرار دیا۔ اللہ کے کھلانے پلانے کا یہی مطلب ہے۔ ② بھول کر کھانے پینے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ گناہ ہو یا نہ ہو روزہ تو قائم نہیں رہا کیونکہ روزہ تو کھانے پینے سے پرہیز کا نام ہے اور وہ پرہیز ٹوٹ گیا ہے۔ روزہ دار کو چاہیے کہ روزے کے باقی وقت اسی طرح گزارے جس طرح عام حالات میں روزے کی پابندیوں کے ساتھ گزارتا ہے۔ اس کا یہ روزہ شرعاً صحیح ہوگا لہذا اس کی قضا

۱۶۷۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب التغليظ فيمن أفطر عمدًا، ح: ۲۳۹۶ من حديث حبيب، به، أخرجه الترمذي، ح: ۷۲۳، وذكر كلامًا * أبو المطوس لين الحديث، وأبوه مجهول (تغريب).

۱۶۷۳- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: إذا حنث ناسيًا في الأيمان... الخ، ح: ۶۶۶۹ من حديث حبيب، به، أخرجه مسلم، الصيام، باب أكل النامي وشربه وجماعه لا يفطر، ح: ۱۱۵۵ من طريق آخر عن محمد بن سيرين به.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں تے سے متعلق احکام و مسائل

لازم نہیں ہوگی نہ کوئی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

۱۶۷۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ غَيْمٍ. ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. قُلْتُ لِهِشَامٍ: أَمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: بَدَأَ مِنْ ذَلِكَ.

۱۶۷۴۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک ابر آلود دن میں ہم نے روزہ کھول دیا (یہ سمجھے کہ سورج غروب ہو چکا ہے) لیکن پھر (بادل ہٹ گئے اور) سورج نکل آیا۔

(ابو اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا انھیں (روزے کی) قضا کا حکم دیا گیا تھا؟ انھوں نے کہا: یہ تو ضروری تھا۔

🌞 فائدہ: حدیث میں مذکور صورت بھول کر کھانے پینے سے مختلف ہے کیونکہ انھوں نے بھول کر نہیں کھایا یا بلکہ ارادے سے اپنے خیال میں روزہ کھولا تھا۔ اگرچہ غلط فہمی کی بنا پر وقت سے پہلے کھول دیا تھا۔ اس غلط فہمی کی بنا پر وہ گناہ گار تو نہیں ہوئے لیکن روزہ یقیناً ناقص ہو گیا۔ ایسے روزے کی قضا کی بابت علماء میں اختلاف ہے تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضا واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۳/۲۵۵)



(المعجم ۱۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ بَقِيَّةُ (الشفعة ۱۶)

باب: ۱۶۔ روزے دار کو تے آجائے (تو کیا حکم ہے؟)

۱۶۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَعْلَى وَمُحَمَّدُ ابْنَا عُبَيْدِ الطَّنَافِيسِيِّ. رَوَيْتُ عَنْ فَضَالِ بْنِ عُمَيْرٍ النَّصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: رَوَيْتُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي

۱۶۷۴۔ أخرجه البخاري، الصرم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ۱۹۵۹ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۱۶۷۵۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۸/۶ عن محمد بن عبيد به، وتابعه إبراهيم بن سعد عنه: ۲۱/۶ ابن إسحاق صرح بالسماع، إلا أنه زاد في السند: حشاً بين أبي مرزوق وفضالة، وحش بن عبد الله هذا ثقة كما في التقريب وغيره، فالسند حسن، ورواه عميرة بن أبي ناجية عن يزيد به نحو رواية إبراهيم عن ابن إسحاق، كما في الطبراني: ۳۱۶/۱۸، وتابعهما عبد الله بن لهيعة، والمفضل عند أحمد: ۴/۲۲۰.

۷- ابواب ما جاء في الصيام _____ روزے کی حالت میں تے سے متعلق احکام و مسائل

کے پاس تشریف لائے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے (پانی کا) برتن طلب فرمایا اور پی لیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو وہ دن ہے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ فرمایا: ”ہاں، لیکن مجھے تے آگئی تھی۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ فَضَالَهَ بْنَ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي يَوْمٍ كَانَ يَصُومُهُ. فَدَعَا بِأَنَاءٍ. فَشَرِبَ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ كُنْتَ تَصُومُهُ. قَالَ: «أَجَلٌ. وَلَكِنِّي قُتِلْتُ».

۱۶۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کو خود بخود تے آجائے اس پر قضا نہیں اور جو قصداً تے کرے اس پر قضا ضروری ہے۔“

۱۶۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَبُو الشَّعْنَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ. وَمَنْ اسْتَقَاءَ، فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے سنن ابوداؤد کی تحقیق میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن ابی شیبہ (۳/۲۸) حدیث: (۹۱۸۸) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے لہذا یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور معناً صحیح ہے دیکھیے: سنن ابوداؤد حدیث: ۲۳۸۰ کی تحقیق و تخریج۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۲/۲۸۳، والإرواء، رقم: ۹۲۳) ② اس باب کی دونوں روایتوں میں باہم تعارض محسوس ہوتا ہے لیکن اگر پہلی حدیث کو نقلی روزے پر محمول کر لیا جائے تو تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

۱۶۷۶- [سناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب الصائم يستقي، عامداً، ح: ۲۳۸۰ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ۷۲۰، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وضعفه البخاري * هشام بن حسان مدلس، وصفه بالتدليس ابن المديني وغيره (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، ولم أجد تصريحه سماعه، وله طرق كلها ضعيفة.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں مسواک کرنے اور سرمہ لگانے سے متعلق احکام و مسائل

⑤ روزے کے دوران میں تے کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اگر کسی وجہ سے تے کرنی پڑے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ روزہ فرض ہو یا نفل تاہم فرض روزے کی تضاد یا ضروری ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ وَالْكَحْلِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷۔ روزے میں مسواک کرنا اور سرمہ لگانا

۱۶۷۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْوُذُّعِيُّ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السَّوَاكُ».

۱۶۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزے دار کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل مسواک بھی ہے۔“

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح روایات سے روزے کی حالت میں مسواک کرنا ثابت ہے۔ اس سے روزے میں فرق نہیں آتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں کتاب الصوم میں ایک باب کا عنوان اس طرح درج کیا ہے: [باب سواك الرطب واليابس للصائم] یعنی ”روزے دار کا تازہ یا خشک مسواک کرنا۔“ اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے اتنی بار دیکھا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، قبل حدیث: ۱۹۴۳)

۱۶۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النَّقَّيْ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْجَمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِكْتَحَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۶۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں روزے کی حالت میں سرمہ ڈالنے کی بابت حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل سنن ابوداؤد میں مروی ہے

۱۶۷۷۔ [مسندہ ضعیف] وانظر، ح: ۱۱ لعلہ.

۱۶۷۸۔ [مسندہ ضعیف] وقال البوصيري: "مسندہ ضعیف، لضعف الزبيدي، واسمه سعيد بن عبد الجبار، بينه أبو بكر بن أبي داود، والله أعلم * الزبيدي هذا ضعيف، كان جرير يكذبه (تقریب).

۷۔ آیواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں سیٹگی لگوانے سے متعلق احکام و مسائل

کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن موقوف قرار دیا ہے اسی طرح سنن ابوداؤد ہی میں ہے کہ جناب اعمش کہتے ہیں (یہ صغارتا لعین میں سے ہیں) کہ میں نے اپنے اہل علم دوستوں (فقہاء و محدثین) میں سے کسی کو نہیں پایا کہ روزے دار کے لیے سرمے کو مکروہ سمجھتے ہوں۔ اور ابراہیم نخعی اجازت دیتے تھے کہ روزے دار ایلو کو بطور سرمہ استعمال کرے۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الصیام، باب فی الکحل عند النوم للصائم، حدیث: ۲۳۷۸، ۲۳۷۹) ان دلائل کی روشنی میں روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ ڈالنے سے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لہذا روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ اور دوائی وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸۔ روزے دار کا سیٹگی لگوانا

۱۶۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سیٹگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

۱۶۷۹ - حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقْمِيُّ، وَ دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَشْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۸۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”سیٹگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

۱۶۸۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَنَّ أَبَا شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ حَدَّثَهُ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۷۹۔ [صحیح] فیہ علة، وانظر الحديث الآتي.

۱۶۸۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في الصائم يحتجم، ح: ۲۳۶۷ من حديث شيبان به، وصححه ابن المديني، والبخاري، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.



۷۔ ابواب ما جاء في الصيام۔ روزے کی حالت میں سبکی لگوانے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۸۱۔ وَيَأْتِنَا بِهِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْبَيْعِ، فَمَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ، بَعْدَمَا مَضَى مِنَ الشَّهْرِ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ»۔
۱۶۸۱۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مقام بقیع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو سبکی لگوار ہا تھا۔ اس وقت رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبکی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

۱۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، مُحْرِمٌ۔
۱۶۸۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر احرام کی حالت میں سبکی لگوائی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان الفاظ سے صحیح ہے کہ ”روزے کی حالت میں سبکی لگوائی“ اور احرام کی حالت میں سبکی لگوائی۔“ (یعنی احرام اور روزے کے واقعات الگ الگ ہیں۔ ایسا نہیں کہ بیک وقت احرام بھی ہو اور روزہ بھی اور اس حالت میں سبکی لگوائی ہو۔ دیکھیے: (ارواء الغلیل‘ رقم: ۹۳۲) ② سبکی یا پچھنے لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں ایک خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ مریض کے جسم پر کسی تیز دھار آلے سے زخم لگا کر ایک دوسری چیز کے ذریعے سے خون چوسا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر کسی کو سبکی لگائے یا کوئی روزہ دار سبکی لگوائے تو کیا ان کا روزہ ٹوٹ جائے گا یا قائم رہے گا؟ اس بارے میں علمائے کرام میں دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ جو لوگ روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں ان کی دلیل یہی حدیث ہے جو حضرت ثوبانؓ، حضرت شداد بن اوسؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اور خود حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر سبکی لگوائی اور ان کے نزدیک سبکی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ لوگ (عہد نبوی میں) روزہ دار کے

۱۶۸۱۔ [سنادہ صحیح] أخرجه أبوداود، الصيام، الباب السابق، ح: ۲۳۶۸ من حديث شيان به، وصححه النووي.

۱۶۸۲۔ [صحیح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في البرخصة في ذلك، ح: ۲۳۷۳ من حديث شعبة عن يزيد به، وصححه الترمذي، ح: ۸۳۹، وانظر، ح: ۵۰۴ لعلته، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۵۶۹۴، وغيره نحوه.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں بوسے سے متعلق احکام و مسائل

لیے بیٹگی لگوانا ناپسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ”نہیں“ صرف کمزوری کی وجہ سے مکروہ سمجھا جاتا تھا۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب الحمامة والقني للصائم، حدیث: ۱۹۳۰) حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی روزے کی حالت میں بیٹگی لگوالیا کرتے تھے (موطأ الإمام مالك، الصيام، باب ما جاء في حمامة الصائم، حدیث: ۲۵۶۲/۵) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ”روزے دار کو بیٹگی لگوانا صرف اس لیے مکروہ ہے کہ کمزوری کا اندیشہ ہوتا ہے۔“ (موطأ الإمام مالك، حوالہ مذکورہ بالا) شیخ عبدالقادر ارناؤوط جامع الاصول کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”بیٹگی سے روزہ ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے۔“ (جامع الاصول: ۲۹۵/۶، حدیث: ۲۳۱۶/۴) امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر بحث کر کے آخر میں فرمایا: ”حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ بیٹگی لگوانا اس شخص کے لیے مکروہ ہے جسے کمزوری لاحق ہوتی ہو۔ اور اگر کمزوری اس حد تک پہنچتی ہو کہ اس کی وجہ سے افطار کرنا پڑے تو اس صورت میں بیٹگی لگوانا زیادہ مکروہ ہے اور جس شخص کو کمزوری نہیں ہوتی، اس کے حق میں (بیٹگی لگوانا) مکروہ نہیں [لہذا] أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ [بیٹگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“ کو مجازی معنی میں لینا پڑے گا کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اسے حقیقی معنی پر محمول کرنے سے مانع ہیں۔“ (نیل الأوطار، ۲۳۸/۴، أبواب ما يبطل الصوم، وما يكره وما يستحب، و باب ما جاء في الحمامة: ۲۳۸/۴) راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس قسم کے مسائل میں احتیاط کرنا مناسب ہے، جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں بیٹگی لگوالیا کرتے تھے پھر انھوں نے یہ عمل ترک کر دیا، چنانچہ وہ رات کو بیٹگی لگواتے تھے۔ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو بیٹگی لگوائی۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب الحمامة والقني للصائم، قبل حدیث: ۱۹۳۸)

باب: ۱۹۔ روزے کی حالت میں

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَبْلَةِ

بوسے کا حکم

لِلصَّائِمِ (التحفة ۱۹)

۱۶۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: نبی ﷺ ماہ رمضان میں (روزے کی حالت

میں) بوسہ لے لیتے تھے۔“

۱۶۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا

أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ

عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ

النَّبِيُّ ﷺ يَقْبَلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

۱۶۸۳۔ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح: ۱۱۰۶

عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں مباشرت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔ اور تم میں سے کسے اپنی خواہش پر اتنا قابو ہو سکتا ہے جتنا رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر قابو حاصل تھا؟

۱۶۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو معاوية، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ شَكْلٍ، عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

🌞 فائدہ: روزے کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ دینا لازم ہو جاتا ہے لیکن اس سے کم تر معاملات سے روزہ نہیں ٹوٹتا تاہم جس شخص کو خطرہ محسوس ہو کہ پیار کرنے سے اس کے جذبات بے قابو ہو جائیں گے اور وہ جماع کر بیٹھے گا تو اس کو بوس و کنار سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جیسے اگلے باب کی احادیث میں صراحت ہے۔

۱۶۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر مرد اپنی بیوی کا بوسہ لے لے جب کہ ان دونوں کا روزہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں نے روزہ کھول دیا۔“

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت کرنے کا بیان

۱۶۸۴- أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۰۶، وانظر الحديث السابق عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۱۶۸۵- أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق أيضًا، ح: ۱۱۰۷، عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۱۶۸۶- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * أبو يزيد مجهول (تقریب).

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں مباشرت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۸۷- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسود اور حضرت مسروق رحمہما اللہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت کرتے تھے؟ ام المؤمنین رحمہا اللہ نے فرمایا: آپ ﷺ ایسے کر لیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① مرد قابل احترام خاتون سے اور عورتیں قابل احترام مرد سے ادب و احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے شرم و حیا سے تعلق رکھنے والے معاملات کے مسائل دریافت کریں تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس قسم کے مسائل پوچھتے اور بتاتے ہوئے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی معلوم ہو جائے اور فحش گوئی بھی نہ ہو۔ ③ مباشرت سے مراد بوس و کنار اور معانقہ وغیرہ جیسے معاملات ہیں۔ ④ یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جسے اپنی ذات پر اعتماد ہو کہ جائز حد سے تجاوز نہیں کرے گا۔

۱۶۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رحمہما اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: بوڑھے روزے دار کو بیوی سے مباشرت (معانقہ وغیرہ) کی اجازت ہے اور جوان کے لیے مکروہ ہے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① بوڑھے اور جوان کا یہ فرق سنن بیہقی میں رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے۔ (دیکھیے: ۲۳۲/۳) ② عام طور پر بوڑھے کو اپنے آپ پر جو قابو ہوتا ہے، جوان آدمی کو نہیں ہوتا اس لیے مسئلہ اس طرح بیان فرمایا گیا۔ اگر کوئی شخص زیادہ عمر کا ہونے کے باوجود جوانوں کی طرح قوت اور جوش رکھتا ہے تو اسے جوان کی طرح پرہیز کرنا چاہیے اور اگر کوئی جوان اس طرح کا جوش نہیں رکھتا بلکہ اپنے آپ پر قابو رکھ سکتا ہے تو اس

۱۶۸۷- أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليس محرمة على من لم تحرك شهوته، ح: ۱۱۰۶ من حديث ابن عون به.

۱۶۸۸- [صحيح] وله شاهد صحيح عند البيهقي: ۲۳۲/۴ * محمد بن خالد ضعيف (تقريب)، وخالد مسموع من عطاء بن السائب بعد اختلاطه، وتقديم، ح: ۷۰۳ (التقييد والإيضاح للعراقي، ص: ۴۲۳)، وللحديث شواهد معنوية عند أبي داود، ح: ۲۳۸۷، وسنده حسن، ومعناه صحيح.

۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں غیبت اور فحش گوئی کرنے سے متعلق احکام و مسائل
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ. وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اخلاص کے بغیر نیک اعمال قبول نہیں ہوتے۔ ② عبادت میں جس طرح ظاہری ارکان کی پابندی ضروری ہے اسی طرح باطنی کیفیات اخلاص، اللہ کی محبت، اللہ کا خوف، اللہ سے امید وغیرہ بھی مطلوب ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ظاہری عمل بے فائدہ ہے۔ ③ اگر کسی موقع پر مطلوب باطنی اور قلبی کیفیت موجود نہ ہو تو نیکی کو ترک نہیں کر دینا چاہیے کیونکہ اس کا کم از کم یہ فائدہ تو حاصل ہو ہی جائے گا کہ فرض کا تارک شمار نہیں ہوگا اور وہ نیکی مسلسل انجام دینے سے امید کی جاسکتی ہے کہ دل پر تھوڑا بہت اچھا اثر لازماً ہو جائے گا۔ ④ عبادات میں ان کے آداب کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۶۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 أَنبَأَنَا جَبْرِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا دن
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: کو روزہ ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے اور ناروا حرکت
 «إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٌ أَحَدِكُمْ فَلَا يَزِفْتُ وَلَا نہ کرے اگر کوئی اس سے بدتمیزی کرے تو کہہ دے:
 يَجْهَلُ. وَإِنْ جَهِلَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي میں روزے دار آدمی ہوں۔“
 اَمْرُو صَائِمٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① روزے کے فوائد کا حقد حاصل کرنے کے لیے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ ② جہل (ناروا حرکت) سے مراد لڑائی جھگڑے کی بات ہے یعنی روزے دار کو لڑائی میں پہل بھی نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی دوسرا شخص ایسی بات کرے یا ایسی حرکت کرے جس سے روزے دار کو غصہ آجائے تب بھی روزے دار کو جواب میں جھگڑنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے روزے کا خیال کرتے ہوئے برداشت اور تحمل سے کام لیتے ہوئے جھگڑے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ یہ کہنا کہ میں روزے سے ہوں اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ دل میں اپنے روزے کا خیال کرے تاکہ جھگڑے سے بچنا ممکن ہو سکے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جھگڑنے والے سے کہہ دے کہ میں تمہاری غلط حرکت کا جواب تمہارے انداز میں اس لیے نہیں دے رہا کہ میرا روزہ مجھے اس سے روکتا ہے۔ امید ہے اس سے اس کو شرم آجائے گی اور وہ روزے دار کے روزے کا احترام کرتے ہوئے جھگڑا ختم کر دے گا۔

۱۶۹۱- [صحیح] * الْأَعْمَشُ تَابِعُهُ أَبُو حَصِينٍ عَنِ أَحْمَدَ: ۳۵۶/۲، وَالنَّسَائِيُّ فِي الْكِبْرَى، وَتَابِعُهُمَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِيَّاحٍ عَنِ الْبُخَارِيِّ، ح: ۱۹۰۴، وَمُسْلِمٌ، ح: ۱۱۵۱، وَغَيْرُهُمَا بِنَحْوِهِ مَطُولاً.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

سحری سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ

باب: ۲۲- سحری کھانے کا بیان

(التحفة ۲۲)

۱۶۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ

۱۶۹۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔“

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَهً».

🌞 فوائد و مسائل: ① السحور کا لفظ سین کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے اور پیش سے بھی۔ سین کی زبر سے سحور کا

مطلب وہ طعام ہے جو روزہ شروع کرنے سے پہلے کھایا جاتا ہے اور سحر (سین کی پیش سے) کھانے کے عمل کو کہا جاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کھانا کھانا باعث برکت ہے۔ اس کا ثواب بھی ملتا ہے کیونکہ یہ ایک مسنون عمل ہے اور اس سے روزے کی تکمیل میں آسانی بھی ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت کھائے جانے والے کھانے میں ایک خاص برکت ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کا تعلق سنت نبوی سے ہے اور اس کی وجہ سے غیر مسلموں کی مشابہت سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصیام، باب فضل السحور و تاکید استحبابہ، و استحباب تأخیرہ..... حدیث: ۱۰۹۵/۱۰۹۶) ② ثواب کا تعلق مشقت سے نہیں احکام شریعت کی پابندی سے ہے۔ سنت کے مطابق تھوڑا اور آسان عمل اس زیادہ اور مشقت طلب عمل سے بہتر ہے جو سنت نبوی کے خلاف ہو۔

۱۶۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۶۹۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ، [عَنْ عِكْرِمَةَ]، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحْرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ، وَبِالْقِيلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سحری کے کھانے کے ساتھ دن کے روزے کے لیے مدد حاصل کرو اور قیلولے کے ذریعے سے قیام اللیل (نماز تہجد) کے لیے مدد حاصل کرو۔“

۱۶۹۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح: ۱۹۲۳، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابہ... الخ، ح: ۱۰۹۵ من طرق عن عبد العزيز به.

۱۶۹۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۴۲۵/۱ من حديث أبي عامر به، وانظر، ح: ۳۲۶ لعلته، وله شاهد في الملل لابن أبي حاتم عن أبي هريرة، ذكره الحافظ في التلخيص: ۱۹۹/۲.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام سحری سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ

باب: ۲۳۔ سحری دیر سے کھانے کا بیان

السُّحُور (التحفة ۲۳)

۱۶۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَلِيلٌ قِرَاءَةِ خَمْسِينَ آيَةٍ.
۱۶۹۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر اٹھ کر نماز کی طرف چلے۔
(حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: ان دونوں کاموں کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پچاس آیتوں کی تلاوت جتنا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگرچہ سحری کا کھانا صبح صادق سے کافی پہلے بھی کھایا جاسکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھایا جائے۔ ② فجر کی نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سحری کے بعد مختصر وقفہ دے کر فجر کی نماز ادا کی۔

601

۱۶۹۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرَّ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ. [قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: حَدِيثٌ حُذَيْفَةَ مَنْسُوحٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ.]
۱۶۹۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی جب کہ دن نکل آیا تھا لیکن سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ امام ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

🌞 فائدہ: اس سے مراد رات کے بالکل آخری حصے میں سحری کھانا ہے جب کہ آدھی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے کیونکہ یہ کھانا نماز فجر سے بہر حال پہلے ہی کھایا گیا ہوگا۔ اور نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز

۱۶۹۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب قدركم بين السحور وصلاة الفجر؟، ح: ۱۹۲۱ من حديث هشام الدستوائي به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحباه . . . الخ، ح: ۱۰۹۷ من حديث وكيع به.
۱۶۹۵- [حسن] * أبو بكر بن عباس ضعيف، تقدم، ح: ۸۵۵، وتابعه حماد بن سلمة عند أحمد: ۳۹۶/۵، ح: ۲۳۷۵۳، وأخرج السائي بسندين صحيحين عن حذيفة نحوه موقوفاً، ح: ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ولفظه: "تسحرت من حذيفة ثم خرجنا إلى الصلاة، فلما أتينا المسجد، صلينا ركعتين، وأقيمت الصلاة، وليس بينهما إلا هنيهة"، ح: ۲۱۵۵.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام

اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔ صبح صادق قریب ہو جانے کو دن کے نکلنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد تاخیر میں مبالغہ ہے ورنہ روزے دار کے لیے صبح صادق کے بعد کھانا پینا بالاتفاق منع ہے جس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرة: ۱۸۷) ”اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک صبح کا سفید دھاگا (رات کے) سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔“

۱۶۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو بلال (رضی اللہ عنہ) کی اذان سحری کھانے سے مانع نہ ہو وہ تو اس لیے اذان دیتا ہے کہ تم میں سے جو سو رہا ہے وہ جاگ جائے اور جو قیام کر رہا ہے وہ (نماز فجر کی تیاری کی طرف) لوٹ جائے۔ اور فجر یہ نہیں کہ (روشنی) اس طرح (اوپر کو بلند) ہو جائے بلکہ اس طرح ہے یعنی آسمان کے افق پر چوڑائی کے رخ پھیل جائے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ التَّهْلُفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْتَنَعَنَّ أَحَدُكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ. فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ لَيَسْتَبَةِ نَائِمَتِكُمْ، وَلِيَرْجِعَ قَائِمَتِكُمْ. وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا. وَلَكِنْ هَكَذَا، يَغْتَرِضُ فِيهِ أَفْقُ السَّمَاءِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① فجر کے وقت دو اذانیں مسنون ہیں۔ ایک اذان صبح صادق سے پہلے دی جائے جسے عرف عام میں سحری کی اذان کہا جاتا ہے اور دوسری اذان صبح صادق ہونے پر نماز فجر کے لیے دی جائے۔ ② بہتر ہے کہ دونوں اذانوں کے لیے دو الگ الگ مؤذن مقرر کیے جائیں تاکہ لوگوں کو آواز سن کر معلوم ہو جائے کہ اب کون سی اذان ہو رہی ہے۔ مسجد نبوی میں دوسری اذان یعنی نماز فجر کی اذان کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب أذان الأعشى إذا كان له من يخبره، حدیث: ۱۱۷۷) ③ پہلی اذان کے یہ فوائد ذکر کیے گئے ہیں کہ جو شخص سو رہا ہے وہ جاگ اٹھے اگر سحری کھائی ہو تو سحری کھالے ورنہ نماز فجر کی تیاری کرے اور جو شخص تہجد پڑھ رہا ہے وہ اس سے فارغ ہو کر مذکورہ کاموں کے لیے تیاری کرے۔ اور دیگر لوگ قضاے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر وضو کر کے بروقت مسجد میں پہنچ جائیں تاکہ نماز باجماعت میں شریک ہو سکیں۔ ④ عہد رسالت میں دو اذانوں کا یہ سلسلہ مستقل معمول تھا۔ صرف رمضان ہی کے مہینے میں ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے اس لیے صرف رمضان میں

۷- ابواب ما جاء في الصيام - اظہاری سے متعلق احکام و مسائل

اس کا اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔ ⑤ نبی ﷺ نے صبح کا ذب اور صبح صادق کا فرق اشارے سے واضح فرمایا۔ پہلے ”اس طرح“ کا مطلب یہ ہے کہ روشنی کا رخ اوپر کی طرف زیادہ ہو۔ اسے صبح کا ذب کہتے ہیں۔ دوسرے ”اس طرح“ کا مطلب یہ ہے کہ روشنی اطراف میں پھیلے۔ یہ صبح صادق ہوتی ہے۔ ⑥ بات سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا درست ہے تاہم خطبے میں دونوں ہاتھ ہلانا اور نعرے وغیرہ لگوانا مناسب نہیں۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ باب: ۲۴- روزہ کھولنے میں جلدی کرنا

الإِفْطَارِ (التحفة ۲۴)

۱۶۹۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ».

۱۶۹۷- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عبادت میں شریعت کی مقرر کردہ حد سے آگے بڑھنا دنیا اور آخرت کے نقصان کا باعث ہے۔ ② روزہ جلدی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی ٹکڑیاں کے نیچے پہنچ جانے کے بعد احتیاط کے نام سے مزید تاخیر نہ کی جائے بلکہ فوراً روزہ کھول لیا جائے۔

۱۶۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔ روزہ جلدی کھولا کرو کیونکہ یہودی دیر کرتے ہیں۔“

عَمْرُو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ. عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ، فَإِنَّ الْيَهُودَ يُؤَخِّرُونَ».

🌞 فائدہ: یہودی اپنے شرعی مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ افراط و تفریط سے بچتے

۱۶۹۷- أخرجه البخاري، الصوم، باب تعجيل الإفطار، ح: ۱۹۵۷ من حديث أبي حازم به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه... الخ، ح: ۱۰۹۸ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به.

۱۶۹۸- [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد: ۴۵۰/۲ من حديث محمد بن عمرو به نحو المعنى، وصححه البوصيري.

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

ہوئے سنت نبوی پر عمل پیرا رہیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو احتیاط کے نام پر تاخیر کرتے ہیں کہ وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟

(المعجم ۲۵) - بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا

يُسْتَحَبُّ الْفِطْرُ (التحفة ۲۵) -

باب: ۲۵- روزہ کس چیز سے کھولنا مستحب ہے؟

۱۶۹۹- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی روزہ کھولے تو اسے چاہیے کہ خشک کھجور سے روزہ کھولے اگر (کھجور) نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“

۱۶۹۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ ضَلْعٍ، عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ. فَإِنَّهُ طَهُورٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① تمر خشک کھجور کو کہتے ہیں۔ جامع الترمذی کی دوسری حدیث میں تمر (خشک کھجور) کے

علاوہ رطب (تر کھجور) سے روزہ کھولنا بھی مذکور ہے۔ (دیکھیے: (جامع الترمذی، الصوم، حدیث: ۱۶۹۶)

⑤ کھجور سے روزہ کھولنا اس لیے افضل ہے کہ یہ بابرکت پھل ہے۔ اور پانی کا تعلق طہارت اور پاکیزگی سے ہے۔ روزہ روحانی پاکیزگی کا باعث ہے اور پانی ظاہری پاکیزگی کا۔ اس مناسبت سے پانی سے روزہ کھولنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ

الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، وَالْخِيَارِ فِي الصَّوْمِ

(التحفة ۲۶)

باب: ۲۶- روزے کی نیت رات کو کرنا

اور روزہ پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار

۱۷۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین

۱۷۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۶۹۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب ما يفطر عليه، ح: ۲۳۵۵ من حديث عاصم به، وصححه الترمذي، ح: ۶۹۵، وابن خزيمة، وابن حبان، وأبو حاتم، والحاكم، والذهبي، وسأني طرفه الآخر، ح: ۱۸۴۴.

۱۷۰۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب النية في الصوم، ح: ۲۴۵۴ وغيره بإسناد قوي عن عبد الله

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام۔ روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَّانِيُّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا صِيَامَ، لِمَنْ لَمْ يَقْرِضْهُ مِنَ اللَّيْلِ».

حضرت حفصہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات سے روزے کا پختہ ارادہ نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس مسئلہ کی بابت سنن النسائی میں بھی حضرت حفصہ سے مروی ہے وہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ دیکھیے: مذکورہ روایت کی تحقیق و تخریج۔ غالباً اسی بنا پر دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳۵/۳-۳۰ رقم: ۹۱۳) بتائیں رات سے نیت کرنے کا مطلب شام سے نیت کرنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کر لینی چاہیے خواہ رات کے کسی حصے میں نیت کی جائے۔ جب بھی ارادہ بن جائے کہ صبح روزہ رکھنا ہے وہ درست ہے۔ ② یہ حکم فرض اور واجب روزے کے لیے ہے۔ نفلی روزے کی نیت دن میں بھی کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر نفلی روزہ رکھا ہوا ہو تو دن میں کسی وقت چھوڑا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد قضا، نذر اور کفارہ وغیرہ کا روزہ ہے۔

۱۷۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: ۱۷۰۱۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: ”کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے؟“، ہم کہتے: نہیں تو فرماتے: ”میرا روزہ ہے۔“ پھر آپ ﷺ روزہ رکھے رہتے۔ پھر ہمیں ہدیہ کے طور پر کوئی چیز مل جاتی تو آپ ﷺ روزہ چھوڑ

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَنَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَيَقِيمُ عَلَيَّ صَوْمِهِ. ثُمَّ يُهْدِي لَنَا شَيْءً فَيَقْطِرُ.

۱۷۰۱۔ [حسن] أخرجه النسائي: ۱۹۴/۴، الصيام، النية في الصيام... الخ، ح: ۲۳۲۵ من حديث شريك به بالفاظ مختلفة، وأخرجه من طريق أبي الأحوص، ح: ۲۳۲۴ وغيره عن طلحة نحوه، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۱۵۴.

۱۷۰۱۔ [حسن] أخرجه النسائي: ۱۹۴/۴، الصيام، النية في الصيام... الخ، ح: ۲۳۲۵ من حديث شريك به بالفاظ مختلفة، وأخرجه من طريق أبي الأحوص، ح: ۲۳۲۴ وغيره عن طلحة نحوه، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۱۵۴.

۷- أبواب ما جاء في الصيام جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: وَرَبَّمَا صَامَ وَأَفْطَرَ. قُلْتُ: كَيْفَ
ذَا؟ قَالَتْ: إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يَخْرُجُ
بِصَدَقَةٍ. فَيُعْطِي بَعْضًا وَيُمْسِكُ بَعْضًا.

دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ
بعض اوقات روزہ رکھتے اور (بعض اوقات) کھول
دیتے۔ (حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا:) میں نے کہا: یہ
کیسے ہو سکتا ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کی مثال
ایسے ہے جیسے کوئی شخص صدقہ (دینے کے لیے کچھ رقم)
نکالتا ہے۔ پھر (اس میں سے) کچھ (کسی مستحق کو)
دے دیتا ہے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نفلی روزہ پورا کرنا ثواب ہے اور کسی وجہ سے نامکمل چھوڑ دینا بھی جائز ہے لیکن اس
صورت میں اسے ثواب نہیں ملے گا۔ ② نفلی صدقے میں جس قدر چیز دینے کا ارادہ کیا جائے اگر دیتے وقت
اس سے کم دے دے تو بھی گناہ گار نہیں۔ صرف ثواب اتنا کم ہو جائے گا۔ ③ مسئلہ واضح کرنے کے لیے اس
سے ملنے والے مسئلہ کی مثال دے کر سمجھا دینا چاہیے۔

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ
بُضْجٍ جُنْبًا وَهُوَ يُرِيدُ الصَّيَامَ
(التحفة ۲۷)

باب: ۲۷- جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اگر
اسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے
تو کیا حکم ہے؟

۱۷۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ
يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:
لَا. وَرَبَّ الْكَعْبَةِ مَا أَنَا قُلْتُ «مَنْ أَصْبَحَ،
وَهُوَ جُنْبٌ، فَلْيَفْطِرْ». مُحَمَّدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

۱۷۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ بات میں (اپنی
طرف سے) نہیں کہتا، حضرت محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے:
”جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے وہ روزہ
چھوڑ دے۔“

۱۷۰۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۴۸ عن سفيان به، وكذا أخرجه النسائي في الكبرى، ونابعه ابن جريج
وأحمد: ۲/۲۸۶ * عبد الله بن عمرو بن عبد القاري لم أجده من وثقه، ورمي في التقريب بأنه من رجال مسلم، وقال
البوصيري: "إسناده صحيح، وفي الصحيحين أن أبا هريرة سمعه من الفضل، زاد مسلم: ولم أسمع من النبي
ﷺ"، قلت: هذا الحديث منسوخ، انظر الحديث الآتي.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب تک اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا، اس وقت تک یہ فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ معلوم کیا، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع فرمالیا۔ (صحیح مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، حدیث: ۱۱۰۹) ② جنابت خواہ احتلام کی وجہ سے ہو یا جماع کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل کر کے روزہ مکمل کر سکتے ہیں۔ ③ جنابت کی حالت میں کھانا پینا جائز ہے۔ عورت اس حالت میں کھانا بھی تیار کر سکتی ہے۔ البتہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۵۹۲، ۵۹۳)

۱۷۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۰۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کورات کے وقت جنابت کی حالت پیش آ جاتی تھی (صبح ہونے پر) حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر غسل فرمالیتے (غسل سے فارغ ہونے پر) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے پانی ٹپکتا دیکھتی، پھر آپ تشریف لے جاتے اور میں فجر کی نماز میں آپ کی (تلاوت کی) آواز سنتی۔

قَالَ مُطَرِّفٌ: فَقُلْتُ لِعَامِرٍ: أَمَّا قَالَ: رَمَضَانٌ؟ قَالَ: رَمَضَانٌ وَغَيْرُهُ سَوَاءٌ. (سند کے ایک راوی) مطرف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے امام عامر شعمی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رمضان میں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس میں صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان کے بعد غسل فرماتے تھے، یعنی روزے کی حالت میں کچھ وقت جنابت کی حالت میں گزر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ② حضرت مطرف رضی اللہ عنہ نے اپنے استاد سے مذکورہ بالا سوال اس لیے کیا کہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ نقلی روزے کی صورت میں شرعی حکم میں نزی

ہے۔ شاید فرض روزے کی صورت میں ایسا نہ ہو۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے وضاحت فرمادی کہ اس مسئلے میں فرض اور نفل روزے میں کوئی فرق نہیں۔ ⑥ یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ شاید یہ حکم خواب میں ناپاک ہو جانے کی صورت میں ہے کیونکہ یہ کیفیت انسان کے بس میں نہیں۔ حدیث ۱۷۰۴ میں یہ صراحت موجود ہے کہ ہم بستر کی وجہ سے غسل کی حاجت پیش آجائے تب بھی شرعی حکم یہی ہے۔ فجر کی اذان ہو جانے کے بعد غسل کر لیا جائے تو روزہ درست ہے۔

۱۷۰۳- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اگر آدمی کو جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے اور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہو (تو کیا حکم ہے؟) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو بھی اس حال میں صبح ہو جاتی تھی کہ آپ کو خواب کی وجہ سے نہیں بلکہ مباشرت کی وجہ سے غسل کی حاجت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ غسل کر کے اپنا روزہ مکمل فرما لیتے تھے۔

۱۷۰۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَصْبِحُ وَهُوَ جُنُبٌ، يُرِيدُ الصَّوْمَ؟ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْبِحُ جُنُبًا مِنَ الْوَقَاعِ، لَا مِنْ اخْتِلَامٍ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَتِمُّ صَوْمَهُ.

باب: ۲۸- ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ

الدَّهْرِ (التحفة ۲۸)

۱۷۰۵- حضرت عبداللہ بن شعیب رحمہ اللہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے نہ روزہ رکھا نہ انظار کیا۔“

۱۷۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو دَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۷۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۳/ ۲۹۱، ح: ۶۴۲ من حديث عبد الله بن عمر به، وله شواهد عند مسلم، ح: ۱۱۰۹ وغيره.

۱۷۰۵- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۴/ ۲۰۷، الصيام، النهي عن صيام الدهر وذكر الاختلاف على مطرف بن عبد الله في الخبر فيه، ح: ۲۳۸۳ من حديث أبي داود الطيالسي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۵۰، وابن حبان (موراد)، ح: ۹۳۸، والحاكم: ۱/ ۴۳۵، والذهبي.

الشَّخْبِيرُ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

سوال و مسائل: ① عبادت میں شرعی حد سے تجاوز کرنا منع ہے۔ ② ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ③ ”نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اسے روزے رکھنے کا ثواب ملے نہ روزے چھوڑنے کا آرام نصیب ہو۔ گویا نہ اخروی اور روحانی فائدہ حاصل ہو اور نہ دنیوی اور جسمانی فائدہ حاصل ہو بلکہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے وہ صورت بن سکتی ہے کہ ”نیکی برباد گناہ لازم۔“ ④ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عیدین اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے باقی گیارہ مہینے پچیس دن روزے رکھتا رہے تو یہ شخص ہمیشہ روزے رکھنے والا شمار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے سال میں پانچ دن روزے نہیں رکھے لیکن غور کیا جائے تو اس عمل سے اس ممانعت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ روزے رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس سے منع فرمایا۔ ان کی بار بار کی درخواست پر زیادہ سے زیادہ جو اجازت دی وہ داود علیہ السلام والے روزے کی تھی یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں۔“ یعنی اس سے زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: [لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ] ”اس سے کوئی افضل نہیں۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب صوم الدھر، حدیث: ۱۹۶۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال میں گیارہ مہینے پچیس دن روزے رکھنے والے کو بھی اتنا ثواب نہیں مل سکتا جتنا صوم داود علیہ السلام رکھنے والے کو ملتا ہے لہذا اگر عیدین اور ایام تشریق کو چھوڑ کر سراسر سال روزے رکھنا جائز بھی مان لیا جائے تو کم محنت کے ساتھ زیادہ ثواب حاصل کرنا بہتر ہے نہ کہ زیادہ محنت کر کے کم ثواب حاصل کرنا۔

۱۷۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ سَفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ».

۱۷۰۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔“

سوال و مسائل: اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے رکھنے والے کو بالکل ثواب نہیں ملتا۔

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

(المسجم ۲۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ

باب: ۲۹- ہر مہینے تین روزے رکھنا

ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (التحفة ۲۹)

۱۷۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۰۷- حضرت منہال رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ سے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّنَا شُعْبَةُ، عَنْ
أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
الْمُنْهَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ
كَانَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ،
وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. وَيَقُولُ:
«هُوَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ، أَوْ كَهَيْئَةِ صَوْمِ الدَّهْرِ».

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے
روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے، یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ
تاریخ کو اور فرماتے تھے: "یہ ہمیشہ کے روزوں کی طرح
ہے یا ہمیشہ کے روزوں کی سی کیفیت ہے۔"

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنَّنَا جَبَّانُ
ابْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
سِيرِينَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قَتَادَةَ بْنُ
مَلْحَانَ الْقَيْسِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت اسحاق بن منصور
کے واسطے سے قتادہ بن ملحان بن ملحان کے طریق سے بھی
روایت کی ہے۔

قَالَ ابْنُ مَاجَةٍ: أَخْطَأَ شُعْبَةُ وَأَصَابَ
هَمَّامٌ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت میں شعبہ
نے غلطی کی اور ہمام نے صحیح روایت بیان کی (شعبہ نے
اسے عبد الملک بن قتادہ سے روایت کیا ہے تو دراصل
عبد الملک بن قتادہ بن ملحان سے مروی ہے۔)

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے تاہم اس مفہوم کی دوسری احادیث

حضرت ابوذر غفاری رحمہ اللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں جنہیں شیخ عبد القادر انوار کوٹ نے جامع
الاصول کے حاشیے میں حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الأصول، حدیث: ۴۷۴۳) حضرت ابوذر رحمہ اللہ کی
حدیث جامع ترمذی اور سنن نسائی میں وارد ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصوم، باب ما جاء في صوم

۱۷۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ۲۴۴۹ من حديث همام
به، وصححه ابن حبان * عبد الملك لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم، ولبعض الحديث شواهد كثيرة عند النسائي،
ح: ۲۳۸۷ وغيره.

۷- آیواب ما جاء في الصيام..... نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

ثلاثة أيام من كل شهر' حديث: ۷۲۲ و سنن النسائي ' الصوم' باب: ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر' حديث: (۲۳۲۶) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سنن نسائی میں وارد ہے۔ (کتاب الصوم' باب صوم النبی ﷺ' حدیث: ۲۳۲۷)

۱۷۰۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر مہینے میں تین روزے رکھے تو یہی ہمیشہ کے روزے ہیں۔"

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمِ الْأَخْوَطِ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ».

فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ: «مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا» [الأنعام: ۱۶۰] فَالْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ.

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی تائید نازل فرما دی: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا﴾ "جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا، اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔" چنانچہ ایک دن (کے روزے) سے دس دن کا ثواب ملتا ہے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کی شاہد ہے لہذا روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

۱۷۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ (حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا) میں نے کہا: مہینے کے کس حصے میں؟ انھوں نے کہا: نبی ﷺ اس بات کی پروا نہیں

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَزِيدِ الرُّشَكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ؟

۱۷۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۷۲۲ من حديث أبي معاوية به، وقال: "حسن صحيح" * أبو معاوية تابعه عبد الرحيم بن سليمان وغيره، وأخرج النسائي: ۲۱۹/۴، ح: ۲۴۱۲ بإسناد صحيح عن عاصم عن أبي عثمان عن رجل عن أبي ذر به، وله شاهد صحيح عند النسائي وغيره من حديث أبي هريرة به، ح: ۲۴۰۸، ۲۴۰۹.

۱۷۰۹- أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر... الخ، ح: ۱۱۶۰ من حديث يزيد الرشك به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل
قَالَ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ كَانَ.

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کے درمیانی ایام کے علاوہ بھی کوئی سے تین دن روزے رکھے جاسکتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ بعض اوقات بلا تعین و تخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح آپ بعض دفعہ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے چنانچہ جن صحابہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے انھوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا اس لیے ان دونوں یعنی ایام بیض اور ابتدائی ایام میں روزے رکھنے میں کوئی منافات نہیں تاہم افضل یہی ہے کہ ایام بیض کے ۳ روزے رکھے جائیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر: ۱۷۱۰ میں گزر چکا ہے

(المعجم ۳۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۳۰)

۱۷۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ: قَدْ صَامَ. وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ. وَلَمْ أَرَهُ صَامَ مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ. كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

۱۷۱۰- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب تو آپ روزے ہی رکھتے جائیں گے۔ اور روزے چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب تو آپ نے روزے چھوڑ دیے ہیں۔ میں نے نبی ﷺ کو کبھی شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ (تقریباً) پورا شعبان ہی روزے رکھ لیتے تھے۔ آپ چند دن کے سوا ماہ شعبان کے (سارے) روزے رکھ لیتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نفلی روزے مسلسل رکھنا بھی جائز ہے جب کہ ہر روزہ افطار کیا جائے یعنی وصال نہ کیا جائے کیونکہ وہ ہمارے لیے منور ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الصوم، باب الوصال، حدیث: ۱۹۶۱) و صحیح مسلم، الصیام، باب النہی عن الوصال، حدیث: ۱۱۰۳ ② نفلی روزے سال کے ہر مہینے میں رکھے جاسکتے ہیں۔ ③ مسلسل ایک مہینہ نفلی روزے رکھنا خلاف سنت ہے۔ ④ ماہ شعبان میں نفلی روزوں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔

۱۷۱۰- أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان... الخ، ح: ۱۱۵۶ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح: ۱۹۶۹ وغيره من طريق آخر عن أبي سلمة به.

۱۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (مسلم) روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور افطار کرتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور آپ ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے آپ نے رمضان کے سوا کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

۱۷۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ: لَا يُفْطِرُ. وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ: لَا يَصُومُ. وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

باب: ۳۱- حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کا بیان

(المعجم ۳۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ۳۱)

۱۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ داؤد علیہ السلام والا روزہ ہے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ جو نماز پسند ہے وہ داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اور تنہائی رات میں نماز پڑھتے اور رات کا چھٹا حصہ سوتے۔“

۱۷۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ. فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ. كَانَ يَتَأَمُّ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيُصَلِّي ثُلُثَهُ وَيَتَأَمُّ شُدُسَهُ».

نواکد و مسائل: ① نظری عبادت کی مقدار کم و بیش ہو سکتی ہے۔ آدمی چاہے تو زیادہ نوافل ادا کرے چاہے کم رکعتیں پڑھ لے۔ اس طرح چاہے زیادہ روزے رکھے چاہے کم رکھ لے البتہ ان امور سے اجتناب کرے جن

۱۷۱۱- أخرجه البخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ۱۹۷۱، ومسلم، الباب السابق، ح: ۱۱۵۷ من حديث أبي بشر به.

۱۷۱۲- أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۱، ۳۴۲۰، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به... إلخ، ح: ۱۸۹/۱۶۰ من حديث سفیان به.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام — نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ① حضرت داود علیہ السلام کے انداز پر نقلی روزے رکھنا سب سے افضل ہے۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس سے زیادہ نقلی روزے رکھنے سے ثواب کم ہو جائے گا۔ ② حضرت داود علیہ السلام والے روزے اس لیے افضل ہیں کہ اس طریقے سے انسان کو جسم کا اہل و عیال کا اور دوسرے لوگوں کا وہ حق ادا کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے جو ہمیشہ روزے رکھنے کی صورت میں ادا نہیں کیا جاسکتا اور اللہ کی عبادت کر کے ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ دائمی عمل بھی بن جاتا ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ③ نماز تہجد رات کے کسی بھی حصے میں ادا کی جاسکتی ہے تاہم مذکورہ بالا صورت افضل ہے کیونکہ اس میں بھی جسم کے حق اور اللہ کے حق کا ایک خوبصورت توازن موجود ہے۔ ④ داود علیہ السلام والی نماز کی صورت یہ ہے مثلاً: ایک رات بارہ گھنٹے کی ہو تو اس میں چھ گھنٹے آرام کیا جائے پھر اٹھ کر چار گھنٹے نماز تہجد اور عبادت میں گزارے جائیں پھر دو گھنٹے تک آرام کر لیا جائے۔



614

۱۷۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ : حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ جَرِيرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الزَّمَنِيِّ ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ : قَالَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ : يَأْرَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ يَمْنُ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا ؟ قَالَ : «وَيُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ؟» قَالَ : يَأْرَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ يَمْنُ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ؟ قَالَ : «ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ» قَالَ : كَيْفَ يَمْنُ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ ؟ قَالَ : «وَوَدِدْتُ أَنِّي طَوَّقْتُ ذَلِكَ» .

۱۷۱۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جو شخص دو دن روزے رکھے اور ایک دن چھوڑ دے تو اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھتا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے“ انھوں نے کہا: جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہ معمول اختیار کر سکوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① دو روزے رکھ کر ایک دن روزہ چھوڑنا اللہ کے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ نبی ﷺ نے محسوس فرمایا کہ عام انسان کے لیے یہ معمول اختیار کرنا مشکل ہے سوائے اس کے کہ کوئی شخص غلو کا رستہ اختیار کرے جو مناسب نہیں۔ ② حدیث میں مذکور باقی دونوں طریقے اللہ کے نبی ﷺ نے پسند فرمائے لہذا وہ جائز ہیں۔ ③ تیسری صورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ مجھے اس کی طاقت ملے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسری بہت سی مصروفیات کی وجہ سے یہ معمول اختیار کرنا

۷- أبواب ما جاء في الصيام - نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

مشکل تھا اس لیے نقلی عبادات میں انسان کو وہ معمول اختیار کرنا چاہیے جس سے اس کے دوسرے فرائض کی ادائیگی میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

باب: ۳۲- حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں کا بیان

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ۳۲)

۱۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”حضرت نوح علیہ السلام عید الفطر کا دن اور عید الاضحیٰ کا دن چھوڑ کر ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔“

۱۷۱۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صَامَ نُوحٌ الذَّهْرَ، إِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأُضْحَى».

باب: ۳۳- شوال کے چھ روزے

(المعجم ۳۳) - بَابُ صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ (التحفة ۳۳)

۱۷۱۵- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے اس کے پورے سال کے روزے ہو گئے۔“ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو شخص نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا ثواب ہے۔“

۱۷۱۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الدَّمَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ، عَنْ ثُوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ، كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ. مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا».

۱۷۱۴- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۳۰، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة".

۱۷۱۵- [صحیح] أخرجه أحمد، والنسائي في الكبرى، والبيهقي: ۲۹۳/۴ وغيرهم من طرق عن يحيى بن الحارث به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۱۵، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۳۳۵، نقل المزي في الأطراف: ۱۲۹، ۱۳۸/۲ عن ابن ماجه عن هشام بن عمار عن صدقة بن خالد عن يحيى به، ولم يذكر بقية، والله أعلم.

۷- ابواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۷۱۶- حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نے رمضان کے
 سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ تَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے بھی
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رکھے لیے تو اس نے گویا زمانے بھر روزے رکھے۔“
 رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ يَسْتٍ مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ مسلمانوں پر اللہ کا خاص احسان ہے کہ اس کی رضا کے لیے جو عمل کیا جائے اس کا ثواب بہت زیادہ دیتا ہے۔ اس رحمت الہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ نقلی عبادات بھی ادا کرتے رہنا چاہیے۔ ② اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ روزے عید کے دوسرے دن سے شروع کرنا ضروری نہیں اور مسلسل رکھنا بھی ضروری نہیں تاہم ساتھ ہی رکھ لینے میں آسانی ہے۔ ③ بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ عید کے بعد یہ چھ روزے رکھ کر شوال کی آٹھ تاریخ کو بھی عید ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس دن کچھ اہتمام بھی کرتے ہیں۔ یہ خیال بے اصل ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ ”زمانہ بھر“ یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتِنَالِهَا﴾ (الأنعام: ۱۶۰: ۱۶۰) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوں گے اور اس گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ: فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۴- اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنا

۱۷۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ بْنُ الْمُطَهَّاجِرِ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک
 الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس دن کی وجہ سے اس
 کے چہرے سے جہنم کو ستر سال کے فاصلے تک دور کر

۱۷۱۶- أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعاً لرمضان، ح: ۱۱۶۴ من حديث عبدالله بن نعيم به.

۱۷۱۷- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح: ۳۸۴۰ من حديث يحيى بن سعيد وسهيل بن أبي صالح عن الثعمان، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه، بلا ضرر ولا نفوت حق، ح: ۱۱۵۳ عن محمد بن رُمح من حديث الثعمان به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

الْخُدْرِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، بَاعَدَ اللَّهُ، بِذَلِكَ الْيَوْمِ، النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۱۷۱۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اللَّيْثِيُّ، عَنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، زَحَزَحَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۱۷۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت (۱۷۱۷) اس سے کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② ”اللہ کی راہ میں“ کا مطلب کفار سے جہاد کے وقت روزہ رکھنا ہے بشرطیکہ اس سے کمزوری پیدا ہو جانے کا احتمال نہ ہو۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اس کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھا۔ خلوص نیت سے جو کام کیا جائے وہ اللہ ہی کی راہ میں ہوتا ہے۔ ③ ستر سال کے فاصلے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا فاصلہ ستر سال میں طے کیا جاسکتا ہے۔ اس سے مراد بہت زیادہ دور بھی ہو سکتا ہے فاصلے کی دوری کو واضح کرنے کے لیے ستر سال کی سافت سے تشبیہ دی گئی۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (التحفة ۳۵) باب: ۳۵- ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

۱۷۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدٍ

۱۷۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منی کے ایام کھانے پینے

۱۷۱۸- [إسناده ضعيف] والحديث السابق يعني عنه * عبدالله بن عبدالعزيز اللبني ضعيف، واختلط بآخوه (تقریب).

۱۷۱۹- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۱/۴، ح: ۱۵۲۶۳ عن عبد الرحمن بن سليمان به باختلاف كبير، وللحديث طرق كثيرة جداً، وهو من الأحاديث المتواترة، كما في قطف الأزهار المتناثرة للسيوطي: ۵۱.

ابن عمرو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَدَن هِٔٔ؄
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيَّامُ مِنَى، أَيَّامُ
أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

۱۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ،
عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَسِبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ
نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ
سَحْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَ أَيَّامَ
الشَّرِيقِ فَقَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ
مُسْلِمَةٌ. وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ
وَشُرْبٍ».

۱۷۲۰۔ حضرت بشر بن حمم ؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں خطبہ ارشاد فرمایا
(اس خطبے کے دوران میں) آپ نے فرمایا: ”جنت میں
صرف مسلمان جان ہی داخل ہوگی۔ اور یہ ایام کھانے
پینے کے دن ہیں۔“



فوائد و مسائل: ① ایام تشریق عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دنوں کو کہتے ہیں یعنی ذوالحجہ کی گیارہ بارہ اور تیرہ
تاریخ۔ ② عید الاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کی طرح یہ تین دن بھی قربانی کے دن ہیں اس لیے تیرہ ذوالحجہ کو سورج کے
غروب ہونے تک قربانی کرنا جائز ہے تاہم سب سے زیادہ ثواب دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے۔ رسول اللہ
ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سوا دس قربان کیے اور ان سب کی قربانی دس ذوالحجہ ہی کو دی۔ ③ ایام تشریق
میں روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ عید کی خوشی کے منافی ہے۔ ④ جو شخص حج تمتع ادا کرے اور اسے قربانی کرنے کی
طاقت نہ ہو تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتَ إِلَى الْحَجِّ
عَشْرَةً كَامِلَةً﴾ (البقرہ ۱۹۷:۲) ”تو جس نے حج (کے احرام) تک عمرے کا فائدہ اٹھایا وہ (احرام کھول کر) جو
میسر ہو قربانی سے (وہ کرے) پھر جو شخص (قربانی) نہ پائے تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات
اس وقت جب تم گھر لوٹ آؤ یہ پورے دس (روزے) ہیں۔“ ⑤ ایام تشریق کو مئی کے ایام اس لیے کہا جاتا
ہے کہ حاجی یہ دن مئی میں گزارتے ہیں۔ ⑥ قربانی کے متبادل دس روزوں میں سے جو تین روزے حج کے ایام
میں رکھنے ضروری ہیں وہ یوم عرفہ سے پہلے رکھنے چاہئیں اگر وہ دن گزر جائیں تو ایام تشریق میں رکھے۔

۱۷۲۰۔ [سنادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۱۵ عن وكيع وغيره به، وصححه ابن خزيمة، ج: ۲، ۲۹۶۰،
والبوصيري، وأخرجه النسائي في الكبرى من حديث سفيان به، وتابعه حماد بن زيد، وأخرج أحمد عن شعبة قال
أخبرني حبيب بن أبي ثابت أنه سمع نافع بن جبير به.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام ————— نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

(صحیح البخاری، الصوم، باب صیام أيام تشریق، حدیث: ۱۹۹۸، ۱۹۹۹) ⑤ جنت میں داخل ہونے کے لیے صرف زبان سے اسلام کا اظہار کرنا کافی نہیں بلکہ دل میں اللہ کے احکام کی اطاعت کا جذبہ اور عملی طور پر اس کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں عملی نقص جنت میں فوری داخلے سے رکاوٹ کا باعث ہے۔ جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد یا اللہ کی خصوصی رحمت سے معافی حاصل ہو جانے کے بعد جنت میں داخلہ ممکن ہے البتہ شرک اکبر کا مرتکب اور غیر مسلم جب تک اس شرک اور کفر سے توبہ کر کے نہ مرا ہو دائمی جہنمی ہے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِي التَّهْنِي عَنْ صِيَامِ
يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى (الصفحة ۳۶)
باب: ۳۶۔ عیدین کے دن روزے رکھنے کی ممانعت

۱۷۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۲۱- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ فَرْعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى.

۱۷۲۲- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: ۱۷۲۲- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خطبے سے پہلے نماز شروع کی اور (نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے یعنی عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن۔ عید الفطر کا دن تو تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کا دن ہے اور عید الاضحیٰ کے دن تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى. أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ، فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ. وَيَوْمُ الْأَضْحَى تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ.

۱۷۲۱- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ۱۹۹۵، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ۱۴۰/۸۲۷ من حديث عبد الملك به.

۱۷۲۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ۵۵۷۱، ۱۹۹۰، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۳۷، ومن حديث الزهري به، انظر الحديث السابق.

۷- ابواب ما جاء في الصيام

نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **نوافل و مسائل:** ① نماز عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ ② عید کے خطبے میں عید کے متعلق مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ③ عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا گویا مسلمانوں کی اجتماعی خوشی سے لائق ہونے کا اظہار ہے جو ایک مسلمان کا کام نہیں۔ ④ عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے عملی طور پر روزوں سے فارغ نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح گویا اللہ کے مقرر کردہ فرض میں خود ساختہ اضافہ کر دیا جاتا ہے جو بہت برافضل ہے۔ ⑤ جس طرح قربانی کرنا اللہ کے حکم کی تعمیل ہے اسی طرح قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ کچھ کھاپی لینا بھی اللہ کی نعمت کا شکر ہے۔ اس دن روزہ رکھنا اس شکر سے پہلو تہی اور اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ: فِي صِيَامِ يَوْمِ

الْجُمُعَةِ (التحفة ۳۷)

۱۷۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے 'سوائے اس صورت کے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھ لیا جائے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمَ قَبْلَهُ، أَوْ يَوْمَ بَعْدَهُ.

🌞 **نوافل و مسائل:** ① جمعے کے دن مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اس لیے اس دن کا اکیلا روزہ رکھنا ایک لحاظ سے عید کے دن روزہ رکھنے سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ ② جمعرات کا روزہ رکھنا مسنون ہے جیسے کہ حدیث: ۱۷۳۹

۱۷۴۰ میں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ملا کر جمعے کا روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے۔ ③ اسی طرح اکیلے ہفتے کے دن کا روزہ بھی ممنوع ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۷۲۶) البتہ جمعے اور ہفتے کے دنوں کو ملا کر روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔

۱۷۲۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۷۲۴- حضرت محمد بن عباد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس دوران میں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ بْنِ جَعْفَرٍ

۱۷۲۳- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة... الخ، ح: ۱۹۸۵ من حديث الأعمش به، ومسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته، ح: ۱۱۴۴ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.

۱۷۲۴- أخرجه البخاري، الصوم، الباب السابق، ح: ۱۹۸۵ من حديث عبد الحميد به، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۴۳ من حديث سفیان بن عینة به.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَا أَطُوفُ بِالنَّبِيِّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَرَبُّ هَذَا النَّبِيِّ. رب کیا! سے سوال کیا: کیا نبی ﷺ نے مجھے کاروزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، قسم ہے اس گھر کے

☀️ فوائد و مسائل: ① طواف کعبہ کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے تاہم فضول بات چیت سے اجتناب کرتے ہوئے دعاؤد کر میں مشغول رہنا افضل ہے۔ ② اللہ کی مخلوق کی قسم کھانا حرام ہے لیکن اللہ کا ذکر اس کی کسی صفت کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں اس لیے کعبہ کی قسم کھانے کے بجائے کعبہ کے رب کی قسم کھانی چاہیے۔ ⑤ کسی بات کی تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے، لیکن بلا ضرورت کثرت سے قسمیں کھانا اچھا نہیں اور جھوٹی قسم تو بہت برا گناہ ہے۔

۱۷۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۱۷۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت أَنبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَلَّمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جیسے کا روزہ کم ہی چھوڑتے دیکھا ہے۔

☀️ فائدہ: یہ حدیث گزشتہ احادیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب جمعے کا روزہ رکھا تو اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتے کے دن کا روزہ بھی رکھا ہوگا۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ (النحلة ۳۸) باب: ۳۸۔ ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا

۱۷۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۲۶۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ ثَوْرٍ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو سوائے اس روزے کے جو تم پر فرض ہو۔ اگر کسی کو

۱۷۲۵۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود السجستاني، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ۲۴۵۰ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

۱۷۲۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب النهي أن يخص يوم السبت بصوم، ح: ۲۴۲۱ عن حميد بن مسعدة به، وحسنه الترمذي، ح: ۷۴۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۶۴، والحاكم ۴۳۵/۱، والذهبي، وابن السكن، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَصُومُوا يَوْمَ النَّبْتِ إِلَّا فِيمَا اقْتَرَضَ عَلَيْكُمْ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا عُودَ عَنَبٍ، أَوْ لِحَاءَ شَجَرَةٍ، فَلْيُمِصَّهُ».

محض انگور کی شاخ یا کسی درخت کی چھال ہی ملے تو اسی کو چوس لے۔

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حَبِيبٍ، عَنْ ثَوْبٍ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، عَنْ أُخْتِهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَذَكَّرَ نَحْوَهُ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ روایت ہمیں حمید بن مسعدہ نے سفیان بن حبیب سے انھوں نے ثوب بن یزید سے انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے عبد اللہ بن بسر سے ان کی بہن سے ان کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کی۔

🌞 قاعدہ: اس سے بھی اکیلے ہفتے کے دن کے روزے کی ممانعت ثابت ہوئی۔ فرض روزے رکھتے ہوئے یہ دن بھی آتا ہے لیکن وہ اکیلا ہفتے کے دن کا روزہ نہیں ہوتا اسی طرح قضا روزے رکھتے ہوئے یہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہفتے کے دن نہ رکھا جائے اسی طرح اللہ کا اگر ہفتے کے دن کا روزہ آپڑے مثلاً: کسی کا ایک روزہ رہ گیا تھا اس کی قضا میں اس نے روزہ رکھا اٹھا تلافی ہفتے کا دن تھا روزہ رکھنے والے کا ارادہ ہفتے کو اہمیت دینے کا نہیں تھا یا دودھ لٹکا والا روزہ رکھتے ہوئے جمرات گوروزہ رکھا تو اب ہفتے کو پھر سوموار کو روزہ رکھنا ہوگا تو ایسی صورتوں میں جمع نہیں ہوگا۔



(المعجم ۳۹) - بَابُ صِيَامِ الْعَشْرِ
(التحفة ۳۹)

باب: ۳۹- ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے

۱۷۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِیْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَيْتَامَ، الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ، مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي الْعَشَرَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۱۷۲۷- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیا ہو اگلے اللہ کو ان دنوں (میں کیے ہوئے اسی عمل) سے زیادہ محبوب ہو۔“ یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟“ فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں! مگر جو شخص اپنی جان اور پتہ مال لے کر (جہاد

قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. إِلَّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ» (میں) نکلا پھر کچھ بھی لے کر واپس نہ آیا۔
رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ایام ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ ② نقل روزوں میں ذوالحجہ کے پہلے نو ایام کے روزے زیادہ افضل ہیں ان میں سے نو ذوالحجہ کا روزہ زیادہ افضل ہے۔ ③ ان افضل ایام میں انجام دیا جانے والا ہر عمل دوسرے ایام سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان ایام کا روزہ بھی دوسرے ایام کے روزوں سے افضل ہے البتہ دس ذوالحجہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں اس لیے پہلے عشرہ کے روزوں سے مراد پہلے نو دن کے روزے ہیں۔ ④ ان ایام میں کیا ہوا جہاد دوسرے ایام کے جہاد سے افضل ہے۔ صحابہ کرام کے اس سوال ”وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ سے پتہ چلا کہ جہاد دوسری نیکیوں سے افضل عبادت ہے۔ اسی طرح اس حدیث کے عموم سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان مبارک ایام میں کیا ہوا کوئی بھی عمل دیگر ایام میں کیے ہوئے عمل یا جہاد سے افضل ہے۔

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شُبَّانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ وَاصِلٍ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ الدُّنْيَا أَيَّامٌ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ شُبْحَانَهُ أَنْ يَتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا، مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ. وَإِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ، وَلَيَلَّةُ فِيهَا بِلَيَلَةِ الْقَدْرِ».

۱۷۲۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کے دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ کو ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک ایک رات شب قدر کے برابر ہے۔“

۱۷۲۹۔ حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ الْعَشْرِ قَطُّ.

۱۷۲۹۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دس دنوں میں کبھی روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۱۷۲۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في أيام العمل في أيام العشر، ح: ۷۵۸ من حديث مسعود بنه، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ۱۳۸۲ لعلته.

۱۷۲۹۔ أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشر ذي الحجة، ح: ۱۱۷۶ من حديث إبراهيم بنه.

۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① ممکن ہے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اطلاع نہ ہوئی ہو کہ نبی ﷺ اس دن روزے سے ہیں تاہم ام المومنین رضی اللہ عنہا خود عرفہ کے دن کا روزہ رکھتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دوسرے صحابہ یا صحابیات (رضی اللہ عنہن) سے اس روزے کی فضیلت کا علم ہو گیا تھا۔ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ ان ایام میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ بعض دنوں کا روزہ رکھ لیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ
باب: ۴۰- عرفہ کے دن کا روزہ
(التحفة ۴۰)

۱۷۳۰- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفہ کے دن کے روزے کی وجہ سے میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس سے پہلے سال بھر کے اور اس کے بعد کے سال بھر کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

۱۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَةَ: أَنبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ».

۱۷۳۱- حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے عرفہ کے دن روزہ رکھا اس کے ایک سال آگے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۱۷۳۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل متحقق لکھتے ہیں یہ سداً ضعیف ہے البتہ گزشتہ حدیث (۱۷۳۰) اس سے کفایت کرتی ہے کیونکہ یہ سابق حدیث کے ہم معنی ہی ہے دیگر متحققین نے بھی اسے گزشتہ حدیث کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل ۱۱۰۹/۳ و سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد: حدیث: ۱۷۳۱) ② عرفہ کے دن سے مراد ذوالحجہ کی تواریخ ہے۔ اسے عرفہ

۱۷۳۰- [صحیح] تقدم، ح: ۱۷۱۳.

۱۷۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۵/۱۹، ح: ۸ من حديث هشام به، وانظر، ح: ۳۴۵ لعلته، والحدیث السابق یغنی عنه، وقيل رواه زيد بن أسلم عن عیاض به، واللہ اعلم.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

کا دن اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن حاجی عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وقوف عرفات حج کا عظیم ترین رکن ہے، جو شخص اس دن عرفات میں نہ پہنچ سکے اس کا حج نہیں ہوتا۔ ⑤ اس قسم کی احادیث میں گناہوں کی معافی سے مراد عام طور پر صغیرہ گناہ ہوتے ہیں لیکن اخلاص نیت کی وجہ سے شاید بعض کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جائیں۔ ⑥ بعض لوگ عرفے کا روزہ اس دن رکھتے ہیں جس دن سعودی عرب میں ۹ ذوالحجہ ہوئیہ درست نہیں کیونکہ جو عبادات اوقات مقررہ سے تعلق رکھتی ہیں ان میں عمل کرنے والے کے مقام کا اعتبار ہوتا ہے۔ جس طرح ہم پاکستان میں ظہر کی نماز مکہ میں سورج ڈھل جانے تک مؤخر نہیں کرتے یا مدینہ میں سورج غروب ہو جانے تک یہاں روزہ کھانا مؤخر نہیں کر سکتے اسی طرح تاریخ میں بھی ہر شہر میں مقامی طور پر چاند نظر آنے یا نہ آنے پر دار و مدار ہے۔ نیز تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۶۵۲ کے فوائد و مسائل۔

۱۷۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنِي
حَوْشَبُ بْنُ عَقِيلٍ: حَدَّثَنِي مَهْدِيُّ الْعُبَيْدِيِّ،
عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ
فِي بَيْتِهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ
بِعَرَفَاتٍ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ.

۱۷۳۲ - حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے عرفات کے میدان میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

☀ فائدہ: مذکورہ حدیث میں یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے لیکن یہ حجاج کرام کے ساتھ خاص ہے کہ آپ نے حاجیوں کو اس دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب صوم یوم عرفہ، حدیث: ۱۹۸۸) نیز حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا و مناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے اس لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت گزشتہ احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ
باب: ۳۱ - عاشورے کا روزہ
(التحفة ۴۱)

۷- أبواب ما جاء في الصيام

۱۷۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ عَاشُورَاءَ، وَيَأْمُرُ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاشورا (دس محرم) کے دن روزہ رکھتے تھے اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

۱۷۳۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ. فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا. فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى، وَأَغْرَقَ فِيهِ فِرْعَوْنَ، فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ» فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو (عاشورا کا) روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے (اس نعمت کے) شکر کے طور پر روزہ رکھا (اس لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔“ چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔



🌞 فوائد و مسائل: ① ”حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی تباہی پر جو خوشی ہوئی اس میں ہم بھی شریک ہیں کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے شرک پر توحید کی فتح کا اظہار ہے۔ اور صحیح توحید پر ہم مسلمان قائم ہیں نہ کہ تم یہودی جو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہو کیونکہ تم نے تو اپنے مذہب میں اتنا شرک شامل کر لیا ہے کہ تم فرعون کے شرکیہ مذہب سے قریب تر ہو گئے ہو۔ ② شکر کے طور پر عبادت کرنا پہلی امتوں میں بھی مشروع تھا۔ ہماری شریعت میں بھی عبادۂ شکر یا نماز شکرانہ یا شکر کے طور پر روزہ رکھنا یا صدقہ دینا مشروع ہے۔ ③ ہماری شریعت کی عبادات سابقہ شریعتوں کی عبادت سے ایک حد تک مشابہت رکھنے کے باوجود ان سے مختلف ہیں۔ روزے کے متعدد مسائل میں یہ امتیاز ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عاشورا

۱۷۳۳- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۱، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۲۵ وغيرهما عن الزهري به مطولاً، وفيه: "فلما فرض رمضان كان من شاء صام يوم عاشوراء ومن شاء أفطر".

۱۷۳۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۴، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۳۰ وغيرهما من حديث أيوب عن عبدالله بن سعيد بن جبيرة عن أبيه به، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن سعيد به.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

کے روزے میں یہ امتیاز اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ وہ لوگ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لینے کا حکم فرمایا اس کے لیے دن کی تعیین کی بابت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث: ”یہودی کی مخالفت کرو، ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو“ تو ضعیف ہے، تاہم حضرت ابن عباس ہی سے موقوفاً مروی ہے: یہودی کی مخالفت کرو، نو اور دس محرم کا روزہ رکھو۔ علمائے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہذا بہتر اور راجح موقف یہی کہ دس کے ساتھ نو کا روزہ رکھا جائے، اگر نو کا روزہ نہ رکھ سکے تو مخالفت یہودی کے پیش نظر گیارہ کا روزہ بھی ان شاء اللہ مقبول ہوگا۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے (الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد: ۵۲/۳)

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۳۵۔ حضرت محمد بن یحییٰ الناصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن ہمیں فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم میں سے بعض نے کھانا کھایا ہے بعض نے نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کرو جس نے کھانا کھایا ہے (وہ بھی باقی دن کا روزہ رکھے) اور جس نے نہیں کھایا (وہ بھی روزہ رکھ لے) اور عروض والوں کو بھی کہلا بھیجو کہ وہ دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کریں۔“ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ ”عروض“ والوں سے آپ کی مراد مدینہ کے قرب و جوار کے لوگ تھے۔

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْبٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفِيٍّ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ: «مِنْكُمْ أَحَدٌ طَعِمَ الْيَوْمَ؟» قُلْنَا: «مِنَّا طَعِمَ وَمِنَّا لَمْ يَطْعَمْ». قَالَ: «فَاتِمُوا بِقِيَّةِ يَوْمِكُمْ. مَنْ كَانَ طَعِمَ وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْ. فَأَرْسِلُوا إِلَى أَهْلِ الْعُرُوضِ فَلْيَتِمُوا بِقِيَّةِ يَوْمِهِمْ» قَالَ بَعْنِي أَهْلَ الْعُرُوضِ حَوْلَ الْمَدِينَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عاشورا کا روزہ مستحب ہے تاہم دوسری احادیث کی روشنی میں اکیلے دس محرم کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ نو محرم کا روزہ بھی رکھ لینا چاہیے۔ ② اگر دن کے وقت چاند ہونے کی اطلاع ملے تو باقی دن کا روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو دن کا کچھ حصہ گزر چکا تھا پھر بھی باقی دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

۱۷۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۷۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۱۹۲/۴، الصيام، إذا طهرت الحائض أو قدم المافر في رمضان هل يصوم بقية يومه، ح: ۲۳۲۲، وأحمد: ۳۸۸/۴ من حديث حصين به، وصححه البوصيري.

۱۷۳۶۔ أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟، ح: ۱۱۳۴، والنسخة الهندية: ۳۵۹/۱ من ۴۹

۷- ابواب ما جاء في الصيام - نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَرْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَنْ يَبْقِيَ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ الْيَوْمَ التَّاسِعَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو تارخ کا روزہ ضرور رکھوں گا۔“

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَرْبٍ. زَادَ فِيهِ: مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَهُ عَاشُورَاءُ.

ابوعلی نے کہا کہ احمد بن یونس نے ابن ابی ذہب سے یہ روایت بیان کی تو یہ اضافہ بھی بیان کیا: ”(یہ آپ نے) اس خطرے کے پیش نظر (فرمایا) کہ عاشورے کا روزہ چھوٹ نہ جائے۔“

فوائد و مسائل: ① نو محرم کو روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنے کا بھی ارادہ فرمایا تاکہ اہل کتاب سے فرق بھی ہو جائے اور افضل دن کے روزے کا ثواب بھی مل جائے۔

② راوی نے جو بیان فرمایا کہ آپ نے تارخ کا روزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا تو وہ اس لیے تھا کہ دس تارخ کا روزہ چھوٹ نہ جائے تو یہ حکم بھی ممکن ہے لیکن پہلی وجہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

١٧٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ ذَكَرَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَرِهَهُ فَلْيَدَعْهُ».

١٤٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشوراء کے دن کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”زمانہ جاہلیت کے لوگ اس دن روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ اب جو شخص اس کا روزہ رکھنا چاہتا ہے رکھ لے اور جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا چھوڑ دے۔“

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ یہ روزہ فرض نہیں البتہ ثواب کا کام ضرور ہے۔ ② جاہلیت کے

«حدیث وکیع بہ، قلت: وقع في نسخة محمد فؤاد: 'عن عبدالله بن عمير (لعله قال عن عبدالله بن عباس)' والقصوب: 'عن عبدالله بن عمير عن عبدالله بن عباس' بدون الشك كما في الهندية، والنسخ الهندية للكتب الستة من أنفس النسخ في الدنيا فيما أعلم، ومن شاء التحقيق فليراجعها.

١٧٣٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٢٦ عن محمد بن رمح وغيره به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نفل روزوں سے متعلق احکام و مسائل

جس کام کی تائید قرآن و حدیث سے ہو جائے وہ ہماری شریعت کا حکم بن جاتا ہے پھر اسے جاہلیت کا کام سمجھ کر نہیں بلکہ اسلام کا حکم سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے اور جس کام سے منع کر دیا جائے وہ بالکل حرام ہوتا ہے۔ جس کام کے بارے میں حکم یا ممانعت کی دلیل نہ ملے اس سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بہت سے کاموں میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی ہے حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ کفار کی مخالفت اسلام کا ایک اصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لیے مشورہ ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ناقوس بجانے اور آگ جلانے کی تجویز رد کر دی کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مسئله ابن ماجہ،

الأذان، باب بدء الأذان، حدیث: ۷۰۷)

۱۷۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: ۱۷۳۸- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: أُنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيُّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمٍ عَاشُورَاءَ، إِنِّي أُحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يَكْفَرَ السَّنَةُ الَّتِي قَبْلَهُ».

۱۷۳۸- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عاشورا کے دن کے روزے سے میں اللہ سے اس قدر ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ اس سے پہلے ایک سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔“

باب: ۴۲- سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

(المعجم ۴۲) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ (التحفة ۴۲)

۱۷۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۷۳۹- حضرت ربیعہ بن عاز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ سوموار اور جمعرات کے روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔

۱۷۳۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْأَعَاذِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

☀ فائدہ: اہتمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قصد کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اس دن روزہ ترک نہ کیا جائے۔ اس اہتمام کی وجہ کیا تھی؟ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

۱۷۳۸- [صحیح] تقدم، ح: ۱۷۱۳.

۱۷۳۹- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۴۹.

۱۷۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) فرمایا: ”سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرمادیتا ہے مگر وہ دو آدمی جو آپس میں قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انھیں چھوڑ دو حتیٰ کہ صلہ کر لیں۔“

۱۷۴۰- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مُخَلَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ شَهْبَلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ؟ فَقَالَ: «إِنَّ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ يَغْفِرُ اللَّهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ. إِلَّا مَتَهَا جَرَيْنِ. يَقُولُ: دَعَهُمَا حَتَّى يَضْطَلِحَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① سوموار اور جمعرات کو نفل روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② روزہ ایک بڑا نیک عمل ہے جس کی برکت سے مغفرت کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔ ③ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بلاوجہ ناراض رہنا بڑا گناہ ہے۔ ④ کسی دینی وجہ سے ناراضی رکھنا اور اہل و عیال کو تنبیہ کرنے کے لیے ناراض ہو جانا اس وعید میں شامل نہیں۔ ⑤ بعض لوگوں نے سوموار کے روزے سے عید میلاد کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے سوموار کے دن پیدا ہونے پر علمائے کرام کا اتفاق ہے لیکن یہ استدلال محل نظر ہے اس لیے کہ اس دن روزہ رکھنا سنت ہے نہ کہ عید منانا اور عید روزے کے منافی ہے نیز ہفت روزہ عید پر سالانہ عید کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ ربیع الاول رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہر سال آتا رہا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مہینے میں عید نہیں منائی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ: از حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ)



باب ۴۳- حرمت والے مہینوں کے روزے

(المعجم ۴۳) - بَابُ صِيَامِ أَشْهُرِ الْحُرْمِ (التحفة ۴۳)

۱۷۴۱- حضرت ابو مجیبہ ہاشمی رضی اللہ عنہ اپنے والد یا

۱۷۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۴۰- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ۷۴۷ من حديث أبي عاصم الضحاك به لفظ: أن رسول الله ﷺ قال: "تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس، فأجاب أن يعرض عملي وأنا صائم"، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أحمد: ۳۲۹/۲ عن أبي عاصم به مطولاً، وصححه البوصيري، وابن الملقن، ح: ۱۰۱۴.

۱۷۴۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم أشهر الحرم، ح: ۲۴۲۸ من حديث سعيد

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمُجَرِّدِيِّ،
عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي مُجِيْبَةَ الْبَاهِلِيِّ،
عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ
فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنَا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتُكَ
عَامَ الْأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا لِي أَرَى جِسْمَكَ
نَاجِلًا؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَكَلْتُ
طَعَامًا بِالنَّهَارِ. مَا أَكَلْتُهُ إِلَّا بِاللَّيْلِ. قَالَ:
«مَنْ أَمَرَكَ أَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ؟» قُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَقْوَى. قَالَ: «صُمَّ شَهْرَ
الصَّبْرِ وَيَوْمًا بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى.
قَالَ: «صُمَّ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ»
قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى. قَالَ: «صُمَّ شَهْرَ الصَّبْرِ
وثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بَعْدَهُ. وَصُمَّ أَشْهُرَ الْحُرَمِ».

چچا ﷺ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نبی
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے
نبی! میں وہی شخص ہوں جو پچھلے سال آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ میں
تمہارے جسم کو کمزور دیکھتا ہوں؟“ میں نے کہا: اللہ کے
رسول! میں نے کبھی دن کے وقت کھانا نہیں کھایا (ہمیشہ
روزہ رکھتا ہوں) صرف رات کو کھانا کھاتا ہوں۔ آپ
نے فرمایا: ”تجھے کس نے اپنی جان کو عذاب میں ڈالنے
کا حکم دیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!
میں طاقت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صبر کے
مہینے (رمضان) کے روزے رکھ اور اس کے بعد ایک
دن روزہ رکھ لے۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں
زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ماہ صبر کے
روزے رکھ اور اس کے بعد دو روزے (نفلی) رکھ
لے۔“ میں نے کہا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ
نے فرمایا: ”ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد تین
دن (اور روزے رکھ لے) اور حرمت والے مہینوں میں
روزے رکھ۔“

🌞 فائدہ: حرمت والے مہینے یہ ہیں: ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور رجب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ
الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كَتَبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ
حُرُمٌ﴾ (التوبة ۳۶: ۹) ”بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے اللہ کی کتاب میں: جس دن
سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا“ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔“

۱۷۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

﴿الجري به، لم يبين لي من حال مجيبة شي، والله أعلم.

۱۷۴۲- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ۱۱۶۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے اس مہینے کے جسے تم لوگ محرم کہتے ہو۔“

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُمَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الصَّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: «شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① محرم کو اللہ کا مہینہ کہنے سے اس کے شرف و فضل کی طرف اشارہ ہے جیسے بیت اللہ ﷻ نازلہ اللہ اور روح اللہ میں اللہ کی طرف نسبت شرف و فضل کے اظہار کے لیے ہے۔ ② محرم میں نفل روزے رکھنا دوسرے مہینوں کے نفل روزوں سے افضل ہے۔

۱۷۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رجب میں روزے رکھنے سے منع فرمایا۔

۱۷۴۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَائِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ.

۱۷۴۴- محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما حرمت والے مہینوں کے روزے رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”شوال کے مہینے کے روزے رکھو۔“ چنانچہ انھوں نے حرمت والے مہینوں کے روزے چھوڑ دیے اور وفات

۱۷۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ بَرِيدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ يَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُمْ

۱۷۴۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۴۸/۱۰، ح: ۱۰۶۸۱ من حديث إبراهيم بن المنذر به داود بن عطاء ضعيف (تقريب)، متفق على تضعيفه (حاشية السندي)، والحديث ضعفه ابن الجوزي، والذهبي.

۱۷۴۴- [إسناده ضعيف] * محمد بن إبراهيم التيمي ثقة، وقال الحافظ في التهذيب: "وأرسل عن أسيد بن حضير وأسامه".

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام روزہ افطار کرانے کے ثواب کا بیان

سَوَّالًا «فَتَرَكَ أَشْهَرَ الْحُرُمِ. ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَصُومُ سَوَّالًا حَتَّى مَاتَ.

(المعجم ۴۴) - بَابُ: فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ (التحفة ۴۴)

۱۷۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَرَّرُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ جُمَهَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ. وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ».

۱۷۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کی زکاة ہوتی ہے اور جسم کی زکاة روزہ ہے۔“

زَادَ مُحَرَّرُ بْنُ سَلَمَةَ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّيَامُ يَصْفُ الصَّبْرَ».

ایک روایت کے راوی محرز نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ آدھا صبر ہے۔“

(المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا (التحفة ۴۵)

باب: ۴۵- روزے دار کو افطار کرانے کا ثواب

۱۷۴۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَخَالِي يَعْلَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ. وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ كُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِمْ. مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْئًا».

۱۷۴۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا“ اسے ان (روزے داروں) کے برابر ثواب ملے گا لیکن ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔“

۱۷۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۷/۳ عن ابن المبارك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۵۱ لعلته، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق لا يصح منها شيء.

۱۷۴۶- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل من فطر صائما، ح: ۸۰۷ من حديث عبد الملك ابن أبي سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶۴، وابن حبان (موارد)، ح: ۸۹۵.

۷- أبواب ما جاء في الصيام..... روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھانے کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① روزے دار کا روزہ افطار کرنا ایک عظیم نیکی ہے۔ ② روزہ افطار کرانے کے لیے صبح توفیق کوئی بھی چیز پیش کی جاسکتی ہے۔ پیٹ بھر کھانا ضروری نہیں۔ اگر کھائے تو اس کا الگ سے ثواب ہوگا۔ ③ افطار کرنا نیکی میں تعاون ہے اور نیکی کے ہر کام میں تعاون اس نیکی میں شرکت ہے خواہ بظاہر معمولی ہو۔ ④ روزہ کھلوانے والے کو ثواب روزہ رکھنے والے کے حصے میں سے نہیں ملتا اسی طرح کسی بھی نیکی کے کام میں اگر کوئی تعاون پر آمادہ ہو تو اس سے تعاون قبول کرنا چاہیے کیونکہ اس سے کام انجام دینے والے کا درجہ کم نہیں ہو جاتا۔

۱۷۴۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى اللُّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ نَابِثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَفْطَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ» رَحِمَتْ كِي دَعَائِيں كَرِيں۔

🌞 فائدہ: مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھانے کے بعد میزبان کو دعا دے۔ اور دعا دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا سنون الفاظ کہے۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ: فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ (التحفة ۴۶)

۱۷۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَهْلٌ. قَالُوا: حَدَّثَنَا

۱۷۴۸- حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو

۱۷۴۷- [صحیح] أخرجه ابن حبان في صحيحه (موارد)، ح: ۱۳۵۳ من حديث هشام بن عمار به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف مصعب بن ثابت"، وقال الحافظ ابن الحديث وكان عابداً (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ۳۸۵۴ وغيره إلا قوله: "أفطر رسول الله ﷺ"، ولهذا القول شواهد عند أحمد: ۱۱۸/۳ وغيره، والحديث صحيحه العراقي، وابن الملقن وغيرهما.

۱۷۴۸- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده، ح: ۷۸۵، ۷۸۶ من حديث شعبه به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، وابن حبان (موارد)، ح: ۹۵۳، ليلى ونفها الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم، فحديثها لا ينزل عن درجة الحسن.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام روزے دار کو کھانے کی دعوت دینے سے متعلق احکام و مسائل

وَكَيْفَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ
لَأَنْصَارِيٍّ، عَنْ أَمْرِؤَةٍ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى، عَنْ
أُمِّ عُمَارَةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَّبَنَا
إِلَيْهِ طَعَامًا. فَكَانَ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ صَائِمًا.
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّائِمُ إِذَا أَكَلَ
عِنْدَهُ الطَّعَامُ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ».

۱۷۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى:
حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَالٍ: «الْعَدَاءُ يَا بِلَالُ»
فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«تَأْكُلُ أَرْزَاقَنَا. وَفَضْلُ رِزْقِي بِلَالٍ فِي
الْحِجَةِ. أَنْ شَعَرْتَ، يَا بِلَالُ أَنَّ الصَّائِمَ
تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أَكَلَ
عِنْدَهُ؟»

۱۷۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۱۷۴۹۔ حضرت سلیمان بن بربیدہ اپنے والد حضرت
بریدہ بن حبیب اہل بیت سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بلال!
کھانا کھا لو“ انھوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”ہم لوگ اپنا رزق کھا رہے ہیں اور
بلال (رضی اللہ عنہ) کا بچا ہوا رزق جنت میں (محفوظ) ہے۔
بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ روزے دار کے پاس جب
تک کھانا کھایا جاتا رہے اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی
ہیں اور فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے
رہتے ہیں؟“

باب: ۴۷۔ جب روزے دار کو
کھانے کی دعوت دی جائے

(المعجم ۴۷) - بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ
وَهُوَ صَائِمٌ (التحفة ۴۷)

۱۷۴۹۔ [إسناده موضوع] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان من حديث بقة به * محمد بن عبد الرحمن قال الحافظ
في التقریب: "هو القشيري... كذبوه"، وقال أبو حاتم: "متروك الحديث يكذب"، وقال ابن عدي: "هو من
مشايخ بقة المجهولين، منكر الحديث" (تهذيب)، وقال البوصيري: "متفق على تضعيفه".

۱۷۵۰۔ أخرجه مسلم، الصيام، باب نذب الصائم إذا دعى إلى طعام ولم يرد الإفطار... الخ، ح: ۱۱۵۰ عن أبي
بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام..... روزے دار کو کھانے کی دعوت دینے سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ عَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، دِي جَاءَ أَوْ رُوِيَ رُزْءٌ سَهُوًا أَسَاطِيسَ كَقَبْ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا
دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ صَائِمٌ،
فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ کھول کر
دعوت قبول کر لے اور کھانے میں شریک ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ کھانے سے معذرت کر لے۔ ② روزہ
دار کا دعوت دینے والے کو بتانا کہ میں روزے سے ہوں ریا کاری میں شامل نہیں کیونکہ اس کا مقصد اپنی نیکی کا
اعلان نہیں بلکہ اپنے عذر کا اظہار ہے۔ ③ یہ حکم نقلی روزے کے لیے ہے۔ فرضی روزہ کھولنا جائز نہیں سوائے
اس کے کہ سفر یا مرض وغیرہ کا ایسا معقول عذر موجود ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے روزہ چھوڑنا شرعاً جائز ہو گیا ہو۔

۱۷۵۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ۱۷۵۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
السَّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَنَّ أَبَا إِبْرَاهِيمَ
جُرَيْجَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ،
وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيَجِبْ. فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ،
وَأِنْ شَاءَ تَرَكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① روزہ دار اپنا روزہ قائم رکھتے ہوئے بھی دعوت میں شریک ہو سکتا ہے اس کا حاضر ہونا ہی
دعوت دینے والے کے لیے خوشی کا باعث ہوگا اور اس چیز کا اظہار ہوگا کہ دعوت میں شریک نہ ہونے کا سبب کوئی
ناراضی نہیں۔ ② اگر روزہ دار کھانے میں شریک نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت دینے والے کو دعا دے۔ ارشاد
نبوی ہے: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ سَكَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ، وَإِنْ سَكَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ»
(صحیح مسلم، النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، حدیث: ۱۳۳۱) ”جب کسی کو دعوت دی
جائے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر روزے سے ہو تو دعا کرے (یا نماز پڑھے) اور اگر روزے سے نہ ہو تو
کھانا کھالے۔“ ③ فلیصل کا مطلب نماز پڑھنا بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح روزے دار کو نماز کا ثواب مل
جائے گا اور حاضرین کو نماز کی برکت حاصل ہو جائے گی۔

۱۷۵۱۔ أخرجه مسلم، النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۰ من حدیث أبي عاصم وغيره به.



۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے دار کو کھانے کی دعوت دینے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ

دَعْوَتُهُ (التحفة ۴۸)

نہیں ہوتی

۱۷۵۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۷۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی دعا روئیں ہوتی: انصاف کرنے والا حکمران اور افطار کرنے تک روزہ دار اور مظلوم کی دعا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے بادل کے اوپر اٹھائے گا اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا“ خواہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعْدَانَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ سَعْدِ، أَبِي مُجَاهِدٍ الطَّائِيِّ وَكَانَ يَفْقَهُ، عَنْ أَبِي مُدَّةٍ وَكَانَ يَفْقَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ. وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ. وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ دُونَ الْعَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَا تُنْصَرَنُكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① روزہ کو ملنے کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے اس لیے اس موقع پر اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے خیر و برکت اور ضروریات پوری ہونے کی دعا کرنا مناسب ہے۔ ② ظلم سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن جائے گا۔“ (صحیح البخاری، المظالم، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، حدیث: ۳۳۳۷) ③ مظلوم کی دعا سے مراد ظالم کے خلاف بددعا ہے یا ظلم سے نجات کے لیے اللہ سے دعا ہے۔ ④ بادل سے مراد وہ بادل ہے جو اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: ﴿يَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا﴾ (الفرقان ۲۵: ۲۵) ”جس دن بادلوں کے ساتھ آسمان پھٹ جائے گا اور فرشتے پے درپے (نیچے) اتارے جائیں گے۔“

۱۷۵۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۷۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۷۵۲- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "سبق المفردون... الخ"، ح: ۳۵۹۸ من حديث سعدان به، وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۰۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۲۴۰۸، ۲۴۰۷ * أبو مددة وثقه الترمذي، وابن خزيمة وغيرهما، فحديثه لا يتردد عن درجة الحسن.

۱۷۵۳- [حسن] أخرجه الحاكم: ۴۲۲/۱ على تصحيح في السند من حديث الوليد به، وصححه البوصيري، وقال: "رجاله ثقات"، وحسنه الحافظ في أمالي الأذكار * إسحاق بن عبيد الله المدني وثقه ابن حبان، والبوصيري، ونقل البوصيري عن الذهبي قال: "صدوق"، ولحديثه شاهد عند الضياء في المختارة وغيره.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

عید الفطر کے دن نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کھانے کا بیان

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزے دار کے لیے روزہ کھولتے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو روزہ نہیں ہوتی۔“

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ابْنَ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لِدَعْوَةً مَا تُرَدُّ».

عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روزہ افطار کرتے وقت یوں کہتے سنا: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ، الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي] ”اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے کہ تو میری مغفرت فرمادے۔“

قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ، إِذَا أَفْطَرَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ، الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، أَنْ تَغْفِرَ لِي.

باب: ۳۹- عید الفطر کے دن نماز عید کے

لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھانے کا بیان

۱۷۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ عید الفطر کے دن اس وقت تک (نماز عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے جب تک چند کھجوریں نہ کھا لیتے۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ (التحفة ۴۹)

۱۷۵۴- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ تَمْرَاتٍ.

🌞 فائدہ: عید الفطر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے کچھ کھالینا مسنون ہے تاکہ روزوں کے ایام سے فرق ہو جائے۔

۱۷۵۵- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۷۵۵- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ:

۱۷۵۴- أخرجه البخاري، العبدین، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ۹۵۳ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

۱۷۵۵- [إسناده ضعيف جداً] وضعفه البوصري، جبارة، انظره، ح: ۷۴۰، ومندل، انظره، ح: ۱۲۴۷، وقد تقدما، وعمر بن صهان ضعيف (تقريب).

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام - روزوں کی تغائے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا مَنْذُلُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يُغْدِيَ أَصْحَابَهُ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ.

ہے کہ نبی ﷺ عید الفطر کے دن ٹکٹے سے پہلے صحابہ کرام کو صدقہ فطر میں سے کچھ کھالیتے تھے۔

۱۷۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوَابُ بْنُ عُثْبَةَ الْمَهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ. وَكَانَ لَا يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى يَرْجِعَ.

۱۷۵۶- حضرت بریدہ بن حبیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھائے بغیر (عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے اور قربانی کے دن (نماز عید سے) واپسی تک نہیں کھاتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عید الاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کھانا نہ کھانا مسنون ہے۔ ② عوام اس اجتناب کو روزہ کہہ دیتے ہیں یہ غلط ہے۔ عید کے دن روزہ رکھنا جائز ہے نہ نماز عید سے پہلے کھانا کھانے سے اجتناب کو روزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۵۰) - بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ
کی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں

اور وہ قضا ادا کیے بغیر فوت ہو جائے

۱۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَّاهُ: "بِوَضْعِ اسْ حَالِ مِ فُوتِ هُوَ جَائِئِ كَاسِ كَ فُوتِ مَهِ رَمَضَانَ كَ رُوزِ

۱۷۵۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ۵۴۲ من حديث ثواب به، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۵۹۳ وابن خزيمة، ح: ۱۴۲۶، والحاكم ۱/ ۲۹۴، والذهبي، وابن القطان القاسي * ثواب وثقه ابن معين - على الرجوع - وابن حبان، وابن شاهين وغيرهم، وشيخه عبدالله ثقة مشهور.

۱۷۵۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الكفارة، ح: ۷۱۸ عن قتيبة به، وقال: "لا نعرفه مرفوعاً إلا من هذا الوجه، والصحيح عن ابن عمر موقوف، قوله"، وقال: "أشعث هو ابن سوار"، وانظر، ح: ۲۵۹ لعلته.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ، أَوْ مَسْكِينٌ كَوَكَّاهَا أَكَلًا دِيًّا جَاءَ».

فَلْيُطْعَمَ عَنْهُ، مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ، مِسْكِينٌ».

☀️ فوائد و مسائل: ① امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ تو ہے، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے طور پر صحیح سند سے مروی نہیں۔ (جامع الترمذی، الصوم، باب ما جاء في الكفارة؛ حدیث: ۱۸۷۸) ② امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو عنوان لکھا ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کی رائے میں اگر روزوں کی قضا نہ دیئے میں مرنے والے کی کوتاہی کو دخل نہ ہو بلکہ اسے قضا ادا کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلے کی بابت مزید دیکھیے حدیث: ۱۷۵۹ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۵۱) - بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ
مِنْ نَذْرِ (التحفة ۵۱)
باب: ۵۱- جس شخص کے ذمے نذر کے روزے ہوں اور (قضا دینے سے پہلے) اس کی وفات ہو جائے تو؟

۱۷۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِی طَالِبٍ، وَ الْحَكَمِ وَ سَلَمَةَ بْنِ كَهْلِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ عَطَاءٍ وَ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ دَيْنٌ، أَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟» قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: «فَحَقِّقِ اللَّهَ أَحَقُّ».

۱۷۵۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری، مشیرہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھلا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟“ اس نے کہا: جی ہاں (ضرور ادا کرتی)۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اللہ کا حق (ادا کیگی کا) زیادہ مستحق ہے۔“

۱۷۵۹- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۱۷۵۹- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی اور ان کے ذمے روزے تھے۔ کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① فوت شدہ شخص کے ذمے اگر روزے ہوں تو اس کے وارث اس کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں۔ ② روزے خواہ رمضان کے ہوں یا نذر رکے یا کفارے کے سب کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ یہ سب اللہ کا قرض ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں اس کا ولی (وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب من مات وعليه صوم، حدیث: ۱۹۵۳) اگر ولی یعنی وارث اس کی طرف سے روزے نہ رکھیں تو پھر گزشتہ حدیث: ۱۷۵۸ میں جو بیان ہوا ہے اس پر عمل کیا جائے گا کہ ہرون کے روزے کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ گو وہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے لیکن موقوفاً صحیح ہے۔ ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے صحیح ابن خزیمہ میں بھی مروی ہے کہ ہر دن نصف صاع گندم دی جائے۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث: ۳۰۵۷) ③ روزے پر دوسری عبادات مثلاً: نماز کو قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ عبادات کے لیے نص (دلیل) کا ہونا لازمی امر ہے۔ عبادت کے جن معاملات میں نیابت حدیث سے ثابت ہے وہی کریں گے باقی کے بارے میں توقف کریں گے۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ: فِيمَنْ أَسْلَمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۵۲)

باب: ۵۲- ماہ رمضان میں اسلام قبول کرنے والے کا حکم

۱۷۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَيْبِهِ: حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَنِي إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ (فِي الْأَصْلِ: بَنِي، وَأَرَاهُ وَهْمًا) عَطِيَّةِ بْنِ سُفْيَانَ بِهِ مَطْرُوقًا: ۱۳۷/۴ * عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَثَقَهُ ابْنُ حِبَانَ، وَرَوَى عَنْهُ جَمَاعَةٌ، وَصَحَّحَهُ النِّيمِيُّ الْحَنْفِيُّ فِي آثَارِ السَّنَنِ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِحَالِهِ.

۱۷۵۹- أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبدالرزاق به مختصراً، وانظر، ح: ۲۳۹۴.

۱۷۶۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷/۱۶۹، ح: ۴۴۸ على تصحيح فيه، ومن طريقه المزني في تهذيب الكمال: ۱۵۰/۲۰ من حديث أحمد بن خالد به، وفي السيرة لابن هشام قال ابن إسحاق: وحديثي عيسى بن عبدالله عن (في الأصل: بن، وأراه وهماً) عطية بن سفيان به مطروحاً: ۱۳۷/۴ * عيسى بن عبدالله وثقه ابن حبان، وروى عنه جماعة، وصححه النيموي الحنفي في آثار السنن، والله أعلم بحاله.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ شَفِيَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، ابْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَقَدْ نَا الْذَّيْنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِإِسْلَامٍ تَقِيْفٍ قَالَ، وَقَدِمُوا عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ، فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ. فَلَمَّا أَصْلَمُوا صَامُوا مَا بَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّهْرِ.

ثقیف کے اسلام لانے کی خبر کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ ماہ رمضان میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوا دیا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو انھوں نے ماہ رمضان کے باقی ایام کے روزے رکھے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت اگرچہ سداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے رمضان المبارک کے باقی ایام کے روزے رکھے درست ہے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

باب: ۵۳- عورت کا خاوند کی

باب: فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ

اجازت کے بغیر روزہ رکھنا

بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ۵۳)

۱۷۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ماہ رمضان کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔“

۱۷۶۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ، وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ، يَوْمًا، مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۱۷۶۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اپنے خاوندوں کی

۱۷۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

۱۷۶۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في كراهية صوم المرأة إلا بإذن زوجها، ح: ۷۸۲ من حديث شفيان به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه البخاري، ح: ۵۱۹۵ من حديث أبي الزناد به نحو المعنى بالفاظ مختلفة باختلاف يسير.

۱۷۶۲- [سناده ضعيف] والحديث السابق شاذ له، وأخرج أبو داود، الصيام، باب المرأة تصوم بغير إذن زوجها، ح: ۲۴۵۹ وغيره من حديث الأعمش به مطولاً، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۸۸، والمحکم، والذهبي * الأعمش عن، وانظر، ح: ۱۷۸ لتدليس.

۷- أبواب ما جاء في الصيام خاندن کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

سَلِيمَان، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔
قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النِّسَاءَ أَنْ يَصُومْنَ إِلَّا بِإِذْنِ أَرْوَاحِهِنَّ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سند اتنا ضعیف ہے لیکن گزشتہ روایت اس کی شاہد ہے جو صحیح ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۸/۲۸۳، ۲۸۲) وسنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد؛ حدیث: (۱۷۶۲) لہذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② فرض کی ادائیگی کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ ③ نفلی روزہ رکھنے میں چونکہ خاندان کا حق متاثر ہونے کا اندیشہ ہے، خصوصاً جب کہ عورت کثرت سے نفلی روزے رکھے اس لیے نفلی روزے میں عورت کو چاہیے کہ خاندان سے اجازت لے لے۔

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ (التحفة ۵۴)

باب: ۵۴- مہمان اپنے میزبانوں کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے

۱۷۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، وَخَالِدُ ابْنُ أَبِي يَزِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْمَدَنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَزَلَ الرَّجُلُ بِقَوْمٍ، فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ».

۱۷۶۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کچھ لوگوں کا مہمان ہو تو ان کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔“

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ (التحفة ۵۵)

باب: ۵۵- کھانا کھا کر شکر کرنے والا صابر کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے

۱۷۶۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بِنِ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۷۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

۱۷۶۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء فيمن نزل بقوم فلا يصوم إلا بإذنهم، ح: ۷۸۹ من طريق أيوب بن واقد الكوفي عن هشام بن نحو المعنى، وقال: "هذا حديث منكر" * أيوب متروك كما في التقريب، ثم ذكر الترمذي طريق ابن ماجه، وقال: "ولهذا حديث ضعيف أيضا، وأبو بكر ضعيف عند أهل الحديث".

۱۷۶۴- [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: الطاعم الشاكر... الخ، ح: ۲۴۸۶ على تصحيحه

۷- ابواب ما جاء في الصيام ----- کھانا کھا کر شکر ادا کرنے کے اجر و ثواب کا بیان

كَاسِبٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَمْوِيِّ، عَنْ مَعْنٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ».

۱۷۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي حُرَّةَ، عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ أَبِي حُرَّةَ، عَنْ سَيِّدَانِ بْنِ سَنَةَ الْأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ، لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ».

☀ فوائد و مسائل: ① صبر اور شکر دونوں اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ مسلمان کو نعمت پر شکر، مصیبت پر صبر اور نیکی پر ثابت قدمی اختیار کرنی چاہیے۔ ② کھانا کھا کر شکر ادا کرنا بھی ایک نیکی ہے جب کہ کھانا حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور وہ چیز خود بھی حلال ہو۔ ③ جس طرح مردار اور خنزیر کا گوشت حرام ہے اسی طرح چوری، ڈاکے، دھوکے اور جھوٹ کے ذریعے سے یا تصویر سازی، شراب نوشی اور سودی کاروبار وغیرہ سے کمایا ہوا رزق بھی حرام ہے، ایسا رزق کھا کر زبان سے شکر کا لفظ کہہ لینے سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ ④ روزے کی افضلیت اس لیے ہے کہ وہ صبر پر مشتمل ہے۔ اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے اجتناب کرنا بھی صبر ہے۔ اور نیکی کی راہ پر قائم رہنا بھی صبر ہے۔ ⑤ شکر اور روزہ دونوں کے الگ الگ روحانی اور قلبی فوائد ہیں اس لیے مومن کو دونوں طرح کے اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۷۶۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۳۴۳ من حديث عبد العزيز الدراوردي به، وصححه البوصيري. ۶۵۸۲ من حديث محمد بن معن عن أبيه عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۴/۱۳۶، والذهبي، وإسناده حسن، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۵۲ من طريق آخر، وللحديث شاهد.

۷- أبواب ما جاء في الصيام (المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ - شب قدر کا بیان

(التحفة ۵۶)

۱۷۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا پھر آپ نے فرمایا: ”مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی“ پھر بھلا دی گئی۔ اسے آخری دہائی کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“

۱۷۶۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَلْفَةَ، عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: «إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مِنْ رَمَضَانَ. فَقَالَ: «إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأَنْتَبِهَا. فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ».

فوائد ومسائل: ① شب قدر سال کی سب سے افضل رات ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ (القدر ۹۷: ۳) ② شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے اعتکاف کرنا سنت ہے البتہ جو شخص اعتکاف نہ کر سکے اسے بھی راتیں عبادت میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ شب قدر بھلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات یاد نہ رہی کہ اس سال کون سی رات شب قدر ہے۔ ہر سال اسی رات میں ہونا ضروری نہیں۔ ④ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے اس لیے جو شخص دس راتیں عبادت نہ کر سکے اسے یہ پانچ راتیں ضرور عبادت اور تلاوت و ذکر میں گزارنی چاہئیں تاکہ شب قدر کی عظیم نعمت سے محروم نہ رہے۔ ⑤ اگرچہ علمائے کرام نے شب قدر کی بعض علامتیں بیان کی ہیں لیکن ثواب کا دار و مدار اس چیز پر نہیں کہ عبادت کرنے والے کو یہ رات معلوم ہوئی ہے یا نہیں اس لیے اس پریشانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں فلاں فلاں علامت کا احساس نہیں ہوا۔

۵۷- (المعجم ۵۷) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْعَشْرِ - عشرے کی فضیلت

۱۷۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ۱۷۶۷- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

۱۷۶۶- أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب التماس ليلة القدر في السبع الأواخر، ح: ۲۰۱۶، وغيره، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۲۱۶/۱۱۶۷ من حديث هشام به مطولاً. ۱۷۶۷- أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ۱۱۷۵ من حديث ۱۱

۷- أبواب ما جاء في الصيام - رمضان المبارك کے آخری عشرے کی فضیلت

ابن أبي السَّوَّارِبِ، وَ أَبُو إِسْحَاقَ
الْهَرَوِيُّ، إِبرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ.
قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَبَادٍ: حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبرَاهِيمَ
النَّخَعِيِّ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ
مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① فضل ایام میں نیک اعمال کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ ② رمضان کے آخری دس دن
سب کے سب افضلیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح شب قدر کے علاوہ آخری عشرے کی باقی راتیں بھی رمضان
کی دوسری راتوں کی نسبت افضل ہیں اس لیے ان ایام میں ذکر و تلاوت اور صدقات و خیرات جیسی نیکیوں میں
پہلے سے اضافہ کر دینا چاہیے۔

۱۷۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ،
نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَسْرُوقٍ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا
دَخَلَ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمُتَرَزَّ،
وَأَيَّقَظَ أَهْلَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کمر کرنے سے مراد عبادت اور نیکی میں مزید محنت اور کوشش ہے۔ ② آخری عشرے کی
اگر کسی راتیں عبادت میں گزاری جائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ طاق راتوں کو تو اہتمام کرنا ہی چاہیے۔ ③ نیکی
کے کاموں میں اہل و عیال کو بھی شریک کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی عظیم ثواب سے محروم نہ رہیں اور اللہ کے ہاں بلند
درجات حاصل کر سکیں۔ ④ جانے کے مقصد عبادت ذکر اور تلاوت میں مشغول ہونا ہے۔ بعض لوگ یہ فضیلت
والی راتیں فضول بات چیت میں گزار دیتے ہیں یہ انتہائی محرومی اور بد قسمتی کی بات ہے خاص کر مساجد میں
شروع و غوغا عبادت کرنے والوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ ⑤ بہت سی مساجد میں طاق راتوں میں

◀ عبد الواحد بہ۔

۱۷۶۸- أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الاواخر من رمضان، ح: ۲۰۲۴، ومسلم،
الاعتكاف، الباب السابق، ح: ۱۱۷۴ من حديث سفیان بن عیینة به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام اعكاف سے متعلق احکام و مسائل

اور خاص طور پر ستائیسویں رات کو وعظ و تقریر کا پروگرام ہوتا ہے جس کی وجہ سے رات کا کافی حصہ اسی مصروفیت میں گزر جاتا ہے۔ اسی طرح ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچے اور بڑے سبھی عبادت و تلاوت کو بھول کر مسجد کے آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے شور شرابے میں لگے رہتے ہیں جس سے نہ صرف عبادت کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ انتہائی قیمتی وقت فضول کاموں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے ان امور سے اجتناب کیا جائے۔

(المعجم ۵۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

الاعْتِكَافِ (النحفة ۵۸)

۱۷۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا اعکاف کرتے تھے جب وہ سال آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے میں دن اعکاف کیا۔ اور آپ پر ہر سال ایک بار قرآن پیش کیا جاتا تھا جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال آپ کو دوبار قرآن کا دور کرایا گیا۔

۱۷۶۹ - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ . فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ ، اِغْتَكَفَ عَشْرِينَ يَوْمًا . وَكَانَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً . فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ .

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن پیش کرنے سے مراد قرآن مجید کا دور کرنا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس قدر قرآن نازل ہو چکا ہوتا تھا اس کا دور کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الصوم) باب: أحوال ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان، حديث: (۱۹۰۲) ② آخری سال میں دن اعکاف کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری حصے میں عبادت میں زیادہ جانفشانی سے کام لیا اور اعکاف بھی چونکہ ایک عبادت ہے اس لیے اس میں بھی اضافہ فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عشرہ فتح مکہ کے سال کے اعکاف کی تلاقی ہو کیونکہ فتح مکہ کا غزوہ رمضان ۸ھ میں پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷ رمضان کو فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور انیس دن مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے اس لیے اس سال اعکاف نہیں ہو سکا چنانچہ رمضان ۱۰ھ میں میں دن اعکاف کیا۔ واللہ اعلم۔

۱۷۶۹- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح: ۴۹۹۸، ۲۰۴۴ من حديث أبي بكر بن عياش به، والحديث الآتي شاهد له.

۱۷۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم (آخری عشرے کے دوران میں) سفر میں تھے تو جب اگلا سال آیا آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

عِشْرِينَ يَوْمًا. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَغْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ غَامًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، اغْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.

سُورَةُ فائدہ: اگر اس حدیث میں مذکور وہی واقعہ ہے جو گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا تو اگلے سال سے مراد ایک سال چھوڑ کر اگلا سال ہوگا کیونکہ سفر والا رمضان فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف ۱۰ھ کے رمضان میں کیا۔ ممکن ہے ۹ھ میں بھی بیس دن اعتکاف کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَتَدَيُّ الْإِغْتِكَافَ، وَقَصَاءُ الْإِغْتِكَافِ (التحفة ۵۹)

باب ۵۹: اعتکاف شروع کر کے چھوڑ دینا اور اعتکاف کی قضا دینا

۱۷۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرنا چاہتے تھے تو صبح کی نماز پڑھ کر اس جگہ داخل ہوتے جہاں آپ کا اعتکاف کرنے کا ارادہ ہوتا۔ (ایک بار) آپ نے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لیے خیمہ لگا دیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَغْتَكِفَ فِيهِ. فَأَرَادَ أَنْ يَغْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. فَأَمَرَ، فَضُرِبَ لَهُ خِيَاءٌ. فَأَمَرَتْ عَائِشَةُ بِخِيَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا.

۱۷۷۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب الاعتكاف، ح: ۲۴۶۳ من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۱۷۷۱۔ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۴۱، ۲۰۴۵، ومسلم، الاعتكاف، باب متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ۱۱۷۳ من طرق عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة به.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

وَأَمَرَتْ حَفْصَةُ بِجَنَاءِ قَضْرِبَ لَهَا. فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ جَنَاءَهُمَا أَمَرَتْ بِجَنَاءِ قَضْرِبَ لَهَا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْبِرُّ تَرِدُنَّ» فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ، وَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کے خیمے دیکھے تو انھوں نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا اور ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ چیز دیکھی تو فرمایا: ”کیا تم نیکی کا ارادہ رکھتی ہو؟“ چنانچہ نبی ﷺ نے رمضان میں اعتکاف نہیں فرمایا اور شوال میں

دس دن اعتکاف کر لیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے لیے مسجد میں ایک جگہ پردہ کر کے اس میں اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ ② اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔ ③ عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں لیکن ان کے لیے بھی جائے اعتکاف مسجد ہی ہے تاہم مسجد ایسی ہو جہاں عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ہر چیز کا معقول انتظام ہوتا کہ مردوں کے ساتھ کسی بھی مرحلے میں ان کا اختلاط نہ ہو۔ ④ عورتوں میں ایک دوسری کی ریس کرنے کی عادت ہوتی ہے خاص طور پر سونکین ایک دوسری سے رشک رکھتی ہیں۔ اگر اس سے کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسے حکمت سے حل کر لینا چاہیے۔ ⑤ اعتکاف کا پختہ ارادہ کر کے مسجد میں جگہ بنالی گئی ہو پھر کوئی عذر پیش آ جائے تو اعتکاف چھوڑا جاسکتا ہے۔ ⑥ رمضان کے اعتکاف کی تقاضا کسی دوسرے مہینے میں بھی دی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ: فِي اعْتِكَافِ يَوْمِ أَوْ

باب: ۶۰۔ ایک دن یا ایک رات

کا اعتکاف

لَيْلَةٍ (التحفة ۶۰)

۱۷۷۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْخَطْمِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ لَيْلَةٍ فِي الْمَجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا. فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

۱۷۷۲ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے قبول اسلام سے پہلے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی (جو اسلام لانے تک پوری نہ کر سکے تھے) چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انھیں اعتکاف کرنے کا حکم دیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① اعتکاف ایک دن یا ایک رات کا بھی ہو سکتا ہے۔ ② اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کام کر لینا چاہیے البتہ اگر کسی غیر شرعی کام کا

۱۷۷۲ - أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب من لم ير عليه إذا اعتكف صومًا، ح: ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ومسلم، الإيمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ۱۶۵۶ من حديث نافع به.

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام اعكاف سے متعلق احکام و مسائل

ارادہ کیا ہو تو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ ⑤ اللہ کے لیے نذر مانا عبادت ہے لہذا ایسی نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ۶۱) - بَابُ: فِي الْمُتَكَبِّفِ يَلْزَمُ
مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ۶۱)

باب: ۶۱۔ اعکاف کرنے والا مسجد
میں ایک جگہ رہے

۱۷۷۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنَّ
يُونُسَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَكَبَّفُ الْعَشْرَ
الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۷۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دن
اعکاف کیا کرتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ
الْمَكَانَ الَّذِي يَتَكَبَّفُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما نے مجھے وہ جگہ دکھائی تھی جہاں رسول اللہ ﷺ
اعکاف کیا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگرچہ اعکاف کا مطلب مسجد میں رکے رہنا ہے تاہم سنت سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بھی
ایک جگہ مقرر کر کے اعکاف کا وقت اسی جگہ گزارنا چاہیے۔ ② اعکاف کے لیے پردہ کر کے جگہ بنانے کا مقصد
بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اسی خیمہ میں گزارا جائے۔ ③ اگر ایک شخص مسجد کے ایک ہی حصے میں ہر
سال اعکاف کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ نماز کے لیے مسجد میں ایک جگہ خاص کر لینا درست نہیں۔ گھر میں یہ
بھی جائز ہے۔

۱۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

۱۷۷۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ جب اعکاف کرتے تو ستونِ توبہ کے

۱۷۷۳۔ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۵ من حديث ابن وهب به،
ومسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ۱۱۷۱ عن أبي الطاهر أحمد بن عمرو به.

۱۷۷۴۔ [إسناده حسن] أخرجه إمام الأئمة ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۲۲۳۶ عن محمد بن يحيى به، وصححه
البوصيري * عيسى بن عمر وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وأما الحافظ نعيم بن
حماد فحسن الحديث كما حققته في "الأسانيد الصحيحة في أخبار أبي حنيفة"، ولم ينهه أحد فيه خير، وأجاب
الإمام المحقق المعلمي اليماني رحمه الله عن الطعون في الإمام نعيم رحمه الله فأجاد وأفاد، جزاه الله خيراً، راجع
"التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل" ۱/ ۴۹۳، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲/ ۳۸۵، ح: ۱۳۴۲۴ من
طريق عبد العزيز بن محمد عن عيسى بن عمر به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

المُبَارَك، عَنْ عِيْسَى بْنِ عُمَرَ بْنِ مُوسَى، قَرِيبَ آبٍ كَابِسْتَرٍ بَجَادٍ يَأْتِي آبٍ كِي چارپائی وہاں عَن نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ، طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوَضَّعُ لَهُ سَرِيرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ.

🌞 فائدہ: ”توبہ کے ستون“ سے مراد مسجد نبوی کا ایک خاص ستون ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ایک غلطی ہو گئی تھی جس کا احساس ہونے پر انھوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کرے گا میں یہیں بندھا رہوں گا۔ تین دن کے بعد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر خود انھیں کھولا۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي حَبْنَةِ فِي الْمَسْجِدِ (النحفة ۶۲)
باب: ۶۲- مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف کرنا

۱۷۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَكَفَ فِي قُبَّةِ تَرْكِيَّةَ. عَلَى سِدَّتِهَا قِطْعَةً حَصِيرٍ. قَالَ، فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَفَنَحَّاها فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ. ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے لیے جگہ خیمے کے انداز میں بھی بنائی جاسکتی ہے خصوصاً جب اعتکاف مسجد کے صحن میں کیا جائے اور دھوپ وغیرہ سے بچاؤ کے لیے سائے کی ضرورت ہو۔ ② اعتکاف کے دوران میں لوگوں سے ضروری بات چیت کی جاسکتی ہے۔ ③ غیر مسلم مالک کا بنا ہوا کپڑا یا دوسری چیز استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ہماری شریعت میں ممنوع ہو مثلاً: ایسا مردانہ لباس جو برہمن کا بنا ہوا ہو استعمال کرنا جائز نہیں۔

۱۷۷۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ۱۱۶۷/۲۱۵ عن محمد بن عبد الأعلى به مطولاً، وانظر، ح: ۱۷۶۶.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي الْمُتَكَيِّفِ يَتَوَدُّ

باب: ۶۳- کیا اعتکاف والا آدمی کسی بیمار کی

الْمَرِيضِ وَيَتَشَهَّدُ الْجَنَائِزَ (التحفة ۶۳)

عیادت کر سکتا ہے یا جنازے میں شریک

ہو سکتا ہے؟

۱۷۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ

۱۷۷۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

ہے انھوں نے فرمایا: میں حاجت کے لیے گھر میں داخل

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَ عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ہوتی اور وہاں کوئی بیمار ہوتا تو میں چلتے چلتے ہی اس کی

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلَ الْبَيْتَ

خیریت پوچھ لیتی تھی۔ انھوں نے فرمایا: جب لوگ

لِلْحَاجَةِ، وَالْمَرِيضِ فِيهِ، فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا

اعتکاف میں ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل

وَأَنَا مَرَّةٌ. قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا

نہیں ہوتے تھے مگر قضائے حاجت کے لیے۔

يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ، إِذَا كَانُوا

مُعْتَكِفِينَ.



فوائد و مسائل: ① اعتکاف والے کو بلا ضرورت مسجد سے نکلنا منع ہے۔ ② قضائے حاجت کے لیے مسجد

سے باہر نکلنا جائز ہے۔ ③ اگر مسجد کے ساتھ بیت الخلاء کا انتظام نہ ہو تو اعتکاف والا اس غرض کے لیے گھر

جاسکتا ہے۔ ④ غسل جنابت بھی ایک ایسی ہی حاجت ہے جس کے لیے مسجد سے نکلنا ضروری ہے لہذا معتکف

اس مقصد کے لیے بھی باہر نکل سکتا ہے۔ ⑤ مریض کی بیمار پرسی کے لیے اعتکاف سے نکلنا درست نہیں لیکن اگر

کسی جائز سبب سے باہر نکلا ہو اور راستے میں مریض مل جائے تو اس سے حال پوچھنا جائز ہے تاہم اس کے

پاس بات چیت کے لیے رک جانا درست نہیں۔

۱۷۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنصُورٍ،

۱۷۷۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعتکاف والا جنازے

الْهَيَّاجُ الْخُرَاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَتَبَةُ بْنُ

کے ساتھ جاسکتا ہے اور بیمار کی بیمار پرسی کر سکتا ہے۔“

۱۷۷۶- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ۲۰۲۹ من حديث الليث به، ومسلم،

الحیض، باب حواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها... الخ، ح: ۲۹۷ عن محمد بن رمع

وغیره به.

۱۷۷۷- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن عبد الخالق وعنبه وهياج ضعفاء" *

عبد الخالق مجهول (تقریب)، وهياج بن بسطام ضعيف، وعنبه بن عبد الرحمن متهم بوضع الحديث كما تقدم،

ح: ۱۲۴۲.

۷- أبواب ما جاء في الصيام اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُعْتَكِفُ يَتَّبِعُ الْجَنَازَةَ، وَيَعُودُ الْمَرِيضَ».

(المعجم ۶۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

الْمُعْتَكِفِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَيَرْجِلُهُ (التحفة ۶۴)

باب: ۶۴- اعتکاف کرنے والا سر دھو سکتا ہے اور کنگھی کر سکتا ہے

۱۷۷۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۷۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوتے تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے، میں آپ ﷺ کا سر مبارک دھو کر کنگھی کر دیتی، میں اپنے حجرے میں ہوتی تھی اور ایام سے ہوتی تھی اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے تھے۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُوةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَرْجِلُهُ. وَأَنَا فِي حُجْرَتِي. وَأَنَا حَائِضٌ. وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

🌞 نوآمد و مسائل: ① اعتکاف کے دوران میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے۔ ② اعتکاف کی حالت میں اگر جسم کا کوئی حصہ مثلاً: سر مسجد سے نکالا جائے تو اعتکاف میں فرق نہیں آتا۔ ③ جب عورت کے حیض کے ایام ہوں تو وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی البتہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے کوئی چیز اٹھا سکتی ہے۔ ④ اعتکاف کی حالت میں معتکف کی بیوی اس کی خدمت کر سکتی ہے۔ ⑤ ام المومنین کو اس انداز سے اس لیے خدمت انجام دینے کی ضرورت پیش آئی کہ نبی ﷺ اعتکاف کی وجہ سے گھر نہیں آ سکتے تھے اور ام المومنین خاص ایام میں ہونے کی وجہ سے مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی تھیں۔

باب: ۶۵- معتکف کی بیوی کا

مسجد میں آ کر اسے ملنا

(المعجم ۶۵) - بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ

يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۶۵)

۱۷۷۹- حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

۱۷۷۹- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے

الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ

۱۷۷۸- متفق علیہ، وقد تقدم، ح: ۶۳۳.

۱۷۷۹- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحواحجه إلى باب المسجد؟ ح: ۲۰۳۵ وغيره، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليًا بامرأة... الخ، ح: ۲۱۷۵ من حديث الزهري به بألفاظ متقاربة عثمان بن عمر بن موسى حسن الحديث على الراجح، وتابعه الثقات.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام

اعتکاف سے متعلق احکام و مسائل

ابن موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر، عن
 أبيه، عن ابن شهاب: أخبرني علي بن
 الحسين، عن صفية بنت حيي، زوج
 النبي ﷺ، أنها جاءت [إلى] رسول الله
 ﷺ تزوره. وهو متكف في المسجد في
 العشر الأخير من شهر رمضان.
 فتحدثت عنده ساعة من العشاء. ثم
 قامت تنقلب. فقام معها رسول الله ﷺ
 يقلبها. حتى إذا بلغت باب المسجد
 الذي كان عند مسكني أم سلمة، زوج
 النبي ﷺ، فمر بهما رجلان من
 الأنصار. فسألنا على رسول الله ﷺ. ثم
 نفذنا. فقال لهما رسول الله ﷺ: «على
 رسلكما. إنها صفية بنت حيي» قالاً:
 سبحان الله. يا رسول الله وكبر عليهما
 ذلك. فقال رسول الله ﷺ: «إن الشيطان
 يجري من ابن آدم مجرى الدم. وإني
 خشيت أن يقذف في قلوبكما شيئاً».

ملاقات کے لیے مسجد میں تشریف لے گئیں جبکہ آپ
 رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد میں متکف
 تھے۔ وہ عشاء کے وقت کچھ دیر نبی ﷺ سے بات چیت
 کرتی رہیں پھر اٹھ کر واپس چل دیں۔ رسول اللہ ﷺ
 انھیں (مسجد کے دروازے تک) چھوڑنے کے لیے ان
 کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جب
 مسجد کے اس دروازے تک پہنچیں جو رسول اللہ ﷺ کی
 زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب تھا
 تو پاس سے دو انصاری گزرے۔ انھوں نے رسول اللہ
 ﷺ کو سلام عرض کیا اور چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے
 انھیں فرمایا: ”ٹھہرو یہ صفیہ بنت حی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔“
 انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (تم
 آپ پر کس طرح شک کر سکتے ہیں؟) انھوں نے
 (رسول اللہ ﷺ کی) اس بات کو شدت سے محسوس کیا۔
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان انسان میں خون کی
 طرح پھرتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا تھا کہ وہ تمہارے
 دل میں کوئی (نامناسب) بات نہ ڈال دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتکاف کرنے والے سے دوسرے لوگ مل جل سکتے ہیں اور ضروری بات چیت کر سکتے

ہیں۔ ② اعتکاف والے سے اس کی بیوی بھی مسجد میں آ کر ملاقات کر سکتی ہے۔ ③ متکف کسی ضرورت سے
 اعتکاف کی جگہ سے اٹھ کر مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے۔ ④ عالم کو اپنی عزت و شرف کا خیال رکھنا چاہیے
 اور لوگوں کو ایسا موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ شک و شبہ کا اظہار کریں۔ ⑤ خاوند اپنی بیوی کا نام لے سکتا ہے اور
 اسے نام لے کر بلا بھی سکتا ہے۔ ⑥ ان دو صحابیوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے تکلیف محسوس کی کیونکہ
 انھیں محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ
 احساس دور کرنے کے لیے وضاحت فرمادی کہ تم نے میرے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سوچی لیکن شیطان

۷- أبواب ما جاء في الصيام - اعكاف سے متعلق احکام و مسائل

وسوسہ ڈال سکتا ہے۔ ⑧ نبی ﷺ کی یہ وضاحت ان حضرات کے لیے باعث رحمت تھی کیونکہ اس طرح شیطان کے وسوسے کا راستہ بند ہو گیا ورنہ نبی ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی ویسی سوچ ایمان سے محرومی کا باعث بھی ہو سکتی تھی۔ ⑨ تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا درست ہے۔ ⑩ شیطان جنات میں سے ہونے کی وجہ سے انسان پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوتا ہے اس لیے اس کا وسوسہ ایک حد سے آگے بڑھ جائے تو انسان کے ایمان کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ ان وسوسوں کے شر سے بچنے کے لیے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اور اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَتَكَيَّفُ

باب: ۶۶- استحاضہ کی مریض خاتون

(التحفة ۶۶)

کا اعکاف

۱۷۸۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اُعْتَكَفْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ. فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ. فَرَبَّمَا وَضَعَتْ تَحْتَهَا الطَّنْثَ.

۱۷۸۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ محترمہ نے اعکاف کیا۔ انھیں سرخ اور زرد رنگ (کا) استحاضہ) آتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنے نیچے چوڑا برتن رکھ لیا کرتی تھیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① استحاضہ والی عورت ہر وہ عبادت انجام دے سکتی ہے جو پاک عورت انجام دیتی ہے چنانچہ وہ اعکاف بھی کر سکتی ہے۔ ② ماہانہ عادت کے ایام کے علاوہ اگر سرخ خون بھی ظاہر ہو تو وہ استحاضہ ہی شمار ہوگا۔ زرد خون کا بھی یہی حکم ہے۔ ③ برتن میں بیٹھنے کا مقصد یہ تھا کہ مسجد کی چٹائیاں وغیرہ آلودہ نہ ہوں۔ ④ اس حدیث سے ان علماء کے موقف کی تائید ہوتی ہے جو عورتوں کے لیے بھی مسجد میں اعکاف کرنا ضروری قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر گھر میں اعکاف جائز ہوتا تو نبی ﷺ اس خاتون کو گھر میں اعکاف کرنے کا حکم دے دیتے تاکہ انھیں برتن نہ رکھنا پڑتا۔

(المعجم ۶۷) - بَابُ: فِي ثَوَابِ

باب: ۶۷- اعکاف کا ثواب

الإِعْتِكَافِ (التحفة ۶۷)

۱۷۸۱ - حَدَّثَنَا عَيْبُذُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ: ۱۷۸۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۷۸۰- أخرجه البخاري، الحيض، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ۳۱۰ من حديث يزيد بن زريع به. ۱۷۸۱- [إسناده ضعيف] * عبيدة بن بلال العمي مجهول الحال (تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف فرقدين يعقوب السبخي"، وفيه علة أخرى.



۷۔ ابواب ما جاء في الصيام - عیدین کی راتوں میں قیام سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا: ”وہ گناہوں کو روک دیتا ہے۔ اور اس کے لیے ساری نیکیاں انجام دینے والے کی طرح نیکیاں جاری کی جاتی ہیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أُمَيَّةَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُوسَى الْبَخَارِيُّ، عَنْ عُبَيْدَةَ الْحَمِّي، عَنْ فَرْقَدِ السَّخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ: «هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَمَا مِلَ الْحَسَنَاتِ كُلُّهَا».

باب: ۶۸ - (المعجم ۶۸) فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتِي

(العیدین (التحفة ۶۸)

۱۷۸۲۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے عیدین کی دونوں راتوں میں قیام کیا اس کا دل نہیں مرے گا جس دن (لوگوں کے) دل مرجائیں گے۔“

۱۷۸۲ - حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْمَرَارِيُّ بْنُ حَمْوِيَّةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ لَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ، مُحْتَصِبًا لِلَّهِ، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ».

656

المكتبة الإسلامية

۹۹۔۔ جے ماؤل ناؤن۔ لاہور

۱۷۵۳۶۔۔۔۔۔

